

أَفْضَلُ حُرِّيٍّ إِلَى اللَّهِ

هَذَا مِنْ قَضَائِ رَحْمَتِي



١٩ ١٣

جس اول

لاف کرن فاسف الملکیت کے سی آئی ای بی بی وی او اے ٹی سی
کمانڈر افواج باقاعدہ سرکار مالی

نظام الملکیت

فیلمی گروپ ۶۲^{۱۸}ء



I Resuldar Major Mirza Zulfakhar Ali Beg Khan Bahadur, Hyderabad Contingent (Afzal ul Mulk's Force)	II Mirza Mahomed Ali Beg (when 12 years old) Col. the Nalwab Afzal ul Mulk, Hyderabad Contingent (Afzal ul Mulk's Force)	III Resuldar Mirza Vilayat Ali Beg, Hyderabad Contingent (Afzal ul Mulk's Force)
---	--	--

مرزا ولایت علی بیگ رسالدار بہادر مرزا محمد علی بیگ خان بہادر مرزا ذوالفقار علی بیگ خان بہادر
 رسالدار سوم حیدرآباد کنٹیننٹ افسر الملک ورن دہ ساگی رسالدار یحییٰ حیدرآباد کنٹیننٹ

شہو العیزز

بسم اللہ الرحمن الرحیم



جب میں اس خوش دایہ سے کلک چلنے پھرنے کے لائق ہوا تو میرے والد ماجد نے سواری کے لئے ایک چوٹا سا یا بو مجھے لے دیا اس کی پشت پر کرسی نما ایک زین کساجا تا اور میں سوار ہو کے ہوا خوری کے لئے جایا کرتا تھا۔ میری بڑی بہن بیان کرتی تھیں کہ مجھے اسکی سواری کا اوس زمانہ میں ایسا شوق تھا کہ میرے بہلانے کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ہو گیا تھا میری دایہ مجھے اوس کرسی نما زین پر بٹھلائی اور پہراٹنے کو لیجاتی تھی اگر اس درمیان آیا تھا کہ جاتی تو یہ خدمت میری بڑی بہن ادا کرتیں وہ مجھ سے نہایت محبت رکھتی تھیں مجھے اس دکھنی یا بو پر جب کانام میرے والد ماجد سے چھینڈو رکھ دیا تھا زنا نہ مکان کے احاطہ میں گھنٹوں پہرتیں اور اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے مجھے بہلا یا کرتی تھیں۔

۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ھ ہجری میں جبکہ میری عمر تقریباً پانچ سال کو تھی ہندوستان میں غدر کی شورش برپا ہوئی میرے والد کو اسی زمانہ میں حیدرآباد کنٹنمنٹ فوج کے ساتھ اوسط فرنٹ کا ایک بڑا سفر پیش آیا اور ایک سال سے نیا ممالک متوسط اور شمالی ہند میں قیام کرنا پڑا۔ اسکا انحصار احوال میں اپنی عمر کے گیارہویں سال کے حالات میں بیان کروں گا۔

جون ۱۸۵۸ء عیسوی مطابق دسمبر ۱۲۷۴ھ ہجری میں غدر کا فتنہ فرو ہونے کے بعد جب میرے والد ماجد ہندوستان سے دکن میں تشریف لائے میرا بن چھ سال کا ہو گیا تھا اسوقت بجائے کرسی نماز میں مجھے ایک چھوٹا سا بانائی خوگیر دیا اور آٹا کی جگہ محمد رضانی اردلی میری نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ یہ پیش خدمت میرے یا بوکو باگ پکڑے ہوئے صبح و شام ہونا خورمی کے لئے مکان سے باہر قرب و جوار میں مجھے لیجا یا کرتا تھا۔

۱۸۵۹ء عیسوی مطابق ۱۲۷۵ھ ہجری میں ساتویں سال والد ماجد مجھے اپنے ہمراہ نکار میں لیجانے گئے میں ادسی یا بوکو پر سوار ہوتا اور محمد رضانی اردلی اپنے گھوڑے پر سوار میرے یا بوکو باگ ہاتھ میں لئے رہتا تھا مگر ان ایام میں خادم کا یہ موقعوں پر یا بوکو باگ پکڑنا مجھے سخت ناگوار تھا دل میں ہی تمننا رہتی تھی کہ میں تنہا آزادانہ اپنے یا بوکو کو جہان چاہوں وہاں دوڑاتا پیروں کسی طرح رضانی کے ہاتھ سے مجھے نجات ملے۔

اٹھویں سال بہالہ کی جگہ بلیوٹکیو میں اپنے ہاتھ میں لیکر والد ماجد کے ہمراہ کمار کو جایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک آیرگن (بھوائی بندوق) بھی میرے والد نے مجھے ملگاوی تھی جس سے میں نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نشانہ اندازی میں مشغول تھا اتفاق سے اس وقت میری چھوٹی بہن سامنے آگئیں اور آیرگن کی گولی اون کے پاؤں میں لگ گئی۔ اگرچہ اس چھوٹی گولی سے ان کو کچھ ہرج نہیں ہوا لیکن چونکہ میرے والد ماجد بڑے دور اندیش اور انجام بین تھے انہوں نے اس واقعہ سے خیال کیا کہ اس قسم کی بے احتیاطی کا اگر اس وقت انداز کیا جائے گا تو آئندہ خوفناک واقعات ضرور پیدا ہوں گے۔

لہذا اس تصور کی سزا میں فوراً میری بندوق چھین لی اور ایک ہفتہ تک یا بو کی سواری بھی موقوف کر دی۔ اس موقع پر جو بچ اور صدر میرے دلپر گذرا وہ ایک زمانہ تک فراموش نہیں ہوا۔ اور اس واقعہ نے میرے دل میں نہایت ہی مفید اثر پیدا کیا اور مجھے تمام عمر کے لئے محتاط بنا دیا۔ میں ہمیشہ بندوق اور تفنگ چھوڑ کر بے وقت بے انتہا احتیاط کرتا رہا اور میں اپنے والد ماجد کے ایسی اصول پر آج تک کاربند ہوں۔

چنانچہ ۱۸۸۹ء عیسوی مطابق ۱۳۰۷ھ ہجری میں جو کتاب موسوم بہ تفنگ یا فرہنگ سینے لکھی ہے اس کے باب دوازہم میں بندوق سے احتیاط کرنے کے بارہ میں بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

پک اسٹلنگ

۱۸۶۱ء عیسوی مطابق ۱۳۷۷ھ ہجری میں میرے والد کی رجسٹر تیسرا سال
حیدر آباد کنٹنٹنٹ اورنگ آباد سے سون آباد کو آیا یہ مقام حیدر آباد سے ساٹھ کوس
کے فاصلہ پر عرب کی جانب آباد ہے۔ اسکی مردم شماری بارہ ہزار سے زیادہ ہے
اسکی شمالی طرف میں کچھ دور پر دریائے گوداوری اور ایسے ہی جنوبی جانب میں
دریائے ماہنجر بہتا ہے جسکے سبب سے یہ قطعہ نشیبی زمینوں میں زیادہ سرسبز و شاداب
ہے اس کے چاروں طرف جنگل وغیرہ کثرت سے ہے شمال و جنوب بلکہ قریب قریب
چاروں طرف سے چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے دوڑتے چلے گئے ہیں جن کے
باعث انواع و اقسام کے درند اور چرند اس نواح میں پائے جاتے ہیں۔ بونچ اور
خنتریر کا شکار اس مقام کا بہت مشہور ہے پک اسٹلنگ یعنی خنتریر کو بہالہ شکار
کرنا ہندوستان کے بہترین شکاروں میں تصور کیا جاتا ہے۔

جیسے اس زمانہ میں یورپ کے بڑے بڑے معرزمین اور شاہنشاہوں سے پک اسٹلنگ
کے لئے ہندوستان آتے ہیں اور شمالی ہند جیپور جوہ پور آگرہ وغیرہ کی طرف اس
شکار میں شریک ہوتے ہیں ویسے ہی اس زمانہ میں کن میں اورنگ آباد میں آباد
دونوں جگہ جنگلی خنتریروں کا بہالہ سے شکار کرنا بہت مشہور تھا۔

سون آباد کی چھاؤنی میں رسالہ کے پہونچتے ہی شکار کا انتظام کیا گیا۔ یہ قاعدہ

تہا کٹر شکار سے قبل شکاری لوگ جانوروں کی خبر لانے کے لئے جنگل کو بھجواے جاتے تھے جس وقت خبر آتی کہ جانور موجود ہیں تو سب شکار دوست افسر گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل کو جاتے اور ہتھکاش شروع کیا جاتا۔

جس وقت جانور اپنے مقاموں سے ہٹ کر میدان کی طرف آتے تو اس وقت افسر لوگ اپنے گھوڑے دوڑاتے اور انکو بہانوں سے شکار کرتے تھے۔

ختم پیر کے شکاری کو فن سواری اور نیزہ بازی کی زیادہ مہارت درکار ہے اور گھوڑا بھی خوب دوڑنے والا اور جاندار اور سوار کے قابو کا بھونا چاہئے ورنہ یہ موجود جانور اکثر گھوڑے کو زخمی کر دیتا ہے اسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ شکاریوں میں باہم تقدم اور سبقت کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ انمیں جو شخص اول بہالہ مارتا ہے اسی کا اول نمبر شمار کیا جاتا ہے اول بہالہ معنی فرسٹ اسپر چلانے کے لئے بہت کچھ سعی و کوشش کیجاتی ہے ناہموار زمین نالوں اور پہاڑوں میں گھوڑے دوڑاتے وقت اکثر گھوڑی گر جاتے ہیں اور سواروں کے سخت چوٹیں آتی ہیں ایسے موقعوں پر سوار کو فن سواری کی مشق اور گھوڑے کی شایستگی زیادہ بکار آمد ہوتی ہے۔ جب تک میرے والد کی جینٹ مومن آباد میں رہی ہفتہ میں ایک یا دو بار میرے والد ماجد چند اجاب قسکار دوست کے ہمراہ پگ اسٹنگ کو ضرور تشریف لیجاتے تھے۔

ایک دن صبح کے وقت مومن آباد کی شمالی جانب کے شکار کی خبر آئی چونکہ شکار کا سامان ہتھیار ہا کرتا تھا اس خبر کے سنتے ہی میرے والد اور سٹر وائٹس اور سٹر جانسن

اور سٹر فخر لڈیکار کو روانہ ہوئے۔ مین بھی اپنے چھوٹے دکھنی یا بو پر سوار ہو کر اونکے ساتھ ہو لیا۔ ہر چند میرے یا بو کی باگ اور سوت محمد رمضان کے ہاتھ مین نہ تھی لیکن پہر بھی بیجا طور پر یا ناہموار زمین اور جنگلی وغیرہ مین یا بو کے دوڑانے کی تہو سخت ممانعت تھی۔ یہہ پیش خدمت سایہ کی طرح میرے ساتھ لگا رہتا تھا جو مجھے کمال ناگوار گزارتا تھا۔ صاحبان موصوف کے پہونچتے ہی جنگل مین ہانکد شروع ہوا۔ سب صاحبون نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑائے اور بہت جلد میری نظر سے غائب ہو گئے۔ ”مین بھی اون کے پیچھے پیچھے اپنا یا بو دوڑاتا چلا گیا“ جب مین کچھ آگے پہونچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نالہ مین نہایت دلدل ہے اور اوس کے اوس پار سٹر جانس سٹر واٹن میکر والد کے پاس کھڑے ہین۔ ”اور کرنل فخر لڈ میرے والد کے گاندہ ہوں مین ہاتھ دے ہوئے اون کو زمین سے اٹھا رہی ہین۔“ جب مین نے اون کے پاس پہونچنے کے لئے نالہ سے گزرتا چاہا تو میرا یا بو دلدل مین پھنس گیا آخر بشکل اوس سے نکلا پہر مین آہستہ آہستہ دو کھرنارہ سے اپنے والد کے پاس پہونچا۔ پہونچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ فخر لڈ کے پاس اول سٹر جانس پہونچے لیکن اونکا گھوڑا اور اون کے بعد سٹر واٹن کا گھوڑا نالہ سے عبور کرتے وقت دلدل مین گر پڑا۔ اور اونکے بعد جب میرے والد وہاں پہونچے تو اونکا گھوڑا ایسا بے طور گرا کہ اون کے سخت چوٹ آئی اور کالر یون (نہلی کی ہڈی) ٹوٹ گئی۔

مومن آباد میں ایک اسٹاکنگ لینے ہمارے خیر کار شکار



احسن شاہ، سالانہ مریط فو ایکسٹرو حنائف، مزاروات جاگنگ، سادار والد ماجد الفسٹالک ہمارے مزارع ملک اسٹاک فسٹالک درمنہشت ہمارے

صفیہ (۱۰)

سنگا ختم ہونے میں مرزا ولایت علی بیگ لالہ ماجد افسر لالہ کبیر بھادک کا کھوڑے سے گر کر زنا اور کرنل خیر علی کو زمین سے بٹھا آ۔



مرزا محمد علی بیگ افسر لالہ کبیر بھادک ساگی۔ مرزا ولایت علی بیگ کرنل خیر علی۔ سٹریٹ جارجس۔ سٹریٹ وائس

چونکہ میں نے اس سے پہلے شکار کا ایسا تاثر کیا ہی نہ کیا تھا میرے دل میں
اد کے دیکھنے کا اشتیاق جوش مار رہا تھا میں نے جلتے ہی اون سے پوچھا کہ وہ جانور
جسے آپ نے شکار کیا ہے کہاں سے سٹر جانس نے کہا وہ تو تھک گیا۔ جب ہم اس
نالہ کے قریب پہنچے یکایک ہمارے گھوڑے گر گئے اور تمہارے والد کی
کاربون کرنے کے صدمہ سے ٹوٹ گئی اس واقعہ کے سننے پر بھی میرا خیال نہ بدلا
میں شکار کے شوق میں ایسا محو تھا کہ پہر میں نے اون سے کہا کہ میرے والد تو اپنی
کاربون کے ٹوٹنے کے سبب سے شکار کا تعاقب نہ کر سکے آپ صاحبون نے شکار کو
کیونکہ کھانے دیا اور اس کا تعاقب کیونکہ کیا اس پر سٹر جانس نے بیاختہ جواب دیا اے
ناشکرے لڑکے ہم تیرے والد کی خبر گیری میں رہے اس لئے شکار کے پیچھے نہ جاسکے
میری اس کم سنی کے زمانہ کی یہ گفتگو اور صاحبان موصوف کے جواب بعد کو ایک
لطیفہ ہو گئے۔ مدت دراز تک سٹر جانس سٹر جانس نے میرے اس ریمارک کو
یاد رکھا ہمیشہ محبت آمیز لب و لہجہ میں اس کا ذکر ملاقات کے وقت کیا کرتے تھے۔
میرے والد کو یہ شکار سے کچھ ایسی دلچسپی تھی کہ جب کچھ دونوں کے بعد اون کو
صحت ہو گئی تو پہر جب علوت شکار کے شغل میں مشغول ہو گئے۔

تیندوے کا شکار

اسی طرح تیندوے کا شکار بھی مومن آباد کے قرب و جوار میں کثرت سے کیا

جاتا تھا شکاری لوگ اکثر تیندوے کی خبر لاستے اور میرے والد تشریف لیجا کے
 بندوق سے اٹکا شکاریا کرتے تھے۔ حسبِ ماوت۔ ایک روز شکاری لوگ خبر
 لاسے کہ بوٹا ماتہہ کے جنگل میں ۱۰۰ تیندوے نے ایک گاؤں کے میل کو مارا ہے
 اور وہ دونوں ایک نالہ میں بیٹھے ہیں۔

اس خبر کے سنتے ہی میرے والد ماجد نے شکار کا انتظام کیا اور ہانکے والے اور
 بندوقین اور شکار کا جملہ سامان روانہ فرمایا اور خود مع مسٹر جانس و مسٹر واٹسن اور مسٹر فیلڈ
 کے شکار کو تشریف لے گئے۔ جنگل میں پہونچتے ہی نالہ اور پہاڑوں کے اطراف
 میں آدمی بٹھلا دے گئے جب یہ خبر آگئی کہ ہانکے والے پہاڑ اور نالہ کے درمیان
 پہونچ گئے تو میرے والد ماجد سمت دست راست اور کرنل جانس اور کرنل واٹسن
 وسط میں اور کرنل فیلڈ جانب دست چپ بندوقین لیکر کھڑے ہو گئے نالہ کے
 دونوں طرف درختوں پر آدمی بٹھلا دے گئے اور دھڑ دھڑ سوار لین میں کھڑے کر دے
 گئے کہ تیندوے کی نقل و حرکت کو اونٹ پر سے دیکھتے رہیں اور صاحبان موصوف
 کو فوراً اطلاع دیں۔ اوسوقت مجھے بھی پہاڑ کے ایک ایسے بلند مقام پر کھڑا کروایا گیا تھا
 کہ سارا جنگل نظر آتا اور میں شکار اور شکار کھیلنے والوں کے حالات کا خاطر خواہ تماشہ
 دیکھ سکتا تھا۔

غرض ہانکے شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد ایک تیندو پہاڑ سے نکل کر مسٹر واٹسن
 کے سامنے آیا انہوں نے اوپر گولی چلائی تیندو مجروح ہو کر نالہ کے کنارہ ایک

گنجان جہاڑی مین گھسکر بیٹھ گیا۔ ہانکے والے یہہ دیکھ کر اوسکی طرف بڑھے۔ جب شترسوار اوس جہاڑی کے قریب ہو کر گزرے تیندوے نے اونٹنوں کو دیکھتے ہی اپنی جاکا سے جت کی اور ایک اونٹ کی گردن پکڑ لی اونٹ اس بلائے ناگہانی مین پہنتے ہی سخت گہر 'یا اور اس نے اوچھلنا کو دنا لاتین مارنا شروع کیا یہاں تک کہ زمین کی تنگ ٹوٹ گئے شترسوار اور تین دونوں زمین پر گر گئے مگر تیندوے نے اونٹ کی گردن پھوڑی اور اوسے لپٹا ہی رہا اونٹ اس کشمکش سے بے دم ہو گیا گردن نیچو ڈال دی اور قریب تھا کہ اوسکا کام تمام ہو جائے مگر سیف اللہ خان جمعہارا وسوقت قریب مین تھے اونہوں نے بڑھ کر تیندوے پر بندوق چلائی تیندوہ زمین پر گر گیا اونٹ کو جو اوس سے نجات ملی تو وہ اس وحشت اور گہرا ہٹ سے بہاگا کہ کئی ہانکے والے اوسکی چھیٹ مین آگئے اس آٹنا مین دوسرا تیندوہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ سیدھا میرے والد ماجد کی طرف چلا آئے دیکھتے ہی اوسپر گولی چلائی تیندوہ زخمی ہو کر ہانکے والوں کی طرف واپس ہو گیا چونکہ اونٹ اور تیندوے کی گڑبڑ سے تمام ہانکے والے پر اگندہ اور منتشر ہو گئے تھے تیندوہ جب اون کے قریب پہونچا تو اونہوں نے شور وغل مچایا۔

کریم خان نامی ایک سپاہی نالہ کے کنارہ ایک درخت پر بیٹھا ہوا تھا تیندوے کی نظر کہین اوسپر جا پڑی اس نے آوی کو اپنی زور پر دیکھ کر اوسپر جت کر کے پکڑ لیا اور زخمی کر ڈالا مگر کریم خان اور تیندوہ دونوں درخت پر سے کچھ ایسے بے ترکیب زمین پر

گرے کہ تیندوا گہرا ہٹ سے اوس مجروح سپاہی کو چھوڑ کر ایک گنجان جھاڑی میں جاگہسا چو تک تھوڑی ہی دیر میں دو تین دن سے ایک اونٹ اور ایک آدمی زخمی ہو چکا تھا اب اوسکے پاس جائیگی کسی کوجرات نہوئی۔

میرے والد ماجد جو نالہ کے کنارہ تیندوے کے انتظار میں بندوق لہو کھڑے تھے جب ہانکہ کو دیر ہوئی تو انہوں نے اردلی کو آگے بھیج کر کیفیت دریافت کی معلوم ہوا دو تیندوے نالہ سے نکلے ایک نے اونٹ کو زخمی کیا اور اوسکو سیف اللہ خان نے مار لیا اور دوسرے کے حملہ سے کریم خان سپاہی مجروح ہوا ہے اوسکے دہرنے پاؤں اور بائیں مونڈھے میں سخت زخم آئے ہیں اور یہ تیندو نالہ کے درمیان جہاں گنجان جھاڑی اور لائبی گہاٹس ہے بیٹھا ہوا ہے ہانکہ والے اوسکی طرف خوف سے نہیں جاسکتے یہ سنتے ہی میرے والد نے اپنے اردلی کو ساتھ لیا اور جھاڑی کی طرف تیندوے کی تلاش میں گئے راستہ میں کریم خان کو دیکھا کہ دھوپ میں زخمی بیہوش پڑا ہے آچے نہایت توجہ سے پہلے اوسکے آسائش کی تدبیر کی اور چند گانون والوں کو طلب کر کے اپنے اردلی کے ساتھ اوس مجروح کو قریب کے گانون کی طرف بھجوا دیا اور خود تنہا تیندوے کی جستجو میں آگے بڑھے تھوڑی دیر پہونچے تھے کہ ایک سپاہی نے درخت پر سے اشارہ کیا کہ تیندوا آپ کے سامنے جھاڑی میں بیٹھا ہوا ہے آپ اوس جھاڑی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہانکہ والوں کو اشارہ کیا کہ اوسے جھاڑی سے باہر نکالیں لیکن یہ لوگ ایسے خوف زدہ ہو گئے تھے

کہ کوئی جھاڑی کے نزدیک جانے کی حرات نہ کرتا تھا ہانکے والوں کی جب یہ کیفیت ملاحظہ کی تو میرے والد خود آگے بڑھے جھاڑی بہت گنجان تھی صاف نظر نہ آتا تھا میرے والد تیندوے کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ مجھ کو دزدہ نے اپنی جگہ سے جت کر کے اون پر حملہ کیا۔ انہوں نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت سرعت سے اوپر گولی چلائی جس سے اوس کا پیچھے کا جیڑا ٹوٹ گیا مگر وہ بھی ایک چشم زدن میں جت کر کے اونپر آہی پڑا شکار اور شکاری میں ایسی شمشکس ہوئی کہ دونوں میں پرگر پڑے۔

تیندوے نے ہر چند چاہا کہ منہ سے سر کو پٹے گریبھے کا جیڑا ٹوٹنے کی وجہ سے گرفت نہ ہو سکی تاہم اوس کے ناخنوں سے گردن اور مونڈھوں میں گہرے زخم آئے اسی اثناء میں آپ کا اردلی حیدر بیگ نامی پہنچ گیا۔ اور اوس نے تیندوے پر تلوار کا ایک وار کیا اور ہر نیلم بخاری کتے نے دوڑ کر تیندوے کی رائے پکڑ لی جس سے تیندوے نے مجبور ہو کر میرے والد کو چھوڑ دیا اور چند قدم پر جا کر گر پڑا۔

تیندوے کے چوناخن آپ کی گردن اور مونڈھوں میں گئے تھے اون کے زخموں سے خون اس قدر نکلا کہ آپ پر پیہوشی طاری ہو گئی اور ہر ایسی کو لوگ قریب کے گاؤں سے چار پانی منگاکے اوپر آکر پوکھان کو لائے۔ چونکہ تیندوے کے ناخنوں میں سمیت ہوتی ہے اون کے زخموں سے

صفحه نمبر (۱۳)



مرزا اولایت علی بیگ والد ماجد اقتدار الملک بھادر پیر پتھند و ہکا حمید لکھنؤ۔

کئی مہینے تک آپ کو تکلیف رہی لیکن جب زخم مندمل ہو گئے تو پہرہ ہی شکار تھا اور آہستہ بہ آہستہ بارش کے موسم میں چار مہینے تک ہر ہفتہ میں ایک دو بار شہ کا دوست افسر گپ اسٹنگ کو ضرور جایا کرتے اور میں بھی ہمیشہ اون کے ہمراہ ہر شکار کا تماشا دیکھتا رہتا۔

یہ چہہ کا شکار

کچھ زمانہ کے بعد حیدر آباد کنٹنٹ کا تسیر ار سالہ نگولی چلا گیا یہ مقام باسم کے جنوب میں برار کی مغربی سرحد کے قریب واقع ہے اور ان دونوں مقاموں کے درمیان لنگا ہوتی ہے جس کے سبب سے ملک خوب سرسبز و شاداب ہے۔ رونی کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے چنانچہ آجکل تو یہ مقام پنبہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی تیار گاہ مانا جاتا ہے۔ نگولی کے شمالی حصہ میں بڑا جنگل ہے جہاں یہ چہہ بکثرت رہتے ہیں۔ یہ جانور بڑا سخت جان ہوتا ہے اس ملک کا یہ چہہ گوشت خوار نہیں ہوتا صرف درختوں کی جڑوں اور پھلون پر گزارا کرتا ہے اس سبب سے کسی جاندار پر شکار کی غرض سے حملہ نہیں کرتا مگر جنگل کے چلنے پہرنے والوں کو بہت ایذا پہونچاتا اگر اسکو بہال سے شکار کریں تو سوار کو گھوڑے پر سے اتار کر سخت صدمہ پہونچاتا ہے بہال سے یہ چہہ کو شکار کرنا بڑا خطرناک کام ہے اس کے لئے شکاری کو چالاک و چست اور نہایت عمدہ سوار ہونا ضروری ہے اور گھوڑا بھی نڈر اور خوب دلیر ہونا چاہیے

ہنگولی کے جھگل میں ہوا بکثرت ہوتا ہے جن دنوں میں مہوا پاک جاتا ہے۔
تو ریچھوں کی عادت ہے کہ سر شام کھانے کو نکلتے ہیں اور کچھ اندھیرے سے پہاڑی
مقامات پر اپنے مسکنوں کو پلٹ جاتے ہیں۔

میرے والد ریچھوں کے شکار کے لئے علی الصبح نکلتے اور چند اجباب
شکار دوست کے ساتھ اندھیرے ہی میں ایسے مقامات میں پہنچ جاتے جہاں
ریچھ مہوا کھانے کے بعد پہاڑوں کو واپس جاتے تھے اور سوت جیسا موقع اور
وقت کا تقاضا مہوا کبھی تو بہالہ سے اونکا شکار کھیلتے اور کبھی گھوڑا دوڑا کے پاس
جاتے اور بندوق سے اونکو مار تے تھے۔

ایک روز قبل از صبح صادق ایسے وقت میں کہ چاندنی رات کچھ کچھ باقی تھی
میرے والد اور چند شکار دوست لوگ جب عادت کھڑے ہوئے ریچھوں کا انتظار
کر رہے تھے کہ مہوا کھا کر تین ریچھ پہاڑوں کو واپس آتے ہوئے نظر آئے ایک
شخص نے جو اسی غرض سے درخت پر بٹھایا گیا تھا ریچھوں کے آنے سے مطلع
کیا سب شکاری جنگی قہار و قریب پندرہ کے تھے اونکے تعاقب میں چلے بمحکم
روشنی ابھی اچھی طرح نہونے پائی تھی انہوں نے دیکھا کہ ریچھ بڑی کے کنارے
کنارہ پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں۔ چونکہ زمین ناہموار اور جا بجا پتھر ملی تھی اور
نالوں کے نشیب و فراز تھے اسلئے گھوڑوں کو چلنا سخت مشکل تھا دو تین میل
گھوڑے دوڑانے کے بعد تین اسپورٹس میں صرف میرے والد اور سیف اللہ خان

جعدار اور ایک اردلی باقی رہ گئے اور دوسرے نکاریوں کے گھوڑے آگے نہ بڑھ سکے تھوڑی دیر آگے بڑھ کے سیف اللہ خان جعدار کا بھی گھوڑا گر گیا اور اردلی بھی اونکو پیچھے رہ گیا۔

اب صرف میرے والد ہی تنہا ریچھون کے تعاقب کے لئے باقی رہ گئے اور چار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد انہوں نے ریچھون کو جالیا۔

جسوقت ریچھون کے قریب پہنچے فوراً اپنے گھوڑے کو روک کر ریچھون

پر گولیاں چلائیں۔ پھر گھوڑے پر بندوق بہر کے ریچھون کا تعاقب کیا۔ اور جب اون کے نزدیک پہنچ گئے تو اپنے گھوڑے کو روک کے اونپر بندوق فیر کی چنانچہ ہارٹون میں یہو پونچنے کے قبل ہی آپنے دور پیچہ مار لئے مگر تیسرا یہو پونچی ہو کر بہاڑ میں چلا گیا اور ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گیا آپ گھوڑے پر سے اتر کر پیادہ پا اوس غار میں گئے ریچھہ اپنے دشمن کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور اونپر حملہ آور ہوا۔ عین حملہ کے وقت آپ نے فوراً اوس کے سینہ میں گولی ماری وہ ریچھہ اوس جگہ گر پڑا تینوں ریچھہ جنکا تعاقب کیا گیا تھا مارے گئے۔

اس قسم کے واقعات بار بار ہوا کرتے تھے۔ ریچھہ کا شکار بندوق سے اکثر لوگ پیادہ پا کیا کرتے تھے لیکن گھوڑا دوڑا کر ریچھہ کے قریب پہنچنا اور بندوق سے اوسکو مارنا اور بہالہ سے ریچھہ کو شکار کرنا میرے والد ہی کی ایجاب ہے۔



افسر الملک بہادر کے والد ماجد مرزا ولایت علی بیگ کا یہ چھون کو شکار کرنا۔

ایامِ غدر میں میرے والد کا تیسرے رسالہ حیدر آباد
گمنجنے کے ساتھ ہندوستان جانا اور ایک سال

سے زیادہ رہ کر خدماتِ لایفہ کا انجام دینا

۱۸۶۳ء عیسوی مطابق ۱۲۷۹ھ ہجری میں جبکہ میری عمر گیارہ سال کی تھی۔
جنرل لمزون صاحب چھاونی مومن آباد کے رجمنٹ کے انسپشن کے لئے آئے
ہوئے تھے میرے والد ماجد سے افسرانِ فوج کے اون کی ملاقات
کو گئے اور مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور وقتِ میرے والد کی کمزوریاں ایک
زرنگار عباسی تلوار تھی۔

جنرل صاحب موصوفے اثنائے گفتگو میں میرے والد سے پوچھا کہ یہ
تلوار آپ کو کہاں سے ملی انہوں نے فرمایا کہ ایامِ غدر میں خدماتِ لائفہ خصوصاً
جہانسی کی لڑائی میں جو کارہائے نمایان مجھ سے وقوع میں آئے تھے اور سکے
صلہ میں سر سپور وزیر صاحب نے یہ تلوار بطریقِ یادگار مجھے عنایت فرمائی ہے جنرل
صاحب نے میرے والد سے کہا کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو اس لڑائی کا کچھ حوالہ
بیان کیجئے جسکے صلہ میں آپ کو یہ تلوار ملی ہے۔

آپ نے جہانسی کی لڑائی اور حیدر آباد گمنجنے کے رسالہ سے حوالہ دیا ہوئی تھی

اور اوس کے بعد ہر ہیروز صاحب نے پچاس سواروں سے آپ کو دشمن کی خبر لانے کو بھیجا تھا اور جہانسی کے چار سو سواروں نے اونہیں گہرے لیا تھا اور آپنے دشمن کے چند آدمیوں کو ہالہ سے مارا اور بجز ایک سوار کے جو اتفاق سے ماہ گیا آپ اپنے کل ہمراہیوں کو سلامت نکال لائے تھے سب احوال بالتفصیل جنرل صاحب موصوفے بیان کیا۔ میں یہ قصہ بیٹھا ہوا دل لگا کر سنتا رہا۔

جنرل صاحب کی ملاقات کے مکان پر واپس آنے کے بعد میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ اوس لڑائی کی کیفیت آپ پر بیان فرمائے آئیے کہا کہ وقعدار علی شیر خان جو اس وقت میرے ارولی میں رہتے ہیں اوس لڑائی میں میرے پاس حاضر تھے اون سے پوچھو وہ سب احوال اوس لڑائی اور نیز اوس کل لڑائیوں کا مفصل بیان کر دیں گے۔ جینہاں ایام غدر کے پر آشوب زمانہ میں ایک سال سے زیادہ میں شریک رہا ہوں۔

میں نے علی شیر خان سے اوس لڑائیوں کی کیفیت پوچھی اونہوں نے کل احوال مفصل طور سے بیان کیا۔ سب نے دل لگا کر اوتکو سنا ایک بار ہی نہیں بلکہ ایک ایک لڑائی کی کیفیت دو دو تین تین بار میں اوس سے پوچھتا اور اوس کی زبانی سنتا تھا۔ اوس وقت کے وہ کل واقعات مجھ کو اتنا یاد ہیں۔

علی شیرخان کے زبانی بیان کے سوا ایام خدر کے اکثر واقعات پر مجھ کو
اوس ڈاکری سے زیادہ تر اطلاع ہوئی جسکو میرے والد ماجد نے ایام خدر میں اپنے
ہاتھ سے لکھا تھا اور اکثر واقعات بقید تاریخ اوسین درج کئے تھے اور میجر برٹن
کی سولفہ تاریخ حیدر آباد کنٹنجنٹ جو ۱۹۰۵ء عیسوی میں لکھی گئی ہے اوس کے
مطابق تھے لہذا میں آغا خدر کی مختصر کیفیت اور انگریزی فوج کے ساتھ حیدر آباد
کنٹنجنٹ کی روانگی اور اون چند لڑائیوں کا احوال خیمین میرے والد ماجد ٹرکاپ
رہے تھے اس موقع پر تحریر کرتا ہوں۔

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ ہجری کو میرٹھہ میں انگریزی
فوج نے بغاوت آغاز کی جسکی خبریں تار برقی کے ذریعہ ہندوستان میں چل دیں
طرف متواتر پہنچی گئیں اور عام طور سے ہر جگہ اسکی شہرت ہو گئی۔

اوسی زمانہ میں ناصر الدولہ بہادر فرمانروائے دکن کا انتقال ۱۸ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی
مطابق ۲۳ رمضان ۱۲۷۳ھ ہجری کو ہو گیا اور نواب افضل الدولہ بہادر فرمت
مکان اون کے خلف الصدق تخت حکومت پر اون کے جانشین ہوئے۔

سالار جنگ بہادر اولی ۱۸۵۳ء عیسوی سے سلطنت دکن کے مدارالمہام
تھے جسکی دانشمندی اور دور اندیشی ریاست کے انتظامی امور اور مہات ملکی میں
مشہور تھی۔

جب بغاوت میرٹھہ کی خبریں حیدر آباد میں پہنچیں تو بعض برصغیر میں

قتلہ و فساد کی طرف مائل ہوئیں۔ مگر افضل والدولہ بہادر نے نواب سالار جنگ اور سچر ڈیوڈسن رزریڈنٹ حیدر آباد کے مشورہ سے ایسا شایستہ انتظام کیا کہ اس قلمرو میں فوراً سکون ہو گیا اور ہر طرح کا امن قائم رہا۔ بمبئی میں اس وقت لارڈ الفسٹن گورنر تھے انہوں نے اپنی فراست اور انجام بخیری سے یہہ باور کر لیا تھا کہ وسط ہند میں بھی ضرور بغاوت پھیلے گی۔ اس لئے چاہا کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ اگر وہاں بمبئی کے درمیان راستہ بند نہ ہونے پائے۔

اسی زمانہ میں یچر ڈیوڈسن نے سرکار نظام کے مشورہ سے حیدر آباد کٹنجنٹ کا ایک برگئیڈ بنایا جس میں حیدر آباد کے تین رسالہ اول سوم چہارم اور دو پلٹین سوم و پنجم اور تین توپخانے تھے۔

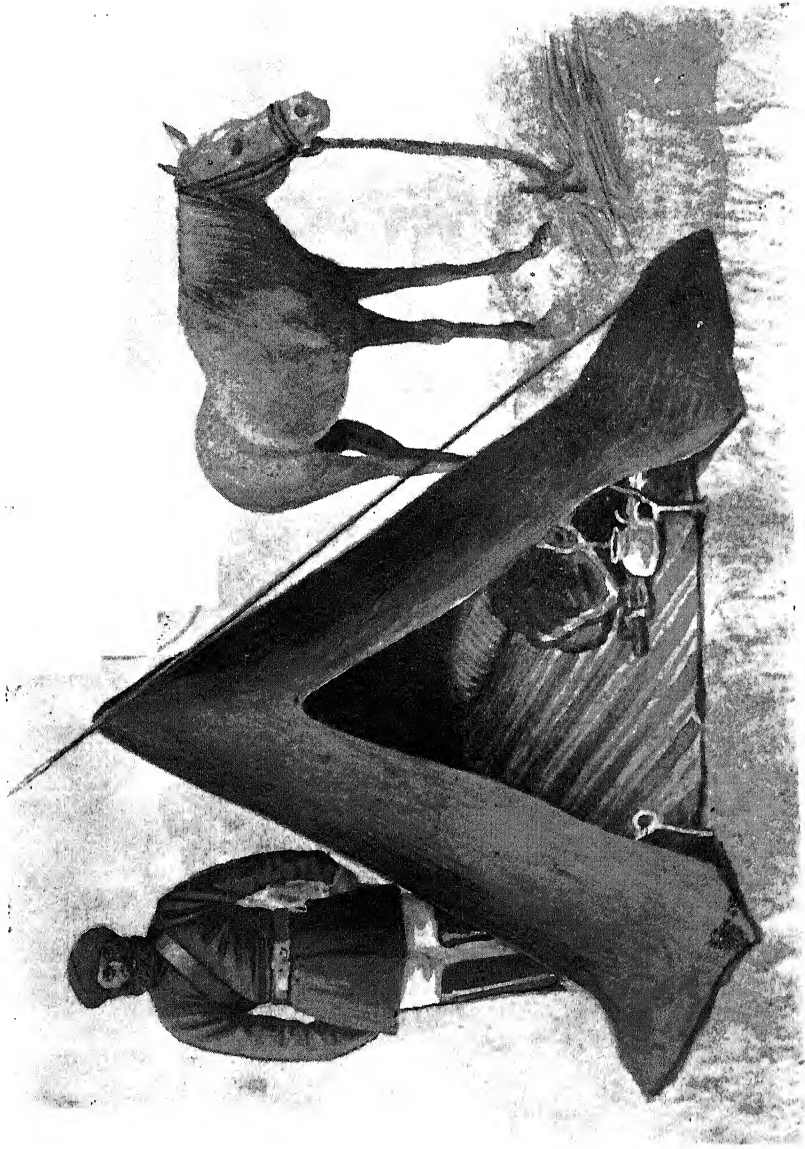
اس برگئیڈ کی کمانڈ پر جنرل وڈیرن مامور کئے گئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ حیدر آباد کٹنجنٹ کی مختلف چھاؤنیوں سے یہہ فوج روانہ ہو کر مقام اورنگ آباد میں جمع کی جائے اس حکم کی بنا پر سرسے والد کار سالہ ہی کپٹن جان آر صاحب کے زیر کمانڈ اورنگ آباد پہنچا۔ اس موقع پر کرنل وڈیرن بیمار ہو گئے اور برگئیڈ کی کمانڈ جنرل اسٹوارٹ صاحب کے تفویض ہوئی۔

۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء عیسوی کو حیدر آباد کٹنجنٹ کی برگئیڈ اورنگ آباد سے کوچ کر کے بیس روز میں مقام منو کو پہنچی۔ اس مقام پر انگریزی چودہویں پلٹن اور علاقہ بھی کی ویسی ایک پلٹن اور انگریزی ایک توپخانہ اس فوج میں اور شامل ہو گیا پھر

اس تمام برگنڈ کا زیرِ کمان جرنل سٹوارٹ کے آسیرِ کڈہ کی جانب کوچ ہوا جو برطان
پور سے بارہ میل کے فاصلہ پر مالاک متوسط میں ایک بڑا مضبوط اور مشہور قلعہ ہے۔
باش کا موسم تھا منہمہ ہر روز برستاتا تھا۔ بعض اوقات ایک ایک ہفتہ علی الاطلاق
باش کی چھڑی لگی رہتی تھی مگر اسپر بھی تمام فوج بارانباں اور ٹپے ہوئے شب
روز منزل بہ منزل چلی جاتی تھی۔

اگر بارش یا دھوپ کے وقت کیمپ میں اترتے تو بارانی کو راونی کے
طور پر کھڑا کر لیتے تھے۔ سپاہی اور اس کے تیار اور گھوڑے کا کل سامان دھوپ
اور پانی سے محفوظ رہتا تھا اگر پیدل سپاہی اوڑھ لیتا تو سر سے لیکر ٹخنوں تک
چھپ جاتا اور پانی سے اس کو کچھ ضرر نہ ہوتا تھا۔

بارانی کے سامنے دو بکسوں لگے رہتے تھے سوار ہوتے وقت اون
بکسوں کا تسمہ کمر میں باندھ لیا جاتا تھا۔ بارانی میں اگر کچھ نقص نہا تو یہی تھا کہ باش کے
وقت پانی سے ہیگ کے بہت وزنی ہو جاتی تھی اگر اس عیب سے قطع نظر کرن کے
دیکھا جائے تو بارانی کی مذکورہ بالا جتنی خوبیاں تھیں وہ نہایت بکار آمد اور اہل
فوج کے لئے زیادہ مفید تھیں میں خیال کرتا ہوں کہ اس بکار آمد بارانی کو کثیر المنافع
ہونے سے غالباً اکثر لوگ اس زمانہ میں کم واقف ہوں گے کیونکہ اس زمانہ
میں فوجی تہذیب اور اس کی ہر قسم کی شایستگی کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور
پچھلے زمانہ کے سامان وغیرہ فوجی میں انوع و اقسام کے تغیرات اور تبدیلیاں



حیدر آباد کالج کے سوار کا موسم بارش میں اپنی بارانی کو راہی سے لے کر خیمہ کے موافق استعمال کرنا...



ایام عذر ہندوستان میں حیدرآباد کنٹونمنٹ کے سوار کا مارچنک آرڈر یونی فارم

ہو رہی ہیں غدر سے بعد آج تک انڈین آرمی کے ڈریس اور ہتھیاروں میں رذر افزون اصلاح ہوئی جاتی ہے سیری یا دین اسوقت تک سپاہیوں کے ڈیروں اور باران کوٹ وغیرہ کی متعدد سکین بدل چکی ہیں اور مختلف قسموں کے باران کوٹ اور کلوک یکے بعد دیگرے بدلے گئے ہیں۔ جنوبی افریقہ اور چین کی جنگ کے بعد سے برٹش وارم کوٹ اور ہلکا سیکنڈ ہینڈ وائر پروٹ سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے لیکن تجربہ کار قدیم سپاہیوں کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بے سرو سامانی کے زمانہ میں جبکہ ٹرانسپورٹ کا انتظام تہانہ خیمے تھے اور نہ سرکاری بار برداری کا بندوبست تہا تو یہ ہتھیارانی ایام غدر میں وائر پروٹ اور راؤٹی دونوں کا نہایت اطمینان بخش کام دیتی تھی۔

غرض کہ دشمن کے مقابلہ کے واسطے دو سواروں میں ایک یا بونے کے ساتھ حیدر آباد کٹنگھٹ کے رسالے بڑی بڑی منزلیں طے کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ میں نے اپنے والد سے اکثر سنا ہے کہ کمپ میں پہونچنے کے بعد دو تین گھنٹے تک کبھی بار برداری کا انتظار کرنا نہ پڑتا تھا۔ اور کمپ میں پہونچتے اور جوڑی کلاسٹس اور یا بونے اگر کمپ میں داخل ہو گیا۔

آسیگرڈ پہونچنے کے قبل دریافت ہوا کہ دشمن کی فوج وہاں سے مند سور کی طرف کی گئی ہے۔

کپٹن جان آرنے میرے والد ماجد کو چوبیس سوار دیکر دشمن کی خبر لائے کے

واسطے مندسور کی طرف مدد بھیجا آپ فوراً اس طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں دیکھتے کیا ہیں کہ دہار کے مقام پر دشمن کی فوج جمع ہو رہی ہے آپ نے ان کے حالات کا محققاً دریافت کیا: اور ایک سو بارہ میل مسافت تین روز کی آمدورت میں طے کر کے اپنے گیمسپ میں واپس آ گئے دشمن کی فوج توپوں کی تعداد سا اور پلٹن کی تفصیل ماستہ اور زمین کی ہمواری اور ناہمواری کی حالت کے جنرل صاحب کو تشفی بخش اطلاع دی۔

جنرل اسٹوارٹ صاحب جو اپنی عمر بھر ہی فوج لیکر ایام بارش میں آباد کی طرف چلے گئے تھے بارش کے بعد سرکش زمینداروں کی سرکوبی کرتے ہوئے دہار کے قریب کپٹن جان آر کے لشکر سے آئے۔

ان کے پہونچتے ہی جنگی کارروائی کا طرز جو پہلے اختیار کیا گیا تھا فوراً تبدیل کر دیا گیا اور دہار کے راستے سے مندسور کی طرف جو اندوہ سے امداد آہیں میل کے فاصلہ پر مغربی جانب ملحق ہو کر چل کر دیا۔

سٹرل انڈیا میں دہار بھی ایک ہندو راجہ کی ریاست تھی راجہ اس وقت کم سن لڑکا تیرہ سالہ تھا مگر اسکی مان اور ماموں نے بغاوت پر کمر باندھ ہی تھا اور جنگ پر آمادہ تھے۔

اکٹوبر ۱۸۵۷ء میں کوانگریزی فوج دہار کے قریب پانچ میل کے فاصلہ پر جا کے خیمہ زن ہوئی۔

شام کے وقت افسران فوج نے باہم مشورہ کر کے لڑائی کا طرز کار رروائی قرار دیا اور صبح کو اس کے مطابق صف آرائی کی گئی۔

دشمن کی فوج نے شہر دہار کے جنوبی سمت فراہم ہونا شروع کیا اور صبح کے آٹھ بجے تک اپنی چار برہنجی توپیں ایک بلند ٹیکری پر چڑھا دیں اور سرکارانگریزی کی فوج پر فیر کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اونکی پلٹین بھی آگے بڑھیں اور رسالہ بھی دست راست کی طرف گھوم کر انگریزی فوج کے عقب میں آیا اور حملہ کاروں کی بجائے اسٹوارٹ صاحب نے دشمن کی کارروائی کے آغاز ہی میں حیدر آباد کھینچ کر کے توپخانہ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر ایک بلند جگہ پر اپنا پوزیشن لے۔ اور اس کے توپخانہ پر فیر کر ناشروع کر دے اور اپنی پلٹن کو غنیم کی پلٹن کی طرف بڑھایا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ پلٹن جان آر کو حکم دیا کہ تیسرے رسالہ کا ایک اسکوڈرن لیکر توپوں پر حملہ کریں اور باقی دو اسکوڈرن غنیم کے رسالہ کے مقابلہ کو جائیں۔ میرے والد ماجد اس وقت اس اسکوڈرن میں تھے جسکو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا تھا وہ اپنی اسکوڈرن کو لیکر مخالف کے توپخانہ پر چلے اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ آپس میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ رکھ کر حملہ کریں اور جس قدر نزدیک ہوتے جائیں اویس قدر باہم ملتے جائیں۔ سپاہیوں نے اپنے اس کے حکم کی تعمیل کی اور سپاہ توپخانہ پر حملہ کیا۔

چونکہ انگریزی توپخانہ کی توپیں غنیم کے توپخانہ پر برابر فیر کر رہی تھیں گونگی

زور سے غنیم کی دو توپیں بالکل بیکار ہو گئیں اور باقی توپوں نے چند فیر کئے تھے کہ حیدر آباد کونٹھجٹکے دلاور دن نے طرفۃ العین میں دشمن کی توپوں کا محاصرہ کر لیا اسی اثناء میں غنیم کی پلٹن کو بھی وسط میں نہایت مہولی اور ہر حیب انگریزی توپخانہ کو مخالف کے توپخانہ کے مقابلہ سے فرصت ملی تو اس نے اپنی توجہ غنیم کے رسالہ پر کی دشمن کا رسالہ انگریزی توپخانہ اور رسالہ کی تاب مقاومت نہ لاکر بھاگتا رہا باقی باغی قلعہ دہار میں جا چاہیے۔

۲۵ اکتوبر ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ربیع الاول ۱۲۷۷ھ بھری کو قلعہ کا محاصرہ شروع ہوا چھ دن کے بعد محصورین قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور انگریزوں نے اونکا نواقب کیا۔

میر سے والد ماجد اور کپٹن جان آر اور کپٹن ڈوکر نے اس لڑائی میں بہاؤ بڑا کام کیا مخالف کے متعدد سپاہیوں کو بہالہ سے مارا اور پہرہ ثابت کر دیا کہ بہالہ رسالہ کی لڑائی میں نہایت بیکار آمد کر رہے ہیں۔

رسالہ اور پلٹن دونوں کے دو طرفہ حملوں سے دشمن کی سپاہ کو بہت نقصان پہونچا دشمن کے پندرہ سپاہی مقتول اور کثرت سے مجروح ہوئے۔ اور حیدر آباد کونٹھجٹکے صرف دو سپاہی مارے گئے اور چھ سپاہی زخمی ہوئے انگریزی فوج شام تک دشمن کے نواقب میں مصروف رہی اور سر شام اپنے کیمپ کو واپس آئی۔

جھوٹ یہ بیج باغیوں کے سر کو بی کوروانہ ہوئی تھی اور سوقت گرم موسم تھا سردی کا نام نہ تھا۔ چونکہ دشمن کو فرصت نہ دینے کی غرض سے عجلت درکار تھی اسوجہ سے فوج نے سرمائی لباس کا کچھ انتظام نہ کیا تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہوئی اور وہاں پہونچتے پہونچتے ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سردی کا موسم آگیا فوج کو سردی سے نہایت تکلیف اڑھانی پڑی۔ لیکن رسالہ کنٹینٹ کی سپاہ اکثر نوکن کل مہات میں رہ کر کچھ ایسی گرم دوسرے آرمود ہو گئی تھی کہ سردی و گرمی و بارش کی کچھ پروا نہ کرتی۔ شب روز اپنی سرکار کی خدمت گزاری میں بدل و جان مصروف رہتی اور بڑی جانفشانی اور خیر خواہی سے اپنے فرائض کو ادا کرتی تھی۔

جب باغیوں کو دھار میں شکست فاش پہونچی تو وہ مند سور میں پناہ گزین ہونے کی غرض سے چار توپیں لیکر فرار ہو گئے اور مہدی پور کی چھاؤنی پر حملہ کر کے کچھ توپیں اور میگزین وہاں سے لیکر چلتے ہوئے۔

اس موقع پر جنرل اسٹوارٹ نے کپٹن جان لڈ کو حکم دیا کہ اس راجستھ جو نہایت نزدیک ہے مند سور کی طرف کوچ کریں اور بحالی تمام غنیمت سے آگے پہونچ کر راستہ میں حائل ہو جائیں۔ اور مند سور کی طرف پشت کر کے اونے مقابل ہوں۔

کپٹن موصوف نے میرے والد کے ٹروپ کو اپنے ساتھ لیکر ثواب رومی سے اور سوقت کام لیا۔ اور بجلت تمام آگے پہونچ کر رسول گاؤن کے پاس باغیوں کا

راستہ روک لیا۔ اس موقع پر کیپٹن جان آر کے ساتھ فقط ساڑھے چار سو آدمی اور دو توپیں تھیں۔ دہار اور مند سور کے وسط میں شام تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

میرے چچا ذوالفقار علی بیگ صاحب رسالہ اریجیو ہی اس جنگ میں موجود تھے وہ اور میرے والد اس لڑائی میں بڑی دلیری سے آگے بڑھ کے دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے جس کا میجر برٹن نے تایخ حیدر آباد کنٹنجنٹ میں ذکر کیا ہے آخر کار باغی بہاگ گئے آٹھ توپیں اور اپنا کل سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والوں کے ہاتھ لگا باغیوں میں سے ایک سو پچتر آدمی مقتول اور مجروح اور ستر آدمی مفید ہوئے۔

نومبر ۱۸۵۷ء عیسوی کو اس مقام سے برٹش فوج مند سور کو گئی جہاں پندرہ ہزار سے زیادہ باغی جمع تھے۔

۲۵ نومبر کو سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج نے مند سور کو باغیوں سے خالی کر لیا اسکے بعد حیدر آباد کنٹنجنٹ کی فوج پھجور صاحب کی ماتحتی اور میرے والد کے ہمراہی میں تین مہینے تک اسی علاقہ میں قیام کر کے امن امان قائم کرتی رہی۔ اور تار برقی کا جو سلسلہ پرماتشوب زمانہ میں ٹوٹ گیا تھا۔ اسے نواؤ کے درست اور قائم کرنے میں اہتمام کیا گیا۔

پھر ۲۶ فروری ۱۸۵۸ء عیسوی کو سر ہوروز جو سٹیل انڈیا فیلڈ میں

کی کمان کرتے تھے اپنی فوج لیکر جہانسی کی طرف متوجہ ہوئے اور میجر آر صاحب کو حکم پہنچا کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ ادس راستہ میں پہنچ جائیں جو بہار کے راستے کے مقابل ہے۔ میجر آر حیدر آباد کٹنجنٹ کو ہمراہ لیکر جنرل اسٹوارٹ صاحب کے ہمراہ ادس طرف روانہ ہوئے اٹناں راہ میں چند روز تک جنگ میں مصروف رہے اور آخرین کامیاب ہو کر اونہون نے سترہ پانچ کو چند بری پر قبضہ کر لیا جب یہ خبر سر ہیوروز صاحب کو پہنچی تو اونہون نے میجر آر صاحب کے پاس حکم پہنچا کہ آپ اپنی فوج لے کر جہانسی کا محاصرہ کریں اور خود کچ کر کے جہانسی سے چودہ میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ اس حکم کے پہنچتے ہی میجر جہانسی کو روانہ ہو گئے۔

سر ہیوروز صاحب نے میجر آر کو لکھا کہ ایک ہتھیار لاتی بہادر افسران کے اردلی افسر ہی کے لئے حیدر آباد کٹنجنٹ سے مقرر کریں چنانچہ میجر آر نے میرے والد کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا۔ میرے والد مقام جہانسی پر سر ہیوروز صاحب کے اسٹاف میں شریک ہوئے سر ہیوروز صاحب نے میرے والد کو دشمن کی خبر لانے اور ملک کے حالات دریافت کرنے پر مقرر کیا۔ غرض کہ میرے والد نے اس خدمت کو بڑی جفاکشی اور ہتھیاری سے بجالاے اور ایک عرصہ تک سر ہیوروز کے اردلی میں افسر رہے۔

پھر والد بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ چودہ گھنٹے تک برابر پانچ کر کے

جہانسی کے قریب پہونچے تھے وہاں پہونچنے کے بعد جنرل اسٹوارٹ صاحب نے میجر آر صاحب کو حکم دیا کہ آپ اپنی رجمنٹ سے ایک سکڑی سپاہیوں کی بہیکر دشمن کا احوال دریافت کریں۔ میجر آرنے میرے والد کو اس کام پر مقرر کیا اور آپ پچاس جوانوں کے ساتھ فوراً قلعہ جہانسی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے بین پہلواری ندی کو عبور کر کے قلعہ جہانسی کے قریب جا پہونچے پہلے آپ نے اپنے سپاہیوں کو ایک محفوظ مقام میں چھپا دیا پھر خود آپ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دور بین سے چاروں طرف دیکھنے لگے اوسوقت یہہ دیکھا گیا کہ قلعہ جہانسی کے شرقی دروازہ سے جوق جوق سوار اور پیادے نکل رہے ہیں اور دیرہ میل کے فاصلہ پر ایک بڑے وسیع میدان میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کے ہر ایک جوق کے ساتھ دو دو تین تین جہنڈیاں ہی ہیں۔ ہر جہنڈی نظر دوڑائی مگر زمین تو پختہ کا پتہ معلوم نہ ہوا جب چاروں طرف غور سے دیکھا تو ندی کے کنارہ ایک ٹیکری نظر آئی جس سے یہہ شبہ ہوا شاید کچھ سپاہی یہاں پوشیدہ ہوں اور یہہ بھی جہاں ہوا شاید یہیں تو پختہ ہی ہو یہہ معاینہ فرما کے میرے والد فوراً وہاں سے اوس ٹیکری کے طرف عازم ہوئے۔ جب پہونچکر دیکھا تو پانچ چھ سپاہی اور ان کے ساتھ بارہ توپیں وہاں موجود تھیں مخالفین انہیں دیکھتے ہی اونپر حملہ آور ہوئے اور بندوقین چلانا شروع کیں اگرچہ حاصل بہت کم تھا لیکن میرے والد کے ہمراہوں میں سے کسی کو کچھ نقصان نہ پہونچا جب یہہ سب احوال معلوم ہو گیا تو

آپ وہاں سے پلٹے اور آپ کے ساتھ کل سواروں نے اپنے گھوڑوں کی بائیں اوتھار دین اور اپنے لشکر میں پہونچ کر جنرل اسٹوارٹ صاحب سے تمام واقعات بیان کر دے جنرل صاحب آپ کی اس مستعدی سے نہایت خوش ہوئے اور اختتام جنگ کے بعد اس کا رگزار ہی کا احوال خاص طور پر رپورٹرز صاحب سے بیان کر کے اپنی خوشنودی ظاہر کی۔

جب جنرل اسٹوارٹ صاحب کو دشمن کے حالات سے کافی طور پر اطلاع ہو گئی تو انہوں نے اپنی فوج کو آگے بڑھنے کے لئے حکم دیا۔ ۲۰ سرباچ کو دوسرے برگیز اور حیدر آباد کنٹونمنٹ کے سواروں اور توپخانہ نے جہانسی کا محاصرہ شروع کر دیا اس موقع پر رپورٹرز خود بھی آکر جہانسی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر خمیزن ہوئے۔ جہانسی صوبکات متحدہ کی ایک کمشنری ہے شہر جہانسی اگرہ سے ایک سو بیالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہانسی میں ایک رانی جو بڑی ذہین اور مدبرہ تھی۔

۱۸۵۳ء عیسوی میں جب اوسکا شوہر مر گیا تو سرکار انگریزی نے اوسکی ریاست کو ضبط کر لیا اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ رانی کے اوقات بسر کے لئے پیش کر دی جس سے وہ ناخوش تھی۔ جب افواج میرٹھ کی بناوت کی خبریں پہان پہونچیں تو سرکار انگریزی نے خیر خواہ سمجھ کر اوسے اپنی حفاظت کے لئے فوج پہرتی کرنے کی اجازت دیدی۔ شہر کے قریب دو حواریں جہانسی کا قلعہ تھا اوسین انگریزی فوج

کی چہاٹنی تھی۔ جب وہاں کی فوج نے بغاوت کی تو اس رانی نے اس باغی فوج کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسکے پاس شہر اور قلعہ میں دس تھوڑی سی اور ولایتی اور سپردہ سو باغی سپاہیوں کی تعداد ہو گئی تھی۔

پانچ ۱۸۵۷ء عیسوی میں جب جہانشی کا کامل محاصرہ ہو گیا تو سر ہیور وز نے اپنی فوج کو دو حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے حصہ میں حیدر آباد کنٹنجنٹ شامل تھی سترہ روز تک محصور رہا۔ انگریزی تو پانچ رات دن گولہ اندازی میں سرگرم تھا۔ رانی بھی قلعہ کے اندر سے خوب جواب دیتی تھی۔ اس کا تو پانچ ماہ ہی کیسے وقت بند نہ ہوتا تھا محاصرہ میں نے ان دنوں میں کبھی کبھار نہ بدے گہوڑوں کی لگائیں بجز کھانے پینے کے اوقات کے اور کسی وقت نہ اترتی تھیں۔ محصورین بھی بڑی محنت اور جانفشانی کرتے تھے۔ مورچے بچھے تاک دیواروں کی مرمت میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔

رانی بذات خود ہمیشہ فوج میں آتی اور اپنی محبت آمیز باتوں سے ان کی دل افزائی کر کے ہمت اور جرات بڑھاتی اور ان کے دلوں میں لڑائی کا جوش پیدا کرتی تھی۔ یہاں یہ واقعات تھے کہ ۳۱ مارچ کی شام کو یکایک یہ خبر آئی کہ ایک فوج قلعہ کی جنوبی طرف سے اہل قلعہ کی کمک کو آرہی ہے یہ سپاہ تانٹیا ٹوپیا کی تھی۔

جب تانٹیا ٹوپیا کانپور سے نکلا تو وہ لگبگ پانچ سو تھوڑا۔ اوزنا کے پیچھے

راؤ صاحب کے حکم سے نو سو سپاہی اور چار توپین ہمراہ لیکر چرکھاری پہونچا اور گیارہویں دن اسے فتح کر لیا وہاں تین لاکھ روپیہ اور چوبیس توپین اس کے ہاتھ آئیں جب جہانسی کی زانی محصور ہو گئی اور اس نے مانتیاراؤ کے فتح کی خبر سنی تو نانتیاٹوپیا سے لکک کی استدعا کی۔ اس وقت اس کے ہمراہ یونین پانچ چہرہ جھنڈیں گولیوں کی کنٹینٹ کی اور نیز دوسرے راجاؤں کی سرکش فوجیں شامل ہو گئی تھیں جن کی مجموعی تعداد بائیس ہزار تھی اور اٹھائیس توپیں ان کے ساتھ تھیں جس وقت وہ اس فوج کو اپنے ہمراہ لیکر جہانسی کے سامنے آیا اس وقت انگریزی فوج کی حالت نہایت معرض خطر میں تھی اس لئے کہ اس کے آگے ایک غیر مفتوح قلعہ تھا جس میں گیارہ ہزار پر جوش اڑنے والے سپاہی موجود تھے۔ اور دوسری طرف سے بائیس ہزار سپاہ سے یہ ایک نامور سردار بڑا چلا آ رہا تھا کہ اسکو بڑش گورنمنٹ سے سخت عداوت تھی اگر سن تدبیر سے کام نہ لیا جاتا اور فوج کا ایک قدم بھی فوج اوڑھتا تو ہلاکت اور نہا ہی میں کچھ شک نہ تھا۔ سردار نے قلعہ کے محاصرہ کو کمال رکھا۔ اور تھوڑی تھوڑی سپاہ دونوں برگیڈوں سے منتخب کی۔

پہلے برگیڈ کے حصہ کو تو جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمانڈ دیا اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود لیا۔ جنرل اسٹوارٹ صاحب کے حصہ میں حیدر آباد کنٹینٹ کے سپاہ تھے جن میں میرے والد بھی شریک تھے۔

سپاہی احتیاطاً رات کو یونی فارم پہنے ہوئے سوئے۔

سمجھ گئے انہوں نے فوراً جنرل اسٹوارٹ صاحب کو اشارہ کیا کہ تو پہچانہ کونندی کے قریب جانے کے واسطے حکم دیا جائے تاکہ گولنڈا ایک بلندی پر تو پہچانہ کو قائم کر کے گولنڈا کی شرح کریں۔

ادھر ہرٹش اور سیوٹنٹری کو بھی حکم کیا کہ اپنے آپ کو نندی تک اسطرح پہنچائیں کہ حتی الامکان دشمن کو معلوم نہ ہونے پائے اور پہندی کی آرٹینٹین پر فیر کرنا شروع کریں۔

اسطرح رسالہ کو بھی بائیں طرف سے دشمن کی لین پر روانہ کیا کہ اوس کے سواروں پر حملہ آور ہو اگرچہ اوس وقت مخالف نے بھی اپنی فوج کو اچھے موقع سے بڑایا تھا لیکن ہرٹش آرمی کے حسن تدبیر سے فوج غنیم کے پاؤں مقابلہ میں جہم سکے اور اون کی جماعت پر اگندہ ہونے لگی اس حملہ میں رسالہ کو آگے بڑھتے وقت معلوم ہوا کہ غنیم کی فوج جو لڑ رہی تھی اوکلی لک کے لئے اور دوسری لائن بھی موجود رہے جو تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر نندی کی آرٹینٹین چڑھی ہوئی ہے۔ بعد کو یہ بھی اگلا ہی ہوئی کہ اوسکا افسر خود تانتیا ہے ہرٹش کیولری برگینڈین اوس وقت چودھویں ڈریگون اور حیدر آباد کونٹینجٹ کے رسالے شامل تھے انہوں نے دشمن کے بازو سے بڑھ کر حملہ کیا۔ حیدر آباد کونٹینجٹ کے سپاہی دشمن کی منٹ لین میں مل گئے دست بہ دست تلوار اور پہالہ سے خوب لڑائی ہوئی۔ دشمن کی فوج کی کثرت سے اپنے اور بیگانہ کی تمیز نہ رہی۔

اوس وقت میرے والد ماجد اور کپٹن ڈوکر اور کپٹن جان آرمو کپٹن سائیٹ اور
میرے چچا سکندر علی بیگ رسائیڈار اور دیگر افسران فوج کے ہاتھوں میں بہا
تھے۔ یہ وہلاور افسر اوسی طرح جو طرح خشکار کے وقت بہا لے کر کام لیتے ہیں
دشمن کے سواروں پر بہا لے چلاتے تھے آخر کو دشمن کی پہلی لائن اسکے بہا پلای
انگریزی فوج کے حملوں کی تاب نہ لا کر نہایت بے ترتیبی سے جدھر سے آئے تھے
اوس طرف کو بے تماشا بہا گئے اور بہا گئے وقت اپنی کئی توپیں چھوڑ گئے۔

پھر ڈریگون نے انکا تعاقب کیا جس سے وہ اور بھی پریشان ہو گئے اور
انہوں نے اپنی دوسری لائن پر گر کر اوس میں بھی پراگندگی ڈال دی اس موقع
پر جنرل اسٹوارٹ نے بھی حیدر آباد کنٹیننٹ کے ساتھ فوراً برٹش ڈریگون
میں شامل ہو کر ٹرنی سرگرمی سے دشمن کا تعاقب کیا برٹش کیولری اور
حیدر آباد کنٹیننٹ نے دشمن کی فوج پر سخت حملے کئے وہ ایسی بدحواس
ہو کر بہا لگی کہ جو توپیں اون کے پاس رہی تھیں ادن کو بجا بجا چھوڑی گئی
اور میدان جنگ میں اون کے بہت سے مقتول و مجروح پڑے رہ گئے
ادن کی کل توپیں اور تمام سامان جنگ برٹش فوج کے ہاتھ آیا۔
تانتیا ٹوپیا نے جو فوج کی ایسی شکست اور ہزیمت دیکھی نہایت
شکستہ دل اور مایوس ہوا۔ لیکن ایسی نا افسردہ اور شکست کی حالت
میں عین ہزیمت کے وقت اس آزمودہ کار افسر نے اپنے فوج کے

بچاؤ کی ایک نہایت عمدہ تدبیر سوچی بیٹنے پہلی لائن کے پیچھے جو خشک جنگل تھا اوس نے اوس میں آگ لگا دی اور اوس کے دھوین کی آڑ اور توپوں کی حمایت میں اپنی پیدل اور سوار فوج کو بیٹواندی کے پار اوتار کر کالپی کی سڑک پر چلا گیا۔ میرے والد کا خیال تھا کہ اگر تانٹیا ٹوپیا یہہ تدبیر نہ کرتا تو اوسکی تمام فوج بڑشش رسالوں کے ہاتھ ماری جاتی اور کوئی شخص جانبر نہ ہوتا۔

ہر چند کہ تانٹیا نے جنگل کو آگ لگا دی تھی اور آگ کے شعلے ہر طرف بلند ہو رہے تھے لیکن اسپر ہی جبر آباد کنٹینٹ کے دلاور سپاہیوں نے دشمن کا تعاقب نہ چھوڑا۔ اور جلتے ہوئے جنگل میں دشمن کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور توپوں وغیرہ سامان دشمن سے چھین لیا۔

دشمن کی ہزیمت کے بعد جنرل صاحب نے فوج کے جھاؤ کا نرم بھٹا کے لئے حکم دیا اور دشمن کی فوج کے مقتولوں کا شمار کیا گیا ۱۵۰۰ ایک ہزار پانچ سو لاشیں میدان جنگ میں پائی گئیں اور اٹھارہ توپیں سرکلہ انگریزی کے ہاتھ آئیں اور متعدد ہاتھی اور اونٹ بھی پکڑے ہوئے آئے۔

اس معرکہ میں انگریزی فوج کے کل سترہ آدمی مقتول اور چوبیس سپاہی مجروح ہوئے ان میں ایک مرزا سکندر علی بیگ رسالہ میری چچا بھی تھے۔

جنہوں نے زخون کے صدمہ سے ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔

دوسرے روز سر سپور ورنے اس لڑائی کے متعلق ایک جنرل آرڈر شائع کیا اور سین کپٹن آر اور کپٹن ڈوکر اور سالدار میجر احمد بخش خان اور رسالدار علاء الدین خان ناخو اور میرے والد مرزا ولایت علی بیگ اور میرے چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ کی جرات اور بہادری کی بہت کچھ تعریف لکھی اور میرے والد کو آرڈر آف میرٹ ملنے کے لئے سرکاری انگریزی سے سفارش کی۔ آرڈر آف میرٹ نیٹو آرمی میں ایک بڑا لائق اور قابل وقت تمغہ تصور کیا جاتا ہے اس معرکہ جنگ میں میرے چچا کے مارے جانے کا جنرل صاحب نے نہایت افسوس ظاہر کیا اور ان کے متعلقین کی پرورش اور دل افزائی کے واسطے معقول پنشن کی سرکار انگریزی سے سفارش کی۔

اپریل ۱۵ء عیسوی کو لوہاری چندیری کالپی کی طرف سے جاسوس افواج دشمن کے اجتماع کی خبر ملنے لاسے جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اسی ہفتہ میں میجر آرمی صاحب کو حکم دیا کہ اپنے رسالہ کو بتواندی کے کنارہ لیجا کر ایسا بندوبست کریں کہ بان پور اور شاہ گڑھ کے راجاؤں اور دوسرے سرکشوں میں سے جو لوگ بتواندی کے اوس پار سے جنوب کی طرف آنا چاہیں۔ ان کو روک دیں۔

میجر آرمی صاحب حیدر آباد کٹھنٹ کو ہمراہ لیکر بتیوا پار اوڑھے اور بان پور اور شاہ گڑھ کے راجاؤں کی جمعیت کو انہوں نے پرگندہ کر دیا ادھر سر سپور ورنے

جہانسی میں اونیس روز قیام کیا تاکہ فوج آرام لے لے اور اس مدت میں دشمن پر حملہ کرنے کے لئے سامان بھی فراہم ہو جائے۔

پھر ۲۵ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو وہاں سے روانہ ہوئے کالپی میں باغبیوں کا سلخ خانہ تھا اور تانتیا کے بیٹے راؤ صاحب کا صدر مقام یہاں توپیوں کا سامان اور جنگ کا اسباب بکثرت جمع تھا۔ راؤ صاحب نے تانتیا ٹوپیہ کو گوالیار کنٹونمنٹ اور دو باغی پلٹنوں کے ساتھ انگریزی فوج کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

تانتیا اس فوج کو لیکر مقام کوچ میں داخل ہوا جو جہانسی کی سڑک پر کالپی سے بائیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور نہایت استحکام کے ساتھ برٹش فوج کے انتظار میں اس نے قیام کیا۔

اودھ پھر آرا صاحب جب اپنے مقاصد سے کامیاب ہو گئے اور اون کو یہ علم ہوا کہ سر ہیروز صاحب کو پنج کی طرف آنے والے ہیں تو انہوں نے ۲۰ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو غنیم کی خبر لانے کی غرض سے میرے والد کو پکاس چیدہ سواروں کے ساتھ اوسط طرف روانہ کیا اور غور راستہ میں سر ہیروز صاحب کی سپاہ کو مل گئے۔

میرے والد اپنے سپاہیوں کو لیکر بجلت تمام پچیس میل کی مسافت قطع کر کے سر شام قصبہ لوہاری کے حریب پہنچے جو مقام کوچ سے آٹھ میل پر ہے چونکہ تمام دن چلنے سے گہوڑے اور سپاہی ماندہ اور بہت ہو گئے تھے ایک گاؤں

کے پاس اپنے قیام کیا تاکہ سپاہی آرام لے لیں اور گھوڑے دانگہانس کہا لیں
تمام شب گھوڑو تنہا زین کسے رکھے اور کچھ فاصلہ سے دو چار جوان اطراف میں
خفاقت کے لئے کھڑے کر دئے۔

جب دس گیارہ بجے شب کے چاند غروب ہو گیا اور سوت آپ نے دو
سپاہیوں کو حکم دیا کہ گاؤں والوں کا لباس پہن کر گاؤں میں جائیں۔ اور بستی والوں
سے وہاں کا احوال دریافت کریں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور ایک
دوکان سے کچھ خریدنے کا ارادہ کیا تو دوکاندار نے اون سے پوچھا کہ تم کون
لوگ ہو کہاں سے آئے ہو۔ سپاہیوں نے جواب دیا کہ ہم جہانسی کی رانی
کے سپاہی ہیں ہماری فوج انگریزوں سے لڑ کر بھاگ گئی۔ ہم اب رانی کے
پاس جانے والے ہیں۔

دوکاندار نے بہت آہنگی سے کہا کہ تمہاری فوج کے چار سو سپاہی یہاں بڑے
ہیں اور انگریزی رسالہ جو آج شام کو یہاں آیا ہے اس کے محاصرہ کر بیچی فکر کر رہے
ہیں تاکہ صبح ہوتے ہوتے اون سب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ سن کر اون دونوں سپاہیوں
کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن انہوں نے بڑی خود داری سے کام لیا اور استقلال
مزارع کے ساتھ اوس دوکاندار کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ ہم ابھی جا کر اپنے
ساتھیوں سے مل جاتے ہیں۔ دوکاندار نے کہا کہ اون میں کے بینل پچھیل
آدمی میرے دوکان کے عقب میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں تم بڑو میں ابھی اومیں

مسیکو تمہارے پاس بلا کر لاتا ہوں۔ یہہ کہکر وہ ادھر کو چل دیا۔ اوسکا پیٹھ پہنچا تھا کہ ان دونوں نے وہاں سے قدم اڑھائے اور جلد پونچھ کر میرے والد ماجد سے کل احوال بیان کیا کہ دشمن کے چار سو سپاہی یہاں موجود ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ ہلکے گرفتار کریں۔

چاند غروب ہو چکا تھا چاروں طرف رات کی تاریکی تھی نہ کوئی دہرہ تھا اور نہ رستہ معلوم تھا اوسوقت کہیں جا بھی نہ سکتے تھے میرے والد نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بار بار دراری کے یا بو وغیرہ سب ایک جگہ جمع کر لے جائیں اور گاؤں کی گاڑیاں غوفر جو کچھ فراہم ہو سکیں وہ ترتیب سے رکھ کر ایک محفوظ جگہ بطور حربیہ کے بنالیں اور سپاہی لوگ اوسکے اطراف میں مسلح تیار رہیں مگر شب کو دشمن حملہ کرے تو اوسکے آسے سے نجوبی اپنی حفاظت کر سکیں اور یہ ارادہ کر لیا کہ صبح کی روشنی ہوتے ہی جوامناسب ہو گا وہ کیا جائے گا۔

تمام شب اس چھوٹی سی ٹمڑی نے اس استقلال سے گزاری کہ اگر اون پر اوس وقت غنیم کے چار سو سپاہی بھی حملہ کرتے تو یہہ لوگ اون کے مقابلہ میں اپنا کافی بچاؤ کر سکتے تھے۔ غنیم کی تعداد ہر چند زیادہ تھی مگر یہہ بھی اذکو حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ جب صبح کا تارا چمکا اور روشنی کی آمد آمد قریب ہوئی دشمن کا احوال دریافت کرنے کی واسطے دو دو سپاہی ہر ایک سمت کو روانہ کئے اور انکو یہہ ہایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ چہتے چہتے بلکہ جہاں ضرورت ہو پیٹکے بل چکر جائیں

اور ہوشیاری سے دیکھیں کہ مخالفین کدھر ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور اون کی طرز کار و دلی سے اون کے خیال کا اندازہ کریں کہ کس صورت کو اختیار کر چکی وہ کوشش کر رہے ہیں۔ یہہ سپاہی جا کر خبر لائے کہ گاؤں کی طرف تو کوئی فوج نہیں ہے مگر شمالی جانب کو جطرت میدان ہے تمام فوج دشمن کی اور تری ہوئی اور پہلی پڑی ہے اور وہ لوگ بیٹھے ہوئے حصہ وغیرہ پی رہے ہیں۔ انکی باتوں کی آواز کچھ کچھ سنائی دیتی ہے طرز گفتگو سے ایسا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ روز روشن ہوتے ہی وہ ہمہر حملہ کریں گے۔

یہہ کیفیت شکر میرے والد خود پر نفس نفیس اور سطرف آہستہ آہستہ گئے اور موقع کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ تمام میدان میں تین چار سو سوار پہلے ہوئے ہیں صرف اوس جانب جطرت ایکسٹریکٹ کی دیوار ہے دشمن کی سپاہ نہیں ہے غالباً اذکابہ خیال ہے کہ اوسطرف راستہ نہیں ہے دیوار پر سے ہوا نہ سیکینگے اس سبب انہوں نے اوسکو غیر محفوظ چھوڑ دیا ہے۔ وہاں سے پلٹ کر میرے والد نے اپنے تمام ماتحت عہدہ داروں اور سپاہیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ غنیم کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے خیال میں ہمیں محصور کر لیا ہے اب ہم بالکل اون کے قابو میں آچکے ہیں اس واسطے وہ ہم پر حملہ کرنے میں خفاہ جلدی نہ کریں گے۔ غالباً یا تو وہ ہمارے پاس پریم بھیجینگے کہ ہم ہتھیار رکھ دیں اور اپنے آپ کو اون کے حوالہ کر دیں یا جب دن روشن ہو جائے گا تو

وہ ہمہ چاروں طرف سے حملہ کرینگے۔ اس واسطے ہمارے لئے کارروائی کا بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ صبح کی روشنی سے جب راستہ نظر آنے لگے تو سامنے کے اس باغ کی دیوار پر سے جکی بلندی تخمیناً چار فٹ ہوگی ہم لوگ اپنے گھوڑے کدائیں اور دشمن کے درمیان سے ہو کر نکلیں دشمن کو اس کا خیال ہی نہ ہوگا کہ ہم کچھ روز روشن ہوتے ہی اس طرف سے نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ جب ہم نکلیں گے تو ضرور ہے کہ انہیں تیار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہونے میں کچھ دیر لگے گی انہیں ہم سب لوگ دیوار کے پار ہو جائیں گے اور پار ہوتے ہی لڑتے بڑتے مقابلہ کرتے اپنی فوج میں چلے جائیں گے۔

بار برداری کے یا بوسائیس اور نوکرون کی نسبت یہ صلاح مہولی کہ سب اسباب بار برداری کے یا بوجہانے پینے کا سامان بہین چھوڑ دیا جاوے۔ یہہ یعنی امر ہے کہ اسباب اور ملازم لوگ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جائیں گے۔ چند روز کے بعد کچھ کچھ ان کے رہائی کی کوئی صورت نکل آئے گی۔ میرے والد کا قدیم ملازم محمد علی خدمتی اور بالوناتمی سائیس تھا ان کو والد نے سب امور سمجھا کے ہدایت کر دی کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہر طرح کوشش کریں اور جب موقع ملے سرکارانگریزی کے فوج میں اپنے آپ کو پہنچائیں۔ ان سے خدا حافظ کہکے وہ ان سے ہٹ گئے اور دیوار کدانے کے سب طریقے اپنے اپنے جوانوں کو سمجھا دے اور اپنے آپ کی اس رائے کو پسند کیا اور اپنے ہتیار وغیرہ لگا کر مستعد ہو گئے اور اپنی

بند و قین سلنگ کر لین اور بہاے ماتہون میں لے لئے۔

۲۱ اپریل کو جب صبح صادق کی روشنی فی الجملہ نمودار ہوئی تو میرے والد نے پیادہ پا پوشیدہ طور سے تنہا دشمن کی طرف قصد کیا اور اونکی فوج پر نظر ڈالی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب سوار گھوڑوں پر سے اترے ہوئے بیٹے بن صرف اون کی باگین ماتہون میں لئے ہوئے ہیں گویا اون کے ذہن میں یہ ہے کہ شکا دام میں آچکا ہے فقط اتنا موقع باقی رہ گیا ہے کہ حال کی رسی کشیکر اسے پھانسلین آپ وہاں سے پٹے چلے آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سب کو یہ ہدایت کردی کہ جگہ گھوڑے اچھے اور توانا ہیں وہ پہلے میرے پیچھے آئیں اور اپنی گھوڑے کدائیں تاکہ اون کے کودنے سے دیوار کا حصہ جھڑ کر تاجا جائے لو کم زور جانور دن کے کودنے کو آسانی پہ پہر دیوار کا وہ مقام اختیار کیا جو سب سے نچا تھا اور بیٹی، بچا کر سب کو گھوڑوں پر سوار ہونے کے لئے اشارہ کیا سپاہی تو منتظر ہی تھے فوراً گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

میرے والد کی سواری میں ایک عربی بچکلیاں گھوڑا تھا جو مکمل طور پر غیر مین میرے والد ہمیشہ اس پر سوار ہوتے تھے اس سبب سے وہ گھوڑا دیوار ٹٹی وغیرہ نہایت عمدہ کو داتا تھا۔ اپنے اپنے جوانوں کو دیوار سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑا کر کے کہا کہ میں گھوڑے کو خوب تیز پہنچا کر دیوار کداتا ہوں تم سب لوگ یکے بعد دیگرے سیر پیچھے اپنے اپنے گھوڑے کد او جو شخص گھوڑا کد کر باہر ہو جائے وہ میرے ساتھ

دشمنوں سے لڑنے اور مقابلہ میں میرا شرپک ہو جاوے اس لئے کہ جب ہم لوگ ایک ایک دودو آدمی گھوڑے کدا کر باہر ہوتے جائیں گے تو دشمن کے سپاہی بھی یکے بعد دیگرے ہمارے مقابلہ کو پیہو پختے جائینگے پس جب تک سب سپاہی احاطہ کی دیوار سے اوس پار نہ ہو جائیں تب تک میدان پنچھوڑیں اس ہدایت کے ساتھ ہی میرے والد اپنے گھوڑے کو خوب تیز دوڑا کر دیوار کے پاس لے گئے اور گھوڑا دیوار سے کوجا کر احاطہ کے باہر ہو گئے والد کا فرمانا تھا کہ اوس دیوار کی بلندی کہیں زیادہ کہیں کم تھی جس جگہ سے آپنے گھوڑا کدایا تھا وہ جگہ چار فیٹ بلند ہوگی۔ یہہ نظر اہر ہے کہ عمری گھوڑوں کے واسطے چار فیٹ کی دیوار کو دنا بہت ہی دشوار ہے خصوصاً ایسے وقت میں کہ شہادہ روز سفر کرنے سے گھوڑ دن کی حالت خستہ ہو گئی ہو۔

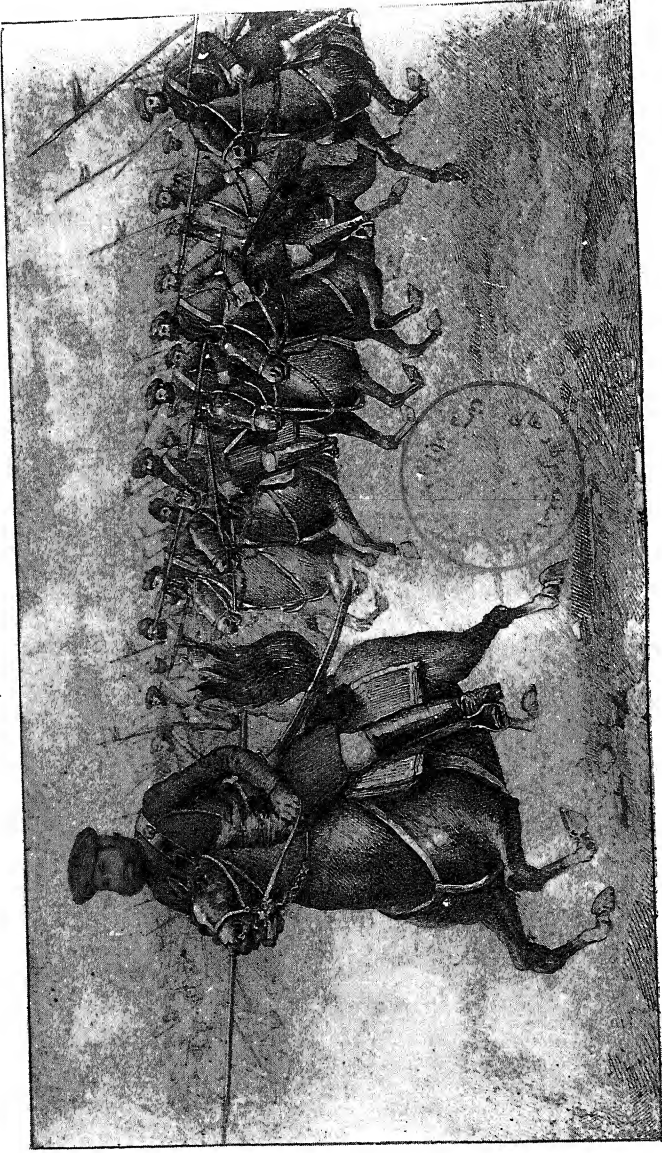
آپکے بعد یکے بعد دیگرے تمام سواروں نے اپنے اپنے گھوڑے کداے۔ اور پار ہوتے گئے طرفۃ العین میں سب جماعت دیوار سے باہر ہو گئی۔ اوسپاس آدمی نکل گئے صرف ایک سوار واصل خان جبکہ گھوڑا ضعیف تھا۔ دیوار سے کودتے وقت گر پڑا۔

میرے والد کا بیان تھا کہ جو وقت ہم نے احاطہ کے اندر سے اپنے گھوڑوں کی باگین اوٹھائیں اور اوف کو دیوار پر سے کدانا شروع کیا۔ اوسوقت غنیم کے شکر میں جو ہمارے اس ارادہ سے بالکل خالی الذہن تھا یکا یک کہل بلی پڑ گئی اور وہ لوگ

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمارے مقابلہ کے واسطے دوڑے۔
 اندازاً بیس پچیس سوار غنیم کے ہماری پاس پہنچے ہونگے کہ ہمارے تمام سوار دیوار کو پار ہو گئے اور
 بہت جلد دشمن کی فوج میں مکر جنگ کرنے لگے طرفین سے ہتھیار جلنا شروع ہو گیا میر جو والد مع اپنے
 سپاہیوں کے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ اور دشمن سے لڑتے پڑتے تلوار اور ہتھیار سے دار
 کرتے ہوئے صحیح وسلامت دشمنوں کے صدر سے باہر نکل آئے غنیم نے اپنے
 مقابل سپاہ کی دلاوری اور جرات کو دیکھ کر اپنے گھوڑوں کی باگیں روک لیں۔ اور
 پلٹ گئے۔ میرے والد اپنے ہمراہی سواروں کے ساتھ آکر اپنی فوج میں داخل
 ہو گئے۔

اس مقابلہ میں دشمن کے چار آدمی مارے گئے اور متعدد زخمی ہوئے اور
 ان کے طرف کا ایک ہی سوار واصل خان جکا گھوڑا گر گیا تھا دشمن کے ہاتھ سے
 مقتول ہوا باقی تمام اسباب و سامان اور بار برداری کے ٹٹو اور سامیں وغیرہ ب
 غنیم نے گرفتار کر لئے۔ میرے والد نے لشکر میں آتے ہی یہ تمام کیفیتیں ہر روز
 صاحب سے بیان کی صاحب موصوف نے پہلے تو آپ کے صحیح وسلامت واپس
 آنے پر آپ کو مبارکباد دی۔ اور اوس کے ساتھ ہی آپ کی تحمیں و آفرین تھا
 مدد کی کہ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جبکہ وہ دشمن کے قابو میں آچکے تھے۔ مدد برانہ
 کوشش اور بہادری سے بآسانی بچالائے۔

اس واقع کے متعلق میجر برٹن مہٹری آف حیدرآباد کنٹنجنٹ کے صفحہ ۲۰۲



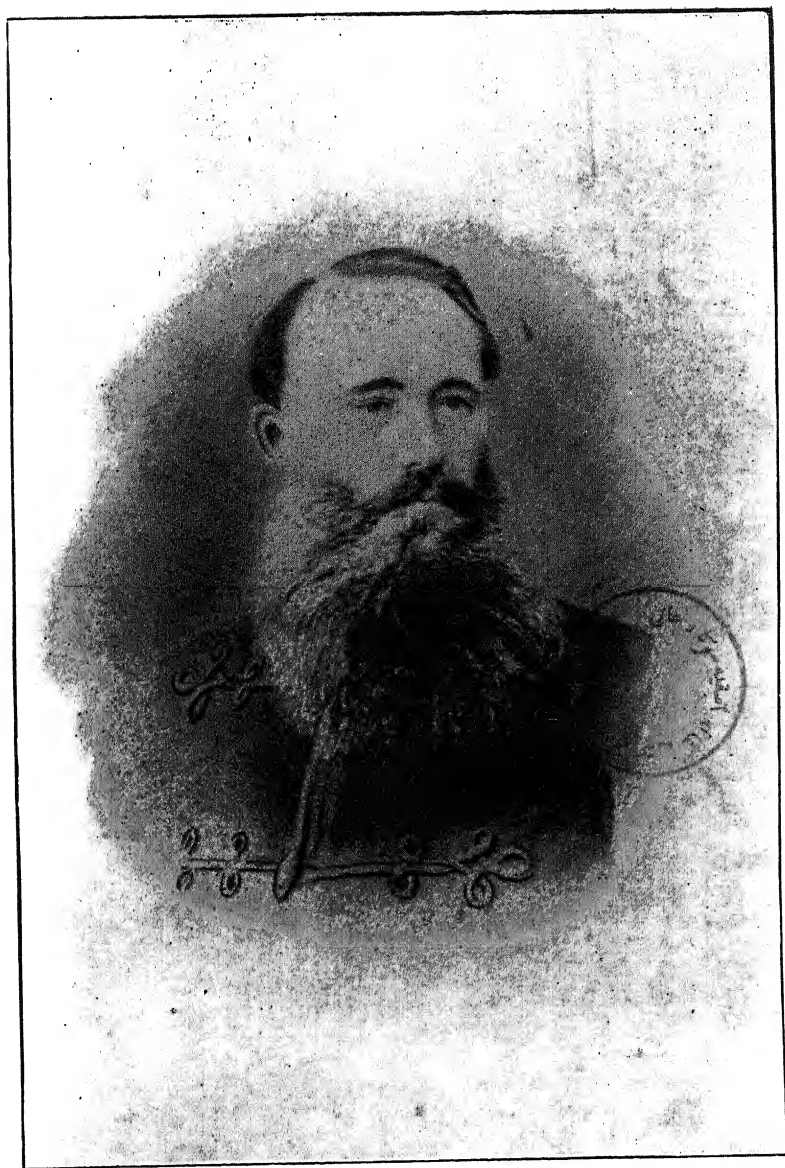
ایام غدیر میں مقام کو طبری سپہ سالار مرزا ولایت علی گینگ طالداجہ فاضل الکلیکلیا در اور ان کے ہمراہی جوانوں کا جہانسی رانی کی فوج نے محاصرہ کرنا اور محدود المیہ کا اپنے جوانوں کو لے کر دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے صبح و است نخل جانا

شادی کے رسوم ختم ہونے کے بعد میرے والد ایک مہینے تک بلارم
 مین مقیم رہے اور رخصت ہوتے وقت میرے چچا ووالفقار علیگ صاحب اور
 میرے والد ماجد کرنل مری صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے اور مجھے
 بھی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ کرنل مری صاحب کو فوٹو لینے کا کمال شوق تھا اور وہ
 اس فن میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ملاقات کے بعد کرنل مری صاحب نے میرے
 والد اور میرے چچا کا اور میرے فوٹو لیا اور اسکی ایک کاپی میرے والد کے پاس بھجوائی۔
 میرے چچا اور میرے والد کے فوٹو کے ساتھ میرے اوس زمانہ کی تصویر جبکہ
 میری عمر دس سال کی تھی اب تک میرے پاس موجود ہے۔

میرے چچا مرزا ووالفقار علیگ صاحب نے ایک سال کے بعد ہنگولی کی چھائی
 میں انتقال کیا۔

اور ۱۸۶۷ء عیسوی مطابق ۱۲۸۳ھ ہجری میں میرے والد ماجد نے یہی وفات
 پائی۔ قبل وفات کے میرے والد ماجد نے اپنے بڑے دوست کرنل فخر سے کہا کہ
 میرے بعد آپ میرے فرزند کی نگرانی کریں۔ اور اوس کی تربیت و تعلیم میں ملی
 توجہ فرمائیں۔

اور جو عباسی ملو اور سپہرہ روز صاحب نے جنگ ہندوستان کے بعد میرے
 والد کو دی تھی وہ بھی اون کے حوالہ کردی اور فرمایا کہ میرا یہ فرزند جب سن شعور کو
 پہنچ جائے تو یہ امانت آپ اسکے حوالہ کر دیں۔



سکرٹری سٹیشن ہماڈنگ ٹھہر ڈالانسرس حیدرآباد کوئٹہ جنگلی ماتحتی میں افسرہ الملک بہادر ابتدائی فوجی قسملہ مائی

of

کرنل فوجل صاحب نے میرے والدہ کی اس ولی دوستی کا حق پورے طور پر ادا کیا اور ہر صورت کے میری تربیت و تعلیم کی نگرانی میں متوجہ رہے۔ اس موقع پر اون کے قدیمی اخلاق اور زمانہ حال کی توجہ کا بیان بھیجا نہ ہو گا۔ کہ جب ۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۱۳۱۶ھ ہجری میں میں نے اپنے تین فرزندوں۔ نادر جنگ۔ حامد یا جنگ۔ خسر و جنگ کو تعلیم کی غرض سے ولایت بھیجا تھا تو میں نے بھی اون کی نگرانی کرنل صاحب مدوح کے سپرد کر دی تھی کرنل صاحب نے مجھے اپنے متعدد خطوط میں اپنی قدیمانہ اور حال کی توجہ کی نسبت تحریر کیا ہے۔ کہ تقریباً چالیس سال پیشتر میں ہندوستان میں جیسے تمہاری تعلیم و تربیت کی نگرانی میں نہایت خود کرتا تھا ویسے ہی اب یہاں ولایت میں تمہارے تینوں بچوں کی بھی نگرانی کر رہا ہوں۔ فی الواقع میں ان کی ایسے لے لے رہا تھا کہ نہایت مرہون منت ہوں کہ سات سال تک میرے بچے ولایت میں رہے اس طویل مدت میں انہوں نے بچوں کی نگرانی میں نہایت ہی اسی و توجہ فرمائی۔

۱۸۹۱ء عیسوی میں کرنل فوجل صاحب کو کے۔ سی۔ بی۔ کانٹھ انگریزی سکول سے عنایت ہوا اور اسکے چند روز بعد (۱۸۹۲ء) فوجل نے اپنے فوٹو کے۔ سی۔ بی۔ کے تمغہ کے ساتھ میرے پاس بھیجوائے۔

۱۸۹۸ء عیسوی مطابق ۱۳۱۶ھ ہجری کے آخرین تیسرے سال کے منتخب میں شامل ہوا اور آغاز ۱۸۹۸ء عیسوی میں اپنے عہدہ رسائی (ایڈمنسٹریٹو) پر ترقی پائی۔

صفحہ نمبر ۴۵ - احمد علی بیگ خان ناور جنگ - حامد علی بیگ خان حامد یار جنگ - محبوب علی بیگ خان خسرو جنگ

تعلیم علم کے لئے ۱۹۹۱ء عین ولایت کو روانہ ہوئے





پہر اپنے رجسٹر کے ساتھ فٹ ٹرپ کی کمانڈ پر متین ہو کر چلاؤنی اور نگاہ باؤگلیا۔
اسکے بعد ۱۸ عیسوی مطابق ۱۲۹۳ ہجری کے دربار قیصری میں مجھے دہلی
جانے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ یہ میرا پہلا سفر تھا اور یہ دربار نہایت شان و شوکت کا
دربار تھا اس واسطے اس کے مختصر واقعات تحریر کرتا ہوں۔

ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت میں بڑش گورنمنٹ کو جو کچھ تسلط
اور اقتدار حاصل ہے اور جسکو سرکار انگریزی نے ایام غدر میں بزور شمشیر ثابت
کر دیا ہے یہاں کے تمام چھوٹے بڑے فرمان روا اور کل پاشندے اسے بخوبی
جانتے ہیں مگر سرکار کے لئے ضرور تھا کہ جوشان سلطنت کی رزمین ثابت کی گئی
نہی کی وقت وہ شان بزم میں بھی دکھائی جاتی اور امن و چین کے زمانہ میں تمام
روسائے ہند اور عمائد اقوام کے روبرو عیش و نشاط کے جلسوں میں اسکا اظہار
کیا جاتا اور سلطنت برطانیہ کی شوکت و عظمت کے اعلان کی غرض سے سلاطین طاہرینہ
کے اتھاب میں امپیرر آف انڈیا کا لقب اور ڈیا دیا جاتا اس لئے جبکہ
لارڈ ولٹن ہندوستان کے گورنر جنرل اور ویسیر اسے ہو کر آئے تو انہوں نے
شاہی احکامات کے مطابق اس لقب کے اعلان کے واسطے ایک عالی شان دربار
منعقد کرنے کی تجویز کی۔ اس وقت اس موقع پر گورنمنٹ کو ایک ایسے مقام کے
انتخاب کرنے کی ضرورت داعی ہوئی جو گورنمنٹ کی شان کے شایان ہو اور وہاں
سے اسکا اثر سلطنت کے ہر گوشہ و کنار تک یکساں پہنچ سکے اور روسائے ہند

اور خاص عام کے کثیر مجمع کے لئے مناسب اور آمد و رفت اور مسافت کے لحاظ سے سب جگہوں سے وہ مقام زیادہ قرب رکھتا ہو۔

ان کل اعتبارات سے دہلی میں اس دربار کا منعقد ہونا قرار پایا۔ قدیم زمانہ میں اس شہر کو اندر پرست کہتے تھے اور اس زمانہ سے پیشتر کا احوال جسے تاریخ نہیں بتاتی اس کے ذکر کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن جیسا شک تایخ خبر دیتی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر جس طرح قدیم سے آباد چلا آ رہا ہے اسی طرح ہندوستان سے ہندوستان کے دارالسلطنت ہونے کا یہی فخر حاصل رہا ہے۔ یہ فخر اس سے قدرت ہی نے عطا کیا ہے کہ وہ کوہستان ہالیہ کے جنوبی دامن میں ایک ایسے مقام پر واقع ہوا ہے جہاں تین طرف کی سرحدوں سے اس کی مسافت تقریباً پاکستان ہوتی ہے اور وہ فطرتاً ہندوستان کے پائے تخت ہونے کے لئے سب شہروں سے زیادہ موزون و مناسب ہے۔

جب اس دربار کے منعقد ہونے کی تاریخ یکم جنوری ۱۷۷۳ء عیسوی مطابق ۱۵ محرم ۱۱۹۳ھ عجمی مقرر ہو گئی تو گورنمنٹ ہند نے اس میں شریک ہونے کے لئے ہندوستان کے کل والیان ریاست اور روسا اور امرائے عظام کو مدعو کیا۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور بادشاہ دکن خلد خداوند ملکہ کی یہی اوس شانہ دربار میں رونق افزائی کی تجویز ہوئی۔

اوس وقت ہماری رجسٹر تھرو لائن سرس اورنگ آباد کی جہاں فی میں مقیم تھی۔

سرچرڈ میڈ جوہ ۵ دسمبر ۱۸۷۵ء عیسوی کو بجائے مسٹریسی۔ بی سائڈرس حیدر آباد کے رزیدنٹ مقرر ہو کر آئے تھے۔

۸ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی کو ہمارے رجنز ٹکے نام ان کا یہ حکم پہنچا کہ حضور پر نور دربار دہلی میں تشریف لیجائے والے ہیں حیدر آباد کنٹونمنٹ کا ایک ٹروپ حضرت صبح کے اسکاٹ کے واسطے دہلی بھیجا جائے۔

کمانڈنگ افسر صاحب نے اس کام کے انتظام اور اہتمام کے لئے مجھ کو منتخب کیا۔ روز جمعہ ۵ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی مطابق ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۹۳ ہجری کو میں ایک سو سپاہیوں کو ساتھ اورنگ آباد سے روانہ ہو کر نانڈ گاؤں کے اسٹیشن پر پہنچا اور وہاں سے سب گھوڑوں اور سپاہیوں کو ریل پر سوار کر کے چوتھے روز دہلی میں داخل ہوا۔ ہمارے جانے کے بعد سکند انقشتری سے بھی دو کمپنیوں کو دہلی جانے کے لئے حکم ہوا اور اس تمام فوج رسالہ پٹن کی کمان میجر فیلڈ کے سپرد ہوئی۔

حیدر آباد کنٹونمنٹ کی کل فوج دہلی میں ٹسکاٹ ہوس کے کمپوٹ میں مقیم ہوئی دہلی میں یہ ایک مشہور مقام ہے سالانہ جنگ بہادر نے دربار دہلی کے زمانہ میں حضور پر نور کی اقامت کی واسطے سرچرڈ میڈ صاحب رزیدنٹ کی معرفت یہ مکان ساتھ نہار روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ علامہ محمد کیم کوٹھی کے اس وقت جدید چار قطعات مکانات اور بنوائے گئے تھے اس کا بڑا مال خاص حضور پر نور کے دربار کی واسطے آراستہ کیا گیا تھا اور پائین باغ کی چھوٹی عمارت کے اطراف زناخانہ کی واسطے خیمہ



مرزا محمد علی بیگ مراد آبادی در سال ۱۸۶۶ء عیسوی میں سالہ سوم حیدر آباد کونٹینٹ سے اعطاف کے اسکا میں صلیبی روانہ ہونا۔

اور اسکے گرد قنائین کھڑی لگی تھیں۔

۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء عیسوی کو حضور پر نور کی سواری مبارک لچی مین داخل ہوئی
اوسوقت آپ کا سن مبارک دس سال کا تھا۔

سرالار جنگ بہادر۔ امیر کبیر بہادر۔ وقار الامرا بہادر۔ اور چند امراءے دولت تھکا
اقدس تھے۔ اسی روز دوپہر کے بعد دو بجے لارڈ ملٹن گورنر جنرل ولیمسٹون ہندل
مین دہلی پہنچے۔

پہلے سے ہندوستان کے تمام والیان ملک جو اس دربار مین اونکی دعوت
قبول کر کے آئے تھے اور اس کین سلطنت برطانیہ دن کے استقبال کے واسطے
اسٹیشن پر موجود تھے جیسے ہی لارڈ ممدوج ریل سے اترے سلامی کی نوپین ہر مین
آپنے اظہار مسرت کیا ساتھ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ پھر آپنے خاص خاص رہنویوں
خصوصاً اعلیٰ حضرت حضور پر نور نظام دکن سے ہاتھ ملایا اور مزاج پر ہی کر کے اپنے
ہاتھی پر سوار ہو گئے اور جلوس کے ساتھ اپنے خاص خیمہ کو ٹشرلفے چلے۔

یہ جلوس قابل دید تھا۔ اوسوقت جب قدر انگریزی فوج دہلی مین موجود تھی اونکی
تعداد چودہ ہزار کے قریب تھی سب جلوس کی گزرگاہوں مین وہ صف بستہ کھڑی
تھی اس کے سوا جتنے روسائے ہند دربار مین آئے تھے ان سب کی فوجیں تھیں
عمدہ در دیون سے آراستہ دبیر استہ انگریزی فوج کے درمیان جا بجا متوقع سے
استادہ کردی گئی تھی۔ اور ہمارے دکن کی فوج اور ہمارا جگہ کا کیوٹر بڑودہ اور ہمارا جہ

مادر کی فوج کے ساتھ اس سڑک کے دونوں طرف قابم لگی تھی جو پہاڑی
 باد تے تک چلی گئی تھی۔

اس جلسہ کے دیکھنے کے واسطے عام مخلوق اس قدر جمع ہوئی تھی کہ جسکے تعداد
 کی انتہاء تھی۔ خصوصاً چاندنی چوک میں اور پہاڑی پیر اور سب جگہوں سے زیادہ جامع
 مسجد کے برجوں اور چہتوں اور ستر ہیون پر آردہام تھا کہ آدمیوں کو جس حرکت و شوار
 ہو گئی تھی۔

ولیسرے کی سواری تین گھنٹے میں خیمہ تک پہنچی پہلے ریلوے اسٹیشن
 سے جامع مسجد کی طرف گئی پھر درمیہ میں ہو کر چاندنی چوک میں آئی پھر لاہور ریلوے ڈاڑ
 سے ہو کر سبزی منڈی کو آئی اور چہرہ میل کا گشت کرنے کے بعد پانچ بجے شام کے
 کیب میں داخل ہوئی۔

نواب ولیسرے بہادر نے اس ہفتہ میں تمام رئیسوں سے ملاقاتیں کیں
 ادا کے بعد باز دید کی ملاقاتوں کے واسطے رئیسوں کے پاس خود بھی ترشہ
 لے گئے۔

ملاقاتوں کا یہہ دستور تھا کہ جب کسی رئیس کی سواری ولیسرے کے لشکر میں
 پہنچتی تو کچھ افسر سب اغرار رئیس لشکر کے سرے پر آکر استقبال کرتے اور خیمہ کی
 طرف لیجاتے اور اسی وقت سلامی کی توہین سر ہوتی۔ پھر قارئین سکرٹری ہمراہ
 لیجا کر ملاقات کے خیمہ میں بٹھلاتے اس کے بعد ولیسرے بہادر سے ملاقات

ہوتی تھی۔

ولیسرے ہر ایک رئیس کے ساتھ نہایت تپاک سے پیش آتے اور اپنے
 دھنے ہاتھ کی طرف بٹھلاتے تھے اور آپ ایک تخت پر جو ملکہ منظمہ آنجہانی کی ایک
 قد آدم برابر تصویر کے نیچے رکھا گیا تھا رونق افزا ہوتے تھے نشست کے بعد رئیس سے
 گفتگو شروع ہوتی اثنائے گفتگو میں اوس رئیس یا اوس کے خاندان کے کسی بزرگ کی
 ایسی خدمت نمایاں جو سرکار انگلشیہ کی نسبت ظہور میں آئی ہوتی یا خود اوس نے
 کوئی کام رفاه عام کا کیا ہوتا یا کوئی ایسا امر جو قابل تحسین و آفرین ہوتا ضرور اوس کا ذکر
 آتا تھا۔

اس تقریر کے بعد ولیسرے بہادر ایک طلائی تختہ جس پر ملکہ منظمہ کی تصویر تھی۔
 اور جین قمری رنگ کا فیتہ لگا ہوا تھا رئیس کے زریب گلو کرتے اور کہتے تھے کہ
 اس ناریج سعید کی یادگار میں اسکا پہننا آپ کو مبارک ہو۔ اور مدت دراز تک
 وراثتاً آپ کے خاندان میں یہہ قایم رہے۔

۲۶ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی سے یہہ ملاقاتیں شرح ہوئیں اوس روز ہمارے
 قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور خواب ولیسرے بہادر کی ملاقات کو تشریف
 لے گئے ولیسرے بہادر نہایت تپاک سے پیش آئے اور ۳۰ دسمبر کو ملاقات
 باز دید کے لئے حضور پر نور کے پاس تشریف فرما ہوئے۔

خطاب قیسری کا اعلان جس میدان میں کیا گیا تھا وہ دہلی سے چار میل کے

فاصلہ پر تھا وہاں پر تین عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

اول نواب ولیسرے بہادر کی تخت گاہ۔

دوسرے اعلیٰ احمدہ داران انگریزی اور واپاریات کی عظیم الشان ایک ہالی چبوترہ۔

تیسرے خیر بآستون کے سفیرون اور وکیلون اور تماشائیون کی نشست کے چبوترے۔

ولیسرے بہادر کی تخت گاہ کا چبوترہ تقریباً سب چبوتروں کے بیچ میں واقع تھا اسکی عمارت نہایت خوبصورت مسرخ نیلی اور سنہرے رنگ کی مسدس شکل پر زین سے دس فیٹ بلند تھی ہر ایک قطعہ چائیل فیٹ اور کل دور دو سو چالیس فیٹ تھا۔ اس کے آگے پیچھے سیڑھیاں جن کے دونوں طرف سنہری ریلنگ تھا۔ چبوترہ کے اوپر شامیانہ اور شامیانہ کی چوٹی پر تاج شاہی رکھا گیا تھا۔ ہر ایک گوشہ سائن کی تین اینڈریان اور اونپر چڑھیں کی صلیب اور یونین جیک سلطنت برطانیہ کے ملکی نشان بنے ہوئے تھے۔ ہالی چبوترہ ہی نیلے سفید سنہرے رنگ سے آراستہ اور تخت گاہ کے سامنے آہٹ سو فیٹ تک طول میں چلا گیا تھا۔

اس چبوترہ کے چیلیل درجے تھے۔ ہر ایک درجہ تیس فیٹ لینا اور بیس فیٹ چوڑا اور ہر ایک کی آمد و رفت کا دروازہ جدا تھا ہالی قوس کا مرکز تخت گاہ سے دو سو چھتیس فیٹ کے فاصلہ پر تھا۔

یہاں چبوترہ کے چاروں کونوں پر تاج شاہی کی تصویر تھی۔ مسرخ کپڑے کا

فرش اور ادھر پریشمین کپڑے سے مند ہی ہوئی گریبان بچی تہین ساسنے کی
 طرف سارے چہوڑہ پر ہنر اپلنگ نصب تھا۔ ان عمارتوں میں بجز رنگا کے
 ایشباہی طرز کی اور کوئی چیز نہ تھی تماشائیوں کے واسطے نیلے رنگ کے دو چہوڑ
 تختگاہ کی پشت کی طرف تھے اور اون کے درمیان آمد و رفت کا راستہ تھا۔ تختگاہ
 کے دونوں طرف ہلالی چہوڑہ کے نزدیک دروازہ پر سلامی اوتارنے کے
 واسطے گارڈ آف آئر حاضر تھا۔

ہلالی چہوڑہ پر دالیان ملک اور منتر افسروں کو ملا جل کر بیٹھا تھا اور کسی مقام کا
 اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ قرار نہیں دیا گیا تھا۔ اس سے یہی غرض تھی کہ کسی کا درجہ فرورتر نہیں
 ہے اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے ہر ایک رئیس اور ہر ایک گورنر اور ٹرنٹ
 گورنر کی پشت پر اون کے علم استادم تھے اور اون کے افسران اسٹاف اون کے
 گرد بیٹھے تھے۔ اس ہلالی چہوڑہ پر ترسٹہ والیان ریاست روئی افزا تھے اور
 ان سب کے عین وسط میں چہوڑہ پر ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور شاہ
 شوکت سے جلوہ فرما تھے۔

آپ کے دست راست پر راجہ چوٹانہ کے راجے اور دست چپ پر وسط ہند
 کے راجہ تھے اور اوس سے اور آگے پنجاب کے سردار تھے۔ باقی درجون میں
 مدراس بمبئی بنگالہ مالک مغربی و شمالی اور مالک متوسط کے چہوڑے چہوڑے
 رہیں تھے۔

یکم جنوری ۱۷۷۱ء عیسوی مطابق ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری کو سب ریس ڈوہڑے کے قید رہنے پہلے اپنی اپنی جگہوں میں پہنچ گئے۔

ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہی دو پہر سے دو چار منٹ پہلے دربار میں شریک ہونے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اس موقع پر عجیبوہی اول مرتبہ ہجراہ رکاب رہنے کی سعادت اور افتخار حاصل ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خاصہ کی گاڑی میں سرسالا رنگ اور میچٹر لور سامنے بیٹھے تھے گاڑی کے دہنی طرف میجر فخر لڈ اور بائیں جانب میں تھا ہمارے ساتھ کے ایک سو سوار کچھ گاڑی کے آگے اور کچھ پیچھے ہمراہ سواری مبارک تھے۔

جب حضور کی سواری دربار میں پہنچی اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور اپنی کرسی پر رونق افزا ہوئے تو میجر فخر لڈ اور عجیبوہی دربار میں حاضر ہونے کی عزت ملی۔

دربار میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پہنچتے ہی عین بارہ بجے دیس لڑی بہادر ہی تشریف لائے گاڑی پر پرنٹ آرمس اور بنیڈ نے سلامی کا باجا بجا یا۔ تمام حاضرین مجلس تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تخت پر ویسراے بہادر کے رونق افزا ہوتے ہی تقیب اعلیٰ نے اعلیٰ حضرت ملکہ معظمہ کے انگریزی خطاب کا اعلان آواز بلند کیا اور فارین سکریٹری گورنمنٹ ہند نے اس کا ترجمہ اردو میں سبکو سنا یا جس کا خلاصہ یہہ تھا کہ حضور مدد و ص نے اپنے خطابات سابق پک

لفظ امپرس آف انڈیا اور بڑبا ہے اسکا ترجمہ اردو میں شاہنشاہ اور فیصلہ ہند کیا جانا ہے۔

غرض جب سلامی کی ایک سو ایک نوپن سر ہو چکین تب ویسراے بہادر نے کہڑے ہو کر ایک طویل اسپیچ انگریزی میں دی جہین یہہ فقرات خاص والیان ملک کی طرف مخاطب ہو کر فرمائے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے اس سلطنت کے رسوا و امرا آپ کی ارادت استواری سلطنت کی کفیل اور آپ کی خوشحالی اجمال سلطنت کی دلیل ہے حضرت ملکہ مظہ کو بہرہ رسا ہو کہ اگر خدا نخواستہ اس سلطنت کے رصلح پر کوئی حملہ ہو تو آپ لوگ اسکی حفاظت کے واسطے آمادہ ہو جائیں گے حضرت مجددہ اس آمادگی پر آفرین فرماتی ہیں۔

مین حضرت ملکہ مظہ کو بطرف کے آپ صاحبوں کو شہر دہلی آنے پر مبارکباد دینا ہوں اور اس عظیم الشان جلسہ میں آپ کے شرکاء ہونے کو سلطنت برطانیہ کی نسبت آپ کی اوس حسن عقیدت اور جرگالی کی دلیل روشن جانتا ہوں جسکا اظہار جناب پرنس آف ویلز بہادر کی تشریف آوری کے موقع پر بڑے شوق سے ہوا تھا۔

حضرت مجددہ صاحبہ اپنی بہلانی کو عین آپ کی بہلانی تصور فرماتی ہیں اور مراسم اتحاد کے استحکام اور قیام کے واسطے حضرت مجددہ نے خسرانہ غنایات سے خطاب تیسری اختیار فرمایا ہے جسکا ہم آج اعلان کرتے ہیں۔

جب ویسراے کی اسپیچ ختم ہو گئی تو تمام حضار مجلس کہڑے ہوئے اور بوج کے

ساتھ شریک ہو کے تہل سے سہنے صدائے مسرت و شادمانی بلند کی۔

نواب سرسالا رنجگ بہادر نے حضور پر نور کے طرف سے کہڑے ہو کر نیمہ نظیر کی حب الارشاد عالی نواب نظام الملک بہادر حضور و لیسر کے کی خدمت میں مہربی عرض کیا کہ حضور و لیسر اے حضرت حضور پر نور کی طرف سے اور نیز ہندوستان کے جملہ ریسوں کی جانب سے اعلیٰ حضرت مکہ منظم کی خدمت میں خطاب قیصر ہند اختیار فرمانے کی مبارک باد پہونچائیں۔ اور حضرت ممدوحہ کو یقین دلائیں کہ ہم سب لوگ دعا کرتے ہیں کہ خدا اوہنیں عمر و راز عطا فرمائے اور ہندوستان اور انگلستان کے دونوں ملکوں میں انکا راج اقبال کے ساتھ قائم رہے۔

اسکے بعد دربار برخواست ہو گیا اور حضور پر نور اوسط ج ج طرح تشریف لگئے تھے حیدر آباد کنٹنمنٹ کے اسکارٹ کے ساتھ مشکاف ہوس کو واپس تشریف لے۔

مشکاف ہوس کا احاطہ بہت وسیع تھا میں بھی اپنی فوج کے کیمپ کے نزدیک ایک میدان میں نیزہ بازی کے لئے جگہ بنوائی تھی۔ وہاں قریب قریب ہر روز تمام کے وقت تمام عہدہ دار نیزہ بازی کرتے تھے۔ نیزہ بازی کا مقام شاہ راہ کے قریب واقع تھا۔ تماشا بینوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا خاص کر حضور پر نور کے کیمپ کے لوگ بھی اس کے دیکھنے کو آتے تھے نواب وقار الامرا بہادر جو یونین مانہ میں خواجہ بادشاہ کو نام سے موسوم تھے وہ تو اکثر نیزہ بازی میں تشریف لایا کرتے تھے رفہ رفہ بنگال

پنجاب کی فوجوں کے افسر بھی ہمارے کرتبوں میں آکر شرمک ہوئے لگے تھے۔ جب یہہ کل تماشے اور روسا کی ملاقاتیں ہو چکیں تو چوتھے روز پنجشنبہ کو ایسرا بہادر نے والیان ریاست سے رخصتی ملاقات فرمائی اور اوسمین اپنی طرف سے ہر ایک رئیس کو تلواریا ملکہ و کٹوریہ کا فوٹو یا اور کوئی تحفہ بطور نشانی کے عنایت کیا۔

ہمارے حضور پر نور بھی ایسرا سے بہادر کی ملاقات کو تشریف لگئے اوس وقت پچاس سواروں کے ساتھ میں حضور پر نور کی گاڑی کے ساتھ اسکا رٹ میں تھا۔

لارڈ ولٹن نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو اپنے دہنے ہاتھ کی طرف بٹھلایا اور یہ تک باہم گفتگو ہوتی رہی۔ انہا کے کلام میں لارڈ صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو ایک کتاب تحفہ تادی اور کہا کہ یہ میری تصنیف ہے اسکے بعد سواری مبارک فرود گاہ شاہی کو واپس ہوئی۔

۵ جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۱۹ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی کا
آٹری من تھا اور ساری فوج کی تواضع ہوئی۔

قواعد شہر چھوڑنے سے پہلے رہبان موجودہ کی کل فوج اور تمام جلوس و گیسر بہادر کے سامنے سے ہو کر گزرا۔ یہہ تماشا ایسا تھا کہ ملکات ہند میں اس سے پیشتر کہی نظر نہیں آیا تھا۔ گیارہ بجے سے دو گھنٹے تک برابر فوج گزرتی رہی گوکہ اسکی تعداد کم تھی مگر نمونہ دکھانے کے لئے کافی تھی۔

ہندوستانی رئیسوں کی فوج اور جلوس کے گزرنے کے بعد انگریزی فوج جو دہلی میں اندازاً چودہ ہزار جمع تھی اسکی قواعد بھولی یہ سب فوج بھی دوسرا بہادر کے سامنے سے ہو کر گزری۔

یہاں کچھ احوال شہر دہلی کا لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے جہاں نہ صرف یہ ایک عظیم الشان دربار ہوا بلکہ آئندہ کو بھی یہ شہر اس قسم کے درباروں کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔

اس کے تین طرف ساڑھے پانچ میل لابی شاہ جہاں کی بنائی ہوئی بڑی مرتفع فصیل ہے۔ مشرق کی جانب جدھر دریائے جمنا بہتا ہے کوئی دیوار نہیں ہے مگر شہر کے دس دروازے ہیں شمال میں کشمیری اور موری دروازہ اور مشرق میں کابلی اور لاہوری دروازہ اور جنوب میں اجمیری اور دہلی دروازہ زیادہ مشہور ہے۔

شاہی قلعہ مشرق کی طرف عین دریا کے کنارہ بنا ہوا ہے اس کے تین طرف سنگ سُرخی کی خوبصورت دیوار ہے جسکی خوبی چھوٹے چھوٹے گول برجوں سے اور دو بالا ہو گئی ہے۔

۱۸۵۷ء عیسوی کے عہد کے بعد اسکا ایک حصہ منہدم کر دیا گیا ہے اور وہاں انگریزی بالکسین بنا دی گئی ہیں۔ قلعہ کے جنوبی طرف محلہ دیگنج میں ہندوستانی پیادہ فوج کی چھاؤنی ہے جسکا ایک ٹنگ یورپین سپاہیوں کا قلعہ میں رہتا ہے۔

اسی کے مقابل دریا کے دوسری طرف قلعہ سلیم گڑھ ہے جسے سلیم شاہ بادشاہ نے سولہویں صدی عیسوی میں سلاطین مغلیہ سے قبل بنوایا تھا۔ اور اب وہ بالکل خراب اور ویران ہے۔ اس جگہ دریاے جننا پر نہایت عالیشان ایک پل بنا ہوا ہے جس پر سے ایٹ انڈین ریلوے آتی ہے اور سلیم گڑھ سے گزر کر قلعہ کی دیوار کے نیچے پٹھے ہوتی ہوئی شہر کی تفصیل کے اندر ریلوے اسٹیشن کو چلی جاتی ہے اس اسٹیشن کے پاس شہر کے شمال و مشرقی گوشہ میں کشمیری دروازہ کے پاس سرکاری خزانہ اور دفاتر کی عمارتیں ہیں۔

غرض جب دربار دہلی ختم ہو گیا تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک مع اسٹاف کے دہلی سے حیدرآباد کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

چونکہ اس وقت دہلی میں خوب بارش ہو گئی تھی اور نواب دیسرا سے لفٹ گورنر اور دوسرے عہدہ دار دہلی سے اپنے اپنے مستقر کو روانہ ہو رہے تھے گاڑی مل نہیں سکتی تھی ہم لوگ حضور پر نور کی روانگی سے ایک ہفتہ کے بعد دہلی سے روانہ ہوئے اور چوتھے روز مع انجیر اور نگ آباد پہنچ گئے۔

اس کے بعد دو ڈوبائی سال تک بجز ادائی خدمت فوجی و کتاب علوم و فنون جنگی اور کوئی ایسا شغل نہ رہا جو قابل ذکر ہو اگر ان امور سے فرصت ملتی تو میں سیر و تفریح میں مصروف رہتا تھا۔ چنانچہ حسب معمول ایک مرتبہ ۱۸۶۹ء عیسوی کو رجب کے سالانہ انسپکشن کے بعد میں نے اجازت لی اور چند روز

کے لئے روضہ شریف گیا یہ مقام اورنگ آباد سے شمال اور غرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر تھا رہا ہے ایلورہ کے ادھر واقع ہے چونکہ اسکی سطح سمندر سے دو ہزار فیٹ بلند ہے اس سبب سے یہاں کی آب و ہوا نہایت لطیف ہے ایام گرامین حفظ صحت کے خیال سے اکثر مغزین یہاں اگر قیام کھاتے ہیں۔ اس خوبی کے سوا ملک کو کنین یہ مقام اس وجہ نہایت متبرک اور مقدس سمجھا جاتا ہے کہ کتنے ہی مشاہیر بزرگان دین کے یہاں مزارات پر اتوار ہین جنین بعض اکابر اولیاء اللہ کے اسما مبارک یہہ ہین۔

سید یوسف شاہ راجہ قتال حسینی پدر بزرگوار حضرت سید محمد نبرہ نواز گیسو دار حضرت شاہ متعجب الدین زر زری زرخش دولہ میان حضرت خواجہ برہان الدین اولیا غریب نواز۔ حضرت خواجہ شاہ زین الدین مخدوم مشائخ بائیں خواجہ حضرت شاہ جمال الدین گنج روان۔ حضرت پیر مبارک کار روان۔ حضرت پیر بدر الدین ٹوکلہی۔ حضرت پیر نصیر اللہ ہنچون بیگ۔ حضرت سید خواجہ حسن شیرازی۔ حضرت خواجہ عمر شیرازی۔ ان حضرات کے سوا اورنگ زیب ہندوستان کا آخری زبردست شاہنشاہ اور اون کے فرزند محمد اعظم شاہ اور حضرت ماب آصف جاہ اول بانی سلطنت مبارک آصف جاہی اور ابو الحسن تانا شاہ آخر بادشاہ سلطنت قطب شاہیہ اور نیز دیگر تاملان کوکن اسی جگہ زمین کے نیچے آسودہ ہین۔

چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کو وراثت کے بعد خلد مکان کہتے تھے اسوا سٹے

اس مقام کا نام بھی خلد آباد ہو گیا ہے اسی جگہ ایلورہ کے کچھ مشہور و معروف غار ہیں جو انسان کے دست صنعت کے بنائے ہوئے ہفت عجائب میں داخل اور دیکھنے کے قابل ہیں۔

روضہ میں پہنچنے کے دو روز بعد کمانڈنگ افسر صاحب کا ایک خط میرے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ آپ فوراً واپس چلے آئے میں روضہ سے کرنل ڈوکر صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ اسٹنٹ جنرل صاحب کے پاس ابھی ایک چٹھی اس مضمون کی آئی ہے کہ سر جیوڈ میڈرز بیڈنٹ حیدر آباد اور سر سالار جنگ مارالہام سرکار عالی اورنگ آباد اور ایلورہ اور روضہ کی سیر کرنے کی غرض سے آئیو اے ہیں اون کی اسکارٹ دیوٹی کا کام آپ کے تفویض کیا جاتا ہے آپ اون کے آتے ہی اون کے کمپ میں جا کر شامل ہو جائے۔

اس کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ عہدہ داران ضلع کی طرف سے اون دونوں مغز بہانوں کی خاطر واری و مدارا کے لئے بڑے زور شور سے ہر قسم کا اہتمام ہو رہا ہے۔

اوس زمانہ میں وحید منور خان بہادر (مقرب جنگ مقرب الدولہ تہوڑ) اورنگ آباد کے صوبہ دار تھے۔

چونکہ جنرل رائٹ صاحب نے اورنگ آباد میں ایک کمپ آف سکریز سائیکل انشٹام کیا تھا اس لئے چارہ سالہ کو یہی اورنگ آباد آنے کے لئے حکم

ہوا تھا کہ سوم اور چہارم دونوں رسالے باہم ملکر قوا عہد کریں۔

دو چار روز میں سرچرڈ میڈرز ریڈنٹ اور نواب سالار جنگ بہادر مارا ملہام اورنگ آباد تشریف لائے۔ ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی مطابق رمضان ۱۲۹۶ھ ہجری میں عہدہ داران ضلع کی طرف سے استقبال و ہمان داری کے مراسم نہایت شائستگی سے ادا کئے گئے۔

جنرل رایت صاحب نے یہی یہ تجویز کی کہ دوسرے روز صاحب ریڈنٹ اور مارا ملہام بہادر کو انگریزی فوج کی قوا عہد و کہانی جائے۔ اس وقت اس قوا تہہ ٹرو لانسز فور تہہ لانسز اور ایک پلٹن فور تہہ انفنٹری اور باٹری نمبر ۲ حیدر آباد کٹمنٹ کی شریک تھی دوسرے روز جب فوج پریڈ برآئی تو کرنل ڈوکر صاحب نے سینئر ہونے کے سبب سے تمام پر گیڈ کی کمان لی۔

کرنل اسٹوارٹ صاحب جو تہہ ٹرو لانسز کی کمان پر مقرر تھے آشوب چشم کے باعث شب گزشتہ سے علیل تھے وہ پریڈ پر نہ آ سکے اور انکی عدم حضوری میں کرنل ڈوکر صاحب نے جھبکوا اس رجمنٹ کی کمان پر مقرر کیا۔

تاریخ فوجی میں یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک نیٹو افسر نے برٹش افسر کی جگہ پریڈ پر رجمنٹ کی کمان لی۔

جب صاحب ریڈنٹ اور مارا ملہام صاحب اپنے اسٹاف کے ساتھ پریڈ پر تشریف لائے تو پانچ پاسٹ کا کام شروع ہوا صاحبان موصوف کے

روبرو سے جسوقت فوج گزرنی شروع ہوئی اوس موقع پر کرنل ڈوکر ہر ایک اعلیٰ افسر اور عہدہ دار کا نام بتاتے جلنے تھے جب میری رجمنٹ ان صاحبوں کو سامنے سے گزری تو سالار جنگ بہادر نے دریافت کیا کہ اس افسر کا نام کیا ہے انہوں نے کہا کہ مرزا محمد علی گک رسا سیدار۔

اوس زمانہ میں ہماری رجمنٹ میں برٹش افسر اونیٹو افسر ایک ہی قسم کی دروی پبشے تھے برٹش افسر بھی ہندوستانی عہدہ داروں کی طرح کلاہ و شملہ باندھتے تھے۔ اگر انگریزی اور ہندوستانی عہدہ داروں میں کچھ امتیاز ہو سکتا تھا تو اون کے زنگوں سے ورنہ ڈریس کی ہئیت سے کچھ فرق نہ تھا لیکن جب کسی ہندو کا زنگ بھی اہل یورپ کے زنگ سے ملتا جلتا ہوتا تو کبھی طرح یورپین اور ہندوستانی میں فرق نظر نہ آتا تھا۔

سالار جنگ نے میرا رام سنگر تعجب کیا اور فرما با کہ میں نے دور سے ان کو برٹش افسر خیال کیا تھا اس کے بعد سالار جنگ بہادر جنرل صاحب سے دبر تک میرا احوال دریافت فرماتے رہے۔

آغا ناصر شاہ صدر مہتمم علاقہ کوٹوالی اضلاع ایک معزز خاندانی اور بہادر رئیس آغا خان کے رشتہ دار تھے انہوں نے دوسرے روز شام کو سر سالار جنگ بہادر اور اون کے دونوں صاحبزادوں میر لائق علیخان بہادر اور میر سعادت علیخان بہادر کی دعوت کی اور اوسی شام کو ٹینیٹ پیگنگ کا بھی انتظام کیا۔

ولله

۱۸۷۶ء میں علیسوی
رہنما کے افسروں کا گروپ

[illegible]

اتفا صاحب نے مجھے بھی یہی مدعو کیا شام کے قریب سرسالا جنگ مع اسٹاف اور دو تون صاحبزادوں کے تشریف لائے۔

اسپورٹس شروع ہوئی نیزہ بازی اور ٹینیٹ پیگنگ میں آغا ناصر شاہ اور مین اور نیز چند عہدہ داران فوجی و کو تو الی شریک تھے۔ جب ہم ان کرتبوں سے فارغ ہوئے تو آغا ناصر شاہ میرے پاس آئے اور کہا کہ نواب سالا جنگ فرماتے ہیں کہ کل آٹھ بجے آپ ہمارے ساتھ ڈنر میں شریک ہوں۔

میں نے نواب صاحب کی یہ دعوت نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کی اور دوسرے روز آٹھ بجے قلمہ ارک کو جہان سالا جنگ بہادر مقیم تھے میں دعوت میں گیا وہاں اور یہی متعدد عہدہ دار ڈنر میں مدعو اور شریک تھے ڈنر کے بعد نواب صاحب مدوح مجھے مخاطب ہو کر دیر تک باتیں کرتے رہے۔

جید راکو کٹنجنگ کے جدید انتظام کے متعلق چند باتیں آپ نے مجھ سے دریافت فرمائیں۔ دارالمہام کی دانشمندانہ تقریر سے صاف طور پر یہ مفہوم ہوتا تھا کہ آپ کٹنجنگ کے قدیم انتظام کو پسند کرتے ہیں اور آپ کی رائے ہے کہ نظام جدید سے سوافوج بنگال کی متابعت کے اور کچھ نفع نہ ہوگا صاحب مین نے دیکھا کہ نواب صاحب چاہتے ہیں کہ مین بھی اپنی رائے ظاہر کروں کہ سابق کے انتظام میں کیا کیا نقصانات تھے اور کس لئے وہ ترک کیا گیا اور جدید انتظام میں کیا کیا نفعے ہیں اور کن اصول پر اسے اختیار کیا ہے تب میں نے صاحب مدوح کی

خدمت میں حیدرآباد کنٹنجنٹ کی تبدیلی حالت اور سابق انتظام کے تبدیلی کے وجہ بیان کر کے عرض کیا کہ جس وقت سے حیدرآباد کنٹنجنٹ کی فوج کا آغاز ہوا اس وقت سے جتنے افسر اس فوج کی کمان پر مقرر ہوئے گئے وہ مصلحتاً حیدرآباد کنٹنجنٹ میں قدیم سپاہیانہ رسم و رواج اور مغربی دستور اور آئین جاری رکھتے چلے آئے ہر جدید فوج ولیری اور بہادری میں مشہور زمانہ تھی اور اس کا شہرہ نہ صرف ہندو بلکہ انگریزوں تک ہر خاص و عام کے زبان زد تھا لیکن جیسے بنگال بھی اور مدراس کی فوج کے انتظام اور قوانین فوجی تھے ان انتظامات اور قوانین کا اس فوج میں نام و نشان تک نہ تھا۔ چنانچہ جبکہ ہندوستان میں غدر ہوا اور حیدرآباد کنٹنجنٹ اس ہم کے سر کرنے پر مامور ہوئی اور اس فوج سے کارہائے نمایان میدان جنگ میں ظہور میں آئے اس وقت میں ہی اسکی قدیم حالت میں زیادہ تغیر نہ ہوا غدر کے بعد رفتہ رفتہ فوجی قوانین اور قواعد مثل بنگال مدراس اور بھی کے اس فوج میں شروع ہوئے۔

۱۸۶۱ء عیسوی سے ۱۸۷۱ء عیسوی تک حیدرآباد کنٹنجنٹ کی یہ حالت تھی کہ سپاہیوں کے لئے پنشن کی کوئی مدت مقرر نہ تھی نینٹل چائنس سال یا اس سے زیادہ زمانہ تک نوکری کرنے کے بعد جب سپاہی کو پنشن دیجاتی تو وہ اپنی آسانی کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا تھا یعنی جو شخص اسکی جگہ ملازم ہونا چاہتا وہ اسے تین چار سو روپیہ دیتا اور یہہ کرکڑوٹ جو ان کو اپنے کمانڈنگ

اسر کے سامنے پیش کر کے اپنی جگہ ملازم کرا دینا تھا۔

گہوڑے کی آسامی نیر بارہ سو پندرہ سو روپیہ تک فروخت ہوتی تھی اور اکثر آسامی وہی لوگ خریدے تھے جو زیادہ گہوڑوں کے سلحدار ہوتے تھے۔

یونکہ اس زمانہ میں نہایت ارزانی تھی اور سلحدار جو چاہتے اپنے گہوڑوں کو کہلاتے تھے اس لئے فی اس سلحداروں کو دس بارہ میدرہ روپیہ تک پس انداز ہونے لگے۔

گہوڑے کی مالش سائیس کرنے تھے اور گہوڑے پر زین بھی سائیس کتے تھے سپاہی کا گہوڑے کی مالش کرنا محبوب سمجھا جاتا تھا۔

مٹ ڈول یا پیدل فواعمدان رسالوں میں کبھی نہیں ہوتی تھی سپاہیوں پیدل چلتے وقت قدم ملا کر چلنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

رگیولیشن کے موافق افسر یا سپاہی سلام نہیں کرتے تھے بلکہ یوپی فارم پہنے ہوئے منعلی طور پر ہاتھ کی پشت سامنے کر کے سلام کرتے تھے۔ اورنگ آباد ہنگولی۔ بلارم۔ سومن آباد۔ ان چاروں مقامات پر حیدر آباد کنٹننٹل کے ہیڈ کوارٹر تھے۔ سال میں ایک دفعہ موسم سرما میں برگیدیر جنرل صاحب حیدر آباد کنٹننٹل رسالہ اور پلٹن اور توپخانہ کی انسپکشن کو تشریف لاتے اور ہر ایک مقام پر تین چار روز قیام کرتے اور انسپکشن ختم کر کے اپنے مستقر کو چلے جاتے تھے برگیدیر کے آئینگی تاریخ دو ہفتے قبل معلوم ہو جاتی تھی۔ کمانڈنگ افسر جنٹل چند روز قبل

قواعد میں فوج سے اسی کام کی مشق یعنی شروع کرتے جو کام کہ جنرل صاحب کی آواز کے بعد اون کے سامنے لیا جاتا۔ اور انسپکشن قریب قریب حسبِ بل طریقہ کے موافق ہوا کرتا تھا۔

بگ کیڈر صاحب چھاؤنی میں داخل ہوتے ہی دوسرے روز جو انون کا فلڈ میٹر سے ملاحظہ فرماتے پہر سیکٹ ڈیوٹی اور اوس کے بعد چاند ماری کی جاتی تھی بندوق کا نشانہ ساٹھ وار سے تفنگچہ کا دس وار سے ایک مربع دوفٹ کی چاند ماری پر لگایا جاتا تھا بے خار بندوقین اور تفنگچے منہ سے بہرنے کے استعمال کئے جاتے تھے۔

رجنٹ بین نصف جو انون کے پاس بہا لے اور تفنگچے اور تلوارین اور نصف کے پاس بندوقین اور تلوارین تھیں۔ قواعد پر پریڈ میں فرنٹ ریانگ میں بہا لے والے اور ریئر بانگ میں بندوق والے رہا کرتے تھے۔

جنرل صاحب کے سامنے نشانہ اندازی کوئی جوان تین کارٹوس دے جاتے ہر ایک تربط کی علیحدہ علیحدہ چاند ماری ہوتی تھی۔ آخر پریڈ میں فلڈ ریس سے مارچ پاسٹ کیا جاتا۔ اور بعد ڈرل کے وہ چند کام لئے جاتے جنکی مشق پہلے سے کی گئی تھی۔ اسکے بعد رجنٹ سلامی ادا کرتی اور جنرل صاحب آگے بڑھ کر رجنٹ کو کامونکی بہت تعریف کرتے۔

اڑتالیس سال تک فوج کا فلڈ ریس اور انڈر ریس تفصیل ذیل کے موافق رہا۔

جو انون کے الخالق گھٹنے تک سر پر پگڑی اور شہرخص اپنے خاندان کی طرز کے موافق پگڑی باندھتا تھا سیاہ چمڑے کا ڈبہ اور بگلوں تلوارین مغلی قبضہ کی سفید پاجامے لانگ بوٹ سیاہ چمڑے کے افسران فوج رسالدار رسائیڈار جمدار کی فلڈ ریس مین بھی الخالق ہوتی تھی جب پیر کا کام رہتا تھا سر پر زرین مندیلمین اور زرین ڈبے بگلوں۔ گھوڑے پر بانات کی خوگیرین اور اسپر سرج بانات کے زین پوش ہوتے اور اونکی باناتی وچیان۔ اور پشش بند۔ پوزی۔ زیر بند۔ اور منہ میں مغلی لگائیں اور سوت کی ٹیپ کی باگین رہتی تھیں۔

۱۸۶۴ء عیسوی مین کرنل ٹینگکل نے تیسرے رسالہ کے لئے ولایت سے کرچین منگائیں اور ۱۸۷۲ء عیسوی مین کرنل ڈوکر صاحب نے کانپور سے زمین اور گامز اور منہ کا سامان چرمی منگایا۔ اور اسی سنہ مین پگڑیوں کے عبوض نیلگون لگیان اور قزلباش تیسرے رسالہ مین جاری ہوئیں۔ الخالق کے ساتھ ایک زباند تک سر پر لنگی باندھی جاتی تھی۔

اسکے بعد ۱۸۷۵ء عیسوی مین الخالق کی جگہ سیاہ سرج کابلوزیہ نے کرتا پھرتے کے لئے حکم دیا گیا اور سوت مین کل یور وین افسر اور نیڈو افسرون کا ایک ہی یونی فارم ہو گیا۔

آغا زجدر آباد کنٹنجنٹ کے پچپن سال کے بعد پش گورنمنٹ جیدر آباد کنٹنجنٹ کے فوجی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی اور لارڈ نار تہہ بروگ نے جنرل پیٹنٹ

عوم رسالہ جدید آباد کثیف کا کچھ فلاحی بیس بیس فارم فارم شمس عیسوی ایک قایم رہا بعد اس کے تبدیلی ہوئی



رسالہ محمدیہ جہاد خان - رسالہ محمد عثمان خان - رسالہ مرزا محمد علی بیگ فسر الملک بہادر - رسالہ محمد اکبر خان - جمعہ دار محمد اسمعیل خان
جہاد رومی واد خان - رسالہ خواجہ بخش خان - کاکڑ پٹ - طلحہ رسٹ - رسالہ میر احمد بخش خان ناغر - محمد واصل خان - رسالہ محمد قطب خان

کو اس فوج کی برگڈیری کے لئے انتخاب کیا اور اون کو یہ ہدایت کی کہ وہ حیدرآباد کونٹیننٹ میں بنگال اور مدراس و پنجاب آرمی کے قواعد اور قوانین جاری کریں۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء عیسوی میں جنرل ریٹ صاحب نے حیدرآباد کونٹیننٹ کے رسالوں میں الش کا قاعدہ جاری کیا یعنی سپاہی اپنے گھوڑے کی خود مالش کیا کرے اور سابق میں جو سلہدار یون کا قاعدہ تھا یعنی ایک ایک سلہدار کے دس دس بارہ بارہ بلکہ بعض افسروں کے پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گھوڑے رہتے تھے جو پانچواں کے نام سے موسوم تھے وہ قاعدہ بالکل موقوف کر دیا گیا خود اسپیشل جارجی ہوا اسکو سوا اسکے فوجی قوانین جو بنگال مدراس پنجاب آرمی میں جاری تھے وہ سب حیدرآباد کونٹیننٹ میں جاری کئے گئے۔

سر سالار جنگ بہادر سے میں نے بیان کیا کہ ایام غدر کے بعد سے برٹش گورنمنٹ میں حیدرآباد کونٹیننٹ کی بہت بڑی قدر ہوئی اور رفتہ رفتہ برٹش گورنمنٹ نے اس فوج کو اپنی دوسری فوج کی حالت پر لے آنے میں کوشش کی اور بتدریج اس کام میں کامیابی حاصل کی۔

اگر ابتدا میں حیدرآباد کونٹیننٹ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جاتا تو مصلحت ملکی کے خلاف تھا کیونکہ اس وقت میں جو لوگ فوج بے قاعدہ سے پیسے جیتے تھے وہ سب مغرز اور خاندانی اور صاحب وسیلہ تھے اس وقت میں یہ نظام اون کے خلاف مرضی ہوتا اس لئے جو کام برٹش گورنمنٹ کو کرتا تھا۔ وہ

رفتہ رفتہ کیا گیا۔

سر سالار جنگ بہادر نے یہ سب کیفیت سن کر فرمایا کہ حیدر آباد کشتی بٹ کے جدید انتظام کا مسئلہ اب پنجابی ہماری سمجھ میں آ گیا اب اس امر سے ہکو اتفاق ہے حیدر آباد کشتی بٹ کو جب برٹش آرمی کے ساتھ ملکر کام کرنا پڑتا ہے تو ایسی حالت میں ضرور ہے کہ اوسکی انتظامی حالت بھی اونکی سی ہونی چاہیے۔ دوسرے روز جبکہ تمام افسر مس ہوس میں جمع تھے کہ یکایک اسسٹنٹ جیشٹ جنرل کی ایک چھٹی اس مضمون کی آئی کہ تھرڈ لانسرس اور نور تہہ لانسرس حیدر آباد کشتی بٹ میں سے ریڈینٹ صاحب اور سر سالار جنگ بہادر کے اسکارٹ میں ایک ایک ٹروپ مقرر کیا جائے۔ چونکہ دونوں رجمنٹوں کے کمانڈنگ افسر بھی اس وقت مس ہوس میں موجود تھے۔ کرنل جالن کمانڈنگ نور تہہ لانسرس نے کہا ہماری رجمنٹ کا ٹروپ ریڈینٹ صاحب کے اسکارڈ میں بھیجا جائے اور کرنل ڈوکر کمانڈنگ افسر تھرڈ لانسرس نے کہا تین ہمارا ٹروپ اون کے اسکارڈ میں بھیجا جائے چونکہ اسسٹنٹ اجلیٹن جنرل کی چھٹی میں کسی قسم کی مراحت نہ تھی اس لئے یہ تقرر پایا کہ دو چھٹیوں پر ان رجمنٹوں کے اسکارڈ افسروں کا نام لکھا جائے اور دو چھٹیوں پر سر جے ڈمیڈ اور سر سالار جنگ کا نام تحریر کیا جائے ان سب کو ملا کر چھٹیا کالی جائیں جس افسر کا نام ریڈینٹ صاحب کے نام کیساتھ لکھا جائے گا وہ اسکارڈ میں جائے اور جب نام سر سالار جنگ کے نام کے ساتھ لکھے وہ اونکی جگہ پر ہی میں تقرر ہوگا۔

تھوڑا لانسکیر میرا نام اور غور تہہ لانسکیر ولایت علیخان صاحب رسایدار کا نام اسکاٹ ڈیوٹی کے لئے لکھا گیا۔ جب چٹیان ڈالی گئیں تو ولایت علیخان کا نام ریڈیٹ صاحب کے نام کے ساتھ اور میرا نام سکرلار جنگ بہادر کے نام کے ساتھ نکلا جو میری بڑی خوشی کا سبب ہوا۔ اس لئے کہ پہلی دو ملاقاتوں میں نواب صاحب سے مجھے ایک خاص قسم کی وابستگی ہو گئی تھی اور ان کے اخلاق اور محبت آمیز باتوں نے میرے دل کو گرویدہ کر لیا تھا۔

شام کو ایک گارڈن پارٹی میں نواب صاحب مہرج کے دونوں فرزندوں میر لائق علیخان بہادر اور میر سعادت علیخان بہادر سے میری ملاقات ہوئی چھوٹے صاحب زادے نے مجھ کو دعوت دی کہ روضہ فیض آگے آکر ایک روز ہمارے پاس رہیں اور شکار کا انتظام کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ پروردہ غیب کے ایک ایسا سامان ہو گیا ہے کہ جب تک آپ اس سمت میں رہیں گے میں آپ کے ہمراہ رہوں گا۔ میں ان سے اسکاٹ ڈیوٹی میں اپنے تقرر کا ذکر کیا۔ اور اسٹیٹ ائینٹ جرنل صاحب کی چھٹی کا آنا اور دونوں کمانڈنگ افسروں میں ریڈیٹ صاحب بہادر کے اسکاٹ کی نسبت بحث ہونا اور اسکے بعد چٹیان ڈالنا اور پھر نام نواب صاحب کے ساتھ قرعہ میں نکلنا جو کچھ ملاقات گزرے تھے میں نے ان سے سب بیان کئے وہ منکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میں ڈنر کے وقت یہ سب احوال بابا سے کہوں گا یقیناً پھر

وہ بھی سنکر بہت مسرور ہوں گے۔ بابا نے چند مرتبہ آپ کا ذکر کیا ہے۔ میر
سعادت علی خان بڑے ذکی اور تیز فہم تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ کے کمانڈنگ
افسر آپ کو ریڈنٹ صاحب کے پاس بھجوانا چاہتے تھے لیکن قدرتا آپ کا نام
چٹھیوں میں بابا کے ساتھ نکل آیا یہ ایک تائید غیبی ہے۔

دوسرے روز مع ایک سو سواروں کے مین نواب صاحب کے ساتھ روضہ
کو گیا اپنے راستہ میں مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور یہ کہہ کر (آپ تو چٹھیوں
میں ہمارے نام سے نکلے ہیں) نواب صاحب کا یہ فقرہ اس وقت پر اس قدر دلیرا
اور محبت انگیز تھا کہ جسکا لطف میں بیان نہیں کر سکتا۔ اول تو اون کی تقریر ہی ایسی
تھی کہ آدمی اونکی سحر بانی سے از خود رفتہ ہو جاتا تھا۔ اور پھر ایسے موقع پر جب کہ
چند ملاقاتوں میں مجھ کو اونہوں نے اپنے دام عنایت میں گرفتار کر لیا تھا اس
عنایت و محبت آمیز کلام کا مجھ پر بہت بڑا اثر پڑا۔ میں نے عرض کیا کہ فدوی جو
سرکار کے نام سے چٹھیوں میں نکلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ من جانب
اشد ہی فدوی سرکار کا بھوج چکا ہے۔ اس پر نواب صاحب مسکرا کر میری سواری
کے گھوڑے کی کیفیت دریافت فرمانے لگے۔

اور میرے فیلڈریس کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ یہ فیلڈریس بنگال اور
پنجاب کے رجمنٹوں کے افسروں کے فیلڈریس سے زیادہ خوش وضع اور نہایت
موزوں ہے۔



سالار جنگ بہادر اور سرچرڈ میڈ صاحب روضہ شریف میں داخل ہو گئے
 کیمپ میں اوتھے میر ریاضت علیخان بہادر فرزند تہو علیخان بہادر جلال الدولہ نواب
 سالار جنگ بہادر کے ہمراہ تھے۔ لیکن ان ایام میں در و گلو کے سبب سے وہ
 سواری وغیرہ میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اون کی ملاقات کا مجھ کو بہت اشتیاق
 تھا۔ زمانہ طفولیت میں میرے چچا زادو الفقار علیگستان بہادر رسالدار میجر کی لڑکی
 کی شادی کی تقریب میں اون سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں اوپر بیان کر آیا
 ہوں کہ وہ لڑکی میر محمد حسن خان بہادر کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ چونکہ مرزا
 ذوالفقار علی بیگ خان بہادر کی اوس کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی اسلئے
 انہیں اپنی اس بیٹی سے کمال درجہ محبت تھی مشیت ایزدی سے اس
 لڑکی کا انتقال ہو گیا اور اوس کی چھ سالہ ایک لڑکی باقی رہ گئی اور انہوں
 نے اپنے انتقال کے وقت سالار جنگ بہادر کو اپنا وصی کیا اور اپنی لڑکی
 کو سچ سامان و اسباب کے نواب صاحب کے سپرد فرمایا۔ نواب صاحب
 مدح میر ریاضت علیخان بہادر کو اپنے فرزندوں کے مثل چاہتے تھے جب
 وہ لڑکی بن شہور کو پہونچی۔ تب نواب صاحب مدح نے میر ریاضت علیخان بہادر
 کے ساتھ اوسکی شادی کر دی۔

اس سبب سے عہد طفولیت کے رشتہ محبت کے سوا اون سے قریب کا بھی
 ایک نیا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ دو تین ملاقاتوں میں میر ریاضت علیخان بہادر

کے ساتھ مجھے بہت محبت ہو گئی۔

نواب سر سالار جنگ بہادر کے زمانہ قیام سفر میں۔ میں برائے نام کیمپ میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھا۔ میرے تمام اوقات نواب لائق علیخان بہادر و نواب سات علیخان بہادر و ریاضت علیخان بہادر کی صحبت میں گزرتے تھے سالار جنگ بہادر جب کبھی سوار ہوتے ہیں اون کے ساتھ سوار ہوتا۔ اور جہان کہین وہ جاتے ہیں اون کے ساتھ جاتا تھا۔ غرض انسر انچارج آف وی اسکاٹر سے میرا درجہ گزر کر میں مدد المہام سکاٹری کے پرنسپل اسٹاف میں ہو گیا۔

ایک مرتبہ صبح کو جنرل رائیٹ صاحب رزٹنٹ صاحب کی ملاقات کے واسطے روضہ میں آئے چونکہ نواب سر سالار جنگ بہادر اور رزٹنٹ صاحب کیمپ قریب قریب تھے۔ سالار جنگ بہادر بھی ٹہلتے ٹہلتے رزٹنٹ صاحب کی طرف چلے گئے۔ جب معمول میں ہی نواب صاحب کے ساتھ تھا جنرل رائٹ صاحب میرے ساتھ نہایت مہربانی کرتے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا اب کی ملاقات رزٹنٹ صاحب سے ہے میں نے کہا وہ زمانہ حال میں یہاں ٹیفٹ لائے ہیں اس لئے ابھی اون سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہہ بات سنکر جنرل صاحب مجھے رزٹنٹ صاحب کے پاس لے گئے اور انہوں نے صاحب مدوح سے انٹرویو کر کے میرا احوال بیان کرنا شروع کیا۔

سالار جنگ بہادر ایک ستون کے پیچھے صاحب رزٹنٹ بہادر اور جنرل

صاحب کے قریب کھڑے تھے۔ جو کچھ جنرل صاحب بیان کرتے او سے نواب صاحب
بجوبی سن سکتے تھے۔

جنرل صاحب نے انگریزی زبان میں کہا کہ مرزا محمد علی بیگ رسایدار سے
حیدر آباد ٹنٹجٹ کے جدید انتظام میں سرکار کو بڑی مدد ملی اور ان کے انتظامات
دخدا کے دیکھنے کا مجھے اکثر موقع ہوتا ہے بلابالغہ میں کہتا ہوں کہ اس
لیاقت و انتظامی قوت کا نیٹو افسر بیان تو کیا پنجاب اور بنگال کے رسالوں
میں ہی کوئی نہیں دیکھا۔ محمد علی بیگ نے اپنی رجمنٹ کے برٹش افسروں سے
استقدرات اتحاد و ارتباط پیدا کر لیا ہے کہ وہ لوگ ان سے کسی قسم کی منغائرت
نہیں رکھتے میں محمد علی بیگ پر اوسے قدر اعتماد رکھتا ہوں جیسا کہ دوسرے
برٹش افسروں پر سالار جنگ بہادر نے جنرل صاحب کی یہ سب تقریر لفظ
بلفظ سنی میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جنرل صاحب کا برسبیل تذکرہ ان سب
امور کو میرے متعلق رزیڈنٹ صاحب سے بیان کرنا اور نواب صاحب کا بلا
ارادہ حسن اتفاق سے اونکو سماعت فرمانا میرے لئے استقدر مفید ہوا اگر افسر
سفارش سے بھی ممکن نہ تھا۔ اور اگر صاحب رزیڈنٹ اور جنرل صاحب ہی
میری پہلائی کے لئے انہیں الفاظ سے سفارش کرتے تب بھی اتنا
اچھا نتیجہ ظہور میں نہ آتا جو بلا ارادہ طرفین کے نواب صاحب کے گوش زد ہوئے
سے پیدا ہوا۔

وہاں سے نواب صاحب اپنے خیمہ کو واپس تشریف لائے اور شب میں
 مجھے ڈنر پر یاد فرمایا۔ اس وقت ڈنر پر فقط مولوی مہدی علیخان اور آغا ناصر شاہ
 اور سید علی صاحب بلگرامی موجود تھے میرے عزیز دوست میرزا بخت علیخان
 صاحب بسبب علالت طبع ڈنر میں نہ آ سکتے تھے نواب صاحب میرے ساتھ
 خاص عنایت اور مہربانی سے پیش آئے۔

ڈنر کے بعد حیدر آباد کنٹونمنٹ کے مختلف ابواب میں مجھ سے گفتگو کرتے

رہے۔

دوسرے روز صبح کو نواب صاحب کے دونوں صاحبزادے میرالقی علیخان بہادر
 و میرسعادت علیخان بہادر شکار کو گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا و ضلع تشریف
 کے قرب میں دو تالاب تھے۔ وہاں بطون کا شکار ہوا۔ سولہ بطین اور چوبیس
 اسنیف شکار کئے گئے اسکے بعد ہم سب ایک تالاب کے کنارہ بیٹھ کر چائے
 پی رہے تھے کہ اس اثنائ میں بطون کا ایک غول اڑتا ہوا آیا۔ اور وہ ہمارے
 سروں پر سے گزرا۔ میں نے جلدی سے بندوق لیکر اونپر فیر کیا ایک بڑی
 بطازخمی ہو کر تالاب میں گری۔ چونکہ پانی عمیق تھا اور تالاب میں بیلین پہلی ہوئی
 نہیں اندیر احانت کشتی کے اوسکانا ناممکن تھا دونوں صاحبزادوں نے افسوس
 کیا کہ بط پانی میں پڑی ہے اور اوسکے نکالنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ اگر آدمی
 تالاب کے اندر پہنچا جاتا ہے تو بیلون کے ساسکے کہ سبب سے اوس میں وہ پیر نہ سکیگا

بلکہ سیلون میں اور بھکرا دسکے ڈوب جائیگا انڈیشہ ہے باہم یہی گفتگو ہوتی رہی۔
 جب چائے نوشی سے فارغ ہو کر ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور چاہتے
 تھے کہ کیمپ کو روانہ ہوں۔ اتنے میں ویکٹنا کیا ہون کہ زخمی بٹ پر ایک بڑی چیل
 منڈلا رہی ہے۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ چیل اس بٹ کو ضرور اڑھایا جائیگی۔ میں فوراً
 کھڑا ہو گیا۔ میر سادات علیخان نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا چیل کی عادت ہے
 کہ زخمی بٹوں کو تالا بے باہر نکال کر کیا کرتی ہے یقین ہے یہ چیل اس بٹ کو ضرور
 اڑھائے جائے گی۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ چیل سمٹ کر بٹ کی طرف
 اترتی اور اس کا سر چنگل میں پکڑا اور تالا بے اسے لیکر پونچون میں دابے ہو
 تالا بے کنارہ کنارہ درختوں کے اوپر اوپر اڑتی ہوئی چلی تاکہ کسی محفوظ جگہ
 بیٹھ کر اسے کہاے۔ میں نے شکاری کے ہاتھ سے بندوق مے لی اور حریف
 چیل اڑتی جا رہی تھی میں نے فوراً اوسط رائپنے یا بو کو دوڑایا جب چیل
 کے قریب پہونچا تو یا بو کے عین دوڑنے کی حالت میں اڑتی ہوئی چیل پر پہونچے
 بندوق چلائی چیل نے بٹ کے میدان میں گر پڑی بٹ ابھی تک زندہ تھی اسے
 فرج کر لیا۔ دونوں صاحبزادوں کو یہ تماشا عجیب و غریب معلوم ہوا خصوصاً
 سادات علیخان بہادر گھڑی گھڑی فرماتے تھے کہ ایسا تماشا ہم نے دیکھا تو کیا
 کہی سننا ہی نہیں۔ میں جا کر یہ سب احوال بابا سے بیان کرونگا۔ چنانچہ وہ
 چیل اور بٹ ایک سوار کو دیگئی کہ وہ اسے اون دوسرے طیسور سے جٹکا شمار

کیا گیا ہے علیحدہ لائے جب ہم کیمپ میں پہنچے تو نواب صاحب کہا نا تناول
فرما کے آرام کر رہے تھے۔ چھوٹے صاحبزادے نے وہ چیل اور وہ لبط نواب
صاحب کے خاص آرام کرنے کے خیمہ میں رکھوا دی۔ اور نواب صاحب کے بیل
ہونے ہی تمام کیفیت خنکار کی اول سے آخر تک اونکے سامنے بیان کر دی۔
شام کے قریب کیمپ میں ٹنٹ پیگنگ کا انتظام کیا گیا نواب سر سالار جنگ
ٹنٹ پیگنگ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ مجھ کو دیکھتے ہی تبسم
فرما کر ارشاد کیا کہ ہم نے آپ کی ایک نی کرامت کا احوال سنا ہے کہ جنگل
کے جانور بھی آپ کو مدد دیا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کرامت مخصوص سرکاری
کی غنایت کے طفیل سے ہے۔

پہرہ باز رہی شروع ہوئی۔ مسٹر فریدون جی ناظم بندوبست اور احمد رضا
ہتھم کو توالی ٹنٹ پیگنگ میں شریک ہوئے اسکے بعد نواب صاحب نے روضہ
ینفش کے تمام قرار وں کی زیارت فرمائی۔ اور پہرہ زریڈنٹ صاحب کو اپنے
بہراہ لیکر غار ہائے ایلورہ ملاحظہ کئے اور چوتھے روز اورنگ آباد کو واپس
ینفش لائے راستہ میں دولت آباد کا قلعہ دیکھا قدیم زمانہ میں یہ قلعہ نہایت
مستحکم سمجھا جاتا تھا یہ ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو زمین سے ایک سو چالیس گز
بلند ہے اور اس کے گرد چالیس گز چوڑی اور بنیس گز گہری خندق سنگ
خارا کی کھدی ہوئی ہے۔

اسی روز شام کو آغا ناصر شاہ صاحب میرے پاس آئے اور پرائیوٹ طور پر مجھ سے کہا کہ نواب صاحب نے جس روز سے آپ کو پریڈ پرنسپل کے رسالہ کنٹینٹ کی کمان کرتے دیکھا ہے اور اس کے بعد آپ کے حالات جنرل ریسٹ صاحب اور صاحب رزڈینٹ کی زبانی سنے ہیں اسی روز سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ آپ کو حضور پر نور کے اسٹاف میں مقرر کریں اگر آپ اسے قبول کریں تو وہ سرکاری طور پر رزڈینٹ صاحب سے آپ کے لئے لینے کے لئے تھریف کریں گے۔ میں نے یہ سن کر نواب صاحب کی بہرانی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے بدل و جان منظور ہے اس سے زیادہ مجھے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ نواب صاحب مجھ کو اس خدمت کے لئے منتخب کریں۔ اور حضرت بنگالہ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں رہنے کا فخر مجھے حاصل ہو۔

دوسرے روز میں نے جنرل ریسٹ صاحب اور کرنل ٹوڈر صاحب سے اسکا تذکرہ کیا۔ معلوم ہوا کہ انہیں اس سے پہلے ہی خبر ہو چکی ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا اگرچہ آپ کی ترقی سے ہمیں بہت بڑی خوشی ہے مگر اس کے ساتھ میں رآباد کنٹینٹ سے آپ کی علیحدگی کا افسوس بھی ہے۔ جو وقت نواب سالا جنگ بہادر نے اورنگ آباد سے حیدر آباد کی طرف واپسی کا عزم کیا روانگی کے وقت مجھ سے فرمایا کہ حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے تقرر کی نسبت صاحب رزڈینٹ بہادر اور جنرل ریسٹ سے سب

ابواب طے ہو چکے ہن حیدر آباد پہونچکر سرکاری طور پر اس امین کارروائی کجائے گی۔

اسکے بعد حیدر آباد کنٹنجنٹ کے تیسرے رسالہ کے ساتھ میں چھاؤنی پول بلڈ کو روانہ ہوا۔ مومن آباد میں آئے ہوئے مجھے دو چار ہی روز گزرے تھے اور ایک روز شام کو میں اپنے بنگلہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کرنل مجرٹڈ صاحب کی ایک چٹھی اس مضمون کی آئی کہ تمام افغان فوج فوراً مس ہوس میں جمع ہو جائیں جب میں وہاں پہونچا تو کرنل صاحب نے مجھے جنرل رائٹ صاحب کے ملیٹری سکریٹری کی چٹھی دکھلائی جس میں انہوں نے تھرڈ لائنر حیدر آباد کنٹنجنٹ کو مبارکباد کے بعد تحریر کیا تھا کہ آپ کی رجمنٹ کو گورنمنٹ ہند نے جنگ افغانستان میں شامل ہونے کے لئے منتخب فرمایا ہے آپ لوگ فوراً بمبئی روانہ ہو جائیں۔ اور وہاں سے براہ دریا کرانچی پہونچکر جیکب آباد۔ سببی قندھار۔ ہوتے ہوئے سر فیڈرک رابرٹسن کی فوج کے ساتھ کابل میں شامل ہو جائیں جبوقت انسران فوج نے یہ خبر سنی تو اونکے فرحت و سرور کی جوش و خروش اور اشتیاق جنگ کا احوال کچھ نہ پوچھو۔ فوراً کونسل آف وار منعقد ہوئی اور یہ قرار پایا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس سفر کا تمام سامان فراہم کر کے بمبئی روانہ ہو جانا چاہیئے۔

ہم اس تباہی میں مصروف تھے کہ نواب سر سالار بہادر کی ایک عنایت

آمینز انگریزی چٹھی میرے نام آئی۔ اوسمین لکھا تھا کہ صاحب زرڈینٹ بہادر
 آپ کا تفریحی حضور پر نور کے اسٹاف میں منظور کر لیا ہے۔ آپ فوراً حیدرآباد
 پہنچ کر حضور پر نور کے اسٹاف میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کریں۔ میں نے
 اس کے جواب میں لکھا کہ میں حیدرآباد آنے کے لئے بدل و جان تیار تھا۔
 لیکن میری رجمنٹ امرتسر و فردا میں جنگ افغانستان کو روانہ ہونے والی ہے
 لہذا ایک ایسے موقع جنگ پر چکی سپاہیوں کو سالہائے سال سے تمنا
 رہتی ہے۔ میں اپنی رجمنٹ کو نہیں چھوڑ سکتا اگر میں اس لڑائی سے زندہ
 واپس آ یا اور اس وقت تک یہ جگہ میرے لئے خالی رکھی گئی تو بھر و چشم
 میں حاضر ہوں گا۔

ہم ابھی افغانستان کو روانہ نہیں ہوئے تھے کہ میری اس تحریر کا جواب
 بھی میرے پاس آ گیا۔ نواب صاحب نے اول تو نہایت محبت آمیز الفاظ
 میں مجھے میدان جنگ میں جانے کی مبارکباد دی اور اس کے بعد یہ لکھا باوجودیکہ
 گورنمنٹ ہند نے حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے شامل ہونے کو
 منظور کر لیا تھا۔ مگر آپ نے بجائے اس کے جنگ میں جانے کو پسند کیا ہے
 آپ کی وقعت جو کچھ میرے دل میں تھی اس سے دوچند ہو گئی ہے۔ آپ کی
 واپسی تک آپ کے لئے حضور پر نور کے اسٹاف کی جگہ ضرور محفوظ رکھی
 جائے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ بصحت و سلامت لڑائی سے واپس

آئیگے۔ اصرہم آپ کو اطمینان دلاتے ہیں کہ آپ اوس خدمت پر مامور کئے جائینگے جسکے متعلق ہر ایک امر کا فیصلہ ہو چکا ہے اسی طرح سر چرٹو میڈ صاحب اور جنرل رائٹ صاحب اور دیگر اجاب نے بھی سمجھے اس ارادہ پر مبارک باد دی۔

لیکن میر لایق علیخان بہادر۔ و میر سعادت علیخان بہادر صاحبزادگان رسالاؤں کے بہادر کی رائے اسکے خلاف تھی۔ اونہوں نے دوستانہ خطوط بھیجے کہے کہ جب حضور پر نور کے اسٹاف میں آپکا تقرر ہو چکا ہے اور خود رزیرڈنٹ صاحب اور جنرل صاحب اجازت دے چکے ہیں تو ایسی حالت میں ایسی جلیلہ خدمت اور آسائش و راحت کو چھوڑ کر جنگ کو جانا۔ سفر کی تکلیف اٹھانا خلاف عقل ہے۔

اونکا صاف نشانہ تھا کہ میں اپنے ارادہ کو فسخ کر دوں اور جنگ پر جانے سے درگزر کروں۔ اور حیدر آباد پہونچ کر اپنی تہی خدمت کا چارج لون اور سب دوستوں سے ملوں۔ جس جنگ میں ہمارے رجمنٹ کو جانے کے لئے حکم دیا گیا تھا اوسکی آگ افغانستان میں ایک زمانہ سے مشتعل تھی اسکے کچھ کچھ حالات مختصر طور پر میں ذیل میں تحریر کرتا ہوں کہ امیر دوست محمد خان نے افغانستان میں ۱۹ جون ۱۸۶۳ء عیسوی کو بیس سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اونکی وصیت کے مطابق شیر علیخان پسر دوست محمد خان افغانستان کے تخت پر بیٹھے شیر علیخان کے عہد حکومت میں روسیوں نے وسط

ایشیامین اپنی سلطنت اتنی بڑھائی کہ اونکی سرحد افغانستان کے حدود سے
 اگر ملگئی جس سے شیرعلیخان کو اپنے ملک کی طرف سے بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔
 اوسوقت شیرعلیخان نے چاہا کہ روس کے مقابل سرکار انگریزی سے
 عہد و پیمان کیا جائے تاکہ روس کی پیشقدمی کے خطر سے امن ملے مگر گورنمنٹ
 ہند سے اونکو اس ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے روسیوں سے
 دوستی بڑھائی شروع کی اور جبکہ روس کا سفیر روم پر فتح پانے کے بعد کابل آیا
 تو شیرعلیخان نے اوسکی بڑی تنظیم و توفیق کی۔ یہ شہرہ برٹش گورنمنٹ کو ناگوار
 گذرا۔ اور امیر کابل کی طرف اپنا ایک مشن بھیجا تاکہ سرکار برطانیہ کے عرب
 داب کا سکد افغانستان میں اچھے طور پر بیٹھے۔ اور فرمانروائی کی سطوت زیادہ
 تر قائم و پایدار رہے مگر امیر نے اس سفارت کو پشاور سے آگے بڑھنے کا
 موقع نہ دیا۔

لارڈ لٹن اوسوقت ہندوستان میں گورنر جنرل تھے اونہوں نے
 شیرعلیخان کو لکھا کہ ۲۰ نومبر ۱۸۴۱ء تک ہماری سفارت کو کابل میں آنے
 کے لئے اجازت دیجائے اور مقبول طور پر اس بے اعتدالی کی معافی چاہی
 جائے ورنہ آپ سے دوستانہ تعلقات بالکل قطع کر دے جائینگے امیر نے
 اس تحریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب مدت معہودہ معفی ہو گئی تو سرکار نے
 تین طرف سے افغانستان پر فوج کشی کی مشرق میں درہ خیبر سے جنرل

براون بھیجے گئے۔

دادی مکرم سے جنرل رابرٹسن۔ اور جنوب میں پشین سے جنرل ڈیف
جنرل براون کی فوج نے جلال آباد پر۔ اور جنرل رابرٹسن کی فوج نے قلات
غلزئی پر۔ اور جنرل ڈیف کی فوج نے قندھار پر آخر دسمبر اور آغاز جنوری ۱۸۷۹ء
عیسوی میں قبضہ کر لیا۔

امیر شیرعلخان سرکار انگریزی کے ان سخت حملوں کی تاب لا کر
فوراً تخت افغانستان چھوڑ کے روسیوں سے مدد لینے کی غرض سے
بلخ کی طرف چلے گئے اور نہایت یاس و حسرت کی حالت میں ۲۱ جنوری
۱۸۷۹ء عیسوی کو مقام ناظر شریف میں اونہوں نے انتقال کیا۔

امیر شیرعلخان کے بڑے داماد تھے۔ یعقوب خان اور ایوب خان
یعقوب خان سب سے بڑے تھے جس زمانہ میں امیر دوست محمد خان کے
انتقال سے افغانستان کے تخت کا جھگڑا شروع ہوا تو اونہوں نے
اپنے باپ کو بڑی ملک دی تھی مگر اپنے بھائے اسکے کہ مور و عنایت
رکھتے اونکی سوتیلی ماں کے بھگانے سے قید کر دیا۔

یعقوب خان مدت دراز تک قید رہے۔ اور گوشہ عزت میں رہتے
رہتے اونکی ذاتی قابلیتیں خاک میں مل گئیں۔ جبکہ وہ تخت افغانستان
پر بیٹھے تو دشمن کے مقابلہ میں اون سے کچھ بھی نہ ہو سکا بلکہ مجبور ہو کر گندھار

کے مقام پر انگریزی لشکرین چلے آئے اور ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء عیسوی کو صلح کر کے عہد نامہ پر دستخط کر دیا اور ایک انگریزی سفیر کو بھی کابل میں رہنے کے لئے اجازت دیدی چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۸۴۹ء عیسوی کو برلوس کیو کناری مع چھپیس سواروں اور ہپاس پیادوں کے نفرانہ حشیت سے کابل میں داخل ہو گئے اور امیر کی طرف سے بڑی دھوم دھام سے سفارت کا استقبال کیا گیا۔

اس بد نظمی کے زمانہ میں امیر کی فوج کو کچھ دنوں سے کہیں کہیں تنخواہ نہیں دے گئی تھی۔ شروع اگست میں جب انہوں نے اپنی تنخواہ کا سخت تقاضا کیا تو امیر کابل اس مجبوری سے کہ خزانہ میں روپیہ نہ تھا اون کی تنخواہ دے سکے نہیں رسالوں نے اسپر اس سے مخالفت اختیار کی اور چونکہ افغان لوگ امیر یعقوب خان کو انگریزی گورنمنٹ کا دست بردوردہ عنایت سمجھتے تھے۔ اور اس سرکار کا خبر خواہ اسوجہ سے انگریزی سفیر اور انہوں نے اپنا دلی بخار نکالنا چاہا۔ اور رزٹنسی پر حملہ شروع کر دیا۔ ستمبر ۱۸۴۹ء عیسوی کے آغاز میں انہوں نے اس جھوٹی سی جماعت کو نہایت بیرحمی سے ایک ہی دن میں قتل کر ڈالا۔ یعقوب خان نے ہر چند اون کی منین کین اور قرآن کے واسطے دے مگر کسی نے کچھ نہ سنا۔

جب وقت میچر کیو کناری۔ اور اون کے ہر اہی سپاہیوں کے قتل کی خبر ہندوستان میں پہونچی تو گورنمنٹ ہند کو نہایت افسوس ہوا۔ اور اسکے

ساتھ ہی اہل کابل سے انتقام لینے کے لئے ہندوستانی تمام افواج کی نیابان
کی گئیں۔

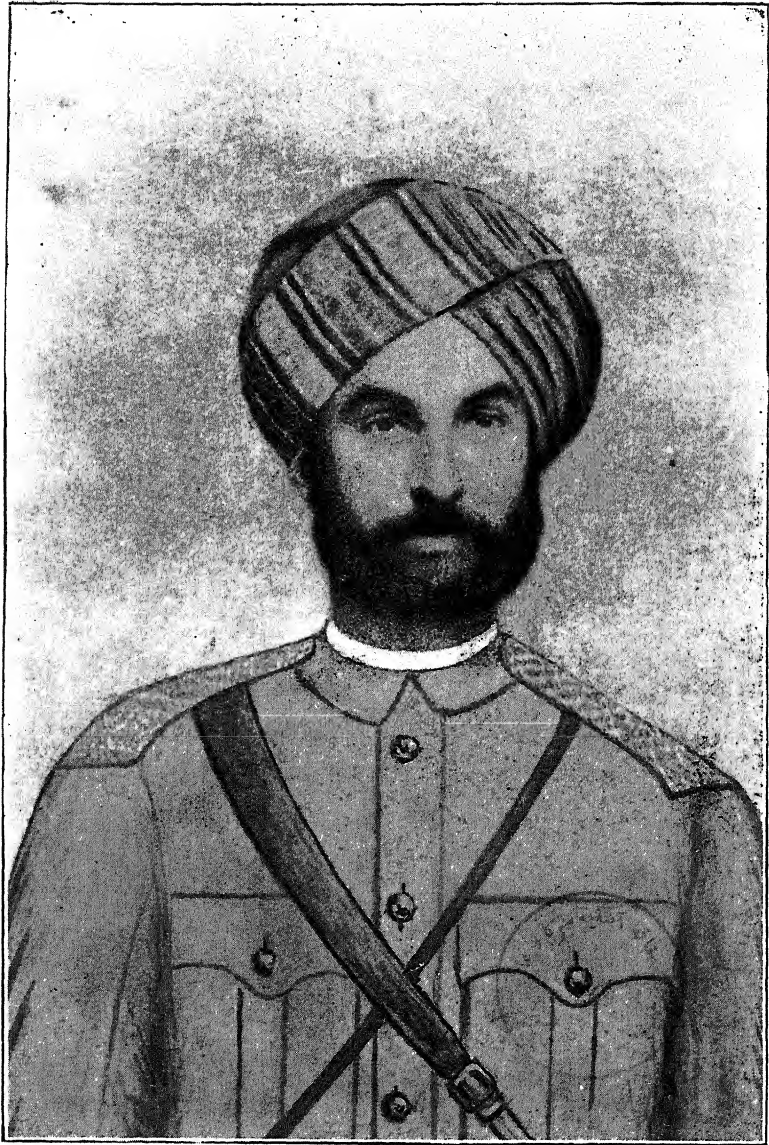
جنرل سابرٹس جو ابھی تک فوجی کمیشن کے باعث ہندوستان میں
موجود تھے فوج لیکر فوراً گورم کی طرف روانہ ہوئے۔

جنرل مین نے درہ شتر گردن پر اور جنرل اسٹوارٹ نے قندھار پر قبضہ کرنے
کی غرض سے فوج کشی کی۔

گورنمنٹ ہند نے اس موقع پر حیدر آباد کنٹینٹ کو افغانستان جانے
کے لئے حکم دیا۔ چونکہ ہماری جہٹ ہر طرح جنگی سامان سے تیار اور جنگ پر جانیکو
آمادہ و مستعد تھی لہذا ۱۵ ماہ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۹ء عیسوی کو مین مومن آباد سے اپنی جہٹ
کے ساتھ جنگ افغانستان کو روانہ ہوا۔

اوسوقت برٹش انسر رجمنٹ مین کم تھے۔ کرنل فخر لڈ نے مجھے تیسرے
اسکواڈرن کی کمان پر مقرر کیا۔ اور فٹ اسکواڈرن کے ساتھ خود کرنل فخر لڈ
بارسی اسٹیشن سے ریل پر سوار ہوئے بلی پیو پنچے ان کے بعد کرنل اسٹوارٹ
سکنڈ اسکواڈرن کے ہمراہ۔ اور مین۔ تھرو۔ اسکواڈرن کو لیکر ریل پر سوار ہوا
دوسرے روز ہم سب مع انخیر بی بی من داخل ہو گئے وہاں دیکھا کہ تین دھانی جہا
گورنمنٹ کے حکم سے تیار مین تیسرے اسکواڈرن کے ساتھ مین بلی سے سوار
ہوایہ میرا پہلا بیانی سفر تھا۔ جہاز کا لنگر اوٹھنا تھا کہ طبیعت پر بال شرم

100



رساندار مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر الملک کا جنگ افغانستان کو ۱۸۶۹ء عیسوی میں روانہ ہونا

ہوئی۔ سر میں چکر پیدا ہونے لگا۔ جہاز جتھہ آگے بڑھتا گیا طبعیت کی بے لطفی اور سر کا چکر زیادہ ہوتا گیا۔ انتہی درجہ کی تکلیف رہی۔ جب تک میں جہاز میں رہا اس شکایت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ آخر خدا خدا کر کے تیسرے روز جہاز کو اپنی پہونچا۔

یہ وہ شہر ہے جسے سرکار انگریزی نے ۱۸۳۹ء عیسوی میں فتح کیا ہے اور دریائے سند کے شمالی انتہا پر ایک پہاڑ کے جنوبی دامن میں واقع ہے یہاں دو نوکین خشکی کی سمندر میں چلی گئی ہیں۔ ایک دس میل لابی چٹان ہے جبکہ نام منور ہے اور امواج سمندر کے مقابلہ میں بڑی بہاری روکھے۔

دوسری کلفٹن ہے جہاں تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مغز لوگ جا کر رہا کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان اندازاً ساڑھے تین میل کا فاصلہ ہے مگر اس جگہ جو سمندر ہے وہی خلیج کو اپنی کہلاتا ہے مگر اسکے منہ کو کچھ چٹانی چھوٹے چھوٹے جزیرے جنہیں صدی چٹانیں کہتے ہیں اور جن کے قریب ایک بڑا جزیرہ قناری ہے سمندر میں آنے والوں کی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔

شمال میں اس منور سے لیاری ندی کے کنارہ تک پانچ میل میں اور ایسی ہی پرانے شہر سے شرقاً و غرباً اس قدر فاصلہ تک یہ بند گاہ پہیلی ہوئی ہے لیکن اس قدر رقبہ زمین میں سے بہت ہی تھوڑی جگہ ایسی ہے کہ جہاں بڑے بڑے جہاز آسکیں۔

اس منورہ پر ایک منارہ بنا ہوا ہے جو سطح سمندر سے ۱۲۰ فٹ بلند ہے۔ یہ منارہ اہل جہاز کو کراچی آتے وقت سب سے پہلے نظر آتا ہے اور اگر ہوا صاف ہو تو سترہ میل سے دکھائی دیتا ہے اسی مقام پر ایک قلعہ ہے جو ۱۷۹۵ء عیسوی میں بنایا گیا ہے۔ سوا اسکے یہاں بندرگاہ کی حفاظت اور ملاحون کی سکونت۔ اور کام کرنے کے مکانات۔ اور تارگاہ وغیرہ کی بھی عمارتیں بنی ہیں۔ لایسبریری۔ بلیر ڈروم۔ یورپین اسکول ملائیکا گرجا بھی بنا ہوا ہے۔

اس کے مقابل دوسری طرف جزیرہ قمارہ میں مسافرون اور مال و اشیا کے اوتارنے کی جگہ ہے جہاز اسی جگہ تک آتے ہیں۔ یہاں تین گھاٹ ہیں جو سڑک کہ نیپیر کے پشتہ پشتہ ہو کر جاتی ہے وہ تین میل چل کر جزیرہ کراچی۔ اور ہندوستان سے ملا دیتی ہے۔ سندریلوے بھی قمارہ تک چلی گئی ہے مگر بجائے نیپیر کے پشتہ کے دوسرے راستہ سے ایک بڑے دلدل کے کنارہ کنارہ چکر کہاتی ہوئی جاتی ہے۔ یہاں اس دلدل کا پانی پشتہ کے پیچھے سے ایک عجیب پل بنا کر نکالا ہے جو بارہ سو فٹ لانا ہے اور ۱۸۹۵ء عیسوی میں (۱۹۰۰ء) پونڈ خرچ سے بنایا گیا ہے۔

اس پل کی شمالی انتہا پر مغربی سمت کو کچھ آگے بڑھ گئے ایک پشتہ ہے جس کے پانے میں ۳۰۰۰ پونڈ صرف ہوتے ہیں۔

پنجاب۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ اور راجپوتانہ کے ایک ہرطے
حصہ کی بحری تجارت۔ اور مسافروں کی دریائی آمد و رفت اسی بندرگاہ سے
ہوتی ہے۔

۱۷۲۵ء عیسوی سے پہلے اس شہر کا نام دلشان بھی نہ تھا۔ جام مریا خان
جو کیا حاکم سندھ کے زمانہ میں یہاں بندرگاہ کا کچھ نشان پڑا۔ اور تجارت شروع
ہوئی تھی۔ مسقط سے ایک توپ بھی یہاں کے قلعہ میں لائے تھے اور اس جگہ
کا نام کراچی رکھا تھا پھر اسے خان قلات نے لے لیا اور ایک مدت تک
اوسکے قبضہ میں رہا مگر یہاں تجارت کو ترقی ہوتی رہی اوسکے بعد ۱۷۹۵ء
عیسوی میں نالپور کے امیر اسپر قابض ہو گئے۔ اور منورا پر ایک قلعہ بنایا
۱۸۳۸ء عیسوی میں یہاں کی آبادی تقریباً چودہ ہزار تھی۔ مکانات غلام
اور اکثر ایک منزلہ تھے۔

پھر ۱۸۴۲ء عیسوی کی مردم شماری میں یہاں کی آبادی کی تعداد
۵۶،۵۳۳ ہو گئی۔ جس میں مسلمان ۲۹،۱۵۶ باقی ہندو اور سیکھ و عیسائی وغیرہ
تھے اگرچہ اس شہر کی آبادی اور تجارت نے انگریزی حکومت کے زمانہ
میں بڑی ترقی کی ہے مگر اوسکی تجارت پہلے ہی کچھ کم نہ تھی۔

۱۸۴۳ء عیسوی میں امیر سندھ کے عہد حکومت میں اس شہر کی آمدنی
اندازاً تین لاکھ روپیہ ہوتی تھی مگر یہاں کی حکام کی ناخوشروانی سے اس مقام کو

زیادہ رذلت نہ ہوئی۔ اگر وہ اس جگہ کی قدر قیمت جانتے تو وہ اس سے بڑا فائدہ اٹھا سکتے تھے اب تو یہاں کی تجارت کا حال نہ پوچھو۔ یہی کے بعد مغربی ہند میں اسکی برابر بحری تجارت کا مقام کوئی ہی نہیں ہے۔

جب ہم کراچی پہونچے چیمپشیل ٹرنین تیار تھیں جانے سے اترتے ہی تمام رجمنٹ یکے بعد دیگرے ٹرینوں میں سوار ہو کر چکیب آباد جا اوتری شہر چکیب آباد۔ کرنل جکیب کا آباد کیا ہوا ہے۔ یہ کرنل صاحب بڑے نامی گرامی اور مشہور افسر تھے سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری میں اضلاع کراچی اور سیبی کے پولیس افسر مقرر ہوئے تھے۔ ان آیام میں بلوچستان کا ملک بھی ہندوستان کے دوسرے علاقہ جات کی طرح لیٹون اور ٹہگو نکا گہر تھا۔ جا بجا چور۔ راہزن اور قزاقوں کے مسکن تھے آوارہ گرد قوموں نے اسے اپنا ملجا اور ادا بنار کہا تھا۔ بلوچی سردار بھی ایک دوسرے سے جنگ و جدال میں مصروف رہتے تھے۔

کرنل جکیب نے تمام علاقہ جات شرقی و شمالی سندھ کو توالی کے تھا نجات مقرر کئے۔ چوری۔ ڈکیتی۔ اور ٹہنگی کا انتظام کیلئے ان کے منظم سے مدد فرماد یہ ہر ایم کم ہوتے گئے۔ امن و امان بڑھتی گئی۔ صنعت و حرفت پورے ہوئی۔ اور تجارت کی طرف خلوق کامیلاں زیادہ ہونے لگا۔

جہاں یہ شہر چکیب آباد اسوقت آباد ہے وہاں پانی نہ تھا۔ کراچی سے

یہی نمک ایک ایسا ریگستان ہے کہ حسین کئی منزل تک پانی نہیں ملتا تھا۔ گرمی کے موسم میں گرمی ایسی شدت سے ہوتی تھی کہ ہر کہہ دوسرے کے منہ سے الامان داخلہ کی صدا بلند ہوتی تھی۔

جو سو لجر کہ قند ہار کی طرف سے آئے تھے گرمی کی شدت سے اون کے بدن پر آبلے پڑ گئے تھے۔ بلکہ ریل میں چند آدمی حرارت کی شدت سے بڑی پچکے تھے تازت آفتاب سے ریل استقر گرم ہو جاتی تھی کہ باہر کی طرف سے اوسپر پادون رکھتا دشوار ہوتا تھا۔ جس زمانہ میں ہم جبکب آباد پہنچے تو گرمی کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ تاہم دکن کی بر نسبت بدرجہا گرمی زیادہ تھی اسطرح جیسے گرمی کے موسم میں حرارت کی شدت ہوتی ہے ویسی ہی سرما کے موسم میں بردت کی بھی زیادتی ہوتی ہے۔ سیسی سے کچھ آگے بڑھ کر کوئٹہ میں نورف گرا کرتی ہے۔

کرنل جبکب نے جبکب آباد کے مقام میں ایک باولی بنوائی تھی جس میں بمشکل تمام ستر فیٹ عمق پر تھوڑا پانی نکلا جا۔ یہاں انہوں نے کوتوالی کا ایک تہانہ مقرر کیا پھر رفر رفر اوسکی آبادی کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ باولی کے اطراف میں اچھے طعمہ پر آبادی ہو گئی۔

مسافرین و مقیمین کی آسائش اور قیام کے لئے متعدد سرائیں اور مکانات تیار ہو گئے اور جب وہاں صادر و وارد کی کثرت نظر آنے لگی۔

مقام کی آپ وہو ابھی خوشگوار معلوم ہوئی تب انہوں نے ایک بڑے وسیع پیمانہ پر شہر کی بنیاد ڈالی۔ اطراف و جوانب کے پلوچ اور باشندوں کو وہاں مکانات بنانے اور تجارت کی کوٹھیا قائم کرنے کی تحریص و ترغیب دلائی چنانچہ سات سال کی کوشش سے یہ جیک آباد ایک خوش عمارت اور وسیع اور بارونق شہر ہو گیا۔

اگرچہ بعد کو شہر کے اور گوشوں میں بھی متعدد باولیان کہودی گئی تھیں اور پانی پینے کے لئے کافی طور پر میسر آسکتا تھا لیکن ریگستانی ملک ہونے کے سبب سے زراعت کے واسطے بالکل پانی نہ تھا۔ اسکی بڑی ضرورت تھی۔ اس ملک میں بارش بہت کم ہوتی ہے غالباً اس بارش کی سالانہ مقدار ۱۲ انچ سے ۱۶ انچ تک ہوگی چونکہ کرنل جیکب صاحب خود انجینئر تھے اسوجہ سے انہوں نے اس سرزمین کا لیول لیا اور دریائے سندھ سے جو جیکب آباد سے چودھ میل کے فاصلہ پر بہتا ہے ایک نہر نکالنے کا ارادہ کیا اور یہ خیال کیا کہ اگر اوس نہر کے ذریعہ پانی لایا جائے گا تو سندھ کا نام شمالی ملک اوس سے سرسبز و شاداب ہو سکے گا جب یہ تدبیر ممکن العمل ثابت ہوئی تو انہوں نے اپنے ارادہ کی مفصل رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی جسے سرکار کی اجازت سے اوس ریگستان میں دریائے سندھ سے ایک بڑی نہر نکالی۔

یہ نہر شہر جیکب آباد کے قریب سے ہو کر گزرتی ہے جسکی وجہ سے یہ تمام علاقہ شاداب و گلزار ہو گیا ہے۔ نہر کے کنارہ بہت سے چھوٹے چھوٹے دیہات و قریات آباد ہو گئے ہیں۔ جہاں کچھ مدت پیشتر ایک قطرہ پانی نہ ملتا تھا۔ اور چاروں طرف بجز صحرائے لق و دق اور ریگستان کے سبزی کاپتہ نہ تھا۔ وہاں اب جا بجا سرسبزی و بہار۔ اور ہرے ہرے درخت دل کو بہاتے نظر آتے ہیں۔ زمین کی فطرتی خوبیاں صرف پہول و پہل ہی میں نہیں بلکہ عام نباتات میں نظر آتی ہیں چنانچہ ہمارے فوجی گھوڑوں کو جو کڑی یہاں دیکھتی تھی وہ ایسی شیریں ہوتی تھی کہ اوسکی حلاوت سے نیشکر کا مزہ یا واجا تا تھا۔ گھوڑوں کی سبز گھانسی کے ساتھ مزدور لوگ جو خرچے اور کھیرے لاتے تھے وہ نہایت بافرد اور شیریں ہوتے تھے۔

جب ہماری فوج جیکب آباد پہونچی تو سر فرڈرک رابرٹ کی طرف سے کنیل فجل کے پاس ایک تار آیا کہ تاحکم ثانی یہہ رجمنٹ جیکب آباد میں قیام پزیر رہے۔ اور دریائے سند کے کنارہ کنارہ چھوٹی چھوٹی ٹنگڑیاں سیہی کے نواح میں بہی جائیں اور جو راستہ یہاں سے قندہار کو جاتا ہے اوسکا کامل انتظام رکھا جائے۔ اور اگر بلوچوں میں کاکوئی سردار بغاوت اختیار کرے یا سرکار سے مخالف ہونے کے کہیں آثار پائے جائیں تو ان سرکشوں کی فرار سرگوبی و نادیب کی جائے۔

گورنمنٹ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے کرنل فخر نے مجھ کو حکم دیا کہ سیپی کی لائن کے طرف ریلوے کے برابر اپنے تپ کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں روانہ کریں چنانچہ چار چار جو انون کی مع ایک ایک دفعت کے مسقطہ ٹکڑیاں مختلف مقامات پر مین نے مقرر کیں۔ اور مین خود ریل پر سیپی کو گیلہ اور وہان کے اسٹاف افسر سے ملکر انکو سب انعطائی حالت سمجھا دی۔

جیکب آباد سے مقام سیپی سید ہاشمالی طرف مین واقع ہے اور سیپی سے داور جنوب و مغرب کی جانب اور کوئیٹہ دربولان کے اوس پار شمال کی طرف واقع ہے کوئیٹہ سے شمال کو چلکر چین کی راہ سے قندھار کو جاتے ہیں۔ اگر یہ راستہ بند ہو جاتا تو سرکار کی اوس فوج کو جو قندھار گئی تھی۔ یادہ کرم سے آگے بڑھی تھی نہایت وقت پیش آتی اس واسطے اس راستہ کی حفاظت نہایت ضرور تھی۔

بلوچی سردار گو بظاہر ہم نہ مار تے تھے مگر باطن میں سرکار انگریزی سے بد دل تھے۔ اور مخفی طور پر لجاوت پر آمادہ تھے۔ جب کبھی ہماری فوج کی کوئی چھوٹی ٹکڑی بے موقع لمبائی تو وہ اوسپر بند و قون کے فیر کرتے اور فوراً ہٹا گئے جاتے تھے۔ مگر علائقہ طور پر ہرگز سامنے نہ آتے تھے اسوجہ سے ہماری فوج کو ہر وقت خطر رہتا تھا اور ان چھپے دشمنوں سے اپنی حفاظت کرنی پڑتی اور سخت محنت اٹھانی ہوتی تھی۔

۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۱۲۹۶ھ ہجری میں کرنل ڈوکر صاحب جو تہرہ ڈانسر حیدرآباد کو کشتی جنت کے منتقل افسر تھے اور فروری ولایت گئے ہوئے تھے جنت میں اگر شامل ہو گئے اور جنت کی کمان کا اہتمام ادھون نے اپنے ہاتھ میں لیا اس موقع پر امیر یعقوب خان کا کچھ مختصر احوال بیان کیا جاتا ہے کہ جب لارڈ رابرٹ کو کیونکری کے قتل کی خبر پہنچی تو ادھون نے فوراً کابل پر چڑھائی کر دی وہ اپنی فوج کو بڑھاتے ہوئے روزانہ لائبے لائبے پانچ کرتے ہوئے جا رہے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ جنت جلد ممکن ہو کابل پہنچ جائیں۔

جنرل رابرٹ سے ہندوستان میں جو بڑے بڑے نمایاں کارنامے ہوئے آئے ہیں۔ ادھون کابل کا پانچ بڑا لالین قدر سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ جنرل رابرٹ صاحب اس قدر مسافت بعیدہ کو جس تہیڑی مدت میں قطع کر کے اپنی ماتحت فوج کو جیسی اچھی حالت میں رکھ کر کابل پہنچے تھے قطعاً اس کا یقین تو کیا کسی کو گمان ہی نہ تھا۔

اس جنگ میں جو کامیابیوں کو ہوئی اس کا بڑا سبب اس کی ہمتاوی خیال کی جاتی ہے۔ اور کابل کے سردار اور سپاہ کو بھی ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ انگریزی فوج اتنی کم مدت میں کابل کو پہنچ کر جنگ میں کامیاب ہوگی۔

۲۸ ستمبر کو جنرل ساہرٹ کا کالم - خشکی نخود کے مقام پر پہونچکر دامن کوہین خیمہ زن ہوا۔ شام کے وقت جنرل صاحب نے سب فوجی افسروں کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ اور کہا کہ ہماری فوج اب کابل سے اندازاً ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور دشمن کے حالات جو کچھ ہم کو معلوم ہوئے ہیں اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان مع پانسوا قانون کے کابل سے دس میل کے فاصلہ پر اس لئے پیٹڑون میں پوشیدہ ہے کہ جب ہم آگے بڑھیں تو وہ ہماری اڈونس کالم کو روکے اور قوم غلزمی کے چار سردار مع ایک ہزار جوانوں کے ہمارے بازو کی فوج پر حملہ آور ہوں۔ ہر چند یعقوب خان کا احوال معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس فکر میں ہیں لیکن یہ امر بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ کابل کے اطراف و جوانب میں سب لوگ جنگ کے لئے آمادہ ہیں ایسی حالت میں ہماری حملہ آوری کا بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ جنرل کمفرس صاحب جو ریر کارڈ کی کمان پر ہیں میل ہماری فوج سے پیچھے ہیں ان کو اطلاع دی جائے کہ وہ تتر و یک ہو جائیں۔ اور میجر و ایٹ صاحب ایک کالم کو لیکر بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان کے مقابلہ کو جائیں اور ہمارا کالم بڑے راستہ سے کابل پر چڑھائی کرے۔

جنرل صاحب کی اس رائے کے ساتھ سب فوجی افسروں نے اتفاق کیا قبل اسکے کہ یہ مجلس شعوریٰ برخواست ہو۔ جنرل ساہرٹ کو یہ خبر

پہونچی کہ یعقوب خان امیر کابل مع چند ہزار ہیون کے کیمپ کے دو میل کے فاصلہ پر آ کے مقیم ہوئے ہیں۔ اور کل صبح کو کیمپ میں آنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی جنرل صاحب اور سب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا دوسرے روز صبح کو دربار کی تیاری کی گئی لیکن ایسے موقع پر فوجی کیمپ میں دربار کا ساز و سامان کہاں مہیا ہو سکتا تھا تاہم چند کرسیاں رکھی گئیں اور سب افسر جمع ہوئے۔

۲۹ ستمبر کو قریب آٹھ بجے ججکے امیر یعقوب خان برٹش کیمپ میں داخل ہوئے جنرل رابرٹ کے چیف آف دی اسٹاف نے او کی پیشوائی کی اور جنرل صاحب کے خیمہ میں ان کو لائے میجر کموین صاحب جو پشتو زبان بخوبی بولتے تھے مترجم مقرر ہوئے۔ یہ وہ نامور افسر ہیں کہ بعد کو سر جان کموین کے خطاب سے مخاطب کئے گئے جنگ ہلاک موئنین ۱۹۸۸ء عیسوی میں ان کے اسٹاف میں رہ چکا ہوں۔

جنرل رابرٹ نے۔ امیر یعقوب خان کو کرسی پر بٹھلایا۔ اور ان کی مزاج پررسی کی امیر یعقوب خان نے اپنے واقعات یوں بیان کئے جہاں ترجمہ میجر کموین نے کیا کہ میری عمر کا تمام حصہ ترد و اور تفکر میں گزرا۔ اول تو میرے باپ نے مجھ کو ایک مدت تک تندہار میں قید رکھا۔ جب وہاں سے مجھ کو رہائی ہوئی۔ اور کابل کا تخت نصیب ہوا تو وہاں بھی پریشانی و زحمت کا

سامنا رہا۔ اسکے بعد برٹش گورنمنٹ کے ظلِ عاطفت بن مین نے پناہ لی اور یہ خیال کیا کہ اس گورنمنٹ کے سایہ حکومت میں آرام اور چین سے بس کر فنگا لیکن میری قوم نے یہ ارادہ پورا نہونے دیا۔ برٹش سفیر کو قتل کر کے برٹش گورنمنٹ کو غصہ سے برہم کر دیا ایک طرف کابل کے افغان دل سے ناراض اور دوسری طرف برٹش گورنمنٹ ناخوش۔ ایسی حالت میں جینا اور مزبور برابر ہے۔ بن افغانستان کا بادشاہ رہے سے برٹش کیمپ میں سائیس نکیر رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ انگریزی گورنمنٹ پر مین ثابت کروں کہ سفیر کے قتل سے مجھ کو کچھ تعلق نہ تھا اور آئندہ کابل کے تختے سے مین اپنی علحدگی چاہتا ہوں۔

جنرل رابرٹ امیر یعقوب خان کی اس تقریر کو شکر اوان کے ساتھ رطف و مدارات سے پیش آئے۔ اور اوان سے کہا کہ آپ ہمارے کیمپ میں رہیں آپ کی ہر طرح سے خبر گیری کی جائے گی۔ لیکن جب تک برائے نام آپ اپنے آپ کو امیر کابل سمجھیں کہ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے افغانستان کی حکومت پر کوئی امیر مستقل طور سے مقرر کیا جائے۔

چنانچہ امیر یعقوب خان جنرل رابرٹ کے کیمپ میں مقیم ہوئے۔ ۲۷ ستمبر کو جنرل رابرٹ نے کابل پر چڑھائی کی۔

سجواست صاحب نے بیگ محمد خان کی وجہ پر حملہ کیا اور اس کو پکا کر دیا

ميجروائٹ صاحبکے نام سے شايد بعض حضرات واقف نہ ہونگے کہ بہر کس شان کے افسر ہين اور ان سے کون کون سے کارہائے نمایاں ظہور ميں آسے ہين اس لئے اس موقع پر اون کے جليلہ عہدہ اور فوجي ترقی کی فی الجملہ تصریح کی جاتی ہے۔ ميجروائٹ۔ لارڈ رابرٹ کے بعد ہندوستان کے کمانڈر انچيف مقرر ہوئے اور جنگ سمت افریقہ ميں۔ ليڈی اسمتھ ميں ایک مدت تک محصور رہے اس کے بعد اونہوں نے (فيلڈ مارشل) کے اعلیٰ عہدہ پر ترقی پائی۔

غرض کہ اس موقع پر جنرل کمفرس کا کالم ہی آکر رابرٹ صاحب کی فوج کو ساتھ شامل ہو گیا۔ ميجروائٹ۔ جنرل کمفرس۔ اور جنرل رابرٹ کے کالم تین طرف سے نہایت مستعدی اور عجلت سے بڑھے انگریزی فوج کی نقل و حرکت ایسی جوان مردی و دلیری سے ہوئی کہ دشمن کے قدم جم نہ سکے۔ اور وہ دو نشان اور بینس توپیں چھوڑ کر نہایت اضطراب کے ساتھ میدان جنگ سے پہاگ گئے۔ افغانوں کو اپنی اس شکست پر بہت بڑا تعجب ہوا۔ اونکا یہ خیال تھا کہ سردی کی شدت کے سبب انگریزی فوج کابل پر حملہ نہ کر سکے گی۔ لیکن جو قوت افغانوں نے بڑش آرمی کی جرأت اور بہادری کو دیکھا او سوقت اونکے وہ سب خیالات باطل ہو گئے۔

اس شکست کے بعد افغان ابھی پہی طرح جمع نہ ہونے پائے تھے کہ

اکٹوبر کو جنرل رابرٹسن کابل سے دو میل پر خیمہ زن ہوئے یہاں خبر آئی کہ دشمن
بالاتحصار کے پیچھے مقیم ہے فوراً یہ تجویز ہوئی کہ انہیں جلد حکمہ کیا جائے اس کے
پناہ لینے کی راہ بند کر دی جائے لیکن دشمن پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ ۸
اکٹوبر کو بارہ توپیں بالاتحصار کے عقب میں اور اٹھتر توپیں شہر پور میں چھوڑ کر
خود بخود دیراگندہ ہو گئے۔

۱۳ اکتوبر کو جنرل رابرٹسن کی فوج کابل میں بلا فراحت داخل ہو گئی
امیر ناسازی فرج کے حیلہ سے فوج کے ہمراہ شہر میں داخل نہ ہوئے۔ بالا
حصار میں سامان جنگ اور خزانہ تو بہت کچھ ملا۔ لیکن زبردستی کی جگہ میں چند
جلی ہوئی دیواریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔ جنرل رابرٹسن نے کابل میں پہنچنے
کے بعد ایک اشتہار جاری کیا کہ کل حکام اور سرداران ملک اپنے اپنے منصب
کار میں مشغول ہو جائیں تا وقتیکہ سرکار انگریزی کابل کی حکمرانی کا کوئی دوسرا
انتظام نہ کرے کاروبار سلطنت افغانستان انگریزی گورنمنٹ کے قبضہ
اقتدار میں رہے گا اس اشتہار سے امیر یعقوب خان کا افغانستان کی حکومت
سے علاحدہ ہونا سب کو معلوم ہو گیا۔

بعد چند روز کے سپہ سالار سیف الدین اور کوتوال کابل اور اولیٰ بعض
افتخانون کو پھانسی دینے کا حکم دیا گیا جو کیوناری صاحب کے قتل میں شریک تھے
اور کابل میں یہ منظم و نسق ہو رہا تھا۔ اور ہر رات میں بڑی بد عملی ہو رہی تھی۔

عزیزین مین ایوب خان یعقوب خان کا حقیقی بہائی۔ اور ہرات مین شک عالم
سکرانگری کے خلاف مین ہتے اور جنگ کے لئے لوگوں کو ترغیب و تحریص
دلاتے تھے۔

اور ہماری فوج جیکب آباد۔ اور سیبی گئے گرد و نواح کا انتظام کر رہی تھی۔
اور شب و روز اسی انتظار مین تھی کہ کب ہمیں قندہار جانے کے واسطے حکم
آتا ہے جب سپہ سالاران فوج انگلشیہ کو کابل کے یہہ فتوحات نصیب
ہو گئے تو ان کا یہہ ارادہ ہوا کہ ہرات کی طرف سپاہ کو بڑھایا جائے اور جنرل
رابرٹس نے ہمکو بھی ایک تار بھیجا کہ تھرڈ لائنس زچہ راہ کو کٹنٹ جیکب آباد سے
روانہ ہو کر قندہار مین سکراری فوج کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس تار کے پہونچتے
ہی ہم لوگ تیار ہو گئے اور فٹ اسکو اڈرن کے ساتھ کرنل ڈوکر اور کرنل
فجرلڈ اول اپشیل ٹرین مین سوار ہو کر روانہ ہوئے اور دوسری اسپیشل ٹرین بھی تیار
ہی کہ فوج روانہ ہو۔ مگر وہاں گورنمنٹ کی سائے بدل گئی جنوبی افغانستان
مین لڑائی کا جو ارادہ تھا اسے بے ضرورت خیال کر کے فسخ کرنا پڑا۔

جنرل رابرٹس نے تار کے ذریعہ ہمیں حکم بھیجا کہ آپ لوگ سیبی کی
طرف اپنی ریلوے لائن کی حفاظت رکھیں۔ آگے بڑھنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہے لہذا جو سپاہی اور گھوڑے ریل مین سوار ہو گئے تھے وہ اوتار لئے
گئے اور جو جاچکے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

بعد کو ہمیں یہ حکم ملا کہ ہم اپنی فوج کی وہ مکڑیاں جو چاروں طرف جیکب آباد
اوسپی کے علاقہ جات میں پہلی ہوئی ہیں فراہم کر لیں۔

جنرل رابرٹ جب کابل میں سب انتظام کر چکے تھے تو فوج کو ہندوستان
جانے کے لئے حکم دیا۔ اور کابل سے قندھار کو فوجیں روانہ ہونی شروع
ہوئیں۔ چونکہ ہماری رجمنٹ سیبی کی جانب مقیم تھی اس لئے جھکو یہ حکم ہوا کہ
لاڈ رابرٹ کا کالم پہونچنے سے قبل ہم جیکب آباد سے روانہ ہو جائیں۔ بجز
اس حکم کے پہونچنے کے ہماری رجمنٹ چار اسپیشل ٹرنیوٹیں جیکب آباد
سے کراچی کو روانہ ہوئی جو قوت ہم کراچی میں داخل ہوئے تو ہماری رجمنٹ
تین جہازوں میں یکے بعد دیگرے کراچی سے بمبئی کو روانہ ہوئی۔ چوتھے روز
ہم بمبئی میں داخل ہو گئے۔ اور کلابہ کے قریب میدان میں ہمارا اسکواڈرن
خمیمہ لگا کر مقیم ہوا۔ اوسوقت ہمیں یہ خیال تھا کہ ہماری رجمنٹ بمبئی سے ریل
میں روانہ کی جائے گی۔ مگر جنرل رابرٹ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ
کمانڈر انچیف نے حکم دیا ہے کہ رسالہ بمبئی سے منزل بمبئی کچ کر تا ہوا اپنے
مستقر کو جائے اس حکم کے منشاء کے موافق کرنل ڈوکر نے یہ تجویز کی کہ بمبئی
میں پہونچتے ہی اسکواڈن فوراً مومن آباد کو روانہ ہو جائے۔

غرض فٹ اسکواڈن کو کرنل ڈوکر لیکر روانہ ہوئے اور سکند کے ساتھ
کرنل فوٹ گئے اور تھوڑے کے ساتھ کرنل استوارٹ کو جانا چاہیے تھا۔ لیکن مزاج

کی علالت کی وجہ سے بھی مین رہ گئے اور تہڑا سکواڈرن کی کمان میرے تفویض ہوئی۔ مین بھی سے تہڑا سکواڈرن کے دو سو جوانوں کو اپنے ہمراہ لیکر منزل منزل مومن آباد کو روانہ ہوا۔ چونکہ برسات کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ اور سراسر شروع تھا۔ جنگل چار طرف سے سرسبز و شاداب اور تالاب پانی سے بالاب لہرا رہے تھے سیر و تفریح کا ہر جگہ لطف تھا۔ راستہ میں جا بجا بطون کے پرے کے پرے ملتے تھے شکار کھیلنے ہوئے بھی سے احمد نگر اور پونہ کے راستہ ہو کر روزانہ پندرہ سولہ میل کی مسافت طے کرتے ہوئے ایک مہینہ پاروچہ زمین ہم اپنے اسکواڈرن کے ساتھ مومن آباد میں داخل ہوئے جنگ سے جب کوئی شخص صحیح و سالم اپنے گھر پہنچتا ہے اور عزیز و اقارب سے ملتا ہے اس وقت طرفین کو جو خوشی و مسرت ہوتی ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے جسکو ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے اس موقع کی خوشی بیان نہیں ہو سکتی۔ مومن آباد پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد میں نے نواب سرسالا جنگ بہادر کو جنگ افغانستان سے اپنی والیسی کی اطلاع دی۔ اور تحریر کیا کہ حیدر آباد آنے کے واسطے مین اب تیار ہوں۔

نواب صاحب نے میرے بصحت و سلامت واپس آنے پر اظہار مسرت کر کے تحریر فرمایا کہ جلد راجہ ہو کے حیدر آباد پہنچ کر آپ کو اپنی خدمت کا جابج لینا مناسب ہے اس حکم کے پہنچتے ہی مین نے حیدر آباد کی روانگی کی تیاری کر دی اور ۲۹ مارچ ۱۲۹۶ھ ہجری روز یکشنبہ مطابق ۲۴ اگست ۱۸۷۹ء عیسوی تاریخ

روانگی ٹھہرائی روانگی نے ایک روز قبل تمام یوروپین اور نیٹو افسروں نے مسیحوس میں میری دعوت کی۔ اور کرمل فچرل نے تمام افسروں کی صلاح سے یہہ پر پوز کیا کہ کل افسران فوج کی طرف سے ایک تقری پیا لہ بطور یادگار مجھ کو دیا جائے چنانچہ وہ پیا لہ حیدر آباد آنے کے چند روز بعد میرے پاس پہنچا گیا۔

دوسرے دن میرے سب دوست مجھے رخصت کرنے کے لئے دوڑتے آئے اور میں اون سے رخصت ہو کر حیدر آباد کو روانہ ہوا۔

روانگی کے وقت میری بڑی لڑکی کی عمر سات سال کی تھی اور بڑے فرزند (ولایت علی بیگ کی عمر پانچ سال کی تھی اور تیسرے فرزند احمد علی بیگ کی عمر ایک سال کی ان سب کو میں مومن آباد میں چھوڑ آیا اور یہہ انتظام کیا کہ حیدر آباد پہنچنے کے بعد بنگلہ وغیرہ تجویز کر کے اہل و عیال کو طلب کر لیا جائے ۲ محرم ۱۲۹۷ھ ہجری کو میں حیدر آباد میں داخل ہوا۔ اور اپنے عزیز دوست نواب میر ریاضت علی خان بہادر کے پاس مقیم ہوا۔

دوسرے روز نواب سر سالار جنگ بہادر اور اون کے دونوں صاحبزادوں کی ملاقات کیواسطے گیا نواب صاحب نہایت اخلاق اور عنایت سے پیش آئے دیر تک جنگ افغانستان کا احوال دریافت فرماتے رہے۔

برخواست کیوقت اپنے فرمایا پہلے آپ نواب شمس لعل بہادر سے ملاقات کر لیجئے۔ ابھی تو عشرہ شریف محرم کا آغاز ہے اسکے بعد حضرت بندگ افعالی تعالیٰ کی

خدمت میں آپ کی نذر گزرا نہ تھے کا بندوبست کیا جائیگا۔

جب محرم کی تعطیلین ختم ہو چکیں تو سہ ماہی کو سر سالار جنگ بہادر نے راجگڑھ ہاری پرشاد کے ہمراہ مجھے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں نذر گزرا نہ تھے کے لئے بھیجا۔
میں اہل وقت جب حضور پر نور کی خدمت میں نذر گزرا نہ تھے گیا اسوقت حضور پر نور سلیمانجاہ کے حویلی میں برآمد تھے۔

نواب مستحکم جنگ بہادر اور بخشی بھان خان سہی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
اسوقت حضور پر نور کی عمر مبارک ۱۳ برس نوہینے کی تھی۔

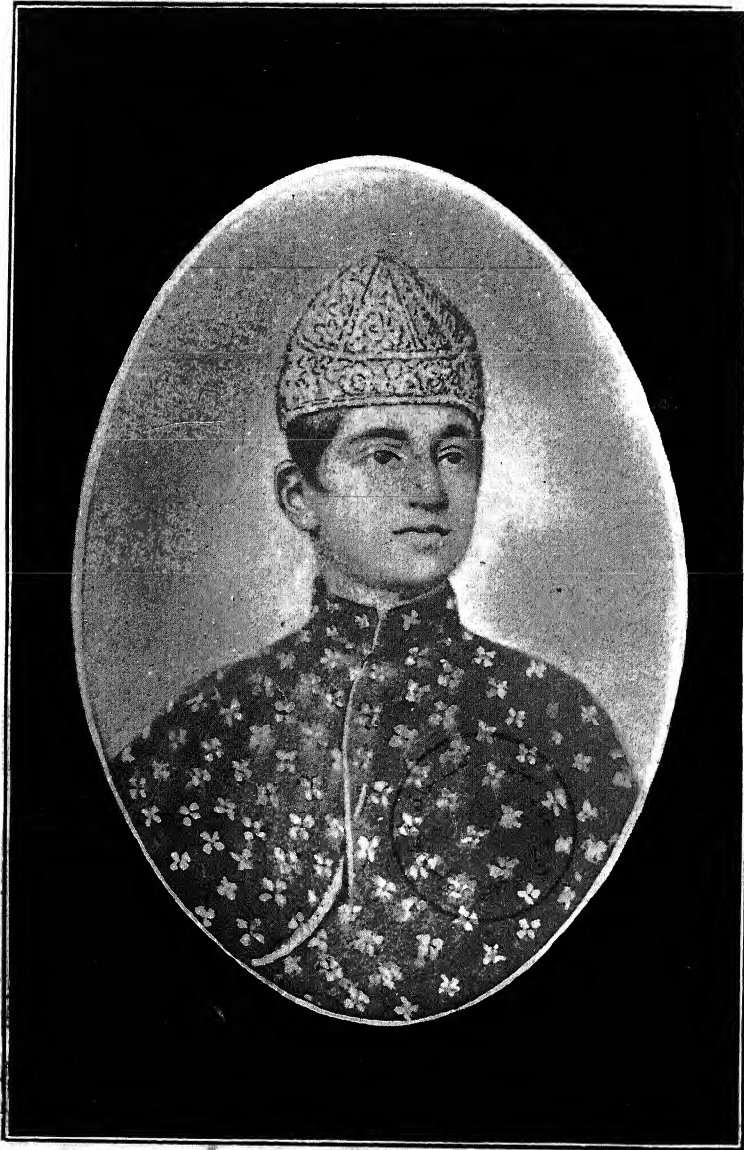
نذر پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھے بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ اور چند منٹ کے بعد پیر نیشیگاہ خسروی میں آداب عرض کر کے رخصت ہوا اور اپنی فرودگاہ کو واپس آیا۔

دوسرے روز میں سرچرٹو میڈ صاحب زریڈنٹ سے ملنے کے لئے گیا صاحب مدوح نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور کہا کہ حیدر آباد کنٹونمنٹ سے آپ کو ایک سال کی رخصت دی گئی ہے۔ اس مدت تک آپ کا نام رجمنٹ کے ملازمین میں شامل رہے گا۔ بعد ازاں آپ کو اختیار ہو گا کہ آپ چاہیں اپنی رجمنٹ کو جائیں یا سرکار نظام کی خدمت کو قبول کریں۔

اوسى ہفتہ میں کپٹن کلارک سے میں نے ملاقات کی اوس زمانہ میں حضور پر نور کی تعلیم کے وہ مہتمم تھے۔ کپٹن صاحب نے مجھ سے کہا کہ نواب سالار جنگ بہادر

صفحہ نمبر ۱۲۰

شبیبہ مبارک علیحضرت حضور پر نور دام سلطنتہ



مرزا محمد علی بیگ افسر الملک بہادر کا حضور پر نور کو سلیمان جاہ کی حویلی میں پہلی نذر گزرا سنا

حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے تقرر کی نسبت کچھ لکھا ہے آپ میرے پاس جو محلہ مبارک میں کل کے روز آئے میں آپ کی خدمات اور جو کچھ وہمہ داریاں ہو گئی آپ کو اون سے آگاہ کروں گا۔

دوسرے روز میں اور آغا نامہ شاہ صاحب ملکہ گلارک صاحب کے پاس گئے انہوں نے مجھ سے جملہ ابواب تعلقہ بیان کئے اور کہا کہ آپ ہر روز صبح کے چہرے بچے ڈیوڈ ہی مبارک میں حاضر ہو جایا کریں اگر حضور پر نور سوار ہو کر کہیں تشریف لیجا میں تو آپ ہمراہ رہیں۔ اور ہفتہ میں دوبارہ ڈنسر ہوتا ہے میں ہی اوسین شریک ہوتا ہوں آپ بھی شریک ہو کریں۔

تقریباً ایک سال تک ڈیوڈ ہی مبارک میں میری یہی خدمت رہی۔ چونکہ میں ہمیشہ سے کام کا خوگر تھا۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا شغل نہ تھا کہ جین میرا تمام وقت صرف ہوتا۔ میں اس سب سے نہایت گہرا کر تا تھا اکثر نواب میرا دست خطا اور نواب میر سرتراز حسین خان مخدوم ملک بہادر کے پاس نیزہ بازی اور پولو وغیرہ کھیلنے کے لئے چلا جاتا تھا۔ اور کبھی سکندر آباد اور بلارم کے افسروں کے ساتھ سواری اور تھکاریں مصروف رہتا تھا۔

دوسرے سال ۱۲۹۸ھ میں حضور پر نور جو محلہ مبارک سے حویلی قدیم میں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت نواب سالار جنگ بہادر نے بصلاح کپٹن گلارک یہہ تجویز کی کہ حضور پر نور کی سواری کا پوریشن درست ہونے کے لئے

رائڈنگ اسکول کی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور حضور پر نور کے ساتھ ظفر جنگ اور میر سادات علی خان بہادر میر جہاند آر علی خان بہادر بھی اس میں شریک کئے جائیں۔ اور یہ کام میرے تفویض کیا۔ کپٹن کلارک نے میرے مشورہ سے باجوہ میں لائسنسز کے ایک رائڈنگ ماسٹر کو بھی میری مدد کے لئے بلایا۔

ہفتہ میں تین بار رائڈنگ ماسٹر بلارم سے حویلی قدیم میں آتا اور حضور پر نور ایک گھنٹہ تک رائڈنگ اسکول میں مصروف رہتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں حضور پر نور مجھے اس کام میں نہایت ترقی کی اور سواری مبارک کا پوزیشن ملٹری قواعد کے موافق ہو گیا۔

اس اشارہ میں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں یہ تحریر کی گئی کہ حضور پر نور کو نیزہ بازی اور پولو کی بھی تعلیم دیجائے تو بہتر رہے۔ انہوں نے حضور پر نور کے پولو کھیلنے کے نسبت تو اپنی بالکل نارضا مندی ظاہر کی مگر ٹینٹ پلنگ کیلئے نہایت خوشی سے اجازت دی میں نے اپنی اس رائے کو کپٹن کلارک سے بیان کیا کہ حضور پر نور کے ساتھ اس کہیں میں اور بھی چند معزز نوجوان شریک کئے جائیں تو اعلا حضرت کی نیا وہ دلچسپی کا سبب ہوگا انہوں نے میری اس رائے کو نہایت پسند کیا۔ چنانچہ ماسٹر ہوگا فز زید میجر گارف۔ میر حافظ علی۔ میر مستز علی حضور پر نور کے ساتھ نیزہ بازی میں شریک رہنے کے لئے منتخب کئے گئے۔

ہفتہ میں دو مرتبہ نیزہ بازی اور دو بار شوٹنگ کی پیکٹیں برابر ہوا کرتی تھیں

اس باب میں جو چٹھی میجر کلارک نے مجھے تحریر کی تھی اس کا ترجمہ مجسٹس لکھنا ہوں۔
 حیدر آباد کن ۲۵ فروری ۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۲۵۔

بیچ الاول ۱۲۹۱ھ ہجری۔

مانی ڈیر مرزا محمد علی بیگ۔ مجھے امید ہے کہ ٹینٹ پکنیگ نہایت خوشگوار
 کے ساتھ انجام پاتی ہوگی۔ میری خواہش ہے کہ جس وقت حضور پر نور ٹینٹ پکنیگ
 کرتے ہوں یا بندوق سے نشانہ مارتے ہوں تو آپ ہمیشہ اس وقت موجود رہا
 میں نے ہدایت کر دی ہے کہ اس کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو ہمیشہ اطلاع
 کر دی جائے گی چونکہ آئندہ حضور پر نور آپ کی عدم موجودگی میں نہ بندوق سے
 نشانہ مارین گے اور نہ ٹینٹ پکنیگ کی پریکٹس کریں گے لہذا توقع کہ آپ اطلاع
 ہوتے ہی پالیس میں تشریف لانے کا خیال رکھیں۔

آپ کا صادق الوداد۔ سی کلارک

حضور پر نور نے ٹینٹ پکنیگ کی کثرت حویلی قدیم میں شروع کی اور تھوڑے
 زمانہ میں حضور پر نور اس کام کو نہایت عمدگی سے انجام دینے لگے۔ ایک روز
 نیزہ بازی کے وقت حضور پر نور نے مجھ سے استفسار فرمایا کہ ٹینٹ پکنیگ
 کی کثرت کا بانی کون شخص ہے اور یہ کثرت ابتدا میں کس طرح شروع ہوئی ہے
 اس وقت میں نے فقط اس قدر عرض کیا مجھ کو اتنا ہی علم ہے کہ ملک پنجاب سے
 اس کام کا آغاز ہوا ہے لیکن یہ کثرت کب اور کس سے اور کس طرح شروع ہوئی۔

اسکا مجھے برابر علم نہیں ہے چنانچہ اس روز سے مجھے اس امر کی تلاش تھی کہ ٹینٹ
 پکننگ کا آغاز کیونکر ہوا ہے۔ جسوقت کہ مین مرو کی کیا مپ آف اکسرسایز مین
 لارڈ رابرٹ کے ساتھ گیا تھا کیمپ کے بعد مین لارڈ رابرٹ سے اجازت لیکر مقام
 کالا باغ کو جو دریائے ٹما کے کنارہ واقع ہے اوریاں کے ٹسکار کے واسطے گیا۔
 ملک یار محمد خان والی کالا باغ کے ایک مصاحب سکھ سردار گرویاں سنگھ نامی
 مجھ سے وہاں ملے اثنائے گفتگو میں جب ٹینٹ پکننگ کا ذکر آیا تو انہوں نے
 مجھ سے رنجیت سنگھ والی پنجاب کے عہد کی ایک نقل بیان کی جس کے سننے سے
 مجھے یہ بات ہو کہ ٹینٹ پکننگ کے آغاز کی نسبت جتنے اقوال میں نے سنے تھے
 ان سے یہ قول زیادہ تر قریب القیاس ہے اس لئے اس موقع پر ٹینٹ
 پکننگ کے آغاز کی مختصر کیفیت تحریر کرتا ہوں۔

راجہ رنجیت سنگھ فرمان روا ہے پنجاب کو گھوڑے کی سواری نیزہ بازی
 اور فوجی کرتبوں کا کمال درجہ شوق تھا اس راجہ کے زمانہ میں گھوڑا دوڑا کر زمین
 سے رومال اوٹھانا زمین پر ترخ یا میون رکھ کر چیری یا خنجر یا کٹار سے کاٹنا۔ گھوڑا
 دوڑا کر بندق سے نشانہ لگانا زمین خالی کرنا دوڑتے گھوڑے پر سے کود پڑنا
 اور پہر اوپر سوار ہو جانا یہ سب کثرتیں رنجیت سنگھ کے لشکریوں ہمیشہ ہوتی
 تھیں۔ پنجابی سوار یہاں لے اتنے لایے جتنے کہ چٹکا طول اندازا بارہ فٹ
 تک ہوتا تھا اور یہاں مین لائی کو کہار لوڑی بھی لگاتے تھے اکثر اوقات

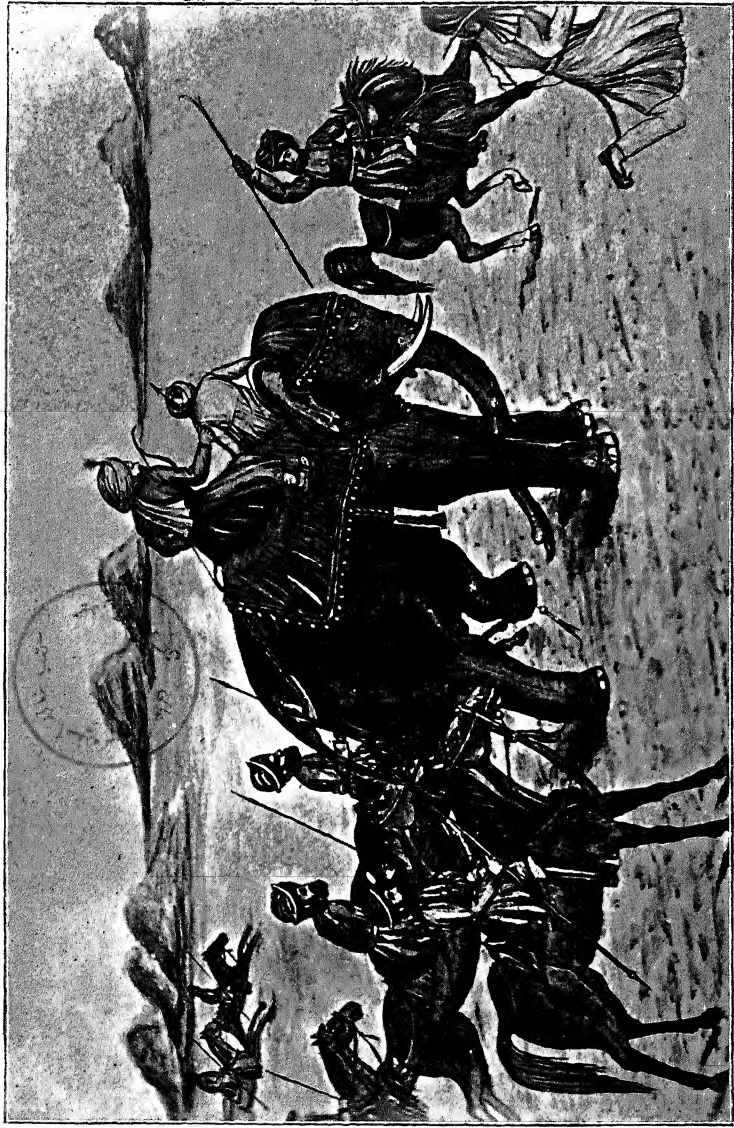
صفحو ۱۲۵ ہندوستان پرینٹنگ کمپنی کی ابتدا



سوار گھوڑے پر سے اتر کر بہالہ کو بوڑی کی طرف سے زمین میں گاڑ دیتے اور اپنے
گھوڑے کو بہالہ سے باندھ دیتے تھے لڑائی میں پنجابی سوار دن کے بہالے زیادہ
بلے ہونے کے سبب سے اکثر ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لئے بہالہ کا پہل ٹوسٹ
جانے کے بعد وہ لوگ بوڑی سامنے کر کے دشمنوں سے لڑتے تھے ایک جنگ
میں رنجیت سنگھ کو فتح یابی ہوئی اور دشمن کی فوج کو ہزیمت دشمن سردار ہاتھی پر سوار
رنجیت سنگھ کے سامنے سے بہا گا جاتا تھا رنجیت سنگھ نے حکم دیا کہ سردار کو جان
سے نہ ماریں اور جسطرح ہو سکے ہاتھی کو روکیں۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر ہاتھی رکن نہ سکا
رنجیت سنگھ نے سواروں کو حکم دیا کہ بہالوں سے ہاتھی کو روکیں اور سوت عمدہ عمدہ
سواروں نے شاید تہ گھوڑوں پر سے ہاتھی کے دھرنے بائیں جانب سے بہالے
مارے لیکن ان کے بلے بلے بہالے توٹ توٹ کر بانس ہاتھوں میں رہ گئے
اور ہاتھی کال خود اپنی چال چلتا رہا کیسے روکے سے نہ رکا۔ رنجیت سنگھ کا ایک
مصاحب جو فن سپاہ گری میں مشہور تھا وہ اپنے گھوڑے کو ہاتھی کے پیچھے لگیا
اور بہالہ کی بوڑی سامنے کر کے گھوڑے پر سے خوب جھکا اور اپنے بہالہ کی
بوڑی ہاتھی کے پاؤں کے تلوے میں زور سے ماری بوڑی ہاتھی کے تلوے
میں اس قدر سخت بیٹھی کہ بہالہ کا بانس ٹوٹ گیا اور ہاتھی ایک پیچ مار کے اسی
جگہ گھڑا رہ گیا۔ ہاتھی کے تلوے میں بہالہ مارنے کے لئے سوار کو ضرور ہوا تھا کہ
اپنے جسم کے حصہ کو اتنا جھکائے اور ہاتھ کو یہاں تک پیچھے نہ لے کہ جھکا

۱۲۹

صفحہ ۱۳۱۹ - رنجیت سنگھ کے ایک مصاحب کا اٹھنے کی تصویر - مین بولڈ اور ہارڈ پین کا بیج مار کے کھسکا ہوا جانا +



اپنا پچھلا پادن اوٹھائے تو اس وقت بہالہ کی بوڑھی ٹھیک اس کے تلوے میں پورے طور سے بیٹھ جائے۔

رنجیت سنگھ نے اپنے اوس نوجوان مصاحب کو بہت کچھ انعام دیا۔ اور خلعت سے مشرف کیا اوس روز سے رنجیت سنگھ کی فوج میں یہ کثرت نہایت بکار آمد سمجھی گئی ابتدا میں مشق کے لئے لکڑی کا ایک گروہ ہاتھی کے پاؤں کے تلوے کے مشابہ بنا کر زمین پر رکھتے اور بہالہ کی بوڑھی سے اس پر نشانہ لگاتے تھے آخر اس کثرت نے ملک پنجاب میں روز بروز یہاں تک ترقی پائی کہ چند سال میں لکڑی کے گروہ کی شکل بدل گئی اور معمولی گول بیخ نرم لکڑی کی زمین میں گلاڑ کر بہالہ کی بوڑھی سے اس کے اوکھاڑنے کی مشق جاری ہوئی کچھ زمانہ کے بعد گول بیخ کی جگہ چھٹی بیخ بنائی گئی۔ جیسے کہ آجکل استعمال کی جاتی ہے بلکہ بہالہ کی جڑ کی طرف بھی پہل لگانا اسی قدیم نمونہ کی تقلید ہے پنجابی سوار حملہ کے وقت آواز دیکر بہالہ کو سر پر گھاتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتے تھے اسی طرح پنجابی اور ملتان کے رسالوں میں اب تک ٹینٹ پکینگ کرتے وقت بہالہ کو سر پر گھاتے آواز دیتے ہیں۔

غرض کہ حضور پر نور نیزہ بازی اور شوٹنگ وغیرہ میں اکثر بنفس نفیس متوجہ رہتے تھے اور سر جمع کے روز سواری مہارک ہرن کے شکار کو سر روزنگر کی طرف رونق افروز ہوتی تھی اور میں ہمیشہ شکار اور سواری کے وقت خدمت

مبارک میں حاضر رہتا تھا حضور پر نور کی نشاۃ اندازی کی مشق کے زمانہ میں چہرہ اور گولی سے فیر کرتے کے تعلق جو قواعد میں نے مرتب کئے اور وقت بوقت پیشگاہ حضور پر نور میں گزرا نے تھے طوالت کی وجہ سے وہ یہاں تحریر نہیں کئے جاتے لیکن اون کل قواعد کو میں نے تفصیل سے اپنی کتاب تفنگ باورنگ میں لکھ دیا ہے۔

اوسے زمانہ میں حضور پر نور کا انگریزی سلح خانہ اور کلب خانہ بھی میرے تفویض ہوا جتنی بند و قین کہ سلح خانہ میں موجود تھیں میں نے اون سب کی ایک فہرست مرتب کی اور اون کو علی الترتیب درجہ بدرجہ مناسب موقعوں پر رکھا دیا۔

سرکاری کلب خانہ میں اوس وقت جرمن بورہونڈیل ٹریر فاکسٹریگری ہونڈ وغیرہ سب قسموں کے کتے موجود تھے۔ حضور پر نور کو کتوں کا نہایت مشوق تھا عمدہ عمدہ قسم کے ولایتی کتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور فکاک کے وقت انہیں سواری مبارک کے ہمراہ لیجاتے تھے سرکاری شکار گاہ میں گری ہونڈ کتوں نے لوٹری اور خرگوش کا شکار کیا جاتا تھا اسکے سوا کبھی کبھی تعلیم یافتہ چیلون سے بھی ہرن کا شکار کیا جاتا تھا۔

بصوابدید اسے سرسالا جنگ بھادر تبدیل آب ہو اکی غرض سی پندرہ روز کے واسطے حضور پر نور سرورنگ ٹریفٹ فرما ہوئے۔ وہاں پر ہوا خوری اور



شمار گاہ سروزنگر میں حضور پر نور کے سامنے افسر الملک بھادر کا گھوڑا دوڑا کر بہن کے بچہ کو زمین سے اٹھانا۔

سیر و شکار کے لئے سواری مبارک روزانہ مختلف مقامات میں رونق افروز ہوتی تھی حسب معمول ایک روز سواری مبارک شکار کے واسطے بڑن پیٹھ کی طرف نکلتی۔ نواب وقار الامرا بہادر اور آغا ناصر شاہ اور مولوی میح الزما ن خان صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔ اتفاقاً ایک ہرن کا بچہ دوڑتا ہوا سامنے آ نکلا۔ حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اسے زندہ پکڑنا چاہیے ہم سب نے اس کے پیچھے گھوڑے دوڑائے۔

میں اس وقت سرکاری اصطبل کے ایک عربی کیت گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ گھوڑا بڑا جاندار اور دوڑ میں نہایت تیز تھا۔ جب اس ہرن کے بچہ نے میدان کا رخ کیا میں اپنے گھوڑے کو تیز کر کے اس بچہ کے بائیں قریب پہنچ گیا۔ اور دوڑ کی حالت میں میں نے گھوڑے پر سے جھک کر اس بچہ کو زمین پر سے ہاتھ میں اٹھالیا۔ گھوڑا دوڑ کے زمین پر سے رومال وغیرہ اٹھانے کی مجھے عادت تھی اور میں اکثر ایسی مشق کیا کرتا تھا کہ جب کبھی رومال یا چابک وغیرہ زمین پر رکھ دیا جاتا تو میں اپنی گھوڑے کو نہایت تیز دوڑاتا اور دست راست کی جانب سے جھک کر سیدھے ہاتھ سے رومال اٹھالیتا تھا۔

یہ تماشا ملاحظہ فرما کے حضور پر نور اور سب ہمراہیوں نے اپنی اپنی سواریوں کو روک لیا اور حضور پر نور نے نہایت مسرور ہو کے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سن بچو اسی طرح آپ اپنی گود میں لئے ہوئے سرورنگو چلے آؤ۔ وہ بچہ ہرن کا دوڑتا ہی مبارک میں حضور پر نور کے پاس ایک مدت تک رہا۔ جب کبھی حضور پر نور اس کو

دیکھتے تو اس نیکار کی کیفیت کا تذکرہ فرماتے تھے۔

اوسى زمانہ میں کپٹن کلارک صاحب رخصت پر ولایت گئے اور سچو ولسن صاحب فٹ اسسٹنٹ زریڈنٹ اونکی جگہ کام کرنے کے لئے منصرم مقرر ہوئے تقریباً چھ مہینے تک حضور پر نور سرور نگر میں رونق افزا رہے بعد ازاں بلدہ میں تشریف لائے کپٹن کلارک کی واپسی تک حضور پر نور کے پروگرام اور نیز میری معمولی خدمت میں کوئی جدید تغیر نہیں ہوا۔

مارچ ۱۸۸۷ء عیسوی مطابق ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ ہجری میں میں نے شیر کے شکار کا ارادہ کیا سالار جنگ بہادر اقل نے نیل خانہ سرکاری سے ایک ہاتھی علی مدد نامی ساتھ لے جانے کے واسطے مجھ کو اجازت فرمائی۔ ہاتھی اور شکار کا سامان تمام تیکڑ کو روانہ کیا گیا۔

یہ مقام بلدہ حیدر آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے دوسرے روز میں اور میرے بہائی طفیل علی بیگ خان شکار کو روانہ ہو کر قریب گیارہ بجے کو پچھلے پہلو پہنچے اور وہ بجے ہانکے شروع ہوا۔ شیر اپنی جگہ سے پہاڑ کے دامن دامن ہو کے میرے قریب سے گزرا۔ علی مدد ہاتھی نہایت استقلال سے کھڑا رہا میں نے شیر پر بندہ وق چلائی گولی شیر کے شانہ میں لگی وہ اوسى جگہ گر گیا۔ میں نے شیر کو ہاتھی پر ڈال کے اوسى وقت بلدہ کو روانہ کیا تاکہ شب ہاتھی راہ کی مسافت طے کر کے صبح ہوتے ہی شہر میں پہنچ جائے اور غیب کو میں

کیمپ میں رہ گیا دوسرے روز صبح کے چار بجے روانہ ہو کر آٹھ بجے سالار جنگ بھادر
 کی ڈیوڑھی میں پہنچا اور شیر کے شکار کا کل احوال لائق علیخان بھادر اور سعادت علیخان
 بھادر سے بیان کیا انہوں نے ہر کارہن کو بھجوا دیا کہ شیر رہا تہی پر جو آ رہا ہے۔ اس سے جلد
 ڈیوڑھی میں لے آئیں۔ تھوڑی دیر میں شیر ڈیوڑھی کے قریب پہنچ گیا شہر کے
 صدر تماشائی ہاتھی کے ہمراہ تھے۔ جب شیر ڈیوڑھی میں پہنچا اس وقت
 سالار جنگ بھادر کو یہی اطلاع دی گئی۔ وہ خانہ باغ میں برآمد ہوئے۔ اور شیر کو
 ملاحظہ فرمائے دیکھ شکار کا احوال مجھ سے دریافت کرتے رہے اس کے بعد
 فرمایا کہ دوسرے وقت جب آپ شیر مارین تو حضور پر نور کے ملاحظہ میں بھی لانا۔
 چاہیے تاکہ حضور پر نور کو بھی شکار کا شوق پیدا ہو اور اپنے صاحب زادوں کو
 غائب کر کے فرمایا کہ تمکو یہی نشانہ اندازی اور شیر کے شکار کی طرف توجہ کرنی
 چاہیے چند روز کے بعد سالار جنگ بھادر کے بڑے صاحبزادے میر لائق علیخان
 بھادر نے مجھ سے کہا کہ نواب صاحب نے مجھ کو شیر کے شکار کو جانے کیواسطے
 اجازت دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ موسم گرما میں آپ ہمارے لئے شیر کے
 شکار کا بندوبست کریں۔ اس کے چند روز بعد سالار جنگ اول نے انتقال کیا۔ اور
 میر لائق علیخان بھادر نے شکار کو جانے کا ارادہ فرمایا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ
 اول وہ ایک دو تین دن کا شکار کریں اس کے شیر کے شکار کو جا میں۔ چنانچہ سحر
 کے پہاڑوں میں تیندروں کے شکار کا بندوبست کیا گیا اور لائق علیخان بھادر نے

وہاں دو تین دسے شکار کئے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے لایق علیخان بہادر کے شکار کا احوال سماعت فرمایا مجھے یہ ارشاد ہوا کہ جتدر جلد ممکن ہو شکار کا بند و بست کیا جائے مابعد دولت ہی سرور نگر کے جنگل میں تین دسے کے شکار کی واسطے رونق بخش ہوں گے۔

حب الحکم اقدس فوراً شکاری روانہ کئے گئے اور بڑن پیٹھ کے پہاڑوں سے وہ تین دسے کی خبر لائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سرور نگر میں رونق آفرما ہوسے اور سالار جنگ بہادر کے باغ میں نزول اجلال فرمایا جب شکاریوں نے یہ خبر دی کہ تین دسے ایک بکری کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا اور چھوٹے پہاڑ میں موجود ہے اسوقت حضور پر نور وہاں تشریف فرما ہوسے اور علی مدد ہاتھی پر سوار ہو کر پہاڑ کے قریب کھڑے رہے شکاری لوگ شور و غل کرنے ہوئے پہاڑ پر چڑھے شکاریوں کی آواز سن کر تین دسے اپنی جگہ سے نکلا۔ اور سیدھا فیل خاصہ کو سامنے آیا حضور پر نور نے ایک گولی چلائی وہ گولی تین دسے کے شانہ میں لگی وہ اسی جگہ گر گیا یہ اول تین دسے تھا کہ حضور پر نور نے شکار فرمایا شام کے قریب سواری بہادر سرور نگر کو واپس ہوئی۔

کلا رک صاحب کی واپسی کے بعد حضور پر نور نے اپنی خاص سواری کے گھوڑوں کا اصطبل میرے تفویض فرمایا جو اس سے پیشتر نواب قیصر الدولہ بہادر قلم اصطبل کے علاقہ میں تھا۔ حضور پر نور اصطبل کے ابواب میں میں نے جو کچھ اصلاح

وانظام اور ترقی کی ہے وہ مختصر طور سے میں اس موقع پر تحریر کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے اپنے سواری مبارک کے گھوڑوں کا اصطبل ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۹ ہجری میں میرے تفویض فرمایا اور سوقت سرکاری مختلف چار طویلے تھے جو سواری مبارک کے گھوڑے اور طویلون میں باندھے جاتے تھے۔

اول طویلہ شلی گنج دوم طویلہ قدیم سوم طویلہ سر چہام طویلہ چنگاٹوہ سواری مبارک کے کل گھوڑے دو سو پچاسی راس تھے۔ جو گھوڑے پچھل گڑھ کے طویلہ میں رہتے تھے وہ بالکل ضعیف اور بیکار تھے۔ گھوڑوں کی روزانہ چندی فی راس پندرہ سولہ سیر تک مقرر تھی اس موقع پر میں ایک گھوڑے کی اوس روزانہ چندی کی تعداد تفصیل سے تحریر کرتا ہوں۔

چنے ۶ سیر مونگ چہ سیر شکر اسیر گہی اسیر اور داسیر غرض کہ اصطبل میں گھوڑوں کی روزانہ چندی کم و بیش مرقومہ بالا کے موافق تھی سائیکو فی نفر تین روپیہ ماہوار دیجاتی اور داروغہ کو پندرہ یا بیس ماہوار ملتی تھی اس جزوی ماہوار میں سائیس نہایت مفرط الحال اور داروغہ اصطبل کے امیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اسکی یہی وجہ تھی کہ گھوڑوں کو فی راس پانچ چہ سیر سے زیادہ چندی نہیں دیتے تھے اور باقی چندی داروغہ اور سائیس اپنا حق سمجھتے تھے۔ اس زمانہ میں اصطبل کا ماہانہ خرچ دس ہزار پانسو روپیہ اور سالانہ ایک لک چوبیس ہزار روپیہ کا تھا۔

جب اصطبل کی ایسی بد نظمیوں کا مین نے معائنہ کیا اور کل حالات سے
مجھے بخوبی آگاہی ہو گئی تب مین نے انتظام اصطبل کے متعلق ایک مفصل رپورٹ
سر سالار جنگ بہادر کے ملا خطمین پیش کی جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) اصطبل مین جعفر گھوڑے بیکار اور ضعیف ہیں وہ کل ہر راج کہ دسے جائیں۔

(۲) جعفر گھوڑے رکھنے کے لائق ہیں بجائے اسکے کہ مختلف مقامات میں

رکھے جائیں وہ سب ایک ہی طولیہ میں باندھے جائیں۔

(۳) گہی شکر مہنگ جو پندرہ سولہ سیر روزانہ راتب کے طور پر فی اس مقرر ہو

یہہ اجناس برائے نام گھوڑوں کو دیجاتی ہیں اور اصل وہ سب داروغے اور سامیں
کہا جاتے ہیں آئندہ سے بالکل موقوف کر دی جائیں۔

(۴) سائیسون کو چوتین تین روپیہ ماہوار دیجاتی ہے بجائے اس کے

سات سات روپیہ ماہوار مقرر کیجائے موجودہ داروغوں کی تہذیب کر دی جائے

اس لئے کہ وہ لوگ تغلب اور تصرف کے عادی ہیں اور اون کی جائے دوسرے

داروغے مقرر کئے جائیں۔

سالار جنگ بہادر نے میری ان تمام درخواستوں کو منظور فرمایا تھوڑے

زمانہ میں سرکاری اصطبل کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے عمدہ طور پر ہو گیا

ایک سال کے بعد جب اخراجات سابقہ حال کا تقابلہ کیا گیا تو یہہ نامیہ ہوا

کہ قیصر الدولہ بہادر کی مہتممی کے زمانہ میں ۲۹ لاکھ چھری مین ایک لاکھ چھپیس ہزار روپیہ

لنا۔ لانا رنج تھا اور جب سے اصطبل کا کام میرے تفویض ہوا اس کے بعد سے سالانہ اخراجات میں کل پنتالیس ہزار تین سو چوبیس روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ اور انہی ہزار پچھ سو چوبیس روپیہ کی سالانہ سرکاری بجٹ ہوئی ہے۔

کمپن کلارک صاحب کی رائے سے ان دونوں میں مصاحبین کی نشست و برخاست کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ ایک روز زمین اور مولوی عبدالمجید صاحب اور دوسرے روز مولوی مغل الدین صاحب اور مولوی مسن الدین صاحب حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے ہم چاروں مصاحبین مامور الخدمت کے نام سے مہوم کئے گئے تھے انعام فرشاہ اور میر ریاضت علیخان بہادر چچہ ادراک شہنہ کے روز صبح کے وقت ڈیوڑھی مبارک میں حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ساتھ سواری میں شریک ہوتے تھے۔

جب حضور پر نور جو علی قدیم میں آرام فرماتے تو بیداری کے وقت تک چار منصبدار اور دو مصاحبین مامور الخدمت کی نشست و دو دو گھنٹہ باری باری سے حضور پر نور کے پلنگ مبارک کے پاس رہتی تھی۔ اور سواری کا یہ دستور تھا کہ حضور پر نور ہر صبح کو مع مصاحبین مامور الخدمت گھوڑوں پر سوار ہو کر پرانی نویلی کے احاطہ میں پہنچا کرتے تھے اور جہ کے روز باہر شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

۸ فروری ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ ہجری روز پنجشنبہ

جس وقت کہ ڈیوک آف کلمنبرگ شاہزادہ جرمن حیدر آباد میں مہمان تھے۔ اور
شب میں اونکی دعوت کی تقریب تھی اوسکے دوسرے دن صبح کو نواسے
سالار جنگ بہادر کے دونوں فرزند اور میں شاہزادے کے ساتھ ہرن کے
نہکار کے واسطے گئے تھے جب قریب گیارہ بجے کے ہم نہکار سے واپس آئے
تو یہہ سنایا کہ سالار جنگ بہادر کا مزاج نا سانس ہے اور اؤ کو مرض اسہال لاحق ہوا ہے
میں دو بجے کے قریب لایق علی خان بہادر کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کی
رہائے میں یہہ ثابت ہوا ہے کہ یہہ مرض معمولی اسہال کا مرض نہیں ہے۔ بلکہ
خاص ہضیہ کی شکایت ہے غرض اس واقعہ کی اطلاع حضور پر نور کے پیشگاہ عالی میں
فوراً کی گئی۔ چونکہ سالار جنگ کا راج ساعت بساعت بگڑ جاتا تھا۔ اعلیٰ حضرت حضور
پر نور کو سالار جنگ کے ایک خاص محبت تھی اونکی وقتاً فوقتاً خبر منگانے کے لئے
ڈیوڑھی مبارک سے اونکے مکان تک ہر کارے بٹھا دئے گئے تھے اون کی
حالت میں جو تغیرات ہوتے جاتے تھے اوسکی اطلاع ہر آن حضور پر نور کی خدمت
مبارک میں پہنچاتے تھے۔ شام ہوئے سے قبل ہی ڈاکٹروں نے اونکی زندگی
سے بایوسی ظاہر کر دی چنانچہ اوسی شام کو، ۱۰ بجے کے وقت سالار جنگ نے
انتقال کیا۔ سالار جنگ کے انتقال سے حضور پر نور کو نہایت رنج ہوا۔

چونکہ سالار جنگ بہادر کی سفارش سے میرا تقرر حضور پر نور کی خدمت مبارک
میں ہوا تھا اور میرے حال پر اونکی کمال درجہ عنایت تھی اونکی وفات سے مجھ کو

ایک خاص طور پر جو صدر مہو اوہ بیان سے باہر ہے سالار جنگ کی وفات کیا مولیٰ حیدر آباد سے ایک ایسا شخص اوٹھ گیا کہ جسکے احسانات تمام ملک والوں کو مدت دراز تک یاد رہینگے سالار جنگ بہادر نے بتیں سال تک دکن کے تین رئیسوں کے مبارک عہد میں وزارت عظمیٰ کا کام انجام دیا۔ اون کے زمانہ وزارت سے قبل نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد حکومت میں حیدر آباد کی جو حالت تھی اوسکے بیان کا یہ موقع نہیں ہے وہ حالت اب تک زبان زد خاص و عام ہے سالار جنگ بہادر کے عہد وزارت میں حیدر آباد کے ہر ایک ملکی والی صنیہ نے جو کچھ ترقی کی ہے اوسکی پوری تفصیل کے لئے ایک جدا کتاب چاہیے۔ مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ سالار جنگ مرحوم سے بے نظیر وزیر کی لالیف اب تک کسی ذی علم لائق کے قلم سے نہیں لکھی گئی۔ اگرچہ بہت سے اون لائق اور جلیل القدر عہدہ داروں کا انتقال ہو چکا ہے جنکو سالار جنگ مرحوم نے ممالک مغربی و شمالی سے طلب کر کے جلیلہ خدمات سے سرفراز کیا تھا اور اون میں ہر ایک قسم کی قابلیت کا کامل مادہ تھا تاہم بعض مجمع کمالات حضرات جو اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ جیسے مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر۔ مولوی مہدی علی محسن الملک بہادر جو موجود ہیں کیا اچھا ہو کہ ان اعیان زمانہ اور شاہیر روزگار سے کوئی صاحب سالار جنگ مرحوم کی لالیف تحریر کرنے کی طرف توجہ کریں۔ سالار جنگ بہادر کی سوشل۔ اور پولیٹیکل لالیف جو حیدر آباد کی موجودہ ترقی کی جان ہے۔ اگر

نہ لکھی گئی تو بڑے افسوس کی بات ہوگی۔ سالار جنگ بہادر کا انتقال کی موت چہین^{۵۶} سال کا بن تھا۔ سالار جنگ کی وفات کے بعد ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق سنہ ۱۳۰۲ ہجری میں ہمارا جہ نر ندر پر شاد بہادر منصرم مدارالمہام مقرر ہوئے۔ اور چند روز تک خدمت وزارت کو انجام دیتے رہے چونکہ سالار جنگ بہادر بنیس سال سے بہت سلطنت کے متکفل تھے اور ملکی انتظامات میں ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار و لائق مانے جاتے تھے۔ ایسے وقت میں کہ اوکا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا بن مبارک اٹھارہ سال کے قریب پہنچ گیا تھا ضرور تھا کہ حضور پر نور غنائ حکمرانی و جہان بانی اپنے قبضہ قدرت میں لیکر اپنی رعایا کی دلجوئی اور ملک و کن کا انتظام بنفس نفیس فرمائیں۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اخیر صفر ۱۳۰۲ ہجری میں ہمارے حضور پر نور دام سلطنت لارڈ ریمین گورنر جنرل و لیکر ہند کی ملاقات کے واسطے کلکتہ تشریف لینگے اس وقت مجھے ہی ہمراہ رکاب اقدس اس سفر میں جانے کا افتخار حاصل ہوا۔

اُمراء دولت اصفیہ سے نواب خورشید جاہ۔ ہمارا جہ نر ندر پر شاد بہادر اور مصاحبین میں سے مولوی معین الدین صاحب۔ مولوی معز الدین صاحب بخشتی سبحان خان صاحب۔ بیر ریاضت علیخان بہادر۔ مسٹر بیگ گانفہ ہمراہ تھے۔ کلکتہ پہونچکر حضور پر نور اور لارڈ ریمین کی پبلک اور پرائیوٹ طور پر باہم کئی ملاقاتیں ہوئیں جسے حضور پر نور کے اعلیٰ درجہ کے جوہر ذاتی اور قابلیت جلی کا نقش

صفحہ نمبر ۱۳۹ سردار جنگ فقار الملک بہاول



179

ولیسرے بہادر کے دلیر پنجابی بیٹھ گیا۔ جب حضور پر نور کیسکا کی ملاقاتوں نے
 فانی ہو گئے تو آپ نے کلکتہ کے اکثر مقامات کی سیر فرمائی۔ صبح و شام کبھی گھوڑے
 پر اور کبھی گاڈرہی میں سوار ہو کر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے تھے دس روز تک ان
 قیام رہا بعد اسکے سواری مبارک کلکتہ سے حیدرآباد میں ۱۱ سبج الاول ۱۳۱۸ء کو رونق بخش دی۔
 کلکتہ سے واپس ہوتے ہی حضور پر نور کی تخت نشینی کی خوشخبری ہم لوگوں کو گوش زد ہوئی۔
 ۷ جنوری ۱۸۸۶ء عیسوی مطابق ۷ سبج الاول ۱۳۱۸ء ہجری انٹالیشن کی تاریخ
 قرار پائی۔ بفضلہ تعالیٰ حضور پر نور کی تخت نشینی کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوا۔
 نذر اکسنی لارڈرپین ویسکرا کا کیمپ بولارم میں نزدیکی کے قریب
 ایک وسیع میدان میں قائم کیا گیا۔ ویسکرا اور اون کے ہمراہیوں کی مہانداری
 نہایت اہتمام سے کی گئی۔ خاطر داری و مدارات کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہوا۔
 وایسکرا بہادر و بار کے روز شاہی مکان خلوت مبارک میں تشریف لائے
انٹالیشن کے روز حضور پر نور نہایت نفیس لباس زیب تن فرمائے ہوئے
تہہ جسم مبارک پر سیاہ بانٹ کی شیروانی گلے میں موتیوں کا ایک مالا مبارک
پر دستار و مستار پر ایک لباس نگارہ سرفراز نہایت زیب سے رہا تھا۔

اوپنی روز اعلا حضرت حضور پر نور نے اپنے خاص مراحم شاہانہ و نوازش خروانہ
 سے میر لائق علیخان بہادر فرزند اکبر نواب سالار جنگ مرحوم کو دکن کی خدمت
 جلیلہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس جشن مبارک کی تقریب میں جب بار منعقد ہوا

صفحہ نمبر ۱۲۱۲ انٹالیشن کے روز حضور پر نور دستار مبارک پر سر پہنچا کر صبح
 اور شگلے مین موتیوں کے ہار پہن کر رونق بخش ہوئے





تو چھکو خطاب خانی و بہاوری سے سر بلند فرما کر مجھے اور میری ریاضت علیخان بہادر کو اپنی خاص ایڈی کانی کا عہدہ عنایت کیا۔ اور خدمت ایڈی کانی کی دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ علاوہ اثربانی سو روپیہ تنخواہ ہمتی اصطبل خاصہ کے میرے نام مقرر فرمائی۔ ایک رات اور ایک دن میری ریاضت علیخان بہادر اور ایک رات اور ایک دن میں ٹیوڈ ہی مبارک میں حاضر رہا کرتے تھے۔

تحت نشینی کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے یہ دستور مقرر فرمایا کہ چلی شہریمین ہر روز صبح کے وقت گرگٹ کے میدان میں برآمد ہوتے۔ اور اول تہوڑی دیر تک گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ بازی فرماتے پھر پھولین کی مکان میں رونق بخش ہو کر ہندوق سے نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ نشانہ اندازی میں میری لائق علیخان بہادر سالار جنگ ثانی میری سعادت علیخان بہادر۔ آغا ناصر شاہ میری ہاندار علی۔ میری حافظ علی انتخاب جنگ میری ریاضت علیخان بہادر مسٹر میگوگات ٹیوڈ ہی مبارک میں حاضر ہو کے روزانہ شریک ہوتے تھے۔

نشانہ اندازی کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت چھوٹی حاضری تناول فرماتے تھے جس میں مصاحبین امروہ مغزین جو شوٹنگ اور نیزہ بازی میں موجود رہتے تھے شریک ہوتے تھے۔

نوبت کے بعد مولوی سید حسین صاحب پگرا می جبکہ حضور پر نور نے اپنی متحدہ کلی عہدہ عنایت فرمایا تہا حویلی قدیم میں باسیاب ہو کر اسرارِ باسیب کے کاغذات

صفحه نمبر ۱۴۲ فوتو نمبر ۱۴۲ میرزا نصرت علی خان محبوب یا چنگ تانم الدولہ ظم الدکک بمب د



پیش کرتے تھے۔

امراء دولت و منصبداران خاص علما و مشائخ اور متحد صرف خاص و غیرہ کی باریابی اور سلام کے اوقات علیحدہ علیحدہ مقرر تھے ہر ایک شخص اپنے وقت پر حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کرتا تھا۔

علاقہ دیوانی کے کاغذات سالار جنگ ثانی بذات خود ہفتہ میں دو بار پیش کیا خسروی میں حاضر ہو کے پیش کیا کرتے تھے۔ اور مولوی مہدی علیخان صاحب سالار جنگ ثانی کے پاس جین سکرٹری کا کام انجام دیتے تھے اس زمانہ میں اگرچہ حضور پر نور کی حکمرانی کا آغاز تھا۔ اور عنان سلطنت کو ہاتھ میں لئے ہوئے چند روز گزرے تھے مگر شاہانہ قابلیت اور عقل خدا داد سے امور اہم مملکت میں وہ ملکہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے وائیاں روزگار خبکو سیاست مدنی کا کمال تجربہ تھا وہ انگشت بزدان ہو گئے ہر ایک صیغہ مالی و ملکی اور نظم و نسق رعایا و برائیاں ایسی اعلیٰ درجہ کی قوت عملیہ صرف فرمائی کہ اس سے بڑے بڑے مہات مملکت میں فوت صرف کرنی ممکن نہیں۔ یہ زمانہ عامہ خلائق اور خواص سلطنت اصفیہ کے لئے عجب بے غمی کا زمانہ تھا ہر ایک اپنے ولی مقاصد سے کامیاب اور عیش و مسرت سے بہرہ یاب تھا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں شہر حیدرآباد میں مرض وبا کی کچھ شکایت پیدا ہو گئی۔

امراء دولت اور ڈاکٹروں کے نزدیک بیماری کے ایسے وقت میں

حضور پر نور کا بلدہ میں رونق افروز رہنا قرین مصلحت سمجھا گیا اس لئے اون
مخلصان دولت کے مشورہ سے حضور پر نور سرگز مگر تشریف لے گئے یہاں کی
لطیف آج ہوا اور دلکش فضا مشہور ہے اعلیٰ حضرت یہاں اکثر سیر و شکار میں
مشغول رہتے اور ریاست کے کاغذات بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

ایک روز ساڑھے گیارہ بجے حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمایا۔ اور پیر
نک کاغذات امور سلطنت ملاحظہ فرماتے رہے یکایک نصیب اعدا و فراغ
مبارک مکدر ہو گیا۔

طبیعت پر گرائی کے آثار محسوس ہوتے ہی ڈاکٹر وزیر علی صاحب کی یاد دہانی
جو پیشی خداوندی کے ڈاکٹر تھے وہ فوراً حاضر ہوئے اور اونہوں نے حضور
پر نور کے نوش فرمانے کے لئے دوا پیش کی مگر مزاج اقدس کا احوال دیکھ کر
ڈاکٹر وزیر علی صاحب سخت پریشان ہوئے اور کہا کہ اس شکایت سے مرض
و با کے علامات پائے جاتے ہیں جب مرض میں ترقی ہونے لگی تو ڈاکٹر
بو من صاحب نے ڈیٹسی سرجن کی یاد دہانی وہ فوراً حاضر ہوئے اور دوسرے
یونانی اطباء اور تمام ڈاکٹر ان سرکاری بھی جمع ہوئے غصے کے نوبے تک مزاج
اقدس جادہ اعتدال سے اس قدر منحرف ہوا کہ ڈاکٹر بو من صاحب بھی گہرا گئے
اور سکندر آباد کے جنرل ڈاکٹر اسمتہ صاحب کو چیٹی لکھکر طلب کیا میں آغاز علّت
مزاج سے حضور پر نور کی خدمت میں مشغول تھا ڈاکٹر بو من کی ہدایت کے موافق

وقت بوقت اعلا حضرت کو دوا دیتا تھا وہ گہڑی گہڑی مزاج کی حالت کو دیکھتے اور حالت کی مناسبت سے کبھی تو دوا دیتے اور کبھی سینہ اور بازو سیکنے کو کہتے تھے اعلا حضرت حضور یر نور کی تخت نشینی کو تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ یکایک اس خوفناک مرض کا مزاج مبارک پر اثر ہونے سے تمام شہر کا احوال ایسا پریشان ہو گیا جو بیان کے قابل نہیں۔ مسلمانوں نے مساجد میں نمازین پڑھ پڑھ کے اپنے پادشاہ کی صحت و سلامتی کے واسطے دعائیں مانگیں۔ ہندوؤں نے دیولوں میں۔ عیسائیوں نے اپنے گرجوں میں۔ اور عام و خاص نے جا بجا باہم ملکر صحت ذات مبارک کے لئے بارگاہِ اکہی میں التجا کی۔

امراء دولت اور مصاحبین خدمت بابرکت کے اضطراب پریشان کا احوال کچھ نہ پوچھو۔ جو کچھ فکر و تشویش اُن کے دلوں پر گزر رہی تھی اُس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ خدا خدا کر کے یہ مصیبت کی رات بہتر خلق و اضطراب آخر بھوئی اور دن نکلا مگر مزاج میں ابھی تک کچھ اصلاح نہ ہوئی۔ آخر ہوا خواہوں کی دعاؤں نے جو صدق دل سے نکلی تھیں اپنا اثر کیا۔ اور دریائے رحمت ربانی جوش میں آیا۔ یکایک اصلاح مزاج کے آثار نمودار ہونے لگے جس قدر مزاج مبارک میں بحالی آئی گئی خیر خواہوں کی جان میں جان آئی گئی۔

چوتھے روز ڈاکٹر ٹومسن صاحب نے عرض کیا کہ مرض کی طرف سے اب کی طرح کا خوف نہیں رہے اب صرف تقاضے کے یہ بھی عنقریب رفع ہو جائے گی۔

غرض بفضلہ تعالیٰ چوتھے روز سے صحت شروع ہو گئی اور ساتویں روز بخوبی چاق
و تندرست ہو گئے۔ ڈاکٹر بوسن صاحبیات دن تک شب در در سرکار کی خدمت
میں حاضر رہے یہ ڈاکٹر صاحب نہایت طباع اور حضور پر نور کے مزاج شناس
تھے اور تشخیص انکی نہایت عمدہ تھی۔

دوسرے ہفتہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا ڈی مین سوار ہو کر بلدہ کو تشریف
لائے اس روز جیسی خوشی سبکو ہوئی اسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس خوشی کے
ساتھ اعیان دولت و خدام و حواشی ہی مخصوص نہ تھے بلکہ اس میں تمام ساکنان
بلدہ حیدر آباد علی العموم شریک تھے۔ جو وقت انہوں نے اپنے آقائے دلی نعمت
کو صحیح و سالم دیکھا تو خوشی سے پہلے نہ سماتے تھے۔

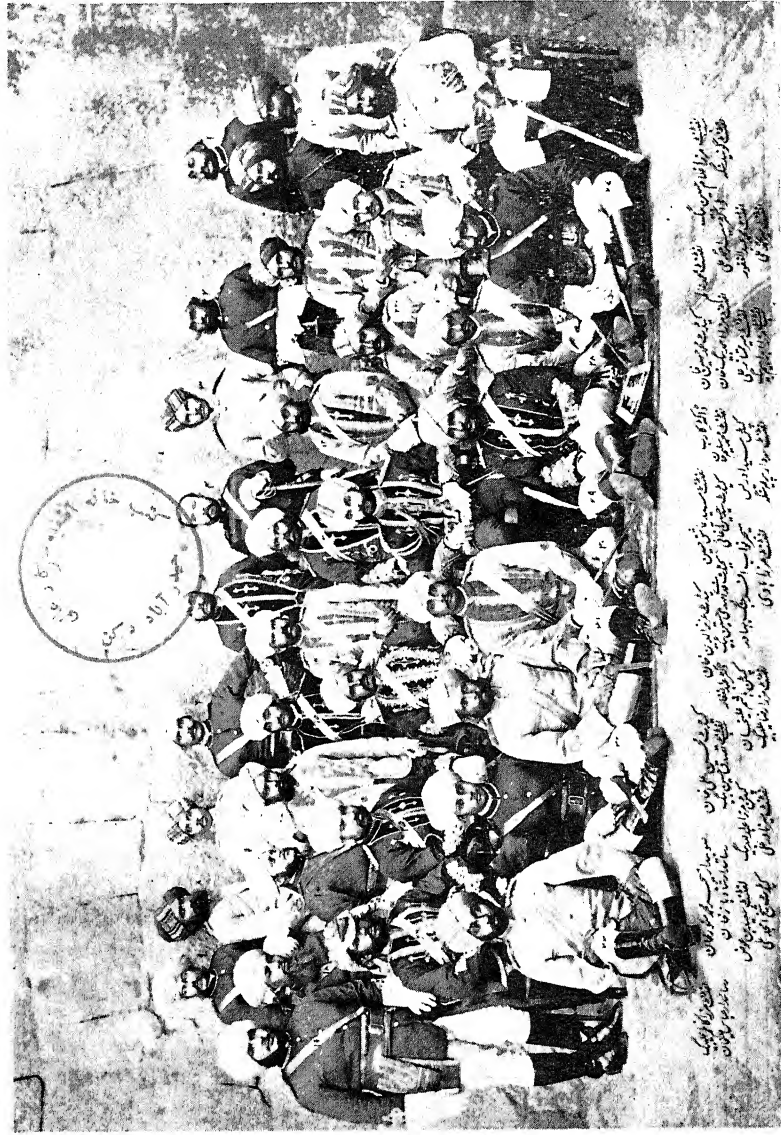
اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک جو وقت کہ سہ روز نگر میں رونق افروز
تھی اس وقت مجھے بحال حرمیت شالانہ و عنایت خسروانہ کیپٹن قاسم علیچان کی
جگہ گوگلکنڈہ لائسنس کی کمان پر مقرر فرمایا۔

حب الحکم اقدس غرہ جمادی الاول ۱۳۱۲ ہجری کو میں نے گوگلکنڈہ لائسنس
چارج لیا۔ ہر چند کہ اس وقت اس رسالہ کے جو انون کی تعداد کم تھی لیکن تھوڑی ہی
مدت میں اسکی تعداد تین سو سواروں تک پہنچ گئی اور یہ رسالہ باقاعدہ فوج
کے موافق ہو گیا۔

گوگلکنڈہ لائسنس کی کمان پر مقرر ہوتے ہی میں نے اسکی اصلاح اور درستی کے

129/2

افسوس کہ گوگل نے یہ سہ ماہی ۲۰۱۳ء کی



طرف توجہ کی سب سے پہلے اس رسالہ کے واسطے یونی فارم تجویز کیا حیدر آباد کنٹنٹ کے نمونہ کے کوٹ اور سر پر باندھنے کے سرخ شلے اور زرد قزلباش لودھیہ سے منگو آئیں۔ ساہروں بٹ۔ اور لانگ بوٹ کو سران کا پور سے اور اوڑنگ آباد جہوج راج کے کارخانہ سے پہاڑے طلب کئے۔

تلواروں کے لئے دکن سن سوڈ میکس کے پاس ولایت کو آڈر بھیجا عرض ہر ایک مقام سے ہر ایک فوجی چیز عمدہ اور بہتر آگئی۔ اور گو لکنڈہ لانسز کا سب فوجی سامان درست اور تیار ہو گیا۔ بھٹی سے عربی گھوڑے خریدے گئے مونٹیڈ ڈرل۔ فٹ ڈرل۔ ریڈنگ اسکول۔ سوڈ اور لانسز گزرسائیز کی تعلیم شروع کی گئی۔ اور قلعہ میں رسالہ کے جوانوں کے قیام کی واسطے مکانات اور گھوڑوں کے لئے طویلے بنوائے گئے۔

خداوند عالم کے فضل اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اقبال سے گو لکنڈہ لانسز کی انتظامی حالت روز بروز ترقی پذیر ہونے لگی۔

گو لکنڈہ لانسز میں پلٹن اور توپ خانہ کا شامل ہونا

سالار جنگ بہادر نے جب وقت دیکھا کہ گو لکنڈہ لانسز کی فوجی حالت روز بروز ترقی ہو رہی ہے تو بچہ گاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ ایک پلٹن اور ایک توپ خانہ بڑھا کر اسے پورے ایک برگیدہ کر دیا جائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور

نے سالار جنگ کی یہ درخواست منظور فرمائی۔ حسبِ حکم اقدس ۱۶ رجب ۱۳۰۸ء کو فرسٹ اور سکند پلٹن فوج بے قاعدہ شہرت کو بند پر شاو سے منتقل کر کے گولکنڈہ لائن کے ساتھ شریک کر دی گئی۔ اس پلٹن کے سپاہی بالکل معمولی حالت اور بے قاعدہ تھے۔ ان کے پاس کسی قسم کا یونی فارم وغیرہ کچھ نہ تھا۔ مین نے اولن کی انڈر لیس کے لئے خاکی یونی فارم اور فلڈ ٹریس کے واسطے خاکی سرخ کا یونی فارم منسل اندیا کی فوج کی طرح تجویز کیا۔ اگرچہ باقاعدہ افواج سرکار عالی کے دوسرے اقسام کے یونی فارم مین مگر گولکنڈہ انفنٹری۔ اور گولکنڈہ بیاسٹری کا وہی خاکی یونی فارم اب تک چلا آتا ہے۔ انازا آٹھ مہینے کی مدت میں آخری لفظ ۱۳۰۸ ہجری تک سپاہیوں کا کل فوجی سامان تیار ہو گیا۔

الحضرت حضور نور کا شیر کو شکار کیو او میا کی طرف شعبان ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء عیسوی میں رونق افزا ہونا۔

میلاریا کمری سے جو الاپور کے اسٹیشن سے ۱۲ میل کو فاصلہ پر واقع ہونے والی شکاری بھونڈی کی خبر ملے۔ حسبِ حکم اقدس سامان شکار اور خیمات سرکاری اور مسافران سوار سی بیٹرم کے اسٹیشن کو بھیجے گئے اور فیلان خاصہ منزل بمنزل روانہ ہوئے۔ سر لیوور بنجن منظم ریزڈنٹ حیدر آباد وہی اس شکار میں بندگان حضرت کے مدعو اور ہمارے ہیون میں تھے۔ بندگان حضرت کی اپنل ٹرین ۱۳ شعبان ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۰ جون ۱۸۹۱ء روز شنبہ دہرور اسٹیشن کو روانہ ہوئی۔ سر لیوور بنجن۔ میجر نیول سکند اسٹنٹ

رزیدنٹ - مسٹر وارڈن انجینئر - سلاہ جنگ ثانی - منیر الملک - میجر افسر جنگ
 عمار الملک - محبوب یار جنگ - قادر جنگ - نادر جنگ - حکیم الملک جلال الدین
 سردار دلیر جنگ - میر ممتاز علی خان - میر حافظ علی خان - ہمراہ رکاب تھے۔
 لشکر گاہ کے سامنے اچھا وسیع میدان تھا۔ اس کے اطراف میں چھوٹے
 چھوٹے پہاڑ نہایت خوش نما معلوم ہوتے تھے۔ پہاڑوں ضروری انتظامات
 لشکار میں گذرا۔

دوسرے روز صبح کو گارے کی خبر آئی۔ دس بجے سواری مبارک مع تمام
 ہمراہیان لشکار کو روانہ ہوئی۔ شیر نے ایک نالہ میں گانا کیا تھا لشکاریوں نے اس کے
 اطراف میں سپر کر دریافت کر لیا کہ شیر باہر نہیں گیا۔ سر الیو رنجن اور مسٹر وارڈن بائیں
 طرف۔ سر سلاہ جنگ اور نادر جنگ دہنی طرف۔ بندگان حضرت کافیل خاصہ ان کے
 درمیان کھڑا کیا گیا تاکہ پیچھے سے پہاڑ کی طرف پڑھنا شروع ہوا۔ ہانکے والوں کے
 شور و غل اور بائیں طرف کی لین زیادہ تر پڑھنے کی وجہ سے شیر نے نالہ کاراستہ
 چھوڑ دیا اور پہاڑ کے دامن دامن ہو کر عمار الملک اور محبوب یار جنگ کی طرف
 اندازاً تین سو قدم کے فاصلہ پر جا نکلا۔ انکا ہاتھی ایک بلندی پر سلاہ جنگ کے
 بائیں طرف کھڑا تھا۔ عمار الملک اور محبوب یار جنگ نے شیر کو دور سے دوڑا دیکھا مگر
 اونکو گولی چلانے کا موقع نہ ملا عرض ہر شام سواری مبارک لشکر گاہ کو واپس آئی۔
 دوسرے روز صبح کو گارے کی خبر آئی بندگان حضرت حضور پر تو بیع ہوا ہونچو

ہاتھوں پر سوار ہو کر جنگ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

سر لیورنجن کا ہاتھی دہنی طرف بندگان حضرت کا فیل خاصہ درمیان ہر سالہ بائیں طرف اور باقی ہمارا ہیان سواری مبارک اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کھڑے ہوئے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر نے دوسرے پہاڑ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس پہاڑ کے دامن میں پہلے سے اور ہاتھی کھڑے کر دے گئے تھے شیر نے جب بائیں اور آدمیوں کو دیکھا تو فوراً پلٹ گیا۔ اور بندگان حضرت کے فیل خاصہ کی طرف چلا۔ اعلا حضرت نے شیر کو دور سے اپنے دہنی جانب جھاڑی میں جاتے ہوئے ملاحظہ فرمایا اندازاً اسی گز کے فاصلہ پر شیر پہونچا ہوگا کہ اعلا حضرت نے متواتر دو گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے دہنے شانہ میں لگی۔ ایک نالہ جو قریب تھا اور اس کے کنارہ ایک بڑی جھاڑی تھی شیر اوس میں بیٹھ گیا۔ شکاری لوگ بندوق کے چلتے ہی دوڑے اور جس نالہ میں شیر گیا تھا اس کے آگے بڑک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیر کے پاؤں کا نشان باہر نہیں ہے۔

بدنگان حضرت کا ہاتھی نالہ کے کنارہ کھڑا کیا گیا شکاریوں نے چند ہاتی اور تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر نالہ میں ہانکہ شروع کیا اور ہانکہ کے باقی آدمی دوتوں پر چڑھ گئے۔

شیر زخمی ہو کر نہایت غضبناک ہو جاتا ہے ہاتھی یا آدمی جو اس کے سامنے آتا ہے وہ اس پر حملہ کرتا ہے اس لئے شیر کے زخمی ہونے کے بعد آدمیوں کے

بچاؤ کے لئے بہت خبرداری کی جاتی ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہانکے والے یا
شکاری یا بیادہ نہیں بھجواے جاتے۔

جبوقت شکاریوں نے ہاتھوں پر سے آتشبازی چلائی اور شور و غل مچا کر
ہوئے زخمی شیر کی جگہ پہنچے۔ اتفاقاً ایک گاؤں والا بایون کے نزدیک سے
علحدہ ہو کر جھاڑی میں چلا گیا۔ شیر نے جست کر کے فوراً اسکو زخمی کر ڈالا چونکہ
شکاری لوگ قریب تھے انکی پکار سے شیر نے اسکو جلد چھوڑ دیا اور پہر جھاڑی
میں جا بیٹھا۔ شکاریوں نے آکر عرض کیا کہ شیر زخمی ہو کر جھاڑی میں بیٹھ گیا ہے
اب وہ کیسی طرح اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا اور جو شخص اس کے نزدیک جائے گا حملہ کر کے
وہ اسے زخمی کر ڈالے گا۔ جھاڑی استعد رگھان ہے کہ باہر سے کچھ نظر نہیں آتا بہتر
ہو گا کہ ہاتی جھاڑی کے نزدیک یو جائیں۔ جبوقت شیر حملہ کرے اسوقت اسکا
کام تمام کریں۔

میں نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ اگر زیادہ ہاتھی جھاڑی میں جائیں
تو شیر بگولیاں چلاتے وقت ایک کی گولی سے دوسرے کو مہرور نقصان پہونے لگا
اگر مجھکو ارشاد ہو تو ایک ہاتی پر سوار ہو کے شیر کی طرف چلاؤں میں جاتا ہوں
باقی ہاتی نالے کے کنارے ایک صف میں کھڑے رہیں۔ سرکانالہ کے آخر
میں جو راستہ شیر کے جانیکا ہے وہاں تشریف فرما ہوں اگر شیر میرے ہاتی کو
دیکھ کر نالہ سے جائیگا تو سرکار کی ریفل سے جان بر نہو گا اگر نالہ سے دوسرے

کنارہ کی طرف جست کر گیا۔ تو سالار جنگ اور دوسرے صاحبوں کے سامنے آئے گا۔ اعلیٰ حضرت نے یہ بندوبست بند فرما کے مجھ کو اجازت دی۔ میں بندگان حضرت کی خواہی سے اوترا۔ اور جس ہاتی پر محبوب یا جنگ سوار تھے ان کے ساتھ سوار ہو لیا اور میں نے فیصل خاصہ اور دوسرے ہاتھوں کو اپنی جگہ کھڑا کر کے اپنا ہاتی شیر کی طرف بڑھایا۔ سرالیو بدجن۔ اور مسٹر وارڈن بھی اپنا ہاتی میرے ساتھ لائے جھاڑی کے پیچھے سے سرالیو بدجن صاحب نے اور سامنے سے میں اور محبوب یا جنگ نے اپنے ہاتی بڑھائے۔

جب ہم اوس جھاڑی کے قریب پہنچے تب ایک عرب بندوق ہاتھ میں لئے ہوئے ہمارے ہاتی کے سامنے آیا اور کہا کہ شیر سامنے بیٹھا ہے میں نے اوس عرب سے چند ہار کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن اوس نے نہیں سنا جب شیر میرے ہاتی کو دیکھ کر غصے سے لگا تو اب سالار جنگ اور نیر ملک اور بعض دوسرے صاحب لوگ جو کہ نالہ کے کنارہ کھڑے تھے ان کی طرف سے چند بند و قویاں اُٹھ اُڑی ہوئی دو گولیاں ہمارے ہاتی کے نزدیک گئیں ایک گولی اوس عرب کے منڈھے میں لگی اور بائیں پسلی سے پار ہو گئی وہ عرب زمین پر گر پڑا شیر نے جب یہ گڑبڑ دیکھی تب ہماری ہاتی پر حملہ کیا میں نے اور محبوب یا جنگ نے گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے منہ میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔

جن عرب کے تھکسار میں گولی لگی تھی حکیم اسماعیل نے اس کے زخم کو دیکھا اور

اوسکے اعضاء ریسے میں سے کسی عضو کو نقصان نہیں پہونچتا تھا حکیم اہمالک نے نہایت حمد کی سے اوسکا علاج کیا۔

۲۰ شعبان ۳۱۰ ہجری کی صبح کو گارے کی خبر نہیں آئی اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ آج شام کو جیتیل سانبر وغیرہ کا شکار کیا جائے۔

دس بچے بندگان حضرت مع ہماہیان سواری مبارک ہاتھیوں پر سوار ہو کر جنگلی کی طرف تشریف فرما ہوئے سب ہاتھی ایک صف میں اور پیادہ شکاری درمیان میں رکھ کر جیتیل سانبر کے شکار کی طرف متوجہ ہوئے یکا یک ایک بنجارہ دور ہوا ہوا محکود دور سے نظر آیا جب وہ قیل خاصہ کے نزدیک پہونچا تو اس نے بیان کیا کہ میں اپنے جانور چرار ہاتھا۔ اونکو چراتے چراتے جب اک پہاڑ کے قریب پہونچا تو اوس میں سے دو شیر نکلے اور اون دونوں نے جانورون پر حملہ کیا اولن کے ڈر سے سب جانور پریشان ہو گئے وہ دونوں ابھی تک پہاڑ میں موجود ہیں۔ اور میں نے ایک بنجارے کو پہاڑ پر بٹھلادیا ہے کہ وہ اونکو دیکھتا رہے۔

بنجارے سے شیرون کی خبر شکر سب کو نہایت خوشی ہوئی اور فوراً چند شکاری بنجارے کے ساتھ پیکر پہاڑ کے اطراف میں درختوں اور پتھروں پر بٹھلا دئے گئے جو مقام کہ شیر کی گزرگاہ خیال کیا گیا تھا وہاں ایک نالہ کے کنارے بندگان حضرت کا قیل خاصہ کھڑا کیا گیا۔ علاحدت کے دہنی طرف محبوب یا جنگ اور عداوت کا ایک ہاتھی پر۔ اولن کے بعد سارا جنگ ثانی اور ناو جنگ اوتکے بعد سریا اور سنج

اور سٹروارڈن تو اس طرح جب سب انتظام کر لیا گیا تب پہاڑ کو پیچھے سے ہانک شروع ہوا تو وہی دیر میں دو شیر پہاڑ سے نکلے ایک شیر لار جنگ کی طرف دوسرا شیر بندگان حضرت کی جانب آیا اعلیٰ حضرت نے اوس شیر کو اندازاً انہی قدم کے فاصلہ سے ملاحظہ فرما کر گولیاں چلائیں ایک گولی اوس کے پیٹ میں لگی شیر زخمی ہو کر جھاڑی میں بالکل پوشیدہ ہو گیا ابھی تک بندگان حضرت کی نگاہ اوس مقام کی طرف تھی جس جگہ کہ شیر پہلی گولی چلائی تھی۔ یہ شیر نالہ اور جھاڑی سے ہوا ہوا فیل خاصہ کے قریب پانچ چہر قدم کے فاصلہ پر آ پہونچا۔ اوس وقت یکا یک اعلیٰ حضرت کی نظر شیر پر پڑی اسلٹنا میں شیر ہاتھی کے پیچھے پہونچ گیا تھا۔ بندگان حضرت نے نہایت حسی اور مستحکم سے پیچھے پلٹ کر دھڑب ریفل سرکے اول گولی نے حطاک کی اور دوسری شیر کو شانہ میں لگی شیر جبت کر کے نالہ میں چلا گیا اور نظر سے غائب ہو گیا۔

مجھ کو بندگان حضرت کی خواہی میں بیٹھنے کا اعزاز حاصل تھا۔ جو وقت پہلے شیر جھاڑی جھاڑی چلتا ہوا ہاتھی کے قریب پہونچا۔ اوس وقت اول حضور پر نور کی نظر بڑی بندگان حضرت نے ایسے استقلال اور دلیری سے عین وقت پر گولی چلائی کہ اگر ذرہ ہی دیر ہوتی یا گولی شیر کے شانہ پر ٹھیک نہ پڑتی تو بے شبہ وہ ہاتھی پر حملہ کرنا مگر یہہ آخر زخم ایسا کاری لگا تھا کہ شیر تھوڑی دور جا کر ایک درخت کے پینے گر گیا۔

یہہ دوسرا شیر تھا جب کو بندگان حضرت نے اس جہارت و دلیری سے شکار

فرمایا۔ سواری مبارک قریب چار بجے کے شکرگاہ میں مراجعت فرما ہوئی۔

شکاری شیر کو ہاتی پر ڈالکر بڑے تجل اور تکلف سے لائے جس ہاتی پر شیر تھا اسکے عقب میں تمام شکاری ہاتی اور آگے آگے صد ہا گاؤں والے درختوں کی ٹہنیاں ہاتھوں میں لئے ہوئے کچھ لوگ ہاتی کے پیچھے۔ ڈھیرے اور کرکری بجا شور و غل مچاتے شکرگاہ میں داخل ہوئے۔

جب شیر کی سواری اس دھوم و دھام سے نزدیک پہونچی ہندگان حضرت مع صاحب رزیدنٹ بہادر اور سالار جنگ خیمہ سے برآمد ہوئے۔

یہ شیر پہلے شیر سے ماپ میں دیرہ انچ کم تھا نو فٹ سات انچ لائیا تھا نو فٹ پانچ انچ اور نچا تھا اسکے دونوں کانوں کے درمیان نو انچہ کا فاصلہ تھا سر کا دور تین فٹ پنجہ کا دور ایک فٹ ایک انچہ دم تین فٹ لائیا تھا۔

شام کے چہ بجے ہندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنت مع ہمراہیان سواری مبارک الپور کے اسٹیشن کی طرف رونق افروز ہوئے جس شیر کا آج شکار ہوا تھا اوسکو ریل میں ہمراہ لے چلنے کے واسطے ارشاد ہوا۔ سرکاری اسپتال ٹرین شبکو اسٹیشن سے روانہ ہو کر صبح دم حیدر آباد میں پہونچی۔

ہندگان حضرت کے معزز مہمان رزیدنٹ صاحب بہادر ادائی شکر یہ حضرت سے رخصت ہو کر رزیدنسی کو تشریف لے گئے اور سواری مبارک ٹیوڈ ہی رونق بخش ہوئی شیر کو اسٹیشن سے شکاری لوگ ہاتی پر رکھ کر ٹیوڈ ہی مبارک

مین لائے راستہ میں ہاتھی کے ہمراہ تماشائیوں کا بے انتہا ہجوم تھا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیواسطے

یا دو گیری پٹی کی طرف رونق افزا ہونا شعبان ۱۳۳۰ھ

کچھ دنوں کے بعد اسی مہینے میں شکاری یا دو گیری پٹی سے شیر کی خبر لائے حوالہ شد
قدس سرکاری سامان اور خیمات وغیرہ اور سطرط روانہ کئے گئے۔

سواری مبارک مع سالار جنگ - نیر الملک - نادر جنگ - افسر جنگ

حکیم الملک بلد سے بلارم کو روانہ ہوئی۔ شب کو اعلیٰ حضرت نواب سالار جنگ
کے جنگلہ میں استراحت فرما کر علی الصبح یا دو گیری پٹی کی طرف رونق افزا ہوئے۔

یہ مقام بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے اعلیٰ حضرت
نے کیمپ میں تشریف فرما ہو کر چائے خوری کے بعد فیصل خاصہ طلب فرمایا۔

اور مع ہمراہیوں کے شکار گاہ کو تشریف لیگئے سرکاری ہاتھی ایک پہاڑ کے

قریب کھڑ کیا گیا۔ اور دوسرے ہاتھی پہاڑ کے اطراف میں مختلف مقامات پر

استادہ ہوئے پہاڑ کے عقب سے ہانک شروع ہوا۔ بندگان حضرت نے دور سے

ملاحظہ فرمایا کہ دو شیر ہانک والوں کے سامنے سے ٹکڑے مقابل کے پہاڑ میں چلے گئے

حضرت نے خیال کیا کہ جب ہانک والے کو نہ کور کے قریب پہنچینگے تب وہ

دونوں شیر فرور سامنے آئیں گے۔

عرض کہ جب ہانکے والے اس پہاڑ کے قریب پہنچے تب اعلیٰ حضرت رفیل دست مبارک میں لئے ہوئے بالکل تیار تھے کہ اب کوئی دم میں شیر نکلتے ہیں اور بڑے لطف سے شکار ہوتا ہے لیکن اس انتظار میں زیادہ وقت گزر گیا اور ہانکے والے خاص اس پہاڑ کے پتھروں پر چڑھ گئے جسمین کہ شیر گئے تھے اعلیٰ حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ شیر ہماری نظروں کے سامنے پہاڑ میں آئے اور ہانکے والے شور و غل کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے لیکن شیر اب تک پہاڑ سے نہیں نکل سکا کیا باعث ہو گا میں نے عرض کیا کہ اس پہاڑ کے اطراف میں سب بندہ لیت کیا گیا ہے ہر طرف نالوں کے کنارے درختوں پر آدمی بٹھلا دئے گئے ہیں میدان میں سوار کھڑے ہیں ممکن نہیں کہ شیر دوسری طرف نکلا جائے شاید اس پہاڑ میں غار اور گوبین ہوں۔ اور شیر وں نے اپنے آپکو چھپایا ہو۔ اس لئے کہ جب شیر کا چند بار ہانکے ہو جاتا ہے نوہ چوکنار رہتا ہے اور ہانکے والوں کی آواز سنتے ہی پہاڑ کے غار یا گوبی میں چھپ جاتا ہے اور کسی طرح سے باہر نہیں نکلتا تھوڑی دیر کے بعد چڑھی راقم شکاری ہانکے میں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے بیان کیا کہ دونوں شیر اس کے سامنے گوی میں چلے گئے ہر چند سب شکاریوں نے کوشش کی اور گوی میں آتش بازی بھی چھوڑی لیکن باہر نہیں نکلے۔

گلاؤن والے شکاری بیان کرتے ہیں کہ کرنل والٹن صاحب رسالہ کنٹینٹ کے ایک افسر اس جنگل میں کئی بار شکار کو آئے اور یہ شیر ہمیشہ ہانکے کو سامنے

سے نکل کر پہاڑ میں چھپ گئے آتش بازی وغیرہ چھوڑنے سے ہی باہر نہیں نکلے۔
 ہندوگان حضرت نے یہ واقعات سماعت فرما کر فیل خاصہ اس پہاڑ کی
 طرف بڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا جب سواری قریب پہنچی اعلیٰ حضرت نے
 ملاحظہ فرمایا کہ پہاڑ میں بڑے بڑے پتھروں کے نیچے بہت وسیع درے اور گوی ہین
 ہین زمین درند جانور ہا سانی رہ سکتے ہیں اعلیٰ حضرت نے ہاتھی پر سے اتر کر ایک
 پتھر پر کھڑے رہنے کا ارادہ فرمایا۔

سرسالار جنگ بھی دوسری طرز کے تشریف لائے نادر جنگ اپنے ہاتھی
 سے اتر کر ہانک والوں سے کیفیت دریافت کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے جو وقت
 ایک گوی کے سامنے سے وہ جا رہے تھے اذ کو ایک شیر نظر آیا اور قریب تھا کہ
 وہ اونپر حملہ کرے نادر جنگ نے فوراً اوسپر ریفیل چلائی گولی شیر کی گردن میں لگی وہ
 اوسی جگہ گر گیا۔ اور دوسرا شیر ایک درہ میں جا چسپا۔

ہندوگان حضرت جس پتھر پر تشریف رکھتے تھے اوسکے بائیں طرف ایک
 بڑا پتھر تھا ایک گاؤں والے ٹھکاری نے کہا کہ مجھ کو اس پہاڑ اور شیر کے رہنے کے
 مقامات نجوبی معلوم ہیں اگر اس پتھر سے ذرا نیچے اتریں تو جس جگہ شیر بیٹھا ہے
 ضرور نظر آئے گا لیکن وہ پتھر شل دیوار کے سید ہاتھ میں نے اپنے ساتھ رکھے
 ٹھکاریوں کے سر کے چار ٹپکوں کے سرے اپنی کمر میں باندھ کر ٹھکاریوں کے
 ہاتھ میں دے اور اون سے کہا کہ آہستہ آہستہ مجھ کو اس پتھر کے نیچے اترادو

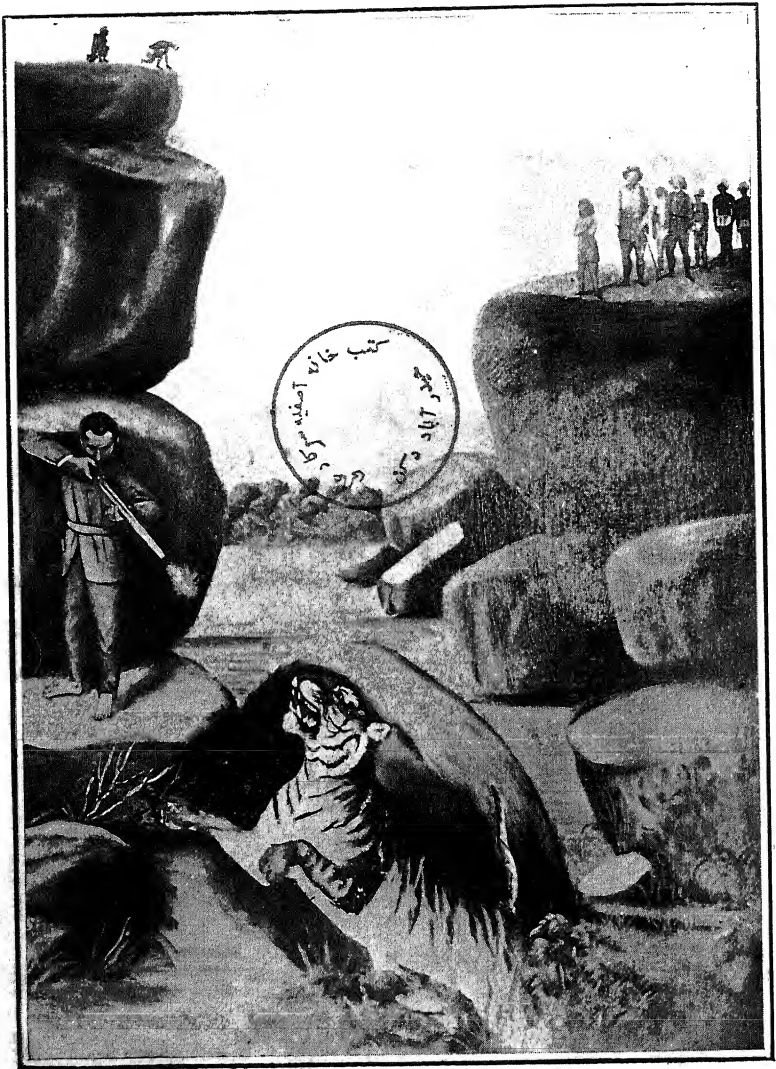
عرض نیکار یوں نے چگون کے سرے مضبوط پکڑ کے مجھ کو بسہولت نیچے اوتا دیا
 شاید سات یا آٹھ فٹ مین نیچے پہنچا ہونگا کہ مقابل کے پتھر کے نیچے کی جہاز
 مین مجھ کو شیر نظر آیا۔ لیکن وہ جہاڑی مین استدر چہا ہوا تھا کہ مجھ کو اوسکا کچھ روزنگ
 اور کچھ سیاہ پٹے معلوم ہوتے تھے مین اوسوقت ایسی حالت مین تھا کہ میری پیٹھ
 پہاڑ کے پتھر سے ملی ہوئی اور دھننے ہاتھ مین ریفیل با مین ہاتھ سے چکے جو کم مین
 بند ہے تھے مضبوط پکڑے ہوئے تھا، مجھ کو شیر نظر آنے کے مین نے ریفیل چالنی
 چاہی لیکن با مین ہاتھ سے چکا چوڑ لٹکا مجبوراً دھننے ہاتھ کو لائبا کر کے ریفیل کی بلبی
 دبائی۔ شیر استدر رنر ویک تھا کہ زیادہ دشت لگانے کی ضرورت نہ تھی ریفیل کی آواز
 پر نیکار یوں نے بہت زور سے مجھ کو اوپر کینچ لیا شیر نے ایک آواز دی اور اپنی
 جگہ سے کود کر دوسری جگہ چلا گیا نیکاری لوگ جب نیچے گئے تو معلوم ہوا کہ جرنلہ
 شیر بیٹھا تھا وہاں خون کا نشان ہے اور شیر دوسرے بڑے درہ مین چلا گیا ہے۔
 گاؤں کے ایک نیکاری نے کہا کہ دو بڑے پتھروں کے درمیان ایک غار ہے
 جس مین آدمی باسانی جاسکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب بندوق لیکر اوس غار مین چلین
 تو شیر بے شبہ نظر آئے گا۔

مین بندگان حضرت سے اجازت لیکر اوس نیکاری کے ہمراہ ہو لیا جب
 پہاڑ کے درہ مین تھوڑی دور تک ہم نیچے گئے تب آدھے منٹ تک کچھ
 تاریکی رہی بعد کو اوپر کے سوراخوں مین سے روشنی دکھائی دی۔

گاموں کا شکاری میرے آگے اور فاضل بیگ دوسری بندوق لئے ہوئے میرے پیچھے ہم تینوں آدمی بہت آہستہ آہستہ چلے گئے پہاڑ کے اندر اسی قدر وسعت تھی۔ کہ کبھی ہم سیدھے اور کبھی جھلک کر چل سکتے تھے جب ہم ایک ٹھنڈی جگہ پہنچے جہاں چار طرف پتھروں کے سوراخوں سے سرو ہوا آتی تھی اور زمین پر نرم مٹی مثل باریک ریت کے بچھی تھی شکاری نے اوس جگہ زمین پر شیر کا ماگ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو زور سے دبایا جس سے یہہ اشارہ تھا کہ ہم شیر سے اب دور نہیں ہیں۔

شکاری مجھ کو گھڑی گھڑی اشارہ کرتا تھا کہ پاؤں کی آواز نہ ہونے دو اوس کے کہنے سے جو ماتو اول ہی سے اوتار ڈالا تھا پائے تالے ہی جھاڑی اور پتھر و نہیں پرٹ گئے ٹوپی ہی کہین گئی تھی۔ جقدہ ممکن تھا۔ فیف سیونٹی سیون ریفل کو فل کاک کئے ہوئے ہر گوشہ اور کونہ میں نظر کرتے ہوئے آہستہ آہستہ گوی پیز چلے جاتے تھے ہر کیف تھوڑی دیر میں ہم ایک گول پتھر کے پاس پہنچے جس کے نیچے زخمی شیر بیٹھا ہوا تھا گرنی کے سبب سے شیر جو دم لیتا تھا نجوبی اوس کو ہم میں سے کسی تھوڑے گول پتھر ہمارے اور اوس کے درمیان واقع تھا اوس وقت گاموں کا شکاری میرے پیچھے ہو گیا۔ اور ہم تینوں اس آہنگی سے پتھر پوڑ رہے تھے کہ خود ہلکواپنے پاؤں کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

جب ہم غار سے نکل کر دوسرے پتھر پہنچے اوس وقت شکاری نے



حضرت نوکر سہو افرا الملک بپار کا پہاڑی گویا جاگزنی شیر کو قتل کرنا

اشارہ سے بتایا کہ شیر سامنے کے پتھر کے پنجے ہے یا یک جب شیر کی نظر مجھ پر اور میری نظر شیر پر پڑی اور وقت یہہ شیر مجھ سے اندازاً نو فٹ کے فاصلہ پر تھا۔ شیر کا مجھ پر جت کر کے حملہ کرنا۔ اور میرا اوپر ریفٹ چلانا یہہ دونوں امر شاید ایک ہی وقت میں ہوتے ہوئے گولی شیر کے سر میں لگی وہ چار فٹ تک اپنی جگہ سے جت کر کے گر پڑا۔

بندگان حضرت قریب میں ایک پتھر پر رونق افروز تھے شیر کو گوی میں سے نکال کر ملاحظہ اقدس میں لائے۔ یہہ شیر بہت زبردست دس فٹ لا بنا اور تین فٹ دس انچ اونچا اور اس کے سر کا دو تین فٹ تھا۔

غسکاریوں نے بیان کیا کہ یہہ شیر بہت سے صاحب لوگوں کے سامنے سے نکلتا اور ہمیشہ اگر اس پہاڑ میں چہپ رہتا تھا۔

تین بچے سواری مبارک یا دیگر پہلی سے روانہ ہوئی اور قریب چہ جے کے احوال میں پہنچی۔

صاحب ریڈنٹ سر ایور سجن باغ میں لائینس کھیل رہے تھے دو شیر منکے شکار کا احوال شکر بہت خوش ہوئے۔

قریب شام کے بندگان حضرت کی سواری مبارک بلدہ میں رونق افروز ہوئی۔ اگرچہ رسالہ گو لکنڈہ ایک مدت سے میرے تقویض ہو چکا تھا لیکن قلم گو لکنڈہ کا قلم گو لکنڈہ ہی کی نگہ رانی میں تھا اور ذیقعدہ کے اول ہفتہ میں تیسری پارچ کا مضمون قلم گو لکنڈہ کا تمام انتظام یہی میرے سپرد فرمایا اور سالانہ جنگ بہار کو

یہہ ارشاد ہوا کہ قلعہ مارگو لکنتھہ سے سلخ خانہ قدیم کے کوٹھجات بارود خانہ اور ابنارحاً کی کنجیان بیکر میرے سپرد کر دیں قلعہ گو لکنتھہ میں نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی کے عہد سے چوبیس کوٹھریاں مقفل تھیں اور بعض کے دروازے تیغا کئے ہوئے تھے اور عام طور سے یہہ مشہور تھا کہ اون میں قدیم شاہی خزانہ بہرہ ہے۔

میں نے سالار جنگ بہادر مارالمہام سے درخواست کی کہ کوٹھے کھلنے کے وقت آپ ہی تشریف فرما رہیں چنانچہ سالار جنگ بہادر ۱۵ ماہ وبقعدہ کو تشریف لائے غیر اس ملک بہادر بھی اون کے ہمراہ تھے مارالمہام بہادر کی موجودگی میں اون کوٹھریوں کے دروازے کھولے گئے مشرقی چار کوٹھریوں میں تیر اور کمان بہرے ہوئے تھے اور چند اور کوٹھریوں میں قدیم وضع کی جانا ترین اور قالین اور شکستہ آئینے وغیرہ بھی تھے۔

شمال روہ جرون میں سے سات جرون میں قدیم چینی کے برتن تھے اور بعض میں توڑاواہ بند و قین اور چھوٹی چھوٹی توہین تھیں۔

مغرب روہ کوٹھریوں میں سے ایک میں سونے اور چاندی کے علم تھے۔ ایک کوٹھری میں بڑے بڑے دو صندوق تھے جن میں قدیم سکے کے روپیے منگے۔ سدی جنہر مارالمہام صاحب کے خانا مان نے اون روپیوں کو اپنے سامنے گنوا یا تو انتہہ ہزار روپے تھے تیر اور کمان جیسے رکھے تھے اونہیں کوٹھریوں میں اب تک بہت سوار موجود ہیں اور ویسے ہی علم ہی اس تحریر کے وقت تک بچسہ اپنے

معام پر رکے ہیں لیکن برتنون کی نسبت کارنل مارشل نے جو حضور پر نور کے متعلق تھے لکھا تھا کہ چوملہ مبارک میں پہنچ دیجائیں۔ اونکی تحریر کے موافق برتن ڈوڈھی مبارک میں پہنچ گئے تھے۔ نوے ہزار روپیے جو صندوق میں تھے وہ حسب الحکم حضور پر نور ﷺ جبری میں خزانہ حبیب خاص شاہی میں داخل کر دیے گئے۔

چونکہ قلعہ گوکنڈہ کے تعلقات کا اس موقع پر ذکر آیا ہے اس لئے قلعہ گوکنڈہ کا بھی کچھ احوال مختصر طور پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اس قلعہ کے گرد ایک مضبوط سنگین فصیل ہے جسکا محیط اندازاً تین میل سے زیادہ ہے اس کے گوشوں پر جا بجا بڑے بڑے بلند برج ہیں جنپر اس وقت تک بعض بعض جگہ قلعہ کی قطب شاہی توپیں رکھی ہیں پانچ چہرہ توپوں کے سوا اور کسی توپ پر کتبہ نہیں ہے۔ قلعہ گوکنڈہ کے انتظام کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے توپخانہ قلعہ کا بھی انتظام از ذیقعدہ ۱۳۰۳ ہجری کو میرے تنویض فرمایا۔ لیکن چونکہ غنسی کا یہ توپخانہ قدیم سے بیلوں کا تھا۔ اور توپیں ٹوپیلو پائڈرز زیادہ ذرئی تھیں انہیں کسی قسم کی اصلاح کرنا ناممکن تھا میں نے قلعہ کے متعلق جو کچھ اصلاح کی تو یہی کی کہ قلعہ کے دروازوں کا اور اسکی صفائی وغیرہ کا انتظام کیا اور اس کے برجون پر جو توپیں رکھی ہوتی تھیں۔ اور اونکی خراب و خستہ حالت تھی انہیں درست اور صاف کرایا تاکہ سلامی کے وقت وہ کام آسکیں۔

چونکہ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور گوکنڈہ میں تشریف لے گئے تھے۔

صبح کے وقت اکثر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے اور شام کے وقت گو لکنڈہ پولو گروڈ پر رونق افروز ہو کر چوگان بازی کی مشق فرماتے تھے دن کو تو اکثر پولو ہوتا ہی تھا لیکن اس سال بارش کم ہوئی تھی۔ گسٹ کا مہینہ تھا اور گرمی زیادہ پڑتی تھی اسوجہ سے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے حکم دیا کہ الگ ٹرک لائٹ (بجلی کی روشنی) میں شب کو پولو کھیلا جائے حسب حکم اقدس پولو گروڈ پر الگ ٹرک لائٹ کا انتظام کیا گیا اور اعلیٰ حضرت نے شب بن چوگان بازی فرمائی اور اسی زمانہ میں زی الحجہ کی پانچویں تاریخ کو حضور پر نور نے گو لکنڈہ رگبیڈ کی پرٹڈ ملاحظہ کر کے اظہار خوشنودی فرمایا۔

سنہ ۱۳۲۲ ہجری میں چھٹ میرے نقولیں ہوئی تھی اور سنہ ۱۳۲۳ ہجری گو لکنڈہ لائٹ کے ساتھ جو مجھے لنگر مبارک کی پرٹڈ میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ پہلا لنگر تھا جو تھی محرم کی شام کو پانچ بجے سواری مبارک پرانی حویلی سے بچ محلہ میں رونق افروز ہوئی اور پانچویں تاریخ کو حسب قاعدہ تمام افواج باقاعدہ اور بتیاعہ کا پانچ پاسٹ ہوا۔ چونکہ سالار جنگ ثانی کو رسالہ گو لکنڈہ سے بڑی دلچسپی تھی۔ ترتیب افواج متعلقہ میں جسے یہاں شلبندی کہتے ہیں تمام فوج باقاعدہ جو کرنل نیل کے ماتحت تھی اس سے گو لکنڈہ لائٹ کا نمبر اول رکھا گیا لنگر مبارک میں جبوقت یہ رسالہ مارالمہام بہادر کے روبرو سے گزرا۔ اسوقت سرچارلم گلف اور دوسرے افسران سکندر آباد نے اونکا یونی فارم اور اونکی سپاہیانہ وضع اور قطع کو دیکھ کر نہایت پسند کیا۔

لنگر کے بعد جو وقت میں سالار جنگ اور اون کے بھائی نیر الملک سے ملا تو انہوں نے گو لکنڈہ لائسٹر کی عمر سپاہیانہ طور سے مارچ پاست کرنے کی مجھکو مبارکبادی اور آخر میں یہ فرمایا کہ تمام افسران سکندر آباد اور حیدر آباد متفق الکلام تھے کہ حیدر آباد کے تمام قدیم فوج باقاعدہ میں جو اس وقت سامنے سے گزری اس نے رسالہ گو لکنڈہ کی سپاہیانہ طرز اور وضع اور ہیئت سب سے بہتر اور زیادہ پسندیدہ تھی۔

سلطان نواز جنگ بہادر کے عربوں اور کوتوالی کے

جوانوں کی باہم تکرار

دسویں جمادی الثانی ۱۲۸۲ھ کو جب معمول خوب و ہجوم دہام سے تفرے اوٹھے دوپہر کے بعد جب تفرے شہر لائے باہر جا رہے تھے تو ہر کارے یکایک یہ خبر لائے کہ پرانے پل پر سلطان نواز جنگ بہادر کے عربوں کی کوتوالی والوں سے کچھ تکرار ہوئی اور آپس میں کشت و خون تک نوبت پہنچی ہے تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ عرب تمام شہر میں بلوہ کر رہے ہیں جہاں کہیں کوتوالی والوں کو پاتے ہیں جان سے مار ڈالتے ہیں کوتوالی کے کسی سپاہی مارے ہی گئے ہیں اور شہر کی تمام دوکانیں بند ہو گئی ہیں تمام شہر میں عربوں کے سوا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔

اس واقعہ کے متعلق سالار جنگ ثانی مار المہام سرکار عالی کی جو عرضی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں پیش ہوئی اسکا یہہ مضمون تھا کہ آج سلطان نواز جنگ بہادر

کے عربوں اور اہالیان کو توالی میں پرانے پل پر باہم کچھ مکرار ہوئی جس پر سلطان نواز جنگی
 نے اپنے عربوں کو حکم دیا کہ کو توالی والوں کو جہان پائین مار ڈالیں۔ چنانچہ عرب لوگ
 تمام شہر کے گلی کو چون مین پہل گئے ہیں اور اب تک پولیس کے ساتھ سپاہیوں
 کو قتل کر چکے ہیں۔ جس سے تمام اہالیان کو توالی فرار ہو گئے۔ اور شہر کے کل تہا نجات
 کو توالی پر عربوں نے قبضہ کر لیا ہے اور کو توالی صاحب کی تلاش میں ہیں خانہ زاون
 صن بن عبداللہ اور راجہ سری نواسر او کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس بھیجا تھا
 کہ وہ اپنے عربوں کو اپنے پاس بلا کر ان حرکات سے انکو منع کریں لیکن وہ کہتے
 ہیں کہ اہالیان کو توالی میرے آدمیوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آئے
 اور انکو مارا پٹیا جس سے میرے سارے عرب فرختہ ہو گئے اور میرے قابو میں
 نہیں رہے۔ راجہ سری نواسر او وغیرہ کا بیان ہے کہ سلطان نواز جنگ عربوں کو
 بغاوت اور فساد سے منع کرتے ہیں مدد نہیں دیتے اسی حالت میں اگر حضور پرنور
 افسر جنگ بہادر کو انتظام کے لئے فوراً حکم دین تو نہایت مناسب ہوگا۔

اس بلوہ کی اطلاع تو چوہداروں کے ذریعہ حضور پرنور کو پہلے ہی سے ہو چکی تھی
 جسوقت ملازمہام صاحب کی یہ عرضی پہنچی تو جو مصاحبین وہاں حاضر تھے۔
 آپس میں رائے زنی کرنے لگے کہ اگر بواسطہ کرنل نیول صاحب اسکا انتظام کیا
 جائے گا تو بہت ہی مناسب ہوگا لیکن اعلیٰ حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر
 ارشاد فرمایا کہ مدارالمہام صاحب کی درخواست کے موافق تم فوراً اپنے کو لکھنؤ برگید

کو لیکر اس بلوہ انشطارم کرو۔

میں نے اس وقت حضور پر نور کی خدمت اقدس میں بعد ادب عرض کیا کہ اس وقت قریب قریب تمام شہر پر عربوں کا تسلط ہے کو تو الی کے تمام تہاؤں پر وہ قبضہ کر چکے اور جوش میں بہرے ہوئے ہیں اگر ایسی حالت میں فوج شہر کے اندر لائی جائے گی تو کشت و خون کا سخت اندیشہ ہے بہتر مصلحت وقت تو یہ ہے۔ کہ بلوہ رفع ہو جائے اور کشت و خون کی نوبت نہ آئے اعلیٰ حضرت نے استفسار فرمایا وہ کیسے اور کیونکر یمن نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس خود جانا ہوں اور ان سے گفتگو کر کے ان کو اس بات پر مجبور کر رہا ہوں۔ کہ تمام شہر سے وہ اپنے عربوں کو خود ادھالیں۔ اور ساتھ ہی اسکے شہر کے چاروں دروازوں پر گولکنڈہ برگید کے رسالہ اور پلٹن کو تیار کہ جو وقت سلطان نواز جنگ بہادر کے سب عرب اپنی جگہ جمع ہو جائیں تو ایک افسارہ میں گولکنڈہ برگید کے سپاہی تمام کو تو الی کے ناکوں پر اپنا قبضہ کر لیں اور جہان جہان پولیس کے پہرہ دار رہتے تھے وہاں وہاں کی نگرانی میں وہ خود مصروف ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے میری اس رائے کو پسند فرمایا لیکن بعض مفتاحین کی رائے اسکے بھی خلاف ہوئی۔ وہ یہ کہنے لگے کہ ایسے جوش و غصب کی وقت میں سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس تشہا جانا مقصداے مصلحت اور اندیشہ سے خالی نہیں۔

مین نے اعلیٰ حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یہ امر میری رائے پر
 چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے مجھے اجازت دے دی مین فوراً ڈیوڈ ہی مبارک
 سے ٹکڑا کر دوڑے پر سوار ہوا۔ کپٹن میر ہاشم علی اور کپٹن عبداللہ بیگ ڈیوڈ ہی مبارک
 کے باہر میرے منتظر تھے یہ دونوں صاحب ہی میرے ساتھ ہوئے مین نے اپنی
 روانگی سے پہلے ایک چوہدار کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس بھیجا تاکہ اون کو
 اطلاع کر دے کہ مین حسب احکم اقدس حضور پر نور کے آپکے پاس آتا ہوں۔

راستہ میں جب ہم آگے بڑھے تو ہم نے دیکھا کہ شہر کی تمام دوکانیں بند ہیں۔
 شہر میں ایک عجب سناٹا ہے کہیں کہیں بالاجائون پر چہرہ و کون اور کھڑکیوں میں سے
 چپ چپ کر لوگ جھانکتے ہیں مگر باہر نکلنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔ پولیس والوں کی
 لاشیں جا بجا پڑی ہیں۔ چارمینار تک ہمیں سات لاشیں ملیں۔ چار سو مکے حوض کے
 قریب جب ہم پہنچے تو یہ دیکھا کہ حوض میں پولیس والوں کی پگڑیوں اور کوٹوں
 کا ابتار لگا ہوا ہے جو فوجیوں نے اٹھالیاں کو تو الی کا عاقب کیا تھا تو انہوں
 نے اپنی شناخت نہونے کی غرض سے اپنے کوٹ اور پگڑیاں اتار کر کے پہنیک
 دے ہیں اور اپنے معمولی لباس میں ہو گئے تھے تاکہ عیون کی مار پیٹ اور کشت و خون
 سے بچ جائیں غرض شہر میں اوسوقت ایک ہوکا عالم تھا۔ البتہ عرب توڑہ دار بند قین
 لیے جا بجا ٹہل رہے تھے جب انہوں نے راستہ میں آتے ہوئے مجھے دیکھا تو مجھ کو
 پہچان لیا اور کو تو ال صاحب کی نسبت برے سے برے الفاظ استعمال کر کے مجھ سے

دیکھا کہ وہ کہان سے غور نہ میں سے جو کوئی مجھ سے راستہ میں ملا وہ ہایت ادب اور عظیم ہیوشن آیا یہاں تک کہ میں مکہ مسجد کے
 قریب سلطان نواز جنگ بہادر کو مکان میں پہنچ گیا سلطان نواز جنگ بہادر میرے آئینکی خبر سنتے ہی باہر نکلائے
 میں وانگو کہا کہ حضور پر نور نے مجھے آپکا پاس پہنچا ہر کہ میں آپس واسیلوہ کا سبب یافت کروں اور آپ وہی پوچھوں کہ
 یہ باعث ملی جو آپکو عروج ہوئی ہو اور جس سے ساری شہر میں عظیم تہلکہ مچ رہا ہو اسکا ذکر کروں جسے سلطان نواز جنگ بہادر
 نے مجھ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جس کیفیت سے وہ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کیا جائے وہ یہ کہ میرے پوتوں کو انہوں
 سوا میرے پوتوں کو کا تماشہ دیکھیں کہ پوتوں کی پرکھی ہو تو والی والوں کے اوکے ہاتھی کو راستہ سے ایک طرف نکال دیا جسے علی
 کو علی نے ہو تو اس وقت کو تو والی والوں کے انکو لاٹھیاں مارا اور یہ نوبت پہنچی کہ اوسے گڑبڑ میں کہ پوتوں کو بھی لاٹھا
 لیکن جیسے کہ نوبت دیکھا کہ میرے پوتوں کے کو تو والی والے اس قسم کا برتاؤ کر دین تو وہ بھی گلہ مٹائے اور جوش میں آ کر انہوں
 نے کو تو والی والوں کے اوکے ظلم و زیادتی کا بدلہ لینا شروع کر دیا اسوجہ سے کہ کوٹول ہو گیا یہ ظاہر ہے کہ عرب کے جوشی
 ہونے میں کو تو والی والوں کے جبر اور ظلم کی وہ برداشت نہ کر سکے اور برا اختیار ہو کر وہ اس قسم کی حرکات کو مرتکب ہوئے
 اس وقت وہ بالکل میرے اختیار میں نہیں ہیں میں نے قبول نہیں سوا اسکی بلوہ میں کل عرب میرے ہی نہیں بلکہ اور
 جسے راز دیکھی ہے عرش اعلیٰ میں یہ نہ کہ پوتوں کو جو اب یا کہ اس وقت اگر آپ میرے ساتھ چلیں یا اپنے فرزند کو میرے
 ہمراہ کر دین تو جو عرب کہ ماٹھم ہر کو کچھ بازار کو گھر سے ہو میں اور جوش میں بہرے میں انکی ہم فہمائش کو کرے
 کہ وہ ان کے گھروں کو چھوڑ کر آپکی ٹیڈی ہو میں یا کہ جمع ہو جائیں گی اور میں جو عرب کہ آپکے علاقہ کو میں یہاں چلا آئیے
 باقی جو آپکو علاقہ کہ میں ہیں انکو ہم خود دیکھ لیتے ہیں کہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مزاج کچھ علیل تھا وہ خود تو میرے
 ہمراہ نہ آ سکے مگر اپنے فرزند کو میرے ساتھ ہی یا وہ چند عورتوں کو ساتھ لیکر میرے ہمراہ آئے اس وقت سلطان
 بہادر فرزند اور میں اور کپٹن میرے ماشم علی اور کپٹن مرزا عبداللہ بیگ چاروں آدمی شہر کے تمام گلی

حسن بن عبد اللہ صدیقی را کسی اتفاق کیا اور کہا کہ میرا جانا اس وقت تہرین سے منع ہو گا مجھے اگر خبگ بہادر اس
 سے نہایت تعجب ہوا اس کی میری رائے کو بالکل خلاف تھی علو کا اس وقت ایسا اچھا انتظام ہو چکا تھا کہ اگر خبگ بانی نشگاہ
 بر جاتی تو وہ کی بجائے تھی کہ اگر خبگ کو ساتھ کسی قسم کی باعتباری و کمتری کرتی بہر حال اس شان میں صبح ہوئی اور وہ کان
 نے بڑھنے لگی پانی دوکان میں کہولہ دین اس وقت تمام شہرین کو لکندہ بگریڈ کا انتظام تھا کہ لکندہ انقشہ کی کسب و
 سپاہی پولیس کے تمام ما کو نہ متعین ہوا اور ایک سو سو گار لکندہ لائسنس کو تسلیم ملی کو چون میں گشت کرتی تھی جو خبگ کو تو لای و
 تہرہ میں بڑا پڑ گیا کہ وہ زمین موجود تھا مگر اونچیت گولی شخص ناپاؤ لیس بہن کر یا زمین نہیں نکلتا تھا اور وسیع عرب لوگ
 ہی بازار میں بلکہ انڈیا کے جو لوگ کہ جو زمین ہی بہت کم نظر آتی تھی تیسری روز فیروز سالار خبگ جہاں سے فوج کو برخاست
 کی عرض کی سالار خبگ بہادر نے کو تو لای و تھا اس معاملہ میں دریافت کیا اگر خبگ بہادر کی اس وقت ہی ہی اس میں کو لای
 فوجی انتظام ہی خبا نہ سات روز تک برابر تمام شہرین کو لکندہ بگریڈ کی کابند و بست رہا ساتویں روز تمام سالار
 نے کو تو لای صاحب کو حکم کیا کہ کو تو لای و کو لای پڑا تھانوں پر جائیں اور محمول کو موافق اپنا انتظام کریں فوج برخاست
 کر دی گئی خبا نہ خرم کی تہرہ میں راج کو شام کی پخت کو لکندہ انقشہ شہر سے برخاست گئی اور کو تو لای و کو سپاہی پڑ
 ای نہ مقررہ مقامات پر حاضر و متعین ہو گئے لیکن ابھی کو تو لای و تھا کہ لکندہ لائسنس کو سوار اور در در تک گشت کرتی
 رہیں جہاں چھوڑ دے اور وہ کہ بیسویں مارچ کو تہرہ وہ ہی برخاست گئی اور جے تنور سابق ہا لسان کو تو لای و لکندہ
 عمل اور دخل ہو گیا۔ اس کو قدر قدرت اعلا حضرت اس جہگڑ کی تحقیقات کیو اس کی ایک کیش تھری اور حکم دیا کہ
 سلطان نواز خبگ اہلایان کو تو لای و کو فساد کی حسین استعداد گشت خون کی نوبت پہنچی تحقیقات کیا اور فوج کے
 اطہارات لیکر مجلس بنی رائے سرکار میں پیش کر دی خبا نہ جو ملی قدم کو پولیس میں جلس منعقد ہوئی ہا لیاں کو تو لای و
 علاوہ اہل ان سلطانات نواز خبگ جہاں کو اطہارات لکھ گئی کیش دریافت اور تحقیقات کے بعد سیر آقا می کہ اس میں

سلطان نواز جنگ اور انکی مانتخت پر کلمہ تحریر فرمایا اس سلطان نواز جنگ نامہ پر ایک لک روپیہ جرمانہ کیا جاوے اور انکو حکم
دیاجا کہ آپ بلدہ و جلوجائین اور تاقیتیکہ کراسر و حکم ثانی صادر نہ ہو بلکہ یہن آئین یہ رسا مجلس اولاً ایندہ صدارت
نوابہ المہاراجہ بہادر کبابس بھیجی اور انہوں نے حضور پر نور کی خدمت میں پیش کر کے اسکی منظور حاصل کی لیکن
حسن بن عبداللہ اور راجہ منو اسلر و فرار المہاراجہ اسکو کہا کہ سلطان نواز جنگ بہادر کو یہ خبر سننی راجہ منو بھیج چکی ہے اور
اونہیں خبر بھی معلوم ہو گیا ہے کہ کیشنجن کو انکی نسبت لک روپیہ جرمانہ اور یہودیہ کی نذر توجہ کی ہے اور انکا ایسا خیال ہے کہ اگر کیشنجن
بیج ہو اور یہ نذر انکو سنائی جائے تو وہ صحت پنی عیال و اطفال اور عورتوں کی اپنی جان و یدین اور اس نوہن کو ہرگز گوارا نہ کریں
اسی خیال سے سلطان نواز جنگ بہادر نے بیٹی پوڈی میں پوشیدہ پوشیدہ منون سیسہ پگلا نا اور بندہ و فون کی گولیاں
بنو انامہ شروع کر دیا ہے اور بارود کو ڈھونڈ کر جو انکی گہر میں مخفی ہے اور انہیں کہول کہول کر انکی علاقہ کے عرنو کو تقسیم
کر رہی ہیں تاکہ جب مجلس کی تجویز انکو سنائی جائے تو انہوں کو ملکہ کر جان بازی کو تیار رہیں سالار جنگ بہادر
اس واقعہ کی اطلاع اوس وقت حضور پر نور کو بھیجی گئی تھی کہ میں کروی اطلاع فرماتے ہوں کہ اگر ارشاد فرمایا کہ
یہ سالار جنگ بہادر کی خدمت میں جان و اور اس میں جو کاروائی مناسب ہے اور انکی رسا کو موافق اوسبہ عمل کروں میں
فوراً ارشاد کو موافق ساڑھیں میں بھیج شکسہ سالار جنگ بہادر کو یا سگیا دہان و سوقت مولوی مہاراجہ خان کو
مہر بھیج میں بن عبد اللہ صاحب منو اسلر و راجہ گوباری پڑنا حاضر ہو سالار جنگ بہادر نے فکر پیشہ توڑی ہے تو ہی
حسن بن عبداللہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ انسو آپ تمام غیبت لیکھی ہے میں نے اسکی تمام احوال فرار المہاراجہ حضور پر نور
کی خدمت مبارک میں لکھ کر بجاتا ہوں میں نے اسکو سنایا اوسوقت میں سالار جنگ بہادر نے عرض کیا کہ آپ اس میں کیا تجویز فرمادیں
انہوں نے فرمایا کہ میں بن عبداللہ کی اس حرکت کو نہ لکھیں گی نیز کہ انکی غیبت قبول نہ کریں اسکی غیبت قبول نہ کریں
ہو کہ تمام شہر کو کہ میں بن عبداللہ میں شریک نہ ہو جائیں انہا سرکاری تمام انواع باقاعدہ اور گولہ گدے نہ کریں گے

تیار کیا جا سکی ہو یہی ہمدردی ہے کہ اس سرکاری فوج کو ساتھ ساتھ بڑے بڑے سپاہیوں کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 کی جو کچھ کیا جائے اور اگرچہ اس فوج کی طرف سے ایک بڑے بڑے سپاہیوں کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 لوگ لے کر تیار کرنے میں جن سخت وقت پر تیار کیے گئے اس کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 ان کی جگہ اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 شمالی سمت میں مع شامہ واقع ہے جو چارہ انداز پر چوک کی مسجد کی طرف ہے اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 میں کہ مسجد کے محلات کو قرب کیے ہوئے ہے اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 تو اس شامہ میں چارہ انداز پر چوک کی مسجد کی طرف ہے اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 مکان پر گولہ باری کیلئے جو سمت باقی رہی ہے وہی ہے جو چارہ انداز پر چوک کی مسجد کی طرف ہے اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 اس میں بڑی خرابی ہے کہ یہاں اگر گولہ اندازی کی جائے گی تو وہ گولہ جس کی شستہ ہوئی ہوگی محلات ہمارے گولہ اندازی میں جا کر گرے گا
 اور اندرون محلات ہمارے چارہ انداز پر چوک کی مسجد کی طرف ہے اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 مال کو ضرر پہونچا گیا ہے یہی صورتیں ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 مکان پر فیر کرنا یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 شنگ اور جب یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 ہوگی نہ تعلقان پر چوک کا سوا اس کو یہی خیال ہوتا ہے اور یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 کو لیکر یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 نظر آتا ہے معلوم نہیں کہ یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے
 جو یہی ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک فوج کو بھی لے کر تیار کرنے

نے میری اس سزا کو خونِ جنگ کا اصول پہنچی تھی ہنگام فرمایا کہ جس قبل میں وہ بلا وقتہ بالکل تظہیرین کی تہذیب
میں نہ لڑو گا کھانکا کہ سچ ملا ہونا اور حضور پر پور کے حرم مبارک کثرت ایسی ہو کہ جو سنت اندیشہ کامل ہے یہ سالاد جنگ ہمارا ہو
مہدی علیخان اور جن بن عبداللہ وغیرہ کام حضا علیہ السلام کے شکر ہے یہ نواب میرالسلک بہاؤی جو وقت میں ہمارا فوج تھی
اپنی بہائی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بہائی آپ حضور پر پور کو بغیر دست میں لکھو کہ اس کا انتظام علی گاہ کے سپرد فرمایا جاوے یہ
عض کو کہ لڑو کو خیالات سلطان نواز جنگ کو سکاں کے دھتسراؤ سنائی اور کہ مسجد سے قریب ہونے کی نسبت بہت صحیح ہیں
لہذا اکل نظام اس طرح کا نہیں کہ تفویض ہونا مناسب ہے اس میں جو کچھ فوکل مصلحت ہو وہ کریں لیکن جس قسم کا پرانی
کرنا چاہیں پہلو اس کی اطلاع سرکار میں دے دیا کریں چنانچہ مولوی مہدی علیخان نے ایک عرضداشت کا مسودہ سبائیں
پیش کیا اور بلا لہما بہاؤی حضور پر پور کو بغیر دست مبارک میں عرضداشت پہنچا دی اعلیٰ حضرت حضور پر پور کو کئی گاہ دیکھو
لو سکی جو اہمین فرمان صادر ہوا کہ سلطان نواز جنگ کے فساد کو روک کر کیا انتظام بالکل فخر جنگ کی رائے پر چہرہ پر دیا
پھر صبح تک سہلی کر کا نذر کر دیا تاہن کر کر کر صبح ہو گئی چہرہ بخیر و ان سے و مہک میں اپنی مسکان کو یا فراموش
اٹھم نواز جنگ کپٹن سید ادیس عوض بن اللبلال فرمان فوجی کو تہی طلب کیا اور ان میں سے ہر ایک کو فخر علی و علی و
جوہر ایچین مناسب شہرین کر دین اور وقت سے انظار کو متعلق جو کیفیت میں بطریق بلورٹ لکھی تھی ذیل میں اس کی جاتی ہے۔

رپورٹ۔ بخیرت شریف نواب دارالمہام بہادر سرکار عالی

حسب اشارہ سرکار کل شام کو میں ہوا جو رہی کو طوری پر کہ مسجد کرطیف کیا تھا کہ مسجد کو سچا رہتا رہا سلطان نواز جنگ بہاؤ
مکان کو اطرائش میں بھی سچا پیر کر دیکھا اس کو ساتھ ہی تھی ایک تھری نقشہ ترنگہ پہنچو ملاحظہ میں پیش کرنا ہوا اس
نقشہ کو دیکھو سوا طہر ہوگا کہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مکان جنوبی جانب میں بالکل مکہ مسجد کی دیوار سے ملتی ہو
اس کو مغربی سمت کو حرم سرکار شاہی محلات واقع ہیں مشرق کی جانب باہر والو کی دو کانین اور دیگر باشندوں کو۔

مکانات ہیں شمال کی جانب شجاع عالم کی شکر ہے جو چار دنیا سر پر اوپر کی طیر علی کی ہی ہوا اس نقشہ میں چار میندار کا پل
 جہان لغافلہ اور چوڑی کاپلین مونی گلی پر جہان نشان دب، بنایا گیا ہے یہی وہ دونوں میندار ہیں سلطان نواز جگہ کا
 کہ مکان پر مغرب اور شرق کی طرف سے فوج کا حملہ ممکن ہو جب سلطان نے ارجنگ بہاؤ دادہ بغاوت ہوئی تو ان کا پہلا کام
 یہ ہو گا کہ جہد پر قبضہ کر لیں اور جب کہ سچر ساسن کو تمام نو کو قبضہ میں آگیا تو شہر کا بہت بڑا حصہ حسین علی صاحب
 کو زندہ مبارک کو محلات ہی داخل ہیں ان کی زد میں آجائے گا سلطان نواز جگہ کے پاس آجائے ذاتی سات سو عرب
 اس وقت موجود ہیں اس کے علاوہ سعید بن عبداللہ سالہ بن احمد صالح بن احمد ان کی یہ تین بہتے جانشین ہیں یہ جفتہ
 گذشتہ سے ملکہ کو بلوں اور مولد و کوا اس وقت تک کو کر کہہ سہ ہیں اور اور کھال ہو کہ یا نسو عرب کو کو قریب اور پرتی
 کر لیں سطح پر سلطان نواز جگہ کے پاس بارہ مونس عربوں کی جمعیت ہو جائے گی حسین سے نصف توہ غالباً کہ سچر
 رکھنے کے اور اس کی جہت پر انہیں جڑ کا چار دنیا کے استون کو رک لے گا اور شاہ علی بندہ مالہ بے حلیہ پتر کی کی طرف سے
 سکاری کچ کو آؤ نہ دیگا باقی نصف جمعیت شمالی اسے جو چار دنیا سر پر اوپر کی طیر علی کی ہی ہوا اس نقشہ میں چار میندار کا پل
 ایلی القین بارہ سو عربوں کو نشانہ کر سانی الیونک استون آؤ کو کان کس فوج کے سپہ سالار ہیں بہت کچھ شہر و خون ہو گا پھر
 قلب شہر میں آؤ گا کان واقع ہو اس کی تو بخاندہ سوان ہم کچھ کام انہیں لیسکے تو پہلا فیصہ صرف ان کو کان ہی نقصان
 نہ ہو پھر کچھ بلکہ محلات حرم شاہی اور شہر ان کو کان کو ہی نقصان عظیم ہو گا اس کی میری راہی کو جوت تک ہم اپنا فوجی
 انتظام کریں اس وقت تک ان کو مجلس کی توجہ زمینا کی تو یا رخ منفر نہ لے جائی جو فوجی انتظام ہو گا کو ناظر ہو گا وہ سطور
 ہے کہ سب سے اول زمین مکہ سچر پر پورا قبضہ کر لیا جائے جو ان کی سو جوان اور ایک تو پہلے سچر جہت پر پڑا اور کو ناظر رہا
 جہد فوج مناسب ہے کہ طری کر دی جائے اور است چار دنیا سر سلطان نے ارجنگ کے کان کو دوا رہ بہرہ پر بلزل کا جانا ہو گا وہاں
 سمت میں علی اتصال کو کانیں اور کھو عقب میں اٹھ کر کھانا ہیں زمین ایک مندر اور دوسرے طرحی حکماتین ہیں اور ایسی

[illegible]

گھوڑے پر سوار ہو کر فرن ہل کو تشریف لائے۔ اور اس مقام کو ملاحظہ فرما کر بہت پسند فرمایا۔ میں نے اس وقت عرض کیا کہ اگر ایک روز بندگانِ عالیٰ غریب خانہ میں تشریف فرما ہو کر طعامِ خاصہ نوش فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہوگی۔ بندگانِ حضرت نے میرے اس موضوع کو بقتضائے مراحم خسروانہ منظور فرمایا۔ اور ساتویں جمادی الاول ۱۰۳۲ھ بمطابق ۱۶۲۳ء کو حضور پر نور کو لکنڈہ فرن ہل میں ڈنر کے لئے رونق افزا ہوئے۔

امراء دولت سے سالار جنگ بہادر۔ نواب فیہ اسلماک بہادر ہلہ کلاب اقدس تھے اور باجائزت حضور پر نور کپٹن کلارک صاحب اور سٹرکرون بھی ڈنر میں مدعو کئے گئے اور مصاحبین وغیرہ کل ملکر چوبیس ہمان مینز پہنچے۔ ڈنر کے بعد قدر قدرت اعلیٰ حضرت دیر تک روشنی اور آتش بازی ملاحظہ فرماتے رہے۔ فرن ہل کے سامنے جو بڑا حوض ہے اسکے اطراف میں روشنی کی گئی تھی اور بالا حصار پر آتش بازی گاڑی گئی تھی۔ اعلیٰ حضرت قریب گیارہ بجے شب کے فرن ہل سے جلسہ شامی واقع کو لکنڈہ میں مراجعت فرما ہوئے۔

سالار جنگ بہادر صاحب کپٹن کلارک صاحب گاڑی میں سوار ہو کر چاندنی میں گھنٹوں کی طرف ڈرایا کو گئے۔ اسکے بعد قریب دس روز کے سواری بلک کو لکنڈہ میں رونق بخش رہی پھر اعلیٰ حضرت بلکہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کاشمیر کے شکار کیلئے توپران

کی طرف ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو رونق افزا ہونا

امرا آباد جو کہ صوبہ جنوبی مین واقع ہے وہاں کے جنگل اور شکار کا احوال سنکر

خواجہ امین الدین۔ فاضل بیگ کو مدہ چند شکاریوں کے مین نے روانہ کیا۔

اوس شیخ عبدالرحمان۔ مرزا بہادر بیگ توپران کو بھیجے گئے دونوں سمتوں مین

سواروں کی ٹوک بہنلادی گئی تاکہ وقت بوقت گارے کی خبر پہنچائیں۔

توپران کے جنگل سے ۱۰ دشمنوں کی کیفیت معلوم ہوتے ہی شکاریوں کو

گارے باندھنے کے لئے حکم دیا گیا اور شکاری سامان اور خیمہ جات سرکاری اوس طرف بھیجے گئے۔

حضور پر نور مع نواب وقار الامرا بہادر لارڈ رائڈ الف چرچیل جو کہ ولایت سے

بتقریب سیر بیان آئے تھے۔ کرنل گیانی کا نواب مختار الملک۔ منیر الملک۔

افسر جنگ۔ نادر جنگ۔ میر ممتاز علی خان۔ محبوب یار جنگ۔ میر حافظ علی خان۔

قادر جنگ۔ سید علی صاحب۔ حکیم الملک۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ بحری مطابق

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء صوبی روز چہار شنبہ کو بلدہ سے سوار ہوئے۔ توپران بلدہ سے

۳۶ میل پر واقع ہے مقام میٹر چل تک سواری مبارک بگہبیون مین رونق افروز

ہوئی۔ اور وہاں سے توپران تک ناگہون مین اور اوس سے آگے چار میل تک

گھوڑوں پر سوار ہو کر دس بجے لشکر میں داخل ہوئے۔

اعلیٰ حضرت نے چائے نوش فرما کر فیصلہ خاصہ یاد کیا شیر کا جنگی اس مقام سے قریب تھا ۱۲ بجے تک سب انتظام کر لیا گیا ہر ایک شخص اپنے مقام پر استاءدہ ہوا ہانک شروع ہوتے ہی ایک گاؤں والے نے جو سامنے کے درخت پر بیٹھا ہوا تھا آواز دی کہ شیر جاتا ہے حضور پر نور نے اوپر ایک گولی چلائی اسکے بعد لارڈ رائڈلف چرچیل نے بھی دو ضرب ریفیل سرکے۔ شیر زخمی ہو کر دوسری جگہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اسکی تلاش کی گئی لیکن کچھ سرخ نہ ملا۔

قریب مغرب کے سواری مبارک کیا مپ مین واپس آئی۔ دوسرے روز گارمینین ہوا اس لئے ٹینٹ پگنگ و شپ کینگ غبرو کا انتظام کیا گیا۔ حضور پر نور دام سلطنت مع لارڈ رائڈلف چرچیل سر شام برآمد ہوئے۔ دیر تک نیزہ بازی اور دوسری اسپورٹس ملاحظہ فرماتے رہے لارڈ رائڈلف چرچیل نے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی وہ رخصت ہو کر رزیدنسی کو گئے کرنل گیائی کا بھی سکندر باد کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز قریب آٹھ بجے کے جنگل سے گارے کی خبر آئی ہانک کا بندوبست حضور پر نور کا ہاتھی ایک ایسے مقام پر کھڑا کیا گیا جس جگہ دونوں کی شاخیں ملتی تھیں ہاتھی ایک درخت کے پیچھے کھڑا کیا گیا تھا کہ جب شیر نالہ سے مملکرمیدان میں آئے تو یکایک اسکی نظر ہاتھی پر نہ پڑے۔

حضور پر نور کے دہنی طرف سرسالا جنگل کے مع نادرجنگ کے اور بائیں طرف نواب وقار الاسرا و غلثم جنگ نے اپنے اپنے ہاتھی کھڑے کئے اطراف کے درختوں پر آدمی بٹھلا دے گئے تاکہ شیر پر بخوبی نظر رکھیں۔

اندازاً دیر ۱۵ میل سے ہانکے شروع ہوا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس وقت ملاحظہ فرمایا کہ چند طاؤس آواز دیتے ہوئے ایک سبز چھاڑی میں سے اڑ گئے۔

میں نے بندگان حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ طاؤس ہمیشہ اسی وقت آواز دیتے ہیں جب وقت شیر اڑنے کو نظر آتا ہے یا جب کہ شیر نزدیک ہو اور شیر اڑنے لگے جائے تو اس وقت طاؤس اس قسم کی آواز دیکر اڑ جاتے ہیں۔ جنگل میں شیر کے نزدیک کوئی جالوز نہیں جاسکتا۔ سب چرند اور پرند اس سے خوف کرتے ہیں بخلاف طاؤس کے کہ وہ جس چھاڑی میں کہ شیر بیٹھا ہو چلا جاتا ہے شیر کے نزدیک پہنچتا ہے اور جب شیر سو جاتا ہے تو وہ اس کے جسم کی گونچ پٹیاں جُن جُن کر کہا کرتا ہے اور ہمیشہ شیر کو دیکھ کر ایک خاص قسم کی آواز کرتا ہے حکومت پر کار فرماری سن کر سمجھ سکتے ہیں کہ طاؤس نے شیر کو دیکھا۔

غرض جس چھاڑی میں طاؤسوں نے آواز دی تھی اوس میں سے شیر اڑنے لگا۔ سید باسلا جنگ کی طرف آگیا اتفاق سے سالا جنگ کسی ضرورت کی وجہ سے اپنے ہاتھی کو میدان میں لجا کر اڑنے لگے تھے اور نادرجنگ ہاتھی کے نزدیک پیادہ کھڑے ہوئے تھے شیر نے جب ہاتھی کو اپنے راستہ میں کھڑا دیکھا تو وہاں سے

پلٹ کر ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا خواجہ امین الدین جن کے تفویض سگان ہسکاری ہیں وہ سب ہسکاری کتوں کو علیحدہ کھڑا کر کے خود ایک درخت پر بیٹھ ہوئے تھے۔ انہوں نے جب شیر کو آتے ہوئے دیکھا قبل از آنکہ ہانکے ہانکے کے پاس پہنچنے اور انہوں نے درخت سے اوتر کر شیر پر کتے چھوڑ دئے اور جھاڑی کے پیچھے سے مع چند ہسکاریوں کے شور و غل کرنا شروع کیا تاکہ شیر ہنگام حضرت کی طرف جائے شیر نے جب کتوں کو دیکھا۔ اور آدمیوں کے شور و غل کی آواز سنی اور سید وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر نالے نالے سید ہانگہ گان حضرت کی طرف چلا۔ حضرت نے جس وقت ریش اوٹھائی میں نے خواہی سے ہر چند دیکھا لیکن مجھے سامنے کچھ نظر نہ آیا۔

یہاں تک کہ ایک شیر نے جھاڑی میں سے سر نکالا اور وقت میں نے دیکھا کہ حضرت خاص اوس مقام پر پول سے اپنی ریش کی شست باندھے ہوئے نظر آئے۔

اور وہ شیر کانالے کی جھاڑی میں سے سر نکالنا۔ اور ادھر اعلیٰ حضرت کا ریش چلانا گولی فور قشٹی اکسپرس کی برابر گردن میں لگی شیر کا سر اور شانہ جھاڑی کے باہر اور سر اور پچھلے پاؤں جھاڑی کے اندر رہے اور اسی جگہ زمین پر گر گیا۔

چند منٹ تک حضرت نے اسی جگہ پر توقف فرمایا تاکہ ہانکے کے لوگ نزدیک آجائیں۔

اور وقت جنگل میں ہانکے والوں کا شور و غل کرتے ہوئے نزدیک آنا۔ اور جو لوگ کے درختوں پر بیٹھے تھے ان کا درختوں پر سے اوتر کر ڈالیا ان لوگوں

لئے ہوئے شیر کی طرف دوڑنا، ٹھکار یوں کافر طحوشی سے آسمان کے طرف
بندوقین چلانا۔ اور آواز کرتے ہوئے ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ اپنی مرون
کی پگڑیاں اونٹن کر ہپ ہپ ہرا کے نعرے مارنا یہ سب امور ایک عجیب
کیفیت دکھا رہے تھے۔

ٹھکاری لوگ شیر کو ہاتھی پر ڈالکر باجا بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت
سے لشکر گاہ میں لائے شب کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے خیمہ میں استراحت فرمائی
دوسرے دن صبح کو وہاں سے روانہ ہو کر شام کے قریب بلدہ میں رونق بخش ہوئے

راولپنڈی کا دور بار

گذشتہ سال سے اخباروں میں یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ میر عبدالرحمان خان
والی افغانستان کو لارڈ ڈفرن نے دعوت دی ہے وہ ہندوستان آنے والے
ہیں چنانچہ راولپنڈی میں اون کے پہونچنے کی تاریخ ۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق
۹ جمادی الآخر ۱۳۰۴ ہجری قرار پائی۔ اور اسی کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کی
طرف سے رزیڈنٹ صاحب حیدر آباد کو ایک مراسلہ موصول ہوا جس میں لکھا تھا
کہ امیر صاحب کابل جب راولپنڈی آئینگے تو لارڈ ڈفرن ویسراے گورنر جنرل ہند
وہاں بڑا دربار منعقد کریں گے اور اوس میں پنجاب کے رئیس جو راولپنڈی کے قریب و
جو ارمین رہتے ہیں شریک ہونگے اور جو بڑی بڑی ریاستیں دور دور واقع ہیں اون کی

طرف سے دربار کی شرکت کے لئے اون کے سفیر اور قایم مقام آئیگے اگر حضور پر نور کی مرضی مبارک ہو تو حیدر آباد سے بھی ایک ڈپوٹیشن راولپنڈی کو بھیجا جائے اس ڈپوٹیشن کو راولپنڈی میں امیر صاحب کے پہونچنے سے دو روز قبل پہونچ جانا چاہیے تاکہ باطمینان دربار میں شریک ہو سکے۔ اعلیٰ حضرت نے اوس ڈپوٹیشن میں جانے کے لئے نواب منیر الملک بہادر فرزند اصغر سردار لاہور جنگ اول۔ اور جھکڑ۔ اور بیچو گاف صاحب ملٹری سکریٹری اور سٹریٹریڈون جی کو منتخب فرمایا۔ حسب الحکم اقدس ہم لوگ ۲۱ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ ہجری کو حیدر آباد سے روانہ ہوئے۔

راستہ میں ایک روز بمبئی میں قیام کر کے بڑودہ پہونچے۔ اوس زمانہ میں ہندو ریلوے کی لائن بمبئی سے بڑودہ ہو کر جاتی تھی۔ مہاراجہ بہادر بڑودہ کی طرف سے ہماری مہمانی کا انتظام کیا گیا۔ اور اون کے خاص باغ میں ہمارے قیام کے لئے تجویز ہوئی۔

اوس زمانہ میں رانی صاحبہ کا مزاج کچھ ناساز تھا مہاراجہ اور رانی صاحبہ شہر کے ایک ملک باغ میں قیام پذیر تھے جس روز ہم بڑودہ پہونچے اون سے اوس روز ملاقات ہوئی لیکن قاضی شہاب الدین صاحب ملازمہام سیاست بڑودہ چار بجے ہماری ملاقات کے لئے آئے شب کو بڑودہ کے رزیدنٹ سر جان واٹسن نے رزیدنسی میں ہکوڈنر کی دعوت دی۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب بڑودہ کی ملاقات کو گئے یہ مہاراجہ نہایت تخلیق ہیں اور ریاست کے کاموں میں بے لوث رہتے ہیں حیدر آباد کی ملک داری کے متعلق دیر تک باتیں کرتے رہے اور اپنے ملک کے خزانچہ آپاشی وغیرہ کا بھی ذکر

نواب میر اسحاق بہادر سے کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مہاراجہ صاحب کو انتظامی بالواب میں بخوبی معلومات ہے۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب سے رخصت ہو کر بڑودہ سے روانہ ہوئے اور ۲۵ مارچ کو راولپنڈی میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر مین راولپنڈی کا مختصر احوال کچھ یہ کرتا ہوں۔

راولپنڈی افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سے آٹھ میل پر قلعہ جرد ہے اور اس کے آگے قریب آٹھ میل سے خیبر شروع ہوتا ہے راولپنڈی کے پہاڑوں کا سلسلہ مری کے پہاڑوں سے ملکر دریائے جلم کے کنارہ کشمیر کی سرحد تک منتہی ہوتا ہے افغانستان کی سرحد پر ایک فوجی چھاؤنی رہتی ہے گویا یہ جگہ افغانستان کا دروازہ سمجھی جاتی ہے۔ راولپنڈی سے جرد اور جرد سے گزر کر خیبر کے پہاڑوں پر سے گزر کر علی مسجد اور علی مسجد سے سید ہے جلال آباد کو جاتے ہیں۔ راولپنڈی میں امیر کے آنے کا اسی راستہ سے انتظام کیا گیا تھا۔

گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہمارے قیام کے لئے ایک بنگلہ کرایہ لیا گیا ہم اسی بنگلہ میں فوکش ہوئے۔

بنگلہ کمپ ہماری فروگاہ سے قریب تھا۔ سر چارلس گارف اور سر ہیو گارف اسی کمپ میں تھے بیچ گارف صاحب جو ڈپوٹیشن میں شریک تھے اپنے بہائیوں سے ملاقات کر کے خوش ہوئے ان سے ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ کرنل مارشل اور دیگر

چند فوجی افسروں سے بھی جو اوس کیمپ میں شریک تھے ملاقات کا اتفاق ہوا اپنا کیمپ کے افسروں نے ہلکواپنے مس ہو س کا انمیری ممبر بنایا ہم اکثر صبح و شام اوس جگہ جاتے اور اپنے اجاب سے ملتے تھے۔

۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی کو امیر عبدالرحمان خان وال کابل راولپنڈی میں داخل ہوئے امیر صاحب کے لئے راولپنڈی میں ایک بڑا عالیشان مکان آراستہ کیا گیا تھا اوس میں کشمیری شال کا ایک خیمہ اور شال ہی کا شامیانہ نصب کیا گیا تھا دروازوں پر برٹش فوج کے پھرے تھے شام کے چار بجے امیر صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے اپنی فروگاہ میں داخل ہوئے صبح کو تمام فوج کی پریڈ تجویز کی گئی تھی۔ مقررہ جگہ کثرت ہاش کے سب سے بڑے کے قابل نہری تھی اسلئے دوسری جگہ تجویز کرنی پڑی۔

دس بجے لارڈ ڈفرن اپنے خیمہ سے پریڈ کے ملاحظہ کے لئے نکلے امیر صاحب کی قیام گاہ راستہ پر تھی اس واسطے یہہ انتظام کیا گیا تھا کہ جو وقت لارڈ ممدوح امیر صاحب کی فروگاہ پر پہنچیں تو امیر صاحب اپنے مکان سے پریڈ کو جانے کے لئے اونکے ساتھ ہو جائیں۔ لیکن لارڈ صاحب جب اون کے قیام گاہ پر پہنچے تو امیر صاحب کو تیار نہ پایا اس واسطے جناب ممدوح کو پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔ جب باہر نکلے تو اس شان سے نکلے کہ ایک ترکی یا بوہر سوار تھے سر پر استرخان کی ٹوپی سکرین تلوار اور کوٹ پر وہ افتخانی تمنے لگے تھے جنہیں خود امیر صاحب نے اپنے واسطے ایجاد کیا تھا ساتھ ستر سپاہی ہمراہ تھے جنہیں سے نصف سوار اور نصف پیادہ تھے امیر صاحب کے

خاص گہوڑے کے پیچھے چار پانچ سائیس تھے اونہیں ایک قلیان بردار بھی تھا جو
حفہ لئے ساتھ تھا۔

لارڈ ڈفرن کی سواری کے ساتھ اونکا باڈی گارڈ اور برٹش رجمنٹ کا ایک
اسکارٹ تھا یہ فوج پہلے نہایت قاعدہ اور تہذیب سے چل رہی تھی جب امیر متنا
کے آدمی ایک پراگندہ خول کی طرح اندر سے نکلے لارڈ ڈفرن کے اسکارٹ کے
ادھر اور دہرایسے منتشر ہو گئے جیسے کسی سیلے یا تماشے میں جاتے ہوں۔ لارڈ ڈفرن کی
سواری کا قاعدہ اسکارٹ اور باڈی گارڈ اون سے دہم برہم ہو گیا غرض امیر صاحب
نے ٹھکڑے پہلے لارڈ ڈفرن سے ہاتھ ملایا پھر اون کے ساتھ ساتھ پربگاہ کو روانہ ہو
ساڑھے دس بجے پربگاہ گروڈ پربہو پچھے سلامی کی توپین سر ہوئیں سر ڈا ملڈ اسٹوارٹ
کمانڈر انچیف آف انڈیا نے سلامی ادا کی۔ لارڈ ڈفرن نے جھنڈے کے پاس قیام کیا
اور اونکے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر جنرل ہارڈنگ کمانڈر
انچیف بمبئی آرمی سر فریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مدراس آرمی۔ ٹنٹ گورنر
پنجاب ٹنٹ گورنر بنگال اور دوسرے سیول اور ملیٹری افسر کھڑے ہوئے ہماری
حیدر آباد پوٹیشن۔ اور نیپال ڈپوٹیشن دونوں کو شاہی نشان کے قریب جگہ دی گئی
جہاں سے لارڈ ڈفرن اور امیر صاحب کی گفتگو بخوبی سُن سکتے تھے کرنیل ٹالبرٹ صاحب
جو ویسٹ رائے اور امیر صاحب کے درمیان ترجمان تھے دونوں کے درمیان پیادہ
کھڑے تھے جو کچھ امیر صاحب کہتے وہ اوسکا ترجمہ لارڈ ڈفرن کو انگریزی میں اور جو

لارڈ ڈفرن فرماتے اور سکاٹر جہدِ فارسی میں سبھا دیتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فوج کا
 مایح یا سٹ شروع ہوا اور ٹائلڈ اسٹوارٹ، کمانڈر انچیف انڈین آرمی سب فوج سے
 آگے گزرے جو افسر لوگ کہے بعد دیگرے سلامی دیتے جانے تھے امیر صاحب خود اونکا
 سلام دیتے تھے جب فوج کا مایح پاسٹ ختم ہو گیا تو لارڈ ڈفرن نے امیر صاحب سے
 واپسی کے لئے اشارہ کیا۔ امیر صاحب نے مختصر الفاظ میں برٹش آرمی کی خصوصاً
 انگریزی کوچمان کی بہت تعریف کی بعد ازاں ویسراے بہادر اور امیر صاحب دونوں
 جس راستہ سے آئے تھے اسی راستہ سے اپنے متفرک واپس گئے دوسرے روز
 شام کے وقت ویسراے بہادر نے امیر صاحب کے لئے ایک گارڈن پارٹی ٹرادی
 تیسری روز دربار کی تاریخ تھی لیکن پریڈ کے بعد سے پانی اس کثرت سے برساتا شروع ہو گیا
 تھا کہ ہر ایک کام درستی سے کرنا دشوار تھا

پریڈ کے دوسرے روز شام کو ہنری ایل ہائیس ڈیوک آف کناٹ بھی اگر کمپین
 شامل ہو گئے تھے اور کاکیمپ جس موقع پر تھا اتفاقاً وہ مقام شیب میں واقع ہوا تھا
 تمام کمپین پانی بہر گیا۔ پانی سے ساماں کی حفاظت میں کاریروا ازان لشکر کو بڑی وقت
 پیش کی آخر کاریہ مناسب سمجھا گیا کہ دربار کی تاریخ کچھ روز کے لئے بڑا دیکھا جائے۔

جب میں نے سنا کہ دربار کی تاریخ بڑا دی گئی ہے تو اولین یہ خیال آیا کہ درہ خیر
 کے مقامات تتر گرون اور علی مسجد کے دیکھنے کا یہ اچھا موقع ہے فرصت کو یکاڑ کر لیا
 چاہیے جب میں جنگ افتاتان میں گیا تھا تو قدہار کی جانب کوٹہ اور سیبی کے

اطراف کا علاقہ دیکھ لیا تھا۔ لیکن خیمہ کی طرف جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے میں اس طرف کو غارم ہوا۔ نواب منیر الملک بہادر اور میجر گارف صاحب سے جب میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اگر ایک اداں چاہتے تو آپ بھی تشریف لے چلیں کیونکہ درخیمہ اور علی مسجد دیکھنے کے لائق مقامات ہیں۔ انہوں نے غدر کیا کہ بارش کے موسم میں تکلیف ہوگی اگر موسم اچھا ہوتا تو ہم خود ارادہ کرتے غرض خوب بارش ہو رہی تھی میں عین بارش میں خیمہ کی طرف گیا چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے تنہا جانے کے لئے مخالفت تھی اس واسطے کمشنر صاحب پشاور نے آٹھ سپاہی اور ایک دفدار کا اسکاٹ میرے ہمراہ متعین کر دیا میں دس بجے کے قریب مقام ہمدون پہونچا جہاں سے ورہ کا آغاز اندازاً آتین میل کے قریب رہ جاتا ہے۔

اس مقام پر خیمہ بٹن کی چھاؤنی تھی۔ اور اسکے کمانڈنگ افسر میر دوست محمد خان شاہی خاندان سے تھے وہ میرے ساتھ نہایت خاطر داری سے پیش آئے اور چار اور قہوہ کی توفیق کی۔ اس کے بعد میں یہاں سے بارہ بجے کے قریب ورہ خیمہ کو روانہ ہوا تین میل چلنے کے بعد ورہ کی چڑھائی شروع ہوئی اسکی چڑھائی استدر رسید ہی اور بلند ہے کہ تین چار میل اوپر چڑھنے کے بعد نیچے کو دیکھنے سے اکثر لوگوں کے سر میں جگر آ جاتا ہے اور راستہ بھی ایسا تنگ ہے کہ بعض مقامات پر بجز ایک سوار کے دوسرے آدمی نہیں چل سکتا اور راستہ بھی ایسا ہے اسکے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

دو بجے کے قریب ہرکو شتر گردن اور علی مسجد دکھائی دی۔ علی مسجد پہونچنے کے

قبل جھکوا بک پہاڑ پر سے گزنا پڑا جو اونٹ کی گردن کی طرح کچھ نہ بچا ہو کر پیر بلند ہو گیا
اس لئے اس کو شتر گردن کہتے ہیں۔

علی مسجد ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو پہاڑ کے اوپر بنی ہوئی ہے لیکن وہاں کے
لوگوں سے کچھ دریافت نہوسکا کہ اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے میری ہمراہی مین ۱۸ انگل لائز
کے ایک دفعہ ارہے وہ علی مسجد کی لڑائی مین شریک رہے تھے جن جن مقامات
سے سرکاری فوج نے چڑھائی کی تھی۔ اور جہان جہان لڑائی ہوئی تھی اونہوں نے
مجھ کو وہ سب مقامات دکھائے جن لوگوں کو اس دشوار گزار مقام کے دیکھنے کا انفا
ہوا ہے اونہیں اس امر کے سننے سے تعجب ہوگا کہ ایسے صعب اور راستہ مین
انگریزی فوج کا گزریسے ہوا اور اس قدر جلد یہ مقام کیونکر مفتوح ہو گیا اسکی بڑی وجہ
یہ تھی کہ کابل اور ہندوستان کے درمیان تمام کوہستان مین افغانی نسل کے لوگ
رہتے ہیں خصوصاً درہ خیبر کے اندر آفریدی قبائل کے افغان قابض اور ذخیل ہیں۔
امیر کابل کو ان لوگوں پر بڑا بہرہ و سہ تھا۔ اور اونہیں ہمیشہ سے کامل یقین تھا کہ درہ خیبر
سے کسی شخص کو آنا ممکن نہیں اسلئے کہ درہ خیبر خود بھی دشوار گزار مقام ہے اسکے علاوہ
بیس ہزار آفریدی افغان اس درہ کے قرب و جوار مین رہتے ہیں۔ سب درہان کے
ہاتھ مین ہے اگر کوئی فوج ہندوستان سے کابل پر حملہ آور ہوگی تو آفریدی افغان
درہ کو سدود کر کے اون سے مقابلہ کریں گے انہیں خیالات سے اونہوں نے اسکی
فوجی مضبوطی کا کچھ انتظام نہیں کیا تھا نہ علی مسجد نہ جلال آباد نہ کندک مین کہیں زیادہ

فوج نہیں رکھی تھی اور نہ استحکام کیا تھا۔ البتہ علی مسجدین میرا خور کچھ تھوڑی سی فوج کے ساتھ باطمینان تمام آرام سے بیٹھے تھے اونکو کبھی وہم ہی نہ ہوتا تھا کہ انگریزی فوج درہ خیبر سے گزر کر سبکی چونکہ گورنمنٹ برطانیہ ایک کام کو بڑی خرم اور دانشمندی سے کرتی ہے کرنل واٹسین صاحب کمیشنر پولیس جو ایک بڑے دانشمند اور مدبر افسر تھے انہوں نے انگریزی فوج کے کابل پر حملہ کرنے سے قبل ان آفریدیوں کو ہموار کر لیا تھا ان غفلت و رساوہ لوحون کا رجوع کر لینا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں۔ تھوڑے سے تحفہ تحالیف اور زرقہ سے یہ لوگ قابو میں آجاتے ہیں آفریدی قبائل کے اغماض اور چشم پوشی سے برٹش فوج ان دشوار گزار مقامات سے بہت جلد بلازحمت گزر گئی۔

جبوقت برٹش آرمی نے خیبر سے گزرنا شروع کیا تو آفریدی افغان پہاڑ و نکی چوٹیوں پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے جو افسر کہ اس پانچ مین شریک تھے اونکا یہ بیان ہے کہ اگر آفریدی لوگ اوپر سے پتھر ہی پھینکنا شروع کر دیتے تو فوج کو ایک قدم بھی آگے بڑھانا مشکل ہو جاتا۔ انگریزی فوج کے درہ خیبر سے گزرنے کی خبر علی مسجدین میرا خور کو اوسوقت پہونچی جبوقت انگریزی فوج کا اڈوئس گارڈ جمین گورکھا پلٹن تھی درہ خیبر کی مسافت قطع کر کے شتر گردن کے پیچے پہونچ چکا تھا ایسے وقت میں طاسہر ہے کہ میرا خور سے کیا ہو سکتا ہر چند میری آنور نے اپنی تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا اور شتر گردن پر خوب لڑائی ہوئی۔ لیکن برٹش آرمی نے تین طرف سے حملہ کر کے علی مسجد

پر قبضہ کر لیا افغان وہان سے شکست کھانے کے بعد سخت پریشان ہو کر یہاں گے
 دروہیہر سے برٹش آرمی کے گزرنے اور علی مسجد پر قبضہ کرنے سے یہہ ثابت ہو گیا کہ
 افغانستان کی کنبی انگریزی سرکار کے ہاتھ میں آگئی اب انگریزی فوج کو کابل پر چڑھائی
 اور فتح کرنے میں کچھ وقت باقی نہ رہی۔

میرے ساتھ خود بخود ارہتے اولن کی زبانی مجھے وہان کے کل حالات بخوبی
 معلوم ہو گئے دو بجے سے شام تک ہم علی مسجد کے سب مقامات دیکھتے رہے۔
 اسکے بعد وہان سے واپس ہو کر قریب چھ بجے کے راولپنڈی میں داخل ہو گئے
 ہر چند بارش کی وجہ سے دربار کے انتظام میں بڑا خلل آگیا تھا لیکن پہرہ بھی نیچے اور شایاں
 بڑی شان و شوکت اور اہتمام سے آراستہ کئے گئے اور انکے درمیان ایک تخت
 بچھا لیا گیا جس پر زربفت کا فرش تھا اور تخت پر تین زرنگار کرسیاں رکھی گئیں دس بجے
 کے ساتھ ہی اہل دربار کی آمد شروع ہو گئی۔ حیدر آباد اور نیپال ڈپوٹیشن کو تخت کے
 قریب جگہ دی گئی تھی جو وقت سب اہالیان دربار جمع ہو گئے اور امیر عبدالرحمان خان
 دربار کے خیمہ کے قریب آہر پہنچے تھے کہ یکایک نواب و بے سرائے بہادر اور دیوک
 آف کنٹ کی بھی آمد آمد ہوئی۔

امیر صاحب کے پہنچتے ہی فارن سکریٹری۔ ملٹری سکریٹری اور ولسرائے
 بہادر کے دو ایدیکانگ استقبال کے لئے لب قریب تک آئے اتنے میں دیگر
 بہادر اور دیوک آف کنٹ بھی آگئے اور تخت کے نیچے دو لونے امیر صاحب

مصافحہ کیا پھر تینوں صاحب تخت پر چڑھ گئے۔ ویسراے بہادر درمیان کی کرسی پر اور انکے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر ڈیوک آف کناٹ رونق افروز ہوئے۔ کرنل ٹالبٹ جو ترجمان تھے۔ ویسراے بہادر اور امیر صاحب کے درمیان کھڑے ہوئے چونکہ حیدر آباد ڈیوٹیشن تخت کے قریب تھا اس لئے جو باتیں نواب ویسراے اور امیر صاحب باہم کرتے تھے ہم انہیں نجوبی سن سکتے تھے طرفین سے اول مزاج پر سی ہوئی۔ پھر آب و ہوا اور موسم اور کثرت بارش کی نسبت گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد نواب ویسراے بہادر نے فارن سکریٹری کی طرف اشارہ کیا انہوں نے ایک کشتی میں ایک تلوار ویسراے بہادر کے روبرو پیش کی جس کے قبضہ پر جواہر کا کام تھا ویسراے نے کشتی کے سرپوش کو اوٹھا کر تلوار کو ہاتھ میں لیا اور ایک مختصر سی اسپیج دی جس کا حاصل یہ تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست کابل کے درمیان رابطہ اتحاد اور وداد قائم ہے اور اوس سے دونوں ملکوں کو ہر طرح کے فوائد حاصل ہیں۔ پھر ویسراے نے وہ تلوار بطور اظہار اتحاد فیما بین امیر صاحب کی تحفہً دی۔ اس وقت نواب ویسراے بہادر۔ امیر صاحب اور کل حاضرین دربار کھڑے ہو گئے امیر صاحب نے تلوار کو اپنے ہاتھ میں لیکر آواز بلند فارسی زبان میں یہ الفاظ کہے کہ این شمشیر کہ شما از دست خود میں واہ اید۔ انشا اللہ باین شمشیر دشمنان شما را خوارم کشت) اسکا ترجمہ کرنل ٹالبٹ نے زبان انگریزی میں بلند آواز سے سنایا جس پر تمام حاضرین نے چیز دی۔ اور تالیان بجائیں اسکے بعد دربار برخواست ہوا۔ دوسری

شب کو اسی خیمہ میں امیر صاحب کو ڈنزدیا گیا جس میں قریب تلوہاؤنوں کے مدعو تھے۔

نواب ولیسر کے بہادر نے امیر صاحب کا جام صحت نوش کیا۔ امیر صاحب نے فارسی میں مختصر اچھ دی۔ اور ولیسر کے بہادر کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد ولیسر کے بہادر امیر صاحب کے درمیان تین روز تک پیرایوٹ ملاقاتیں اور امور سلطنت میں گفتگو میں ہوتی رہیں مسٹر ڈیورنڈ فارن سکریٹری سٹریٹنڈ اسٹورٹ کمانڈر ان چیف لارڈ رابرٹ سٹرمپکنزی والیس پیرایوٹ سکریٹری نے امیر صاحب سے متعدد ملاقاتیں کیں اور لارڈ ڈورنڈ کا اس دربار سے جو اصلی مدعا تھا اسے انہوں نے اپنی بلند خیالیوں اور دور اندیشیوں کے ساتھ بخوبی حاصل کر لیا۔ اسکے بعد ایران فائنٹا جس راستہ سے کابل سے آئے تھے اسی راستہ سے تشریف لگئے۔

امیر صاحب کی طلبی کے بعد ہم لوگوں نے ہی حیدر آباد کی طرف مراجعت کی والیسی کے وقت بمبئی میں تین روز قیام کیا غرض ایک مہینہ کی مدت میں اس سفر سے بھر بخوبی ہم حیدر آباد کو واپس آ گئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا راجپٹ کی طرف شیر کے

شکار کے واسطے رجب ۱۳۰۲ھ میں رونق افزا ہونا

آٹھویں رجب ۱۳۰۲ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۸۸۵ء عیسوی روز جمعہ کو اعلیٰ حضرت کی سولہ مبارک شیر کے شکار کے واسطے راجپٹ کی طرف رونق بخش ہوئی۔

یہ تمام حیدر آباد سے جنوب کی طرف (۳۶) میل کے فاصلہ پر واقع ہے صبح کے پانچ بجے بندگان حضرت گاڈی مین سوار ہو کر روانہ ہوئے اور دس بجے قیام گاہ راچپڑ میں داخل ہوئے۔ مختار الملک۔ محبوب یا جنگ۔ افسر جنگ۔ محبوب یا اور الدولہ۔ اقبال یا جنگ۔ حکیم الملک۔ نادر جنگ۔ سواری مبارک کے ہمراہ تھے خواجہ امین الدین قریب لشکر گاہ سے گارے کی خبر لائے لشکر گاہ میں پہونچ کر چوٹی حاضری تناول فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت شیکار کو رونق افروز ہوئے۔

حضرت کا نیل خاصہ پہاڑ کے قریب کھڑا کیا گیا مختار الملک کا ہاتھی بائیں طرف اور محبوب یا جنگ کا ہاتھی دہنی طرف تھا۔ جس پہاڑ میں شیر نے گار کیا تھا اس کے دونوں طرف سے ہانک شروع ہوا۔ جو وقت ہانک نصف پہاڑ میں پہونچا ایک گاؤں والے نے آواز دی کہ دو شیر پہاڑ سے نیچے اترے ہیں لیکن وہ دونوں شیر جھاڑوں میں اس طرح چھپ گئے کہ دیر تک اس کا کچھ پتہ نہ ملا۔ جب ہانک بہت ہی قریب آ گیا اور لہن والوں نے بے انتہا شور و غل مچایا۔ اس وقت ایک شیر جھاڑی میں سے محکمہ دوڑتا ہوا حضور پرنور کے سامنے سے گذرا حضرت نے دو گولیاں چلائیں اول گولی شیر کے پچھلے پاؤں میں اور دوسری شانہ میں لگی شیر نے گولی لگتے ہی آواز دی اور گھانسان میں بیٹھ گیا پھر اٹھ کر آہستہ آہستہ مختار الملک کی ہاتھی کی طرف چلا اور تھوڑی دور جا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا شیر محبوب یا جنگ کی طرف نکلا لیکن گھانسان بلند ہونے کی وجہ سے شاید ان کو نظر نہیں آیا۔ جو شیر کہ حضرت نے

نہسکار فرمایا تھا اوسکو ہاتھی پر ڈالکر لشکر گاہ کو روانہ کیا اور سب نہسکاریوں کی راہ سے
نزدیک کے پہاڑ کا جبین دوسرے شیر کے جانے کا گمان تھا ہانک کر نہانے کی تجویز
کی گئی۔

یہ پہاڑ اندازاً ویڑہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا گاؤں کے نہسکاریوں نے
بیان کیا کہ ہمیشہ شیر اس پہاڑ سے اڑھنکر اوسمین جایا کرتا ہے سابقین کرنل خیر چٹھا
نے بھی اس پہاڑ میں ایک شیر نہسکار کیا تھا۔

پہاڑ مذکور کے اطراف میں درختوں پر آدمی بٹھلائے گئے حضرت کا فیض خاصہ
ایک جگہ پر کھڑا کیا گیا اور پہاڑ کے دونوں طرف سے ہانک شروع ہوا قریب دو گھنٹے
کے شیر کی تلاش کی گئی نہسکاریوں نے ہر ایک غار میں اور پتھروں کے نیچے تلاش کیا
مگر شیر کا کہیں پتہ نہ ملا شام سواری مبارک کیا سپہین رونق افروز ہوئی دوسرے دن آٹھ
سے ۱۳ بجے جبری روزیکشبنہ کی صبح کو لشکر گاہ سے روانہ ہو کر علامہ حضرت حضور پر نور
بلوچین تشریف لائے۔

نواب غیر الملک بہادر کا عہدہ کٹینی سے افواج کو کنڈہ

میں شریک ہونا

نواب غیر الملک بہادر نے راجپوتوں کے دربار میں بعض روز سائے پنجاب
اور کشمیر کے قیوجان سرداروں کو یونی فارم میں دیکھا تھا۔ اور مجھے کہا تھا کہ خیر باداؤ پوچھکر

فوج کی آنریری کپٹنی کے لئے مین بھی حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کر چکا
چنانچہ جب وہ یہاں آئے تو اپنے بڑے بھائی نواب سالار جنگ بہادر سے اس امر کا
تذکرہ کیا سالار جنگ بہادر نے حضور پر نور کے پیشگاہ میں درخواست گزرائی کہ میرے
بھائی نیر اسلمک کو فوج کو لکندہ مین آنریری کپٹن ہونے کا اعزاز بخشا جائے سالار جنگ
کی یہ درخواست سرکار سے ۱۵ ستمبر ۱۳۲۶ ہجری مطابق یکم مئی ۱۸۸۵ء عیسوی کو
منظور ہوئی۔ نیر اسلمک بہادر نے چند روز میں فوجی قواعد اور نیزہ بازی وغیرہ میں
بہت کچھ مہارت حاصل کی۔ نیر اسلمک ہمیشہ فوجی یونی فارم پہنکر قواعد پریڈ میں تشریف
لاتے تھے۔

جمعیت نظام محبوب کا گو لکندہ برگیدہ میں شریک ہونا

گو لکندہ برگیدہ کے نوٹس کے بعد جب فوجی اصلاح و قوانین اور آئین کی ترقی ایک
خاص درجہ کو پہونچ گئی تو سالار جنگ ثانی نے جمعیت نظام محبوب یعنی پلٹن میسر
کی اصلاح اور فوجی حالت کی درستگی کی غرض سے پیشگاہ اقدس حضور پر نور میں ۱۳۰۲
میں ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ اس جمعیت کی نگرانی امر جنگ کے لغو
فرمانی جائے سالگرہ مبارک اور دوسرے موقعوں پر جیسے گو لکندہ برگیدہ سلامی اور پٹ
او کرتی ہے آئندہ سے جمعیت نظام محبوب گو لکندہ برگیدہ کے ساتھ برید وغیرہ ادا
کیا کرے اعلا حضرت حضور پر نور نے سالار جنگ ثانی کے اس عرضداشت کو تفریق قبول

صفوہ ۱۲۰

نواب غفر الملک بہادر انڈیری کپٹن گولکنڈہ لائسنس



20

بشاشا حسب الحکم اقدس جمعیت نظام محبوب کی نگرانی راقم کے سپرد ہوئی۔ اس پلٹن کو انگریزی تو اعداء پر ٹکی بالکل شق نہ تھی اور اسکے افسر عوض بن سعید جان نثار یا جنگ وغیرہ بھی فوجی تو انین سے محض بیگانہ تھے اسلئے پہلے ان افسروں کو تو اعداء پر ٹہ وغیرہ آئین فوجی کی تعلیم دیکنی اور سپاہ نے ہی فوجی اصول سیکھنے میں کوشش کی اوس زمانہ سے یہہ جمعیت گوکلنڈہ برگ کیڈ کے ساتھ تو اعداء پر ٹہ میں شریک ہوا کرنی ہے اس جمعیت کی ابتدائی حالت یوں ہے کہ حیدر آباد میں عربوں اور ان کے جمہاردون کا بڑا تسلط اور غلبہ تھا جس سے شہر میں ہیشہ بد امنی رہتی تھی اوس زمانہ کے واقعات زبان زد خاص عام ہیں۔

سالار جنگ اولیٰ نے حکمت علی سلطنتی اصول پر عربوں کی طاقت کم کر سکی غرض سے یہ تجویز کی کہ ایک ہزار عربوں کی پلٹن کا تقرر کیا اور فی اسم پندرہ روپیہ چوانوکی تنخواہ مقرر کی اوس زمانہ میں جو عرب جمہاردون کے علاقہ جات میں ملازم تھے ان کو چھ سات روپیہ ماہوار سے زیادہ ماہوار نہیں ملتی تھی جب یہہ پلٹن مقرر ہو گئی اور اسکے جوانوں کا مشاہرہ پیش قرار دیکھا تو بہت سے عربوں نے جمہاردون کی نوکریاں چھوڑ دیں اور اس پلٹن میں آکر شریک ہو گئے۔

عوض بن سعید جو اوس زمانہ میں علاقہ افریکن کیولری گارڈ میں نشت تھے یہہ جمعیت ان کے زیرِ کمان دیکنی اور مقام میسرم اس جہنٹ کا ہڈ کو اٹر مقرر ہوا۔ سالار جنگ اولیٰ کے اس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ عربوں کی باقاعدہ

ایک پلٹن تیار ہو جانے کے باعث بہت سے عرب اور جمہدار جو اکثر موقعوں پر گورنمنٹ کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے اپنے قدیم خیالات فاسد سے باز آئے اور سرکاری انتظامات میں جو خلل کا اندیشہ ہوتا تھا اس کا باب محدود ہو گیا اس وقت میں اس جمعیت کی حالت بالکل سپاہیانہ اصول پر ہے۔

سالار جنگ بہادر ثانی کا عہدہ میجر سے افواج

گوکلنڈہ میں شریک ہونا

سالار جنگ ثانی کو افواج گوکلنڈہ بریگیڈ کی ترقی اور فوجی اصلاح ہمیشہ مد نظر تھی بارہا قواعد اور پریڈ کے موقعوں پر وہ تشریف لاکر فوج کا معائنہ فرماتے تھے اور نہایت اظہار مسرت کرتے تھے کچھ زمانہ کے بعد سالار جنگ ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ہی اس فوج میں کسی خاص عہدہ کو اپنے نامزد کروں اور اس کی قواعد پریڈ میں شریک ہوا کروں اس خیال کو محرم ۱۳۲۳ھ ہجری میں انہوں نے پورا کیا اور ایک عرضداشت پٹیگاہ خسروی میں اس مضمون کی پیش کی کہ میری خواہش ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پٹیگاہ سے گوکلنڈہ بریگیڈ میں مجھے آنریری میجر کے عہدہ سے اعزاز بخشا جائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے سالار جنگ ثانی کی اس درخواست کو شاہانہ عنایت سے منظور فرمایا اور آنریری میجر کا عہدہ گوکلنڈہ بریگیڈ میں عطا کیا سالار جنگ بہادر اسی ہفتہ میں میجر کا یونی فارم پہنکر گوکلنڈہ بریگیڈ

قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کانیلگری

کی طرف رونق افزا ہونا

۱۳۰۳ء عجمی کے آغاز موسم گرما میں قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے مقام نیلگری میں تشریف لیجانے کا قصد فرمایا۔ نواب سالار جنگ بہادر ثانی کو انتظام سفر اور نیلگری میں فروغ گاہ شاہی کے بند و بست کے لئے حکم اقدس صادر ہوا نواب صاحب معززاً اس سفر کے ساز و سامان کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام نیلگری میں ہیر و ڈا اور وڈا سٹا دو بنگلے سرکار کی اقامت کے واسطے کرایہ سے تجویز کئے قبل اسکے کہ سواری ہمارا کانیلگری کو روانہ ہو۔ ریلوے سواریوں وغیرہ سامان کا بند و بست اور سیان خاصہ۔

۲۹

اور بگھی گھوڑوں اور شاہی ساز و سامان اور کارکنان مختلف کارخانجات شاہی کی روانگی کا کل انتظام پیشگاہ خسروی سے میرے تفویض ہوا۔
 بننے بجازت اقدس ایک ہفتہ پہلے کل کارکنان کارخانجات کو نیلگری کی طرف روانہ کر دیا۔

۸ مئی ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۲۲ رجب ۱۳۰۳ھ ہجری کو اعلیٰ حضرت حضور پرنور کی سواری مبارک نیلگری کی طرف روانہ ہوئی۔ امرائے دولت اور اعیان سلطنت سے حسب ذیل ہم کاب اقدس تھے۔

نواب سالار جنگ بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ
 قادر جنگ بہادر۔ مستحکم جنگ بہادر۔ ڈاکٹر مرزا علی صاحب۔ میر محتار علی صاحب
 انیس جنگ۔ بارہوین مئی کو شام کے وقت سواری مبارک نیلگری میں داخل ہوئی
 اعلیٰ حضرت مع زنانہ ہیر و ڈین قیام فرما ہوئے باقی کل مصاحبین و ڈاکٹراک میں
 فردکش ہوئے مین نے اپنے لئے ہیر و ڈکے دروازہ کے سامنے ٹین کا ایک جھرو
 بنوا کے اوسین قیام کیا۔

حضور پرنور نیلگری میں اکثر صبح کو گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری کے لئے
 تشریف لیجاتے تھے۔ اور بعض وقت پوگو رڈ پرنیزہ بازی وغیرہ کی بھی کثرت
 فرماتے تھے نیزہ بازی کی کثرت کے وقت لارڈ رابرٹ جو اوس زمانہ میں مدراس
 کے کمانڈر انچیف تھے اکثر تشریف لاتے اور حضور پرنور کے ساتھ نیزہ بازی

میں شریک ہوتے تھے۔

نیلگری میں فاکس ہاؤس کا خنکار مشہور ہے ولایتی فاکس ہاؤس ولایت سے منگو اکے وہاں رکھتے ہیں اور موسم پر اون سے لومڑی کا شکار کھیلتے ہیں اگرچہ فاکس ہاؤس پیشاور۔ پونہ۔ مدراس وغیرہ میں بھی منگوائے گئے اور وہاں اون سے شکار کیا گیا لیکن تمام شکار دوست متفق الکلام ہیں کہ نیلگری سے بہتر اون کا شکار کہیں نہیں ہوتا ہر ہفتہ میں دو روز اس شکار کے لئے مقرر کئے گئے تھے میں بلاناغہ اسمین شریک ہوتا تھا۔

اور میسور کے جنگل میں پہاڑ کے نیچے ہاتھی کا بھی شکار مشہور ہے میں نے ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کیا تھا اس لئے میں نے چاہا کہ اس کا بھی شکار کروں۔ چونکہ ہاتھی کے شکار کے واسطے گورنمنٹ میسور کی خاص اجازت ہونی ضروری تھی۔ کپٹن نیول جمیبرلین صاحب ایڈیکانگ لارڈ رابرٹ جو میری بڑی دوست تھے جب اس کا تذکرہ اون سے آیا تو انہوں نے لارڈ رابرٹ سے کہہ کر میرے لئے میسور گورنمنٹ سے ایک ہاتھی کو شکار کی واسطے اجازت منگوا دی اور خود ہی نیول جمیبرلین صاحب نے اس شکار میں جانیکا ارادہ کیا۔

راقم کامیسور کے جنگل میں فیل کو شکار کرنا

جہڑی ماہ جون ۱۸۸۵ء کو میں اور کپٹن نیول جمیبرلین۔ اور کپٹن چارلس ہوم نیلگری سے بندھنے کی طرف روانہ ہوئے اور قریب شام کے وہاں جا پہنچے بندھی پور نیلگری سے ۸ اکوس پر میسور کی ریاست کی سرحد میں واقع ہے مسافروں کی آسائش کی واسطے

ایک چوٹا سا مسافر نگلہ ہی وہاں بنا ہوا ہے شب کو ہم نے بنگلہ میں قیام کیا صبح کو
 شکار کے لئے تیار ہوئے کپٹن نیول جیمبر لین اور کپٹن ہوم نے مجھ کو ہاتھی کی تلاش
 میں جانے کے واسطے کہا اور خود دونوں صاحب بائین کے شکار کو روانہ ہوئے۔
 جب میں ہاتھی کے شکار کو چلا تو خواجہ امین الدین اور دو شکاری اسی ملک
 کے میرے ساتھ تھے جنگل میں تقریباً دو تین میل چلنے کے بعد ایک شکاری نے
 جواگے آگے چل رہا تھا کہا یہاں ہاتھیوں کے پیروں کے نشان ہیں میں نے
 دیکھا تو ایک نالہ میں دس بیس ہاتھیوں کے پاؤں کے آثار پائے جاتے ہیں
 اور ان آثار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ہاتھی علیحدہ ہو گیا ہے
 اور مشرق کی جانب چلا گیا ہے دونوں شکاریوں نے کچھ دیر تک وہاں باہم
 گفتگو کر کے یہ رائے دی کہ ہاتھیوں کے غول کو چھوڑ کر جو ہاتھی اکیلا گیا ہے اسکی
 تلاش کی جائے میں نے جیب اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ تجربہ
 اس امر کو باور کراتا ہے کہ غول میں سب ہتھیاں ہوں گی۔ اور یہ ہاتھی جو علیحدہ
 ہو گیا ہے۔ یقیناً بڑا اور دھنڈلا ہے کیونکہ دھنڈلا ہاتھی اکثر سب اکیلا رہتا ہے۔

غرض ہم اوس ہاتھی کی تلاش میں چلے اور اس کے پاؤں کے نشان دیکھتے
 ہوئے ایک میل آگے بڑھ گئے یہاں جنگل نہایت گنجان تھا۔ ساگوں وغیرہ کے
 بلند اور سایہ دار درخت اس قدر گنجان تھے کہ آگے کچھ نظر نہ آتا تھا اور یہ تعجب
 ہوتا تھا کہ اس گنجان جھاڑی میں سے ہاتھی سا قوی الجشہ جانور کیونکر گزر رہا ہوگا۔

چونکہ ایک روز پہلے وہاں شب کو بارش ہو چکی تھی اور زمین نمناک اور تر تھی اس لئے
 ہاتھی کے پاؤں کے نشان بخوبی معلوم ہوتے تھے گاؤں والا شکاری آہستہ آہستہ
 آگے آگے اور مین اور خواجہ امین الدین اوسکے پیچھے پیچھے خاموش چلے جانے
 تھے ایک جگہ جنگل میں پہونچ کر شکاری یکا یک کھڑا ہو گیا اور اوس نے ہنچکا اشارہ
 کیا کہ ہاتھی کے پانوں کے نشانوں کی طرف دیکھئے مین نے دیکھ کر پوچھا کیا ہے
 اوسنے کہا ہاتھی بہت نزدیک ہے مین نے پوچھا یہ کیونکر معلوم ہوا اوس نے کہا
 ہاتھی نے جس جگہ پاؤں رکھا ہے جو گھاس دب گئی ہے وہ ابھی تک سیدھی نہیں
 ہوئی ہے اگر زیادہ دیر ہو جاتی تو گھاس سیدھی ہو کر کھڑی ہو جاتی اس سے قیاس
 کر سکتے ہیں کہ ہاتھی یہاں سے ابھی گزرا ہے پر شکاری نے مجھے اشارہ کیا کہ مین
 تیار رہوں۔ ہاتھی کے شکار کے لئے اکثر ایسے بوند بوند کام مین لائی جاتی ہے
 حضور پر نور نے مجھے ایک ایسے بوند بوند ہالینڈ کا بنا ہوا عنایت کیا تھا۔ وہ آؤتو
 میرے ہاتھ میں تھا اوسکا وزن سولہ پونڈ تھا چونکہ بڑی دیر سے مین اوسکو ہاتھ میں
 لئے تھا اوسکے وزن سے میرا ہاتھ تھک گیا تھا۔ بہر حال مین نے بوند بوند تیار کر رکھ کر
 شکار کے پیچھے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے یہاں جنگل استدر گنجان ہو گیا تھا کہ نہ آگے
 دکھائی دیتا اور نہ دھننے بائیں کچھ نظر آتا تھا۔ تھوڑے ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ
 سلاشے سے درخت کی ٹہنیاں توٹنے کی کچھ آواز آئی۔ میرا سہرا ہی شکاری وہیں کھڑا
 ہو گیا اور جبرطف سے آواز آتی تھی اوس نے اوس طرف خیال کیا پھر زمین کی طرف

جھک کر اوس ڈی تھوڑی سی گہائس توڑی اور ہوا میں اوڑائی وہ گہائس ہوا سے اودھر
کو اوڑی جدھر سے ٹہنیوں کے توٹنے کی آواز آئی اتنی ٹسکاری نے آہستہ سے میرے
کان میں کہا کہ ہوا موافق نہیں ہے ہاتھی ہماری بوسوں گھبرا جائے گا اسلئے ضرور
ہے کہ ہم یہ راستہ پہوڑ دین اور چکر کہا کے ہاتھی کے دوسری طرف سے جائیں تاکہ
ہوا ہمارے موافق ہو۔ آخر ٹسکاری پلٹا اور جدھر سے ہم گئے تھے اودھر کو آیا پھر چکر
کہا۔ کہ ہم دوسری طرف کو گئے۔ اتنے میں پہوڑائی کے توٹنے کی آواز سنائی دی۔
ٹسکاری نے کہا کہ ہاتھی بانس کی ڈالیاں توڑ کر کہا رہے۔ گنجان جنگل ہونے کے سبب
بھکود کہاں نہیں دیتا۔ میں نے پوچھا کہ ہاتھی کتنی دور ہوگا اوس نے کہا تقریباً دو تین سووار
پر ہوگا اوس وقت بھکود ایک ایسے نالہ سے اوتڑا پڑا کہ جہاں میں بیت اور سیکر رولڈل ہی تھی
یہاں ہم لوگ نہایت آہستہ آہستہ چلتے تھے یہ موقع بڑا ہی نازک تھا۔ اودھر میرے ہاتھ
میں ایٹھ بور ووفر بی ریفیل اودھر راستہ میں دلہلے آگے سے ٹسکاری برا برا اشارہ پر اشارہ
کر رہا ہے کہ کچھ ٹہیں قدم رکھنے اور اوٹھانے کی آواز نہ ہونے پائے اور یہ بھی معلوم نہیں
کہ ہاتھی کس مقام پر کھڑا ہے ہم صرف اوسکی ڈالیاں توٹنے کی آواز پر جا رہے ہیں۔
غرض ہم جتنی زیادہ قریب ہوتے گئے اوس قدر ڈالیاں توٹنے کی آواز زیادہ آتی
گئی تھوڑی دیر کے بعد ہم کروندہ کی بڑی گنجان جھاڑی کے پاس پہونچے وہاں ٹسکاری
نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ ٹھہرے اور خود اوس خاردار جھاڑی کے اندر جا کر اطراف
کے جنگل کو اوس نے دیکھا پھر مجھے اپنے پیچھے آنے کے لئے اشارہ کیا میں اوس جھاڑی

کے اندر جبکہ کمر بٹھل تھا مگر ساری کو پاس پہنچا اور دیکھا کہ ایک نالہ کے کنارہ بانس کی جھاڑی کے قریب ہاتھی کھڑا ہے اور بانس کی ڈالیاں سونڈ سے توڑ توڑ کر کھا رہا ہے میرے اندازہ میں جہان ہاتھی کھڑا تھا میرے اوجھلے درمیان ساٹھ قدم کا فاصلہ تھا جہان نے چاہا کہ بندوق چلاؤن لیکن تسکاری نے منع کیا اور اشارہ سے سامنے کی ایک دوسری جھاڑی بنائی جو چارے اور ہاتھی کے درمیان نصف فاصلہ پر تھی اور اس کے اشارہ سے مجھے معلوم ہوا وہ چاہتا ہے کہ میں اکیلا ہی ہاتھی کی طرف بڑھ جاؤں۔ اور وہ اونچا جب امین الدین دونوں وہیں کھڑے رہیں۔ اس کے ایسے اشارہ سے میں دوسری جھاڑی کے آسے میں آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل چلا میں اس وقت اس خبر واری سے چل رہا تھا کہ میرے چلنے کی آہٹ خود مجھے سنائی نہیں دیتی تھی۔ جب اس جھاڑی کے آسے میں جا رہا تھا تو ہاتھی مجھے بالکل دکھائی نہیں دیتا تھا اور میں خود بھی اس امر کی کوشش کرتا تھا کہ ہاتھی مجھے دکھائی نہ دے۔ اگرچہ اس جھاڑی کے اوپر سے درمیان تقریباً بیس بائیس گز کا فاصلہ رہا ہو گا مگر یہ تھوڑی سی مسافت مجھے طے کرنا کئی کوس کی برابر ہو گیا تھا۔

غرض جب میں اس جھاڑی کے پاس پہنچا تو تھوڑی دیر آرام کیا اور ہاتھی کو جھاڑی کے اندر سے جب دیکھا تو وہ بالکل آٹا کھڑا نظر آیا۔ بانس کی ڈالیاں کھائے میں شہل تھا اس کے بڑے بڑے دانت باہر نکلتے ہوئے تھے۔ خوشی سے چوم رہا تھا اور اپنے اپنے بانسوں کی نرم نرم ٹہنیوں سے سونڈ سے توڑ توڑ کر منہ میں رکھ لیتا تھا کہیں سونڈ زمین

ڈاکٹر پانی نکالتا اور اپنے بدن پر اوڑھتا تھا۔

اوسوقت میرے قیاس میں ہاتھی مجھے بیس گز کے فاصلہ پر تھا میں نے سوچا کہ ہاتھی کے کس مقام پر شست باند بکری گولی لگائی جائے اسکے ساتھ ہی مجھے اپنے دوست کپٹن جمیمبرین کی نصیحت یاد آئی انہوں نے کہا تھا کہ جب تک گولی ہاتھی کے مغز میں نہ پہنچے ہاتھی کبھی زمین پر نہیں گرتا ہاتھی کے مارنے کے لئے ضرور سہتکے گولی اوسکے دماغ میں پہنچانی چاہئے۔ یہہ اس طرح ممکن ہے کہ ہاتھی کے سر میں جہاں جہاں مضبوط ہڈیاں نہیں ہیں اور دماغ کے اندرونی طبقات میں نالیان ہیں وہاں گولی ماری جائے۔ اسکے ساتھ ہی انہوں نے کاغذ پر ہاتھی کے سر کا نقشہ بنا کر مجھے سمجھا دیا تھا کہ اگر ہاتھی اپنے سامنے بالکل سیدھا کھڑا ہو تو اوسکی آنکھوں کے درمیان جو جگہ بلند ہے وہاں گولی ماری جائے اور اگر بالکل آڑا بازو سے کھڑا ہو تو کان کی جڑ سے دوا نیچہ آگے اور اگر اسطور پر کھڑا ہو کہ شکاری ہاتھی کے پیٹھ کی جانب ہو تو کان سے دوا نیچہ نیچے گولی مارنا چاہیے۔ اوسوقت ہاتھی ترجہا کھڑا تھا اس لئے میں نے چاہا کہ اوسکے کان سے دوا نیچہ نیچے شست باند بکری فیر کر دن گریا ہاتھی کی جلد جلانے کیلئے دیکھ کر بندوق فر کرنے کا مجھے موقع نہ ملا۔

اوسوقت بندوق چلانے میں مجھے دیر ہوئی۔ میرے شکاری نے گمان کیا کہ کوئی غلطی واقع ہوگئی ہے جس سے بندوق نہیں چل سکی وہ خود آہستہ آہستہ میرے پاس آیا جب کہانس میں آنے سے اوسکی آہٹ مجھے سنائی دی تو میں پیچھے پلٹ کر دیکھا تو

میرا شکاری تھا۔ اوس نے مجھے اشارہ کیا کہ بندوق چلائے دیر کر سنے میں کہیں شکار ہاتھ سے جاتا نہ ہے میں نے ہاتھی کی طرف نظر کی تو اوسے ایک گونہ سکون ہو گیا تھا میں نے جلد بندوق فیر کی جب سامنے سے بندوق کا وہوان ہٹا تو دکھائی دیا کہ ہاتھی جو سوڈاوپر کئے کھڑا تھا اوس نے اپنے دونوں گھٹنے زمین پر ٹینک دے دیں۔ اور اوسکے دونوں دانت کیچڑ میں گہسکر زمین کے اندر آ رہے اور گر گئے ہیں۔

اوسوقت یہ ممکن تھا کہ میں دوسری گولی ہاتھی کے سر میں مارتا لیکن مجھے خیال ہوا کہ جب اوس نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا ہے تو کوئی دم میں زمین پر خود ہی گر جائے گا میرا شکاری جو بالکل میرے قریب آ گیا تھا خوشی سے اوچھلنے کو دھنک گیا لیکن چند رسکند میں ہاتھی زمین پر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سامنے کو آہستہ آہستہ چلا۔ اوسوقت مجھکو سخت تعجب ہوا اور میں نے فوراً ریفیل کو بہر کے شکاری سے کہا کہ دوڑ کر ہاتھی پر دوسرا فیر کرنا مہون مگر اوس نے منع کیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر یہاں سے ہلے اور زور قدم آگے بڑھایا تو ہاتھی آپ پر حملہ کرے گا وہ بخود ہی کی حالت میں ہے اوس کا اسوقت کا حملہ نہایت خطرناک ہو گا بہتر یہ ہے کہ یہاں کھڑے رہئے تھوڑی دور جا کر وہ خود بخود گر جائے گا۔

جب ہاتھی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تب شکاری مجھے وہاں گئے کیا چہان ہاتھی کھڑا تھا اور کہا کہ جب تک گولی ہاتھی کے دماغ میں نہیں پہنچتی ہاتھی بالکل بے ہوش ہے کہیں نہیں ہٹ سکتا زمین پر اوس کا سر ٹپکنا اس بات کی دلیل ہے کہ گولی ہاتھی کے دماغ

میں پہنچ گئی لیکن وہ اسکے دماغ میں کنارہ کنارہ گئی ہے کی خذر آگے جا کر وہ ضرور گر جائیگا
اگر اس ہاتھی کے دماغ میں گولی پورا اثر کرتی تو وہ ابھی یہیں گر پڑتا نہ شکاری نے یہ باتیں
ایسے مدلل طور پر بیان کیں کہ جن سے مجھے ہاتھی کے شکار ہو جانے کا کامل یقین ہو گیا۔
اسکے بعد شکاری کی صلیح سے ہاتھی کی تلاش میں آگے روانہ ہوئے تھوڑی دور

بڑے ہون گئے کہ ہم نے ہاتھیوں کا ایک غول جانے ہوئے دیکھا اور سوقت میں فی
خواجہ امین الدین سے کہا کہ تم زخمی ہاتھی کے پیچھے جاؤ میں نے شکاری کو ہمراہ لے کر
دوسرے غول کا پیچھا کیا جیسی ہم اون سے سوگرنے کے فریب پہنچے ہوں گے کہ انہوں نے
ہمیں دیکھ لیا اور یکایک زور سے چیخ مار کے سب ہاتھی بھاگے ہم نے اون کا اتنا
کیا تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک نال آگیا اور انہیں اسکے پار جانا پڑا دوسری
طرف کا اوسکا کنارہ بہت اونچا تھا جیسے بڑے بڑے ہاتھی تو دوڑتے ہوئے چڑھ گئے
لیکن دس بارہ بچے جو چھوٹے چھوٹے تھے اوپر جادے کے بڑے بڑے ہاتھی بچوں کو
پیچھے دیکھ کر فوراً رگ گئے اور پلٹ کر انہوں نے اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک کے
سونڈین بڑھا دیں اور چھوٹے بچوں کی سونڈین بکتر بکتر کر انہیں کنارہ کے اوپر پہنچ لیا
ہاتھیوں نے یہ کام اس تیزی سے کیا کہ دو منٹ بھی نہ لگے تمام بچے اوپر پہنچ
گئے تو ہی اور توانا ہاتھیوں کا بچوں کی سونڈوں میں سونڈین ڈالنا اور اوکو اوپر لے
لینا عجیب و غریب تماشا تھا میں جھاڑی کے کنارہ کھڑا ہوا دیکھتا رہا واقعہ عجیب و غریب
ہاتھی کو زیادہ ادراک ہے۔

جب یہ غول چلا گیا تو شکاری سنبھلے کہا کہ آپ ایک جگہ کھڑے رہیں اور
میں جا کر زخمی ہاتھی کی خبر لاتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور بہت جلد واپس آیا اور کہا کہ ہاتھی
ایک جھاڑی میں گر کر مر گیا۔ خواجہ امین الدین وہاں موجود ہیں اور دوسرا ایک شکاری
جو مجھے راستہ میں مل گیا تھا میں نے اس کو بھیج دیا ہے کہ وہ مردہ ہاتھی کے دانت
کاٹ کر لے آئے اور وقت میں لے چا ہا کہ اپنے شکار کئے ہوئے ہاتھی کو جا کر
میں ہی دیکھوں مگر پانی برسنا شروع ہو گیا تھا۔ اور شام کا وقت بھی قریب آ گیا
تھا اس لئے شکاری کے ساتھ میں اپنی قیام گاہ کو واپس چلا آیا۔

اور ہاتھی کا قد وغیرہ ناپ نہ کیا لیکن ہاتھی جوان تھا اور اس کے دانت بہت
خوش وضع اور پاکیزہ تھے جو اتنا تک میرے مکان راحت منزل کے ڈرائنگ روم
میں دیوار سے آویزاں ہیں۔

کپٹن جمیر لین۔ اور کپٹن ہوم میرے آنے سے قبل ہی واپس آ گئے تھے۔
ہاتھی کے شکار ہونے کی خبر سن کر میرے یہ دونوں دوست بہت خوش ہوئے دوسرے
دن صبح کو ہم تینوں ملکر نیلگری کو واپس آئے۔

ہاتھی کے جو دانت میں لایا تھا وہ آٹے ہی میں نے حضور پُر نور کے ملاحظہ میں پیش
کئے۔ اعلیٰ حضرت شکار کا احوال و یر تک دریافت فرماتے رہے میں نے اپنے شکار کا
کل واقعہ اعلیٰ حضرت حضور پُر نور کے پیش گاہ میں عرض کیا دوسرے روز وہ دانت لیکر مین
حرفرڈ راک راہرٹ کے پاس گیا جنہوں نے گورنمنٹ میوزیم سے مجھے ہاتھی کے شکار

کی اجازت دلائی نہی اور میں نے اوف کاشکر یہ ادا کیا سرفریڈر کے لئے کہا کہ یہ اتفاقاً
 امر ہے کہ آپ کو اول ہی روز رہائی مل گیا اور نہ کہ یہی صاحبان شکار دوست آٹھ آٹھ
 دس دس روز تک شکار کی تلاش میں پہرتے رہتے ہیں۔ اور بڑے دانتوں والا
 ہاتھی نہیں ملتا۔ اس زمانہ میں مجھے اور سرفریڈر کو رابرٹ سے اکثر ملاقاتیں ہوتی ہیں
 بارہا وہ نیزہ بازی اور ٹینٹ پگنگ کے موقعوں پر تشریف لاتے اور مجھے ان کے ساتھ
 ان کاموں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا تھا اس لئے میری اور ان کی دوستی باہم
 زیادہ ہو گئی تھی۔ سرفریڈر کو رابرٹ نے نیلگری سے رخصت ہونے وقت مجھ
 دعوت دی کہ آئندہ ماہ میں بنگلور میں ہم کیا مپ آف اگسرسائز کرینگے اس لئے
 ہم نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی اس کے ساتھ
 میں اگر ہمارا انشٹاف میں شریک ہوں تو سرفریڈر کو رابرٹ کی اس دعوت کو بڑی خوشی کیساتھ قبول کیا
 بنگلور کے کیمپ اگسرسائز میں راقم کا شریک ہونا
 نیلگری سے بلدیہ حیدر آباد کو مراجعت کرنیکے بعد سرفریڈر کو ایک ٹیلگرام مجھے پہنچا جسکو درلینڈ
 نے مجھے اطلاع دی تھی کہ غرہ ماہ جولائی سے بنگلور میں کیمپ اگسرسائز شروع ہوگا
 تاریخ مقررہ پر آپ بنگلور پہنچ کر ہمارے انشٹاف میں شریک ہو جائیں۔
 سرفریڈر کو رابرٹ کا تار میں نے حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں پیش کیا اور
 اعلیٰ حضرت سے اجازت حاصل کر کے میں بنگلور کی طرف روانہ ہوا۔
 سرفریڈر کو رابرٹ کا کیمپ بنگلور سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا دوسرے روز

مین کیمپ مین پہونچا اوسی روز جنرل سر ڈانلڈ اسٹورٹ کمانڈر انچیف ان انڈیا
بھی شملہ سے بنگلور مین داخل ہوئے تھے سر شام جنرل رابرٹ مع اسٹاف کے سب
فوج کے ملاحظہ کے واسطے گئے۔

پانچوین تاریخ کو صبح سے شام کے دو بجے تک بنگلور کے مشرقی جانب فوج
نے جنگ مصنوعی کی پراکٹس کی۔ اور شام کو کل فوج اپنے اپنے مقامات پر اگرمپ
مین اوتری۔

شب مین سر فریڈرک رابرٹ کے پاس فوجی چند افسروں کی دعوت تھی
مین اپنے دوست کپٹن نیول چیمبرلین کے بار سے بیٹھا کہا نا کہا رہا تھا کہا نا کہا
وقت کپٹن چارلی ہوم ایڈیکانکٹے کہا کہ کمانڈر انچیف نے کہا نا کہانے کے بعد اپنا
گھوڑا طلب کیا ہے اور اسٹاف کے سب افسروں کو بھی حکم دیا ہے کہ ڈنر کے
بعد وہ تیار ہو جائیں لیکن یہہ معلوم نہیں ہوا کہ کمانڈر انچیف صاحب کہاں جائیگے
اھ فوج کے لئے اونہوں نے کیا حکم دیا ہے یہہ خبر سنتے ہی ہم سب لوگ جلد
جسٹہ کہا نا کہا کر اپنے اپنے خیموں مین گئے اور یوتی فارم پہنکر باہر آئے۔ اس
اشنا مین ہماری سواری کے گھوڑے بھی تیار ہو کر آ گئے۔

کپٹن نیول چیمبرلین صاحب کمانڈر انچیف صاحب کے خیمہ مین گئے اور
نوراً واپس آکر کہا کہ پاؤ گھنٹہ ہوا کمانڈر انچیف صاحب سوار ہو گئے۔ ڈاکٹر ٹیالوٹ
جو اس وقت وہاں موجود تھے اونہوں نے کہا کہ میڈی سکرٹری نے مجھے بیان کیا

یہ معلوم ہوا کہ تالاب پانی اور دھڑیوں کا جو سلسلہ تھا وہ اب ختم ہو گیا۔ جب سلطان سے کچھ آگے بڑھے تو ایک بڑی گہائس کے رمنہ میں پہونچے اور سوقت ہم نے چاہا کہ گہائس جلا کے روشنی کریں لیکن مشکل یہ تھی کہ گہائس گیلی تھی اوس کا جلنا ناممکن تھا۔

کپٹن مکٹن صاحب کا لباس جو بیگ گیا تھا جس قدر اوس سے اونکو تکلیف ہو رہی تھی اوس قدر ہلکا افسوس تھا لیکن ہم اونکو کسی قسم کی مدد نہیں دیکھتے تھے۔ اس لئے کہ میرے اور نیول جمیئرین کے پاس سوا ایک ایک کوٹ کے جو ہم پہنیے ہوئے تھے کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا چند میل تک ہم اسی طور پر چلے گئے آخر میں گہائس کی گریوں کے پاس پہونچے اون گریوں کے اطراف میں دیوار اور تالی تھی جس کی وجہ سے ہلکا اوسطرف سے گزرنے کے لئے کوئی راستہ نکلا ہم اپنے گھوڑے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس خیال سے کھڑے رہے کہ رات آخر ہے کوئی دم میں صبح نمودار ہوتی ہے روز روشن ہوتے ہی ہم فوج کی تلاش میں آگے بڑھینگے ٹھوڑی دیر کے بعد صبح کی روشنی شروع ہوئی کچھ کچھ راستہ دکھائی دینے لگا ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ مغرب کی جانب سے توپوں کے سر ہونے کی صدائیں ہمارے کانوں میں آئیں توپوں کی آواز سے ہم نے یقین کر لیا کہ گناڈر انجیف صاحب نے جنرل سر چارلس کیئر قلعہ مندی درگ پر گولہ باری کے لئے جو حکم دیا تھا اونہوں نے اوسکی برا بربعل کی کہ آفتاب نکلنے سے پہلے اونہوں نے مقررہ مقام پر پہونچکر قلعہ پر گولہ اندازی شروع

کر دی ہم فوراً اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے آگے بڑھے اور جھڑپ سے توپوں کی آواز آرہی تھی اور سطرف ہم نے رخ کیا جب ہم کیا مچکے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ سرفریڈرک رابرٹ اور سر ڈائلڈ اسٹورٹ فوج کے پاس کھڑے ہیں اور قلعہ کے سامنے سے پلٹن اور اسکی دہنی طرف سے رسالہ بڑھ رہا ہے جنرل سمن نے کمانڈر انچیف صاحب کے حکم سے قلعہ کی دیوار پر بعض بعض جگہ بارود چھاد دی تھی اور اس سے یہ فرض تھی کہ حوث گولہ قلعہ پر لگے تو گولہ سے وہ بارود بھی اڑ جائے گا گولہ باری ہوتی رہی ایک گولہ نشان پر لگا اور وہ بارود جو قلعہ کی دیوار پر پڑی ہوئی تھی ایک بارگی اڑ گئی فوج نے نہایت جتنی اور مستعدی سے حملہ کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور یہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی غرض ایک ہفتہ تک اسی طور پر جنگ مصنوعی ہوتی رہی اس جنگ میں ہمارا جہ میسور بھی تشریف لائے تھے یہ جنگ جب باطل ختم ہو گئی تو ہمارا جہ میسور نے ایک فینسی ڈریس ہال کی دعوت دی جہاں راقم اور سب افسران فوجی شریک تھے اسکے بعد کیا مچ برخواست ہو گیا اور میں کمانڈر انچیف صاحب اور اپنے سب فوجی اجاب سے رخصت ہو کر حیدر آباد کی طرف ماہی ہوا اور بلدیہ میں پہنچنے کو کہا برخواست اور فوجی انتظامات میں مصروف ہو گیا۔

مرزا عبد اللہ بیگ بر خانبہار کا گولکنڈہ برگین چہرہ برگین پٹی سبکی شریک ہوا چونکہ ۱۳۳۵ ہجری میں گولکنڈہ لائسرا گولکنڈہ انقسری کی چھاؤنی قلعہ گولکنڈہ میں بنائی گئی تھی اور دونوں جہنٹوں کی قواعد اور پرید اور فوجی قوانین میں بہت کچھ

کوشش اور توجہ مبذول کی گئی تھی اور اس فوج میں میری حیثیت ایک برگیدہ کی تھی اس موقع پر مجھے ایک ایسے تجربہ کار شخص کی ضرورت تھی جو نوجوان کاموں میں مہارت تمام رکھتا ہو۔ اور برگیدہ میجر کی خدمت کیواسطے ہر طرح سے لائق اور موزون ہو۔ اس لئے میں نے اپنے دوست مرزا عبداللہ بیگ کو جو اس وقت حیدر آباد کنٹننٹ کے چہارم رسالہ میں دروی میجر تھے اس خدمت کیواسطے انتخاب کر کے تحریر کیا کہ اگر برگیدہ میجر کی خدمت پر حیدر آباد میں آنا آپ پسند کرتے ہیں تو میں بہت خوشی کے ساتھ آپکو لے سکتا ہوں میرا خط پہنچتے ہی مرزا عبداللہ بیگ اورنگ آباد کی چھاؤنی سے میرے پاس آ گئے۔

میں نے انہیں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں پیش کیا اور جناب ممدوح نے اسی وقت مرزا عبداللہ بیگ کو گوگلنڈہ لائن میں سکند انکمانڈ مقرر کر کے منصرف عہدہ برگیدہ میجر کی کام اونکے تفویض فرمایا۔ مرزا عبداللہ بیگ نے تھوڑے ہی دنوں میں اپنے حسن خدمت کا نمونہ دکھلادیا اور سالار جنگ بہادر نے ان کے بیٹے شاہ مرزا بیگ کے نام جنکی عمر اس وقت سات سال کی تھی تنوا روپیہ کا منصب مقرر کیا۔

اس موقع پر میں تھوڑا سا احوال مرزا عبداللہ بیگ صاحب کا تحریر کرتا ہوں کہ میرے ساتھ ان کے قدیمی کیا کیا تعلقات ہیں ان کے والد مرزا بہادر بیگ چہارم رسالہ حیدر آباد کنٹننٹ میں رسائیدار تھے اور ان کے چچا شاہ مرزا بیگ حنا

یہی ایسی رسالہ میں رسالہ دار میجر تھے۔ شاہ مرزا بیگ رسالہ دار میجر سے آیام غدیر میں جو کچھ نمایان کا زلمہ میں آئے تھے اونکو میجر برٹن نے تایخ حیدرآباد کنٹنٹنٹ میں متحدہ جگہ تحریر کیا ہے رسالہ دار صاحب موصوف کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اونہوں نے اپنے یہائی کے بیٹے کو فرزند یمن لیا تھا۔ اور اونکی تربیت و تعلیم میں بوجہ حسن کوشش کی تھی۔ میرے والد اور شاہ مرزا بیگ صاحب کے باہم نہایت ربط و ضبط تھا۔ اس لئے میرے اور عبداللہ بیگ صاحب کے درمیان بھی ایام طفولیت سے اتحاد و ارتباط ہو گیا تھا۔

۱۸۷۷ء عیسوی میں جب جنرل رایت صاحب نے حیدرآباد کنٹنٹنٹ کی فوج میں اصلاح کی تو مرزا عبداللہ بیگ نے چوتھے رسالہ میں اونکو بڑی مدد دی اور فوجی ابواب میں اپنی حسن لیاقت اور کارگزاری کو اچھی طرح ثابت کروکھایا۔ حیدرآباد کنٹنٹنٹ کے چہارم رسالہ میں مرزا عبداللہ بیگ کی نیزہ بازی و چوگان بازی اور دوسرے فوجی کتب نہایت مشہور تھے اونکی لیاقت ہر ایک شخص کے نزدیک فوج میں مسلم تھی جب یہاں آئے تو فوجی انتظام میں مجھ کو اون سے بڑی مدد ملی۔ میں نے کپٹن عبداللہ بیگ کی مدد سے گوکنڈہ برگیڈ کے لئے ایک اسٹنڈنگ آرڈر مرتب کر کے سرکار میں منظوری کے لئے بھیجا۔ جسے سالار جنگ بہادر نے نہایت پسند کیا اور بندرلیو میٹر و سکرٹری او سکی نسبت شکریہ ادا کیا۔

کپٹن میر باشم علی خان سے بھی مجھے فوجی کاموں میں بڑی مدد ملی ان کے

والد میر سجاد علی خان بہادر تھے اور ان کے نام مرزا منور علی بیگ اول رسالہ حیدر آباد
کنٹیننٹ میں رسالہ بدستہ خبکویا ام غد کی کارگزاری کے صلہ میں آرڈر برٹش آف
انڈیا کا تمغہ سرکار سے ملتا تھا۔

مرزا ہادی صاحب قلعہ کی پلٹن میں بچہ ہفتی شریک ہوئے مرزا ہادی صاحب
نہایت ہوشیار اور ہونہار افسر تھے چند سال اس رجمنٹ میں کام کرنے کے بعد
میں نے اذکوا اپنے اسٹاف میں متعین کیا چنانچہ مرزا ہادی رفتہ رفتہ خطاب زیر جنگ
ذیر الدولہ سے مخاطب ہوئے اور میرے اسٹاف میں کواٹر ماسٹر اور برگینڈ میجر مگر
نظامت نظم جمعیت کے جلیلہ عہدہ پر انہوں نے ترقی پائی اور اسی طرح اور فوجی
افسروں نے میرے اسٹاف میں رکھ کر فوجی معلومات بڑھائی۔ جب اعلیٰ افسر فوجی
کاموں میں ماہر ہو گئے اور وقت فوجی حیثیت اس برگینڈ کی نہایت ترقی کی شان پیدا ہو گئی۔

بلدہ کو ان مقامات کا مختصر احوال جہان جہان راقم نے قیام کیا ہے
گو لکندہ میں جو میں نے ایک بنگلہ تعمیر کیا تھا اس کا مختصر احوال تو میں پہلے
اس سے لکھ چکا ہوں لیکن جن مقامات پر میں نے بلدہ میں قیام کیا اس موقع پر
ان مقامات کی بھی کچھ کیفیت لکھتا ہوں۔ جو وقت میں ۱۲۹۰ ہجری مطابق
۱۸۷۸ عیسوی میں حیدر آباد آیا تو اول چند روز تک ریاضت علی خان بہادر کا
مہمان رہا۔ اس کے بعد سالار جنگ بہادر اول نے اپنی بارہ دری کے مکان میں
دو مہینے تک مجھے مہمان رکھا اس کے بعد میں نے توپ کے سانچے کے قریب ایک

بجگہ کرایہ سے لیکر قیام کیا۔

۱۳۹۱ھ ہجری میں ایک بجگہ میں نے چادر گھاٹ میں خرید کیا۔ اور اوسمیں پانچ سال تک میں قیام پذیر رہا۔

ایک بار حضور پر نور نے سیف آباد میں قیام فرمانے کا ارادہ کیا اور حسین سا کے کنارہ ایک عمدہ موقع انتخاب فرما کے وہاں شاہی مکانات تعمیر کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ اوسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت سیف آباد میں روفی افرا ہوئے چونکہ خود بدولت کا ارادہ سیف آباد میں قیام فرمانے کا تھا اسلئے بنوازش خسروانہ حضور پر نور کے دو بجگے خرید فرما کے ایک بجگہ مجھے اور دوسرا بجگہ محبوب یار جنگ کو عطا فرمایا۔

راقم کے بجگہ راحت منزل کی تعمیر کی مختصر کیفیت

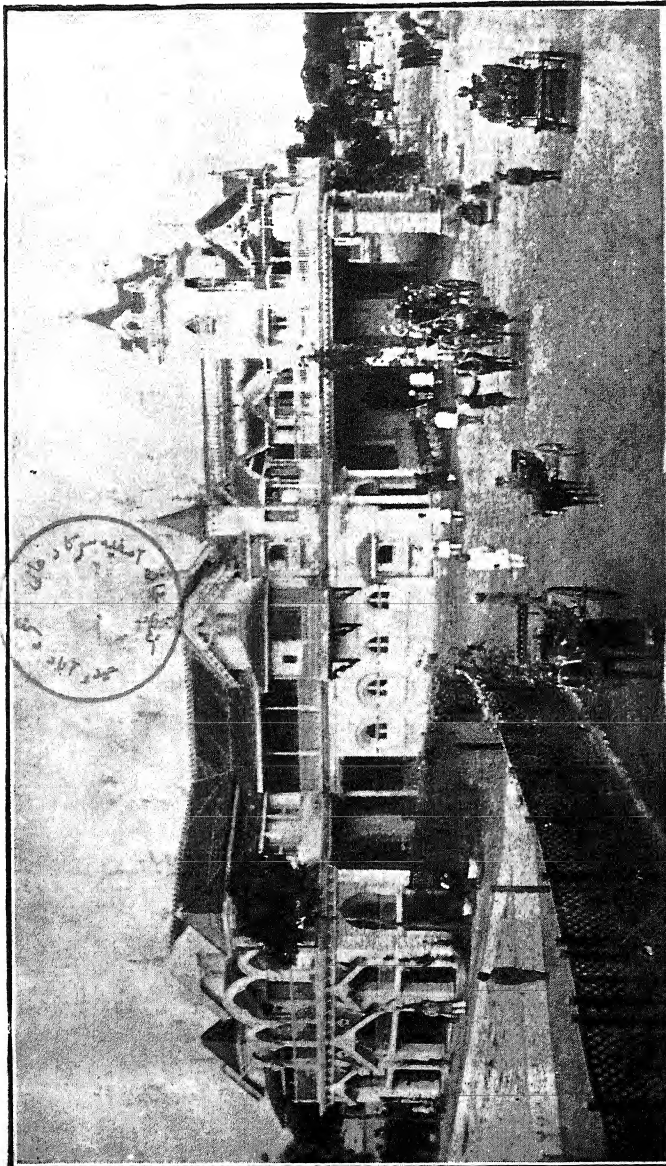
آغاز ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ۱۸۸۵ء عیسوی میں یہہ بجگہ مجھے عنایت ہوا حضور کے اس عنایتی بجگہ کا نام میں نے راحت منزل رکھا اور اس بجگہ میں بلحاظ ضرورت اور اہل و عیال کی آسائش کی غرض سے میں نے تدریجاً جہد یہ تعمیر شروع کی چنانچہ ۱۳۲۵ھ ہجری مطابق ۱۹۰۷ء عیسوی میں راحت منزل کے پورے ٹیکو کے اوپر کا بجگہ اور اس کے جنوبی حصہ کی کل تعمیر پوری ہو گئی راحت منزل کے مغربی جانب جو ایک دوسرا حضور بجگہ تھا اور سرکار نے اسکو کیپٹن ٹام ہیلی سے خرید فرمایا تھا ۱۳۲۵ھ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے وہ بجگہ ہی مجھے مرحمت فرما دیا۔ وہ بجگہ میں نے

اپنے زمانہ کی سکونت کے لئے تجویز کیا اور اس کے بازو کے دوسرے دو ہنگے میں
بنات خود خرید کئے یہ کل ہنگلمات ایک احاطہ میں واقع ہونے کی وجہ سے
راحت منزل کا احاطہ نہایت وسیع ہو گیا۔

سانے کی سڑک پر سے راحت منزل کی طرف دیکھا جائے تو شرقی پور ٹیکو
مع لائٹس گروڈ کے اور شمالی پور ٹیکو کے سانے سے محبوب ہنگلہ تک کامل نظر پڑتی ہے
راحت منزل کے سانے میں نے ایک ہنگلہ اپنے بڑے فرزند خان با والہ
کے واسطے بنوایا اور اس کا نام ولایت منزل رکھا۔

آغاز ماہ دسمبر ۱۸۸۳ء عیسوی میں مسٹر کاوٹری زریڈنٹ حیدر آباد نے مجھے
بیان کیا کہ سر ڈائلڈ اسٹوارٹ صاحب کمانڈر انچیف ان انڈیا اپنی خدمت سے
علحدہ ہوئے اور اوکی جائے سرفریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مقرر ہوئے سرفریڈر
رابرٹ نے ایک بڑے کیا مپ اکسپریس سائیز کا انتظام کیا ہے جس میں ہزار فوج
جمع ہوگی۔ دسمبر فوج دہلی میں اور دسمبر اربنا لہ میں اور غرہ ماہ جنوری ۱۸۸۵ء عیسوی کو
یہ دونوں فوجیں اپنے اپنے مقاموں سے بڑھ کر بانی پت کے میدان میں سرکہ آرا
ہونگی اور طرفین سے جنگ مصنوعی کے سب اصول کام میں لائے جائیں گے زریڈنٹ
صاحب نے مجھے یہ بھی کہا کہ سرفریڈرک رابرٹ نے جھکو لکھا ہے کہ میں حضور پر نور
کی خدمت میں اوکی جانے سے یہ شریک کروں کہ اگر حضور عالی آپ کو اجازت دیں تو
کمانڈر انچیف اس بڑے کیا مپ اکسپریس سائیز میں آپ کو اپنے اسٹاف میں رکھیں گے

حسن منزل



۲۲۱

چنانچہ مسٹر کاوری نے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اس امر کی تحریک کی اور حضرت
حضور پر نور نے کیا مپ اکسرسائیز میں شریک ہونے کے لئے مجھے اجازت مرحمت
فرمائی اس زمانہ میں اخباروں سے یہ بہ بھی معلوم ہوا کہ سرفریڈرک رابرٹ فریو پ
کی دوسری سلطنتوں کے بعض افسران فوجی کو بھی اس کیا مپ میں شریک ہونیکے
لئے دعوت دی ہے چنانچہ جرمن روس اسٹریلیا اور فرانس کی سلطنتوں سے دو دواہر
آکر اس کیا مپ میں شریک ہوں گے۔ (۱۰)

دہلی ورنبالہ کا کیا مپ اکسرسائیز

صفر ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۲۵ ستمبر ۱۸۸۵ء عیسوی کو مین حیدر آباد سے دہلی کی طرف
روانہ ہو کر کیا مپ میں داخل ہوا۔

یورپ کی مختلف سلطنتوں کے افسروں کے واسطے ایک کیا مپ علیہ مقرر
کیا گیا اور اسکا اہتمام اور انتظام کرنل بلبر کے تفویض ہوا۔

یکم جنوری ۱۸۸۶ء عیسوی مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۰۵ ہجری کو یورپ کی سلطنتوں
کے کل مدعو افسر دہلی میں پہونچ گئے اور لارڈ رابرٹ نے اپنے کیمپ میں ان کو
دعوت دی۔

دوسرے روز شمالی فوج نے دہلی سے اور جنوبی فوج نے رنبالہ سے کچ کیا
لارڈ رابرٹ مع اپنے اسٹاف کے دہلی سے فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور سویت

اون کے اسٹاف میں میرے سوا انفسران ذیل ہی شامل تھے۔

کرنل یا لکرو ویلیری سکریٹری کرنل پرنٹی مین کو اسٹر اسٹر کپٹن نیول جمیر لین ایڈیکاٹنگ
کیٹن چارلس ہوم ایڈیکاٹنگ مہاراجہ کوچ بہار اسٹاف انفسر سٹراس بیکر اسٹنٹ
اجیٹن جنرل۔

چونکہ دہلی سے اہلالتک تقریباً ساٹھ میل کا فاصلہ ہے پانچ روز تک دونوں
فوجیں ہر ایک طرف سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھتی گئیں۔ لارڈ رابرٹ مع اسٹاف
کے شمالی فوج کے ساتھ کوچ کرنے اور جب فوجیں اپنی فرود گاہ پر اتر جاتیں تو اوست
تخلف برگیز کے کیمپ وغیرہ کو دیکھنے کے بعد اپنے کیمپ میں اترتے تھے۔ فوج
کے روزانہ قطع مسافت کا یہ طریقہ تھا کہ دونوں فوجیں نو بجے اپنی اپنی فرود گاہ سے
روانہ ہو جاتیں اور تین بجے تک برابر قطع راہ کرتی تھیں وقت معینہ پر جو فوج جہان
بہو بج جاتی تھیں اتر جاتی تھی اسطرح کوچ کرنے سے یہ خیال تھا کہ دونوں فوجوں
کی اڈوانس پارٹی کا مقابلہ چھ روز ہو جائے گا پنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ چھٹی تاریخ
کو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب قریب پہنچ گئیں۔ لیکن مقابلہ کا موقع
نہیں ہوا۔ ساتویں روز لارڈ رابرٹ اول وقت اپنے اسٹاف کے ساتھ سوار ہو کر
گھوڑے دوڑانے ہوئے پانچ چھ میل پر نکل گئے پھر پانی پتہ کے میدان میں
ایک بلند پہاڑی پر کھڑے ہوئے دونوں فوجوں کو دور میں سے دیکھتے رہے۔
گیارہ بجے کے قریب شمالی فوج کا ایک رسالہ دوسرے آماہکو دکھائی دیا لارڈ

نے سر تھامس بیکر سے کہا کہ ایک خط لکھ کر سر ہیوگاف شمالی افواج کے جنرل سے دریافت کرو کہ آپ کتنے بجے پانی پت میں پہنچیں گے اور آپ کی یلٹن کتنی دور ہے۔

سر تھامس بیکر اسٹیشنٹ ایجنٹ جنرل نے وہ خط لکھ کر مجھے دیا اور مجھے کہا جلد جلد ممکن ہو وہ خط آپ سر ہیوگاف کو پہنچا دیں اور اسکا جواب اون سے لیکر واپس اہلایں جنرل صاحب کا خط لیکر تین روانہ ہوا اور آدھے گھنٹے میں شمالی فوج کے جنرل کے پاس میں پہنچ گیا۔ اور کمانڈر انچیف کا خط اذکو ویکر زربانی ہی اون سے مباحثہ کیا جنرل گاف صاحب نے خط کا جواب لکھ کر مجھے دیا اور زربانی ہی کہا کہ ہمارا رسالہ اور توپخانہ پہنچ چکا ہے اور یلٹن کا ہکو انتظار ہے جو غالباً دو گھنٹے میں یہ پہنچے گی اسوقت ہم اپنے رسالہ توپخانہ یلٹن مجموعی فوج کے ساتھ آگے بڑھیں گے یہ جواب ہیوگاف سے لیکر تین بیس منٹ میں واپس لایا گیا اور لارڈ رابرٹ کی نوبت میں پہنچا دیا۔

اسوقت لارڈ رابرٹ اور سر تھامس بیکر اوس بلند پہاڑی پر سے میرے جانے اور آنے کو دیکھ رہے تھے اور اونہیں شمالی فوج کی دوری اور ندی نالوں اور راستہ کی خراب حالت بخوبی پیش نظر تھی سر تھامس بیکر کہنے لگے کہ بہت تھوڑے افسر ہوں گے جو نو دس میل کے فاصلہ پر جا کر اسقدر جلد واپس آسکیں گے۔

لارڈ رابرٹ اوسی پہاڑی پر دونوں فوجوں کو دور بین سے دیکھ رہے تھے دو بجے کے قریب دونوں فوجوں کی اڈوائس پارٹیوں کے سوار ایک دوسرے کے

قریب پہونچ گئے اور ایک پارٹی نے دوسری پارٹی پر فیر کرنا شروع کر دیا سر جارج گریو کی جنوبی فوج کی پلٹن رسالہ تو پھانہ نے نہر پر اپنا قبضہ کر لیا چونکہ شمالی فوج کی پلٹن دیر سے پہونچی اس لئے آگے بڑھنے میں وقفہ ہو گیا پہرے تین تین بج گئے جو فوج جہاں تھی وہیں پر اور تر پڑی۔ اور نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہا۔ اور آج کا کام ختم ہو گیا۔

اس جنگ میں آج کا دن بڑے معرکہ کا تھا دونوں فوجوں کے درمیان اس وقت تقریباً تین میل کا فاصلہ ہو گا۔ لارڈ رابرٹ نے آج کے روز شمالی فوج کے تمام مواقع ملاحظہ کئے اور ہر ایک فوج کے کمانڈنگ سے اون کے حالات پوچھنے رہے چنانچہ اس روز ہم قریب چھ بجے شام کے گھوڑوں پر سے اترے۔ پہر کمانڈر انچیف صاحب نے کل اسپاير افسروں کو جمع کیا۔ اور دونوں طرف کے جنرلوں کی رپورٹوں کو کو اوٹرماسٹر جنرل نے پڑھ کر سنایا۔

شمالی فوج کے جنرل کا یہ دعویٰ تھا کہ دو بجے کے وقت ہماری اوٹروالس پارٹی نے نہر کے پل پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ اگر وہ پل دانا مائیٹ سے اسی وقت اوڑا دیا جاتا تو دو منٹ کا کام تھا جنوبی فوج کے رسالہ اور تو پھانہ کو او سپر او سوٹ عبور کرنا ناممکن ہو جاتا۔ جب تک جنوبی فوج عبور کا کوئی دوسرا انتظام کرتی ہماری فوج کو اتنا وقت مل جاتا کہ ہماری پلٹن جو پیچھے تھی وہاں پہونچ جاتی۔ اور دریا پر ہمارا مستحکم قبضہ ہو جاتا اور ہم اپنی کل فوج کے ساتھ درستی سے حملہ کر سکتے متقابل کی فوج

ہرگز آگے نہ بڑھ سکتی۔

جنوبی فوج کے جنرل کو اپنی فوج کے فتح کا دعویٰ تھا اور ان کی یہ دلیل تھی کہ نہر پر ہم اول پہنچ چکے تھے اور ہم نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

لارڈ رابرٹس نے ہر ایک امیدوار سے رائے پوچھی اور یہ گھنٹے کے بلاضد کے بعد جنوبی فوج کے حق میں فتح کا فیصلہ ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہے اور چونکہ شمالی فوج کی بٹن دیر سے پہنچی آج کے روز اور ان کی شکست تسلیم کی جائے کل کے دن نئی لڑائی شروع ہوگی شمالی فوج کی اڈا وانسپارٹی جو آگے بڑھ آئی تھی اسے ایک میل پیچھے ہٹ جانیکے لئے حکم دیا گیا۔

آج شب کو جب ہم لوگ کمانڈر انچیف کے ڈیرہ میں ڈنر پر جمع ہوئے تو کمانڈر انچیف اپنے لیڈری سکریٹری اور کواٹر ماسٹر جنرل سے فوجی اصول اور فنون جنگ کے نکات بیان کرتے رہے جن سے لارڈ رابرٹس کی فوجی قابلیت اور بلندی خیال اور تجربہ کاری کا اندازہ ہو سکتا تھا جس قدر افسر تھے بالاتفاق وہ تسلیم کر رہے تھے کہ لارڈ رابرٹس اس فن میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ہیں۔

دوسرے دن ساتویں جنوری کا بھی اس جنگ مصنوعی کے لئے بہت ہی بڑا دن تھا۔ اس روز مہملی۔ اور انبالہ کی بیس بیس نہر پر فوجوں کا میدان جنگ میں مقابلہ ہونے والا تھا۔ دوسرے سلطانوں کے جو افسر مدعو تھے اور قواعد دیکھنے آئے تھے انہیں اس لڑائی کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا کہ اس قدر کثیر التعداد فوج کو

اونکے جنرل میدان جنگ میں کس طور پر لڑا کر اپنی فوجی قابلیت دکھلاتے ہیں لارڈ
صبح کے آٹھ بجے سے پہلے مع اسٹاف کے ایک بلند مقام پر جا کر کھڑے ہوئے
تھے۔ فارن انسر بھی اوس روز اوسى جگہ آگئے تھے سب لوگوں کی نظر اپنی اپنی گہڑی
پر نہیں کہ کب نو بجتے ہیں اور جنگ شروع ہوتی ہے۔ نو بجے کا وقت لڑائی کے آغاز
ہونے کا ٹھیک وقت تھا چنانچہ نو بجتے ہی شمالی فوج کا توپخانہ آگے بڑھنا شروع
ہو گیا لیکن جنوبی فوج کے جنرل نے اپنی فوج کے دھننے حصہ کو پیش قدمی سے روکا
تاکہ اونکا رسالہ اور توپخانہ ہر کے قریب نہ آئے۔ یہ دیکھ کر شمالی فوج کے چار توپخانوں
نے ایک بلند مقام پر پوزیشن لیکر جنوبی فوج کی طرف فیر کرنا شروع کیا۔ سر جارج گریو جو
ایک بڑے تجربہ کار اور مشہور انسر تھے اونہوں نے اپنی کیولری برگیڈ کو حکم دیا کہ نہرو کو
عبور کر کے توپخانہ پر دہنی جانب سے حملہ کرے چنانچہ جنوبی برگیڈ کے آٹھ رسالو
توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے شمالی جنرل نے جنوبی جنرل کا ارادہ معلوم کرتے
ہی ایسی فوج کے ایک کیولری برگیڈ کو جس میں تین رسالے تھے حکم دیا کہ اپنے توپخانہ
کی کمک کو بڑھے۔

لارڈ رابرٹ اور اون کے تمام اسٹاف نے اپنی اپنی دوہینیں اوسط
اٹھائیں۔ اور فوج کی جنگ دیکھنے میں مصروف ہوئے چوبیس توپیں ایک جانب
سے رسالوں پر فیر کر رہی تھیں اور دوسری طرف سے بھی توپیں اوتنی ہی توپیں اونکا
جواب دے رہی تھیں دو دسٹے سواروں کے جن کی تعداد قریب سات ہزار کی ہوگی

ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے جب دونوں خبر لون نے دیکھا کہ ہمارے رسالے باہم حملہ آوری میں مصروف ہیں تو انہوں نے اپنے باقی سواروں کو چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اعانت کے لئے اون کے قریب کیا جنوبی رسالوں نے شمالی توپخانوں پر نہایت چستی اور مستعدی سے حملہ کیا اور شمالی رسالے اونکی دہنی جانب سے حملہ آور ہوئے جب طرفین میں سوگزر کا فاصلہ رہ گیا تو اسوقت اسپاہیوں کے اشاروں سے ہر ایک فوج اپنی اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔

اسوقت لارڈ رابرٹ نے مجھے کہا کہ کرنل جرڈ جو اسپاہی ہیں وہ میدان جنگ میں اوس جگہ پر جس جگہ طرفین کے رسالوں نے باہم حملہ کرنے کے بعد ہالٹ کیا ہے آپ وہاں جا کر اپنے ہمراہ اؤنکو لے آئے میں اونکے پاس گیا اور لارڈ رابرٹ کا پیام اؤنکو پہنچا یا کرنل جرڈ اسوقت دوسرے اسپاہیوں سے گفتگو کر رہے تھے اور آپس کی بحث سن رہے تھے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ کونسی فوج فتح مند ہوئی اور کسکو شکست ہوئی کرنل جرڈ نے مجھ سے کہا کہ اس جنگ کا فیصلہ کرنی ہی آپکے ساتھ چلتا ہوں۔ آخر دوسرے اسپاہیوں کی رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ شمالی فوج کے پانچ رسالوں نے (جن میں دو نہراہ پانسو سوار تھے) جنوبی رسالوں پر جیکی تعداد تقریباً نصف تھی) حملہ کیا لیکن شمالی فوج کے چار توپخانے جنوبی فوج کے رسالوں پر حملہ آوری کے وقت براجمز فیر کرتے رہے اسکے سوا شمالی ایک برگیڈینے فلاگا۔ ٹاکا۔ بھی کیا اسکے باعث جنوبی فوج کے سوار بہت کچھ ضائع ہوئے۔ ان

سواروں کے ضائع ہونے کا بڑا سبب یہ ہوا کہ جنوبی فوج کا توپخانہ اس وقت استعد ر قریب نہ تھا جو اپنے رسالوں کی کمک کے لئے فکر کرتا اور شمالی توپخانہ کو نقصان پہونچاتا اس حملہ میں جنوبی فوج والوں کو ناکامیابی ہوئی۔ لہذا آجکے روز جنوبی فوج کے دو ہزار سوار اوٹ آف ایکشن (بیکار) تصور کئے جائیں اور جنگ میں شریک نہ ہوں جنرل جرڈ اس فیصلہ کے بعد کمائڈر انچیف صاحب کے پاس آئے اور یہ سہا حوال بیان کیا۔ اس اتنا زمین پانی پت کی مشرقی طرف پلٹنوں کی لڑائی شروع ہو گئی دونوں طرف کی پلٹین آتش فشاں میں سرگرم ہوئیں اور اس جنگ کے بعد دونوں طرف کے رسالوں کی جب قدر فوج باقی رہ گئی تھی اوسکاٹج ہی اسی طرف ہو گیا۔

جنوبی جنرل کی یہ کوشش تھی کہ نہر کو اپنے قبضہ میں رکھیں اور دشمن کی فوج کو پسپا کر دیں اور شمال جنرل یہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے دشمن کی پلٹین کو نہر سے پیچھے ہٹا دیں اور نہر پر خود قبضہ کر لیں۔

غرض دونوں فوجیں جنگی استعداد میں نہر پر تھیں اور بند و فون سے فیر کرنا شروع کیا تو پہچانہ کی ایسی گرج تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور خیال ہوتا تھا اگر کوششوں کی باہم حقیقی ہنگامہ ہوتی تو آج کتنی فوج ضائع ہوتی اور کشتوں کی لاشوں سے میدان جنگ کا کیا عالم ہوتا۔

یہ جنگ ہوتے ہوتے تین بج گئے اور آخر میں حسب قاعدہ مقررہ لڑائی ختم کر دی گئی اور سب اسپاہیر لارڈ رابرٹ کے پاس جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ

آہستہ دن کی فتح سرسیدوگان صاحب کی فوج کے نام رہی۔

لارڈ رابرٹ شام کے قریب اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور شب کو کل افسر برٹش افواج اور افسران افواج سلاطین یورپ کو انہوں نے اپنے پاس ڈنر میں بلایا اور وقت معلوم ہوا کہ یورپ کی سلطنت کے افسروں کو ہندوستانی افواج کی عمر اور شائستگی کا ایسا خیال نہ تھا اس قواعد سے انہیں معلوم ہو گیا کہ ہندوستانی فوج کی حالت بالکل ممالک یورپ کی فوج کی طرح ہے۔ انکی پولیس۔ لکھنؤ ساز و سامان کی حتی وچالاک کی یورپین فوج کے کی طرح کم نہیں آج یہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی اور سب فوج کو لارڈ رابرٹ نے پانچ پاسٹ لینے کے بعد کوچ کا حکم دیا۔ کل فوجیں اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہو گئیں۔ اور خود لارڈ رابرٹ نے دہلی کی طرف مراجعت کی مین لارڈ رابرٹ کے ساتھ دہلی آیا اور وہاں دو روز قیام کیا اسکے بعد لارڈ رابرٹ اور دوسرے اپنے دوستوں سے رخصت ہو کر حیدرآباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۷ جنوری ۱۸۵۶ء عیسوی کو مین حیدرآباد میں پہونچ کر اپنے نئے بنگلہ راحت منزل میں مقیم ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا مدراس میں رونق افروز ہونا

ماہ جمادی الاول ۱۲۳۳ھ بمطابق فروری ۱۸۵۶ء عیسوی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مدراس تشریف لیجانے کے واسطے عزم ظاہر فرمایا ان آیام میں لارڈ ڈنلن ویکٹر گورنر جنرل ہند بھی وہاں مقیم تھے اس سفر کے ضمن میں ان سے بھی ملاقات کا

اچھا موقع تھا۔ اعلیٰ حضرت کی سواری مبارک ۲۲ جمادی الاول کو مدراس کی جانب روانہ ہوئے اس سفر میں سواری مبارک کے ضروری انتظامات میرے تفویض ہوئے اور ریل گاڑی اور شاہی فروگاہ وغیرہ کا بعض انتظام علاقہ دیوانی کے ذریعہ سے ہوا۔

خیرالنسا بیگم صاحبہ ریسہ کرناٹک نے جو نواب نظام یار جنگ حسام الملک خان خانان کی بحشیہ زمین انہوں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اس مضمون کی ایک عرضداشت گزرائی کہ مدراس میں تشریف آوری کے وقت اگر سرکار میرے مکان اور بلغمین رولنگ افروزی فرمائیں گے تو میری غربت افزائی کا سبب ہوگا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس کے اس معروضہ کو شرف قبول بخشا جب سواری مبارک مدراس پہنچی تو مدراس کے اسٹیشن پر خیرالنسا بیگم صاحبہ کے داماد فیروز حسین خان بہادر مع اپنے فرزندوں کے حاضر ہوئے اور سرکار کی سواری مبارک اون کے باغ میں رولنگ بخش ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور جب تک یہاں تشریف فرما رہے ہر روز شام سے پہلے سواری مبارک چوکڑے میں دریا وغیرہ مقامات کی یہ کوبلغرض تفریح جاتی تھی اس نواح میں جو جو مقامات قابل دیدہ تھے وہ سب اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمائے۔

اعلیٰ حضرت ایک روز گھوڑے پر سوار ہو کر دارالجمانین کے ملاحظہ کے لئے بھی تشریف لگئے۔ اور دیوانوں کے رہنے اور علاج و معالجہ کے مکانات و دیگرک ملاحظہ فرماتے رہے۔ ڈاکٹر آرمسٹرانگ جو دارالجمانین کے مہتمم تھے۔ وہ بھی

اور سوقت حاضر تھے انہوں نے مجاہدین کے تمام مکانات حضور پر نور کو ملاحظہ کرائے
اس موقع پر لارڈ ڈفرن ولیسر اسے اور مسٹر گرینڈ وٹ گورنر مدد راس گہی حضور پر نور کی
چند ملاقاتیں ہوئیں۔ دس روز تک یہاں قیام رہا اسکے بعد موکب ہالیون نہفت
فرمائے حیدر آباد ہوا۔

لارڈ ڈفرن بہادر ولیسر کے کشور ہند کا حیدر آباد میں

تشریف فرما ہونا اور تین دن کا شکار ملاحظہ کرنا

جس زمانہ میں حضور پر نور مدد راس میں رولت آفراتھے اس زمانہ میں لارڈ ڈفرن
نے حیدر آباد آنے کے واسطے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا جب گربا کا موسم گزر گیا تو ۲۴
نومبر ۱۸۷۴ء عیسوی کو لارڈ مہرج حیدر آباد تشریف لائے جو جو مراسم ہمانداری و تقسیم اور
تکرم کے سلطنت کی جانب سے مقرر ہیں ولیسر اسے کے تشریف آوری کی وقت
حسب معمول وہ سب ادا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور اور ولیسر کے بہادر سے باہم
متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ اسی آثار میں لارڈ مہرج نے یہ خواہش ظاہر کی کہ بہالہ سے
تیندوے کا شکار ہم دیکھنا چاہتے ہیں غرض اس شکار کے واسطے گو لکنڈہ کا میدان
تجویز کیا گیا اور دو تیندوے جو اون دنوں شکار میں گرفتار ہو کر آئے تھے وہاں
بھیجے گئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور اپنے معزز مہان کو اپنے ہمراہ گاڑی میں لیکر گو لکنڈہ

کے میدان میں رونق افزا ہوئے اور یہاں ہاتھی پر سوار ہونے کے ایک ایسے بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں سے غسکار کا تماشا بخوبی ملاحظہ ہو سکتا تھا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ ویسٹراے کے میٹری سکرٹری۔ کپٹن گارڈن ایڈیکانگ۔ اور سکندر آباد کے چند فوجی افسر بھالے لے لیکر گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ کو میں نے اپنا ایک بڑا گھوڑا سواری کے لئے دیا جس پر میں نے متعدد بار تین دنوں کا شکار کیا تھا۔

جب سب افسر شکار کے لئے تیار ہو گئے اور تین دنوں کے پنجرہ کا منہ کھولا گیا تین دنوں کا ایک پنجرے سے ٹکڑا فامہ کے تالاب کی طرف بھاگا سب فسون نے اس کے پیچھے گھوڑے ڈالے لارڈ ولیم بیرسفورڈ کا گھوڑا بہت تیز تھا وہ سب سے آگے بڑھ گئے اور تین دنوں کے قریب پہونچ کر یہاں مارنا چاہا تین دن وہ جو میدان بھاگ رہا تھا یہاں ایک پیچھے کو پٹا۔ اور گھوڑے کے پاؤں میں آ گیا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ اور اس کا گھوڑا اور تین دنوں کا ایک کے اوپر ایک گھرے اور سو قوت میں اونکو قریب پہونچا تھا میں نے خیال کیا کہ اگر تین دنوں کو ذرا یہی فرصت ملی تو اوٹھتے ہی وہ لارڈ ولیم پر حملہ کرے گا میں نے فوراً تین دنوں کے بھالہ مارا قبل اس کے کہ دوسرا بھالہ اس کے لگے وہ میدان میں ان مکانوں کی طرف بھاگا جو وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر تھے اور ان مکانوں کے نزدیک پہونچ گیا اب یہ اندیشہ ہوا کہ تین دنوں ان مکانوں میں جا کر مورخوں کو ضرور زخمی کرے گا اتفاق سے وہ مکانات غائب

اور مزدوری پیشہ لوگوں کے تھے جو اس وقت اونکو خالی چھوڑ کر اپنے معاش کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ تیندوا ایک خالی مکان میں چلا گیا میں نے لارڈ ولیم بیسفور کو جلد گھوڑے پر سوار کرایا اور پھر ہم اون مکانوں کی طرف گئے جب ہم مکانوں کو قریب آ پہنچے تو گھوڑوں پر سے اتر کر ہمارے ہاتھوں میں لئے تیندوے کے بچوں کے نشان دیکھتے ہوئے اوس مکان کے پاس گئے جس میں تیندوا گیا تھا۔ اوس مکان کا دروازہ اتنا چھوٹا تھا کہ ایک آدمی کے سوا ایک وقت میں دوسرا آدمی اندر نہیں جاسکتا تھا اور شخص یہی چاہتا تھا کہ میں اول جاؤں لارڈ ولیم بیسفور ڈاور میں ساتھ ساتھ مکان کے اندر گئے باقی لوگ ہمارے پیچھے رہے میں نے دیکھا کہ تیندوا مکان کے دہنے گوشہ میں بیٹھا ہے ہمیں دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ہم پر حملہ آور ہوا۔ لیکن ہم دونوں نے وقت واحد میں اس عجلت سے ہمالے مارے کہ اسی جگہ تیندوے کا کام تمام کر دیا۔

اسکے بعد دوسرا تیندوا میدان میں چھوڑا گیا لارڈ ولیم بیسفور ڈاور نے اس کے اول ہمالہ مارا اور تھوڑی دیر میں اس کا بھی شکار ہو گیا لارڈ ڈفرن اس شکار سے نہایت محظوظ ہوئے۔ پھر حضور پر نور اور لارڈ ڈفرن ملاحظہ کرنے کے لیے تیندو کی قریب تشریف لائے اس وقت لارڈ مسدوح نے مجھے فرمایا کہ آج اپنے میرے میٹری سکرٹری کو بچا لیا ورنہ اون کا کام تمام ہو چکا تھا یہ لارڈ ولیم بیسفور ڈاور کے ایک بڑے مغز خاندان سے تھے انہوں نے ہندوستانی میٹری سکرٹری کو

عہدہ پرتین ویسراون کے عہد میں کام کیا تھا۔ گھوڑوں کی شرتوں کا اذکوبے حذوق تھا۔ ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے اور لارڈ ولیم بیرس فورڈ سے بہت دوستی تھی لارڈ ولیم نے ایک یا دو اعلیٰ حضرت کے لئے بھیجا تھا اعلیٰ حضرت نے اس کا نام ولیم رکھا تھا ایک مدت تک وہ یا دو خاص سرکار کی سواری میں رہا۔

دوسرے روز لارڈ ڈفرن کے ملاحظہ کے لئے ملک پیٹھ میں اسپورٹس کی گئی جس میں خود حضور پر نور نے نیزہ بازی فرمائی اس اسپورٹس کو دیکھ کر ویسراے نہایت مسرور ہوئے لارڈ ڈفرن نے ہماری نیزہ بازی کے بہاے بہت پسند کئے اور مجھے فرمائش کی کہ چند بہاے اس قسم کے ہمارے پاس شملہ کو بھیجے جائیں چنانچہ میں نے چار بہاے لارڈ مددوچ کی خدمت میں بھیجوائے۔ اسکے بعد لارڈ ولیم بیرس فورڈ کی زبانی معلوم ہوا کہ خود لارڈ ڈفرن نے شملہ میں اون بہاؤں سے چند بار ٹنٹ پیگ اینگ کی۔

حیدرآباد ٹینٹ پیگ ٹورنمنٹ کی ابتدا

گوگلنڈہ لائٹر کی کمان پر جس روز سے حضور پر نور نے مجھے سر فرما فرمایا تھا اس روز سے چوگان بازی نیزہ بازی کی تعلیم کی طرف میں ہمیشہ متوجہ تھا۔ اس لئے گوگلنڈہ پوٹیم نے اعلیٰ درجہ کی ترقی کی کپٹن مزارعہ اللہ بیگ۔ ٹنٹ مزارعہ ایم بیگ خواجہ امین الدین اور میں ایک جانب ہو کر دوسرے عہدہ داروں سے پوٹیم بیگ

اور کبھی سکندر آباد کے افسروں کے ساتھ ہم چوگان بازی کرتے۔ اور نیزہ بازی میں شریک ہوتے تھے۔

جمادی الاول میں جو وقت حضور پر نور بدر اس میں تشریف فرما تھے اور قسٹ ٹینٹ پکنیک میں انعام دینے کے لئے چاندی کا ایک پیالہ حضور پر نور نے پی کر اینڈ پکنیکی کی شاپ سے خرید فرمایا تھا۔

چنانچہ جولائی ۱۸۸۶ء عیسوی میں باجائزت حضور پر نور حیدر آباد ٹینٹ پکنیک ٹورنمنٹ مقرر کی گئی جس میں بلارم سکندر آباد اور بنگلور کے فوجی لوگ شریک ہوئے جو پیالہ کہ بدر اس میں خرید کر لیا گیا تھا حضور پر نور نے بطور انعام مرحمت فرمایا۔ اس پیالہ کے متعلق یہ شرط تھی کہ جو ٹیم تین سال تک متواتر جیتے گی وہ اس پیالہ کی مستحق ہوگی اس سال سے ٹینٹ پکنیک ٹورنمنٹ حیدر آباد میں اب تک جاری ہے ہر سال موسم سرما میں ٹورنمنٹ ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا گولکنڈہ بریڈ کی کرنلی منظور فرمایا

گولکنڈہ بریڈ کے بھت نے رفتہ رفتہ ایسی ترقی کی کہ فرمانروائے قلمرو دکن اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بھی ۲۵ صفر ۱۳۰۴ھ ہجری میں یہ نص نفیس اس فوج کی آنری کر کرنلی قبول فرما کے اسکے اعزاز کا خاص درجہ بڑھایا جس سے اس فوج کی عظمت اور وقعت عام و خاص کے ولین خاص طور پر پیدا ہو گئی امرا اور اعیان سلطنت جواہرات

کی شان و جاہت سے فوج میں شریک ہونیکو موجب شگ و عار تصور کرتے تھے
اونکے دلون میں ایسا دلولہ پیدا ہوا کہ وہ اس فوج میں شریک ہونے کو باعث
فخر و سبابت سمجھنے لگے۔

یہ ظاہر ہے کہ جس فوج کے انگریزی کرنل اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہوں۔ اور
انگریزی میجر سر سالار جنگ بہادر مدار الملہام سلطنت اور انگریزی کپٹن اون کے بھائی
غیر اس ملک بہادر ہوں تو دیگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت کی نگاہوں میں اس
فوج کی کیا کچھ وقعت اور اس کا احترام نہ ہوگا۔

حضور پر نور کے واسطے گوکنڈہ برگینڈ کی خاص یونی فارم تیاری گئی حضور پر نور
اوس یونی فارم کو زیب تن مبارک فرما کے سکندر آباد کی پریڈ ملاحظہ فرمانے کے
لئے تشریف لے گئے۔

شب میں ایک تیندوے کا پنجہ چھوٹ کر محلات شاہی
میں چلا جانا اور صبح دم اعلیٰ حضرت کا اوسکاٹو سکار فرمانا

سن ۱۳۰۳ ہجری میں جب گربا کا موسم ختم ہو گیا اور بارش کا موسم شروع ہوا اوس
زمانہ میں حضور پر نور کی سواری چو محلہ مبارک میں رونق افزا بیوی ایک روز شام
ایک چوبدار نے آکر مجھے اطلاع دی کہ دوم کنڈہ کے راجہ ذابک تیندوے گرفتار
کر کے پنجہ میں بیچا ہے وہ کہاں رکھا جائے۔ میں نے چوبدار سے کہا کہ پنجہ ڈیوڑھی

مبارک ہی میں احتیاط سے رکھا دیا جائے کل کے روز میں حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کروں گا جو طرح حکم اقدس ہو گا عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ جو بدارتے تیندوے کا پنجرہ جلو خانہ میں حکیم شرفی خان بہا مدکی نشست گاہ کے سامنے رکھا دیا شب کو میں اپنی نشست گاہ میں روشن بجلی کے مقابل سو گیا اور سوز شام سے پانچس شروع ہوئی تمام شب پانی برستار ہا۔ صبح کو ایک چوبدار دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور اوس نے کہا کہ جو تیندو پنجرہ میں بند تھا شب کو پنجرہ توڑ کر نکل گیا اس خبر کے سنتے ہی مجھے سخت پریشانی ہوئی اسلئے کہ ڈیوڈ ہی مبارک میں چوٹ آدھی پرتے رہتے ہیں اور محلات مبارک کا یہاں سے بہت قریب ہے تیندو نہایت مودبی درندہ ہے جو کوئی اوسکے سامنے آتا ہے وہ اوسکو زخمی کر ڈالتا ہے میں اوسوقت پنجرہ کے پاس گیا اور دیکھا کہ پنجرہ کہنہ تھا تیندو نے اوس کو توڑ ڈالا اور باہر نکل گیا میں نے تیندو کے پنجن کے نشان زمین پر دیکھے چونکہ تمام شب بلدش ہوتی رہی تھی اس سبب سے اوسکے پنجن کے نشان صاف طور پر نظر آرہے تھے میں انہیں نشانوں پر چلا گیا تیندو پنجرہ سے نکل کر سیدھا اللہ رکھی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڈ ہی کے سامنے گیا تھا اور چونکہ وہاں کی دیوار زیادہ بلند نہی دیوار پر سے کود کے محلات میں چلا گیا تھا۔ جب دیوار پر دیکھا گیا تو اوپر بھی اوسکے ناخنوں کے نشان تھے اب مجھے تیندو کے باہر جانکی نسبت کسی چھ پر شک نہ رہا میں اوسوقت روشن بجلی کے سامنے آیا اور ایک چوبدار سے

مین نے کہا کہ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کرو کہ افسر جنگ کچھ ضروری عرض کرنا چاہتے ہیں اطلاع ہونے کے ساتھ ہی حضور پر نور برآمد ہوئے اوس وقت میں نے تیندوے کا کل واقعہ پیش گاہ اقدس میں عرض کیا کہ جس جانب کو تیندو گیا ہے اوس جانب کے محلات میں فوراً یہ اطلاع کر دیجائے کہ سب زنانہ اپنے اپنے مقام پر رہ جھروں سے باہر کوئی نہ بچکے اور زنانہ کے جھروں کے دروازوں پر چٹینیں اور پردے ڈال کر مردانہ کر دیا جائے اور مجھ کو اجازت ہو کہ ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر محل میں جاؤں بندگان حضرت نے اوس وقت ماما کو حکم دیا کہ اندر مردانہ کا انتظام کر کے حضرت اللہ رکھی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڈھی میں سے مجھے محلات میں لیجائیں میں نے اوس وقت ممتاز یار جنگ بہادر کی پلٹن کے ایک جوان سے بندوق لیکر اوس میں گولی بھری اور اپنی تلوار لیکر رخ خواجہ امین الدین کے محل میں گیا اور محل میں جانے وقت ایک آدمی کو حویلی قدیم کی طرف روانہ کیا کہ سرکاری چند بندو تین اور بہاول وہاں جلد لے آئے۔

مین اور خواجہ امین الدین آہستہ آہستہ زنانہ ڈیوڈھی میں گئے اور جس دیوار پر سے تیندو اندر پہنچا تھا اوسکے نیچے تیندوے کے بچوں کے نشان دیکھے جس جنگ تیندوے کے بچوں کے نشان ہم پاتے اور نہیں نشانوں پر آگے بڑھتے جاتے تھے قیاس سے معلوم ہوا کہ تقریباً دو بجے شب کے پنجوے توڑ کر زنانہ ڈیوڈھی میں وہ گیا تھا اول حضرت اللہ رکھی بیگم صاحبہ قبلہ کے تشریف فرما رہنے کی جگہ میں پہنچا

وہاں پر ملازم وغیرہ سوتے پاسے وہاں سے ٹھکڑا باورچی خانہ کے پاس گیا باورچی خانہ کی طرف پنچون کی جو نشانیاں تھیں اون سے ثابت ہوا کہ دوسرے محل کی جانب گیا ہے اس محل کے سامنے وہ کھڑا ہوا اور وہاں یہی آدمیوں کو سوتا پایا وہاں سے ایک چھوٹی گلی میں ہو کر دوسری بڑی دیوار تک آیا اور پھر وہاں سے پلٹ کر جزو طرف کہ بیت الخلا تھا اوسط طرف گیا اوسکی جا بجا گردش اور پنچون کے نشانوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ شب کو محل میں زنا نہ کو سوتا پا کر تیندوا چو طرف خوب پہرا جہرہ گیا اور ہر آدمیوں کی بوبائی جب اوسنے بیت الخلا کی طرف نشان مقام پایا وہاں ایک سفالی کوٹھری میں بیٹھ گیا۔

خواجہ امین الدین نے بیت الخلا کے سامنے تیندوے کے پنچون کے نشان بچے بتلائے جب میں نے اوسکے پنچون کے نشان دروازہ کے اندر جانے کے دیکھے میں نے امین الدین سے کہا کہ نہایت آہستگی سے دروازہ کے پٹ بند کر دو امین الدین نے دروازہ بند کر دیا میں خود وہاں کھڑا رہا اور ایک اماکی زبان میں یہ سب کیفیت اعلیٰ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کی حضور پر نور اوسی وقت وہاں رونق افرا ہوئے میں نے عرض کیا کہ تیندوا اوس کوٹھری کے اندر موجود ہے جب تک رات نہ ہو چور کی مثل سب جگہ پہرا ب روز روشن ہو گیا ہے باہر ٹھکڑا ضرور کسی پر حملہ کر گیا چونکہ زنا نہ کا موقع ہے بچے بڑے اما میں اسیلین وغیرہ لوگ چو طرف بہرے ہو دی میں اور اب سرکار کی تشریف آوری کے سبب سے اور زیادہ جمع ہو گیا ہوا جس وجہ میں

تیندوا ہے اسکا دروازہ اسدرجہ کہنہ ہے کہ اوسین سورخ بھی ہے مگر ایک پنجہ بھی
 ماریگا تو دروازہ توٹ جائے گا اور وہ زندہ کے لوگوں کو زخمی کر ڈائے گا اسلئے تیندوا جہاں
 بیٹھا ہے اسکو وہاں چھوڑنا چاہئے ججہ کے اوپر سے اتنے سفال ہٹا دے جائیں کہ
 ججہ کے اندر روشنی جاسکے اور اوپر سے اسکے گول ماری جائے۔

اعلا حضرت حضور پر نورؐ نے میری اس رائے کو پسند فرما کر خود بنفس نفیس ججہ
 کے اوپر چڑھ نیکا ارادہ فرمایا چونکہ اس اثنار میں سرکاری سلح خانہ سے بندوقین اپکلی تھیں
 حضور پر نورؐ نے فورفقٹی ریفیل دست مبارک میں لیکر ججہ کے اوپر غم فرمایا۔ خواجہ
 امین الدین حضور پر نورؐ کی خدمت میں ججہ کے اوپر حاضر تھے شب کی بارش کے سبب
 سے سفال بھیگ کر نرم ہو گئے تھے جب اونپر پاؤں پڑتا توٹ جاتے تھے اور تو
 کی آواز آتی تھی جھک لچھ لچھ یہ خوف ہوتا تھا کہ سفال کے ٹٹنے کی آواز سے اگر تیندوا
 دروازہ توڑ کر باہر نکل گیا تو ضرور کسی نہ کسی کو زخمی کرے گا اسواسلئے بمنزید احتیاط دروازہ
 کے پاس بھی بندوق دیکر آدمی کھڑے کر دے گئے امین الدین نے اوپر پہونچکر
 سفال ہٹا دے چونکہ سفال کے چنے کی لکڑیاں نہایت کہنہ اور بوسیدہ تھیں امین الدین
 کے ذہن سے لکڑیاں توٹ گئیں اور قریب تھا کہ وہ اوپر سے کوٹھری کے اندر جہاں
 تیندوا بیٹھا تھا گر جاتے مگر وہ جلد سنبھل گئے۔

غرض سفال کے نکالنے اور لکڑیوں کے ٹٹنے سے استدرجہ کہل گئی کہ
 تیندوا کوئے میں بیٹھا ہوا صاف طور پر نظر آنے لگا اسوقت حضور پر نورؐ نے

تیندوے پر ایک گولی چلائی وہ گولی کہا کے اپنی جگہ سے جت کر کے دوسرے کو نہ
مین گرا حضور پر نور نے احتیاطاً دوسری بار بھی فیر کیا۔ پہر جو لوگ نیچے تھے دروازہ
کہو لکر کو ٹھہری کے اندر گئے اور تیندوے کو کنجیکر کو ٹھہری سے باہر لے آئے۔

یہ خبر تمام محلات میں پھیل گئی تھی کہ تیندوے کو شاہی زنانہ میں آگیا ہے۔

اسلئے محل میں سب جگہ گڑ بڑ تھی اور سب کو پریشانی تھی کہ یہی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا
کہ تیندوے اساموڑی ورنہ غضب اور غصہ میں شیر کے بعد شمار کیا جاتا ہے محلات میں
آیا ہوتا اور وہ یہی شب میں ایسے وقت کہ کل زمانہ وغیرہ استراحت میں تھا اگر محلات
شاہی میں سے اس وقت کوئی بیدار ہوتا یا مامین اور اہلین چلتی پھرتی ہوتی اور
تیندوے اس وقت محلات میں پہنچتا خدا جانے کیا کچھ ضرر پہنچاتا اور شاہی
محلات کی پریشانی کا کیا عالم ہوتا مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس کے شر سے محلات میں
عام و خاص کل کو محفوظ رکھا اور وہ ایسی جگہ جا کر بیٹھ گیا جہاں اس وقت آدمی کا گزر
نہ ہو اور یہ شب جو بخیر و سلامتی کل محلات شاہی پر گزری اور قبل صبح ہونے کے
تیندوے کے دفع کے جملہ اسباب مہیا ہو گئے یہ ہمارے ولی نعمت اعلیٰ حضرت
حضور پر نور کے اقبال کے آثار عظمیٰ میں سے ہے اگر اس موقع پر کچھ ہی تاخیر ہوتی
تو تیندوے سے بچنے کے زمانہ کے لوگوں پر لامحالہ آہ اور ہوتا۔ اعلیٰ حضرت حضور
پر نور کے دست مبارک سے تیندوے کا مارا جانا سب کی بڑی خوشی کا
سبب ہوا۔

شکار گاہ پاکہال کا انتظام بحکم اقدس علی حضرت حضور پر نور

ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے جہان اور برگزیدہ صفات ہیں انہیں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ شیر کے شکار کو غایت درجہ دوست رکھتے ہیں اور جب شکار کا موسم آتا ہے بنفس نفیس شکار کو تشریف لیجاتے ہیں۔

شیر کے شکار کی دلچسپی کی وجہ سے عین شدت گرامین جنگل اور پہاڑوں میں سواری مبارک رونق افزا ہوتی ہے اور بڑی دلیری اور شجاعت سے شیروں کا شکار فرماتے ہیں۔

جب میں نے دیکھا کہ حضور پر نور کو شیر کے شکار کے ساتھ طبعی طور پر توجہ ہے اور ہر سال سواری مبارک مختلف اضلاع ممالک محروسہ میں بغرض شکار رونق ہوتی ہے میں نے یہ رائے قائم کی کہ بطرح ہر نون کے شکار کے واسطے سر فرنگ کا جنگل محفوظ کیا گیا ہے اور خاص خاص اوقات میں وہاں ہر نون کا شکار اعلیٰ حضرت حضور پر نور فرماتے ہیں اسی طرح شیر کے شکار کے واسطے بھی ایک بڑا جنگل محفوظ کیا جائے جس میں حب و لخواہ شکار ہو سکے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع میں مختلف مقامات شکار میں دیکھے تھے اور جہان جہان مجھ کو شیر کے شکار کا اتفاق ہوا تھا اون کل مقاموں کے مقابلہ میں میرے خیال میں پاکہال کا جنگل زیادہ مناسب معلوم ہوا اسلئے میں نے

ایک بار اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ اگر پاکہال کا جنگل شکار
 شکار گاہ کے طور پر محفوظ کیا جائے تو بہت مناسب ہے اسلئے کہ اس جنگل میں انواع
 و اقسام کے وحش و طیور کے سوا شیر و نلکے شکار کا عمدہ موقع ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور
 نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اس کے ساتھ ہی میں نے ایک تفصیلی نقشہ اس جنگل
 اور تالاب پاکہال کے متعلق ملاحظہ اقدس میں پیش کیا جسکے ملاحظہ سے اعلیٰ حضرت
 حضور پر نور نے شاہی شکار گاہ کے واسطے اس جنگل کو پسند فرمایا اور مدار المہام حساب
 کے نام حکم اقدس صادر کیا کہ دیوانی علاقہ سے دو سو جوان پیادہ اور میں سوار پاکہال کے
 جنگل کے بند و بست اور انتظام کے واسطے مقرر کئے جائیں اور یہ جنگل خاص شکاری
 شکار گاہ کے واسطے محفوظ رکھا جائے اور آئندہ سے کوئی شخص اس جنگل میں شکار
 نہ کیلے۔

غرض ۱۳۴۲ھ ہجری سے شکار گاہ پاکہال کا انتظام میرے تفویض ہے پیادے
 اور سوار ہمیشہ اسکی حفاظت میں مصروف رہتے ہیں۔
 کبھی کبھی گراما کے موسم میں سواری مبارک شکار گاہ پاکہال میں رونق افزا ہوتی
 ہے اور حضور پر نور شیر شکار فرماتے ہیں اور جب برسات کا موسم شروع ہوتا ہے تو
 سواری مبارک بلدیہ میں مراجعت فرما ہوتی ہے۔

اس شکار گاہ کی بڑی خوبی اور خوش فضائی اس تالاب سے ہے جو قدیم زمانہ
 میں ایک وسیع میدان پر تعمیر کیا گیا ہے تالاب کی ابتدائی تاریخ صحیح طور پر تاریخن سہ

معلوم نہیں ہوتی لیکن بعض کتب تاریخی سے استفادہ ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ ورنگل اور یہ تالاب ایک ہی زمانہ میں راجہ پر تالاب رو در آنے اپنے عہد حکومت میں بنوائے گئے ہیں اور یہ تالاب ضلع ورنگل میں واقع ہے۔

یہ تالاب وکن کے کل تالابوں سے بڑا ہے اور اس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا جب ریسات کا موسم آتا ہے اور بارش کی کثرت ہوتی ہے تو اس تالاب کا دور مرجع ۲۴ میل تک پہنچ جاتا ہے اسکے درمیان ایک پہاڑ واقع ہے اسکے اطراف میں پانی چار طرف ہونی سے عجیب خوش منظر معلوم ہوتا ہے اس تالاب سے بڑے بڑے دو نالے نکالے گئے ہیں جو ہمیشہ جاری رہتے ہیں یہ تالاب جہان تک زمین سے وہ نہایت شاداب اور مرطوب ہے اور بہ نسبت اور زمینوں کے اس میں قوت نشوونما زیادہ ہے اس زمین میں جتنے درخت ہیں کمال درجہ سرسبز و شاداب ہیں اور انواع و اقسام کے پھول پیدا ہوتے ہیں جسے آثار قدرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ فرن کے درخت جو قابل قدر ہیں اور باغوں میں اونکی پرورش نہایت حفاظت کی جاتی ہے یہاں نالوں کے اطراف میں کوسوں تک اون کے تحت نظر آتے ہیں۔ تالاب کے بند کے نیچے نہایت گنجان جھاڑی سے جبین شیر تندر دار یکچہم چیل وغیرہ حیوانات رہا کرتے ہیں۔

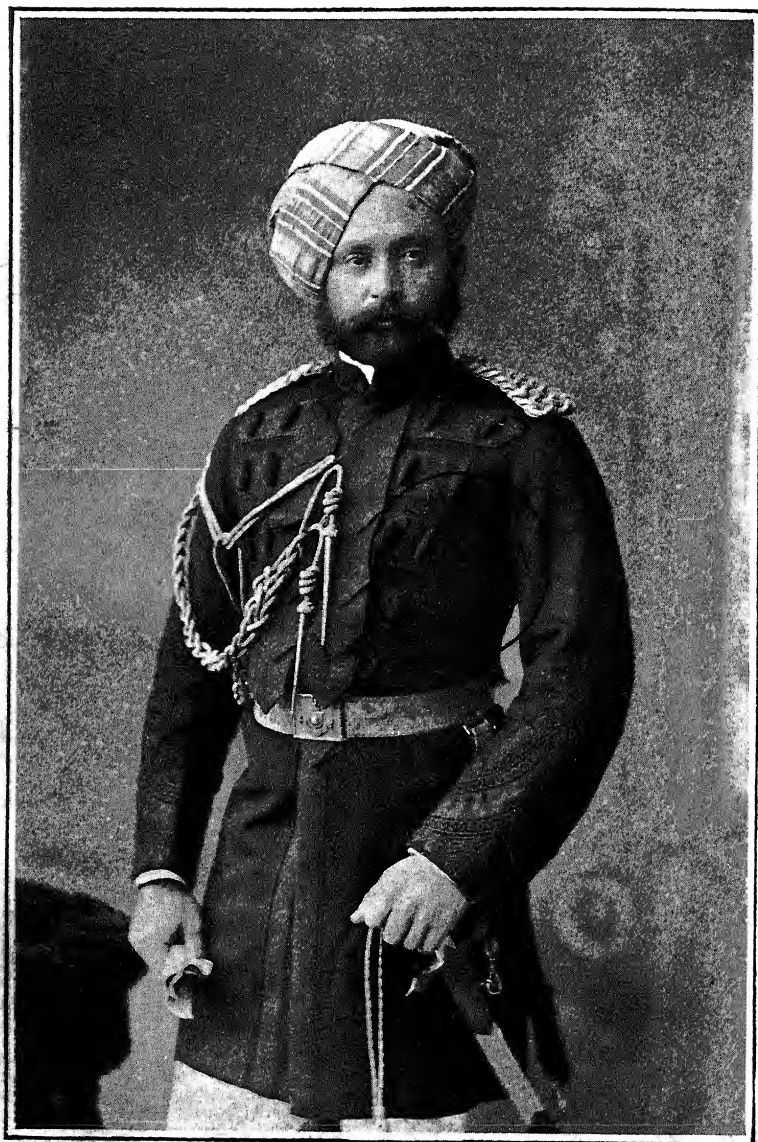
بانس کی جھاڑی کثرت سے ہے اس جھاڑی میں سرخ رنگ گلہریاں اکثر دکھائی دیتی ہیں یہ گلہریاں چھوٹی لومڑی کی برابر ہوتی ہیں اور بانس کے بلند

درختوں پر ایک درخت سے دوسرے درخت پر کودتی نظر آتی ہیں۔ پرند جانور ہی ہا
جنگل میں عجیب و غریب رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک قسم کی چھوٹی چھوٹی سفید رنگ
کی چڑیاں جو کھٹک کے موافق ہوتی ہیں اونکی دُمین تقریباً ایک فٹ بلکہ کچھ زیادہ
ہی لائیں ہوتی ہیں اور ہر ایک کی دم میں فقط تین یا چار بار ایک خمدار پر رہتے ہیں۔
ان چڑیوں کے سوا یہاں کی فاختہ بہت بڑی ہوتی ہے اور اوسکا رنگ سبزی
مائل ہوتا ہے۔

ٹھکار گاہ پاکہال کی سرحد خٹل پل کے اسٹیشن سے شروع ہوتی ہے۔

طفیل علی بیگ خان بہادر نادر جنگ کا مختصر حوال

نادر جنگ بہادر کے والد مرزا عباس علی بیگ میرے ماموں تھے نادر جنگ
کی تربیت و تعلیم ابتدائی میرے والد ماجد کی خاص نگرانی سے ہوئی۔ جب نادر جنگ
سن رشد کو پہنچے تیسرے رسالہ حیدر آباد کونٹھنٹ میں وہ شریک ہوئے چونکہ
نادر جنگ میں ہر قسم کی قابلیت تھی تھوڑی ہی مدت میں انہوں نے فوجی آئین
اور فن سپاہ گری میں خاص درجہ امتیاز پیدا کیا چونکہ اون کو فطرتاً ہی شکار کا ذوق
تھا اس لئے انہوں نے شکاری و صول میں زیادہ شہرت حاصل کی حیدر آباد کونٹھنٹ
کے جنرل اونکی مستعدی و ہوشیاری اور حسن کارگزاری سے ہمیشہ خوشنود رہے۔



طفیل علی بیگ خان نادر جنگ بہادر

جنگ افغانستان میں جب اوٹکو شریک ہونے کا اتفاق ہوا تو اون سے اوس موقع پر سرکاری خدمتین بعنوان شالیستہ ظہور میں آئیں جس سے اون کو فوج میں خاص طور پر اعزاز حاصل ہوا۔

حیدر آباد کو کوجیب سالار جنگ بہاولی سزاد جنگ نہکا کا تذکرہ آیا تو سالار جنگ نے دیکھا کہ اپنا احوال سنکر نہایت مسرور ہو اور براہ قدر دانی و عنایت اون کے نام و طرہ سروسر و پیہ ماہوار منصب اعزازی طور پر تجویز کر کے حیدر آباد کو کٹخٹ سے اوٹکو طلب فرمایا۔ حسب الحکم سالار جنگ اول نادر جنگ بہاولی کو کٹخٹ کا تعلق ترک کر کے بلدہ میں آگئے۔

جسرفر میں نادر جنگ بہاولی کو سالار جنگ بہاولی کی نذر کے واسطے اپنے ہمراہ لے گیا سالار جنگ اونکی وجاہت کو دیکھ کر نہایت درجہ خوش ہوئے اور نذر کے بعد مجھ سے مخاطب ہوئے فرمایا کہ آپ کے بہائی کا رنگ استقد ر سرخ و سفید ہے جس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس ملک کی پیدائش بہن خاصہ لائیتی معلوم ہوتی ہیں۔ نادر جنگ بہاولی کو کٹخٹ سے حیدر آباد آنے کے بعد ہمیشہ سپرٹسکار میں مشغول رہا کرتے تھے گرما کے موسم میں شیر کے شکار کو اور سرما کے موسم میں بٹ اور اسنیف کے شکار کو جایا کرتے تھے اور اپنا تمام زمانہ شکار ہی میں صرف کیا کرتے تھے۔

سالار جنگ اول کے انتقال کے بعد نواب لایق علیخان سالار جنگ ثانی متسلطہ میں جوقت مدار المہام دکن ہوئے تو انہوں نے نادر جنگ بہاولی کو اپنی یادگاری میں مقرر کرنے کے واسطے انتخاب کیا اور اوسکی منظوری پیشگاہ اعلیٰ حضرت حضور پور

جاہی حضور پر نور نے بنوازش خسروانہ سالار جنگ نانی کی خدمت ایڈیکائی کی منظوری سے نادر جنگ بھادر کو اعزاز بخشا اور چند روز کے بعد خطاب خانی و بہادی و نادر جنگ سے مخاطب فرمایا۔

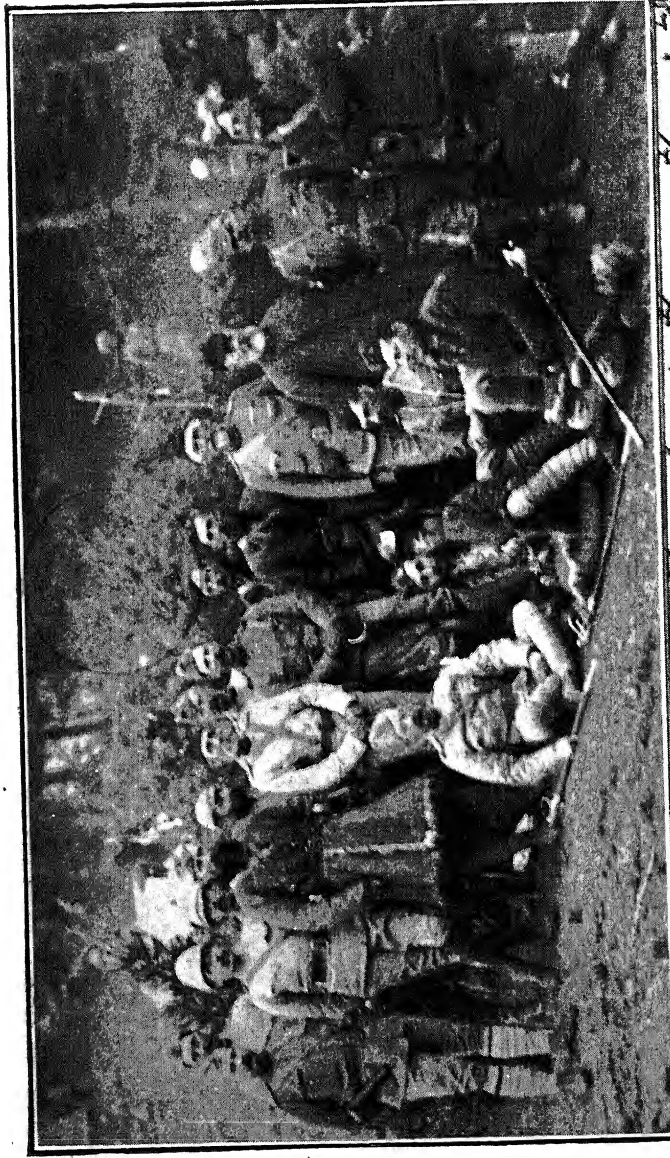
گو لکنڈہ بریگیڈ میرے تفویض ہونے کے ایک سال بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ کو آنریری کپٹنی کی ریانگ سے گو لکنڈہ لائنز میں سرفراز فرمایا نادر جنگ نے سالار جنگ نانی کی خدمت ایڈیکائی کو دو سال تک نہایت شایستگی اور حسن وقت سے انجام دیا جب سالار جنگ نانی خدمت مدار المہامی و کن سے ۲۴ جب ۱۳۳۵ مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۸۷ء عیسوی کو مستعفی ہوئے تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بھادر کو اکبر جنگ بھادر کو تو ال بلدہ کی مددگاری کی خدمت عنایت فرمائی تین سال تک نادر جنگ بھادر کو تو ال صاحب کے مددگار رہے اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بھادر کو بنوازش شایانہ خاص اپنی ایڈیکائی کی خدمت سے معز کیا نادر جنگ ہمیشہ مورد نظر عنایات خسروانہ رہے۔

نادر جنگ بھادر کو بند و ق کے کام اور نشانات اندازی میں خاص طور پر مناسبت تھی اور اس فن میں بڑے مشاق اور نہایت ممتاز تھے جو وقت حضور پر نور نشان اندازی فرماتے تو نادر جنگ بھادر نشانہ اندازی میں ہمیشہ شریک رہا کرتے تھے۔

جس زمانہ میں عزیز الدولہ مہتمم کارخانہ نجات شاہی علاقہ صرف خاص کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے فیخانہ اور کل کارخانہ نجات صرف خاص کی مہتممی کی خدمت

٢٥٩/٦٥٥

جبریل کوین مع اسطاف بلاک مؤنٹین اکسپدیشن ۱۸۸۷ء

[illegible]

نادر جنگ بہادر کو سرفراز فرمائی۔

۱۳۱۲ ہجری میں نادر جنگ بہادر لکڑارم کے جنگل کو اس نے بہنیوں کے شکار کو گئے اوس سفر میں ایک قسم کا صحرائی بخار اونکو لاحق ہوا وہ اس مرض میں مبتلا ہو کر بلدہ حیدر آباد کو واپس آئے اور اٹھارہ مہینے تک فویش رہے۔ ہر خیز انواع واقسام کے علاج کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ۱۹ رجب ۱۳۱۲ ہجری کو نادر جنگ بہا نے جہان فانی سے عالم جاویدانی کی طرف رحلت کی۔

نادر جنگ مرحوم کی اولاد میں فقط ایک ہی لڑکی تھی جو میرے دوسرے فرزند احمد علی بیگ خان کے ساتھ منسوب ہوئی حضور پر نور نے نادر جنگ کے داماد میرے فرزند احمد علی بیگ خان کو بھی نادر جنگ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

راقم کا جنگ کوہ سیاہ میں شریک ہونا

۸ ستمبر ۱۸۸۵ء عیسوی کو شام کے وقت ڈیوڈرہی مبارک سے جب میں سیف آباد میں اپنے مکان راحت منزل کو آیا تو بساتین کے شب کے سرفراز نامہ اقدس واعلیٰ ولینعت فریدون حثمت بہرام شوکت بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنت نے غرور و دفرمایا میں نے فوراً عنایت نامہ کو چوبدار کے ہاتھ سے لیا سر اور انکھوں پر رکھا اور کہو لکڑ پڑ ہاشملہ سے افغانستان کو جو سفارت جانے والی تھی حضرت نے مجھے اوس میں شریک ہو کر کابل جانے کے لئے حکم صادر فرمایا تہا چنانچہ تفل اوس

عنایت نامہ کی بحسنہ ذیل میں مرقوم کی جاتی ہے۔

نواب افسر جنگ بہادر

نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے تمہارا جانا مسٹر ریورنڈ صاحب کینٹا
کابل مقرر کئے ہیں۔ ہاول صاحب نے میرے کو لکھے تھے یہاں سے نواب ویسراے
صاحب بہادر کی مرضی کے موافق تمہارے کو بھجوا دے جاتا دو سوار کے ساتھ ہاول
صاحب کو جو اب بھجوا گیا ہے تمہارے اطلاع کے واسطے لکھا گیا ہے تمہارے کو
یہاں سے ۱۵ ستمبر کو روانہ ہونا ہو گا جو ۸ محرم الحرام ہوگی۔ تم جلد اپنی تیاری روانگی کی کینٹا
زیادہ فقط شہر حد خط مبارک حضور پر نور۔ غرہ محرم الحرام ۱۳۳۵ء۔

بچہ دورود و حکم خداوندی سینے چارہ روز میں اس سفر کے ضروری سار و سامان کٹا بندہ
کیا سواری کے تین گھوڑے اور تین یا بومع و وار دلیون کے براہ راست پشاور
کو روانہ کر دے اور ۲۳ ماہ مذکور کو صبح کی ریل پر میں بلجی کی جانب روانہ ہوا بلجی میں
مجھ کو یہ خبر ملی کہ افغانستان میں محمد اسحاق خان برسر ہفاوت ہے امیر عبدالرحمان خان
والی کابل نے اس کے اخراج کے لئے فوج بھیجی ہے اس واسطے کابل مشین کی روانگی
چندی موقوف رہے گی چونکہ خلاصہ کیفیت اس واقعہ کی معلوم نہیں ہوئی تھی اسلئے
میںے شکل کو جائزہ کارا وہ کیا۔

۲۶ تاریخ صبح کے وقت میں انبالہ پہنچا وہاں سے گھوڑوں کی گاڑی میں سوار
ہو کر شکل کی جانب روانہ ہوا اس طرف برسات کثرت سے تھی۔ راستہ استقر خراب تھا۔

گہ ہوڑے بالکل چل نہیں سکتے تھے ہزار و شواری قریب شام کے کالکامین پہنچا۔ اور دوسرے دن اول صبح سے روانہ ہو کر گیارہ بجے شملہ میں داخل ہوا کرنل نول چرلین صاحب نے میری سواری کے لئے ایک یا بو و امن کوہ میں روانہ کیا تھا۔ اہ خط میں لکھا تھا کہ آپ سیدھے نہر اسلنسی ہر فرڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر انچیف کے پاس آئی میں یا بو پر سوار ہو کر اسنوڈن کو گیا اور وہاں ہر فرڈرک رابرٹ سہو ملا اور اپنے قدیم دوست کرنل نول چرلین صاحب کے جگہ میں اوترا دوسرے روز صبح کو کمانڈر انچیف صاحب ولیسراے کے پاس کونسل میں گئے وہاں سے واپس تشریف لا کر مجھے فرمایا کہ فی الحال کابل مشین کے روانہ ہونے میں چندے تامل ہے سرکاری فوج زیر حکم میجر جنرل مکونین صاحب ر بلاک مونٹین اکو روانہ ہو رہی ہے۔ سینے ولیسراے سے آپکے وہاں جانے کے باب میں تحریک کی ہے اور فارن آفس سے بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنتہ کو تار دیا گیا ہے اور جنرل مکونین صاحب کو بھی بطور سرکاری ٹیلگراف کے ذریعہ اطلاع دی گئی ہے کہ میجر جنرل جگہ بہادر صاحب لکھ سرکار جنگ بلاک مونٹین میں بطور ایڈیکان آپکے اسٹاف میں مقرر کئے گئے ہیں کل صبح آپ شملہ سے روانہ ہو جائیں اور جتدر جلد ممکن ہو قبل از آنکہ جنرل مکونین جتنا بلاک مونٹین پہنچیں آپ انکے اسٹاف میں شریک ہو جائیں اور جہوت کابل مشین افغانستان کو روانہ ہوگی تقریباً ایک ہفتہ پہلے آپکو اسکی اطلاع دی جائے گی اور سوت آپ جنگ بلاک مونٹین سے آکر ریشا اور یا جرو میں سفارت کے شریک ہو سکیں گے

چونکہ ایسے سفر کا ضروری اسباب پیسے ہمراہ نہ تھا اس موقع پر مجھے اپنے دوست کینل
 نول چرلین صاحب سے بہت کمک ملی انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ لیکار جو کچھ سامان
 کہ اوس مقام کے لئے کارآمد تھا فراہم کر دیا جنگ ہلاک موٹھین میں ہر افسر کو چوالیس نوٹ
 اسباب لیجانے کی اجازت تھی، و افسروں میں ایک خچر بار بردار کیو ملتا تھا۔ لہذا جقتہ
 اسباب کہ میرے ہمراہ تھا وہ سب بیٹنے کرنل چرلین صاحب کے پاس چھوڑ دیا۔ فقط وہ
 موٹے بلانکٹ دو دواٹر پروٹ کی چادرین دو یونی فارم کے خالی کوٹ دو برصین ایک
 بوٹ ایک بیٹی دو کرتے فلائین کے اپنے ہمراہ لے لئے دوسرے روز گیا رہ بجے ٹانگہ
 میں سوار ہو کر انہا کہ کوروانہ ہوا وہاں سے صبح کی ریل میں بیٹھ کر ہر اکٹوبر روز جمعہ شنبے
 دو بجے حن ابدال پہنچا وہاں سے ساڑھے چار بجے ٹانگہ میں آٹھ بابا کی طرف روانہ ہوا دو
 بجے آٹھ بابا پہنچا۔ امین الدین مع بابو کے یہاں حاضر تھے کرنل ملائی صاحب نے پیشتر
 سے آگے جائیکامیرے لئے سب بندہ دست کر رکھا تھا یہاں سے رات کو سات بجے
 ٹانگہ میں سوار ہو کر ایک بجے خاکی میں داخل ہوا جہل کمون صاحب مقام سیری میں تھے
 بہادر خرنے میرے ساتھ ایک اسکاٹ بھجوانے کے لئے پندرہویں بنگال کیو لری کے
 افسر کو پہلے سے تحریر کر دیا تھا رجمنٹ مذکور کا اسکاٹ لیکر میں آگہی پہنچا وہاں جہل
 کمون صاحب کا خط ملا کہ آپ تنہا پہاڑ پر میرے پاس آنے کے لئے ہرگز ارادہ نہ کرنا
 بلکہ ایک روز آپ آگہی میں ٹھہریں اور جب کانونال دیئے فوج کی سربراہی کا سامان
 وہاں سے روانہ ہو تب ادسکے ہمراہ آئیں میج کیل صاحب نے بیان کیا کہ ایک روز

پشتر چند سرکاری آدمی پہاڑ سے نیچے آرہے تھے ایک شخص اونہیں سے علیحدہ ہو کر
 درانیچہم رگھیا مدخیل نے اوسکو مار ڈالا اور اسی طرح پہلے اسکے کتنے ہی لوگ مار
 گئے اسلئے جنرل صاحب نے سخت حکم دیا ہے کہ کانوائی کی ہمراہی کے سوا کوئی شخص
 تنہا آمدورفت نہ کرے کرنیل پارٹ صاحب کمانڈنگ سگن سکولٹن جو کہ دامن کو دین
 مقیم تھے مجھے ملے اور تکیو انہوں نے ڈنر کی دعوت دی اور کہا کہ شکوہ اسی جگہ رہ کر صبح کو
 کانوائی کے ہمراہ جنرل صاحب کے یاس آپ روانہ ہوں تو بہتر ہوگا چنانچہ میں شب کو
 دہن رہا اور علی الصبح سگن سکولٹن کے ایک افسر اور ڈاکٹر گرین صاحب کے ہمراہ
 جو کہ ایک کم عمر بڑے خوش مزاج آدمی تھے اور شکوہ ڈنر میں اُن سے ملاقات ہوئی تھی
 اور انہوں نے میرے ساتھ بطور ہواخوری کے پہاڑ پر جانے کے واسطے وعدہ
 کیا تھا روانہ ہوا ہمارے ساتھ ڈیڑھ سو سوچر اسباب ٹرانسپورٹ کے اور سو جوان کا
 اسکاٹ تھا گیارہ بجے سے پشتر ہم جنرل کمون صاحب کے یاس پہنچے۔

قبل اسکے کہ بلاک مونٹین اسپڈیشن ۱۸۹۹ء عیسوی کا کچھ احوال لکھا جاوے ضرور
 کہ تھوڑی سی کیفیت اوس ملک کی اور وہاں کے باشندوں کا احوال اور انگریزی
 سرکار کی فوج کشی کا باعث بطور اختصار تحریر کیا جاوے بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ)
 اٹلس ندی کے جانب جنوب اور کاشمیر کے پہاڑوں کے جانب مغرب جنوب
 واقع ہے اس پہاڑ کی چوٹی تک مشرق کی طرف سرکار انگریزی کا علاقہ ہے وہ یہی
 اس طرح پر ہے کہ بہہ زمین زمینداروں اور ملک لوگوں کے ماتحت ہے وہ لوگ

سرکار انگریزی کو کچھ خراج نہیں دیتے لیکن سرکار انگریزی سے فی الجملہ تعلق رکھتے ہیں پہاڑ کے نیچے جانب مشرق سب انگریزی علاقہ ہے پہاڑ کی چوٹی سے مغرب کی طرف سب وحشی افغانوں کا علاقہ ہے اور سکویا غستان کہتے ہیں یہ قوم کسی حاکم کے تابع حکم نہیں ہے نہ یہاں کوئی بادشاہ ہے نہ وزیر اور نہ حاکم۔ یہاں تک کہ باپ کا حکم کم سن بیٹا نہیں مانتا ہر شخص اپنے کو بچاے خود بادشاہ اور حاکم وقت سمجھتا ہے۔ جہالت اس درجہ بڑھ رہی ہوئی ہے کہ جب بکریوں کے دو گلوں کو دو شخص پانی پلانے کو لئے ایک چشمہ پر لیجاتے ہیں تب ایک کہتا ہے کہ میرا گلہ اول پانی پیگا اور دوسرا کہتا ہے نہیں میں اول پانی پلاؤنگا ایسی تکرار پر اکثر مارے جاتے ہیں باتیں کرتے کرتے ایک دوسرے کو چہری سے مار ڈالتا ہے اور تیسرا دیکھتا رہتا ہے بلکہ جب کبھی دو آدمی ملکر ایک گاؤں سے باہر جائیں اور ایک اونٹن کا مارا جامے تب دوسرا گاؤں کو واپس اگر اپنے ساتھی کے مرنے کی اس کے لواحقین کو خبر تک نہیں پہونچاتا اور نہ اس کے مرنے کا کچھ افسوس ظاہر کرتا ہے کبھی اگر دو تین روز کے بعد برسپیل تذکرہ اس مقبول کا ذکر آجائے یا اس کے غریب مستفاد کرین تو وہ معمولی طور سے کہہ دیتا ہے کہ فلان شخص نے اس کو مار ڈالا غرض کہ آدمی کی جان کی یہاں کچھ قدر نہیں یہ پہاڑ نو نہار فٹ سطح دریا سے بلند ہیں سر زمین دس دس اور بارہ بارہ فٹ برف اونپر جمی رہتی ہے برسات اور برسات کے آخر میں یہی یہاں برف برستی ہے پہاڑ ایسے صعب المرور ہیں کہ یا پو یا گھوڑے کا اونپر چلنا بالکل دشوار ہے پیادہ آدمی بمشکل چل سکتا ہے یہاں کے

مانند بے جنگی جانوروں کے موافق پہاڑوں میں پہرتے رہتے ہیں غیر ملک کا آدمی ان پر
 چڑھنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ راستہ کبھی آجتک اس طرف بنایا نہیں گیا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں
 پہاڑوں کے نیچے بعض بعض مقامات پر آباد ہیں۔ ان گاؤں کے مکانات عجیب قسم
 سے بنائے گئے ہیں مکانات کی چبھت ایک چھوٹی سے پہاڑی کی ہمواری میں رہتی ہے
 اور کہیں پہاڑ کہو دکر اور کہیں دیواریں اوٹھا کر اس طرح گھبراتے ہیں کہ اوپر سے بالکل پہاڑ اور
 میدان سا معلوم ہوتا ہے اور جب نیچے آکر دیکھیں تو دروازے اور مکانات نظر آتے ہیں
 عورتیں یہاں کی بہت مضبوط اور دلیر ہیں۔ لڑائی کے وقت اکثر مردوں کے کپڑے
 پہنکر لڑنے کو موجود ہوتی ہیں اگر کسی خاندان کا کوئی آدمی مارا جائے اور اسکے گہرائے
 میں کوئی مرد بدل لینے والا نہ ہو تو اس خاندان کی عورت اپنے شوہر یا بیوی یا بیٹے کا سرور
 بدل لیتی ہے جس نے اس کے عزیز کو مارا ہے وہ اسے ضرور مارتی ہے اس قوم کے
 فرقوں کو خیل کہتے ہیں اور زیادہ تر قوم دیل کے لوگ ان پہاڑوں میں رہا کرتے ہیں۔
 مدہ خیل۔ اکھنڈ خیل۔ گوجا خیل۔ خان خیل۔ باسی خیل۔ کاسان خیل۔ شاہ خیل۔ بانون خیل۔
 خواجہ خیل۔ قلندر خیل۔ نصرت خیل۔ لقمان خیل۔ بڈا خیل۔ ڈکڑ خیل۔ مانم خیل۔ کاکا خیل۔ خیل
 یہ تمام قومیں ہلاک موٹیں (یعنی کوہ سیاہ) میں رہتی ہیں ان کے خاص مردوں اور عورتوں کا
 شمار برابر معلوم نہیں ہوا لیکن تحقیقات سے اس قدر ثابت ہوا کہ آٹھ ہزار سات سو بیس
 جوان جنگ کے قابل مسلح یہاں رہتے ہیں اور یہ لوگ اس بات پر مغرور ہیں کہ ان کے
 ملک پر کوئی شخص فوج کشی نہیں کر سکتا اور وہ اس ملک کو کوئی فتح کر سکتا ہے ان کے

یہ خیالات ان وجوہ سے ہیں کہ اول تو پہاڑ ایسے دشوار گزار ہیں کہ فوج کا آنا ہی ممکن نہیں
دوسرے اگر فوج پہاڑ پر بمشکل لائی بھی جائے تو باربرداری اور رسد اور فوج کے
کہانے پینے کا بندوبست کیا کیونکر ہو سکیگا۔

تیسرے جب کوئی غنیم فوج کشتی کرے گا تو ضرور ہے کہ وہ آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے
سے اوپر چڑھے گا تب تک یہ لوگ اوپر سے بندوقین چلا کر اس کا کام تمام کر دینگے اسلئے
کہ یہ لوگ دشمن کو پہاڑوں کے اوپر سے نچوڑی دیکھ سکتے ہیں اور خود اس کو دیکھ لائی نہیں
دیتے چوتھے پہاڑ پر سردی کی اتنی شدت ہے کہ نیچے کے رہنے والے لوگ کبھی اوس
سردی اور برف کے متحمل نہیں ہو سکتے غرض کہ وہ سپاہ کے باشندے ایسے ایسے خیالات
میں مبتلا تھے اور کبھی اون کے حاشیہ خیال میں ہی یہ بات نہ تھی کہ ہمارے ملک پر کوئی
جڑ بانی کر کے کامیاب ہوگا۔ چنانچہ ۱۸۶۵ء عیسوی میں سرکار انگریزی کی کچھ فوج اس قوم
کی سرکوبی کے لئے زیر حکم جنرل ویلڈن بھیجی گئی تھی۔ فوج کو پہاڑ کے اوپر پہنچنے میں
بہت دشواری پیش آئی اور ان وحشی افغانوں نے جب قدر ممکن ہوا انگریزی فوج کو
تکلیف دینے میں مدد نہیں کیا اکثر افغان ہی مارے گئے اور سرکاری فوج کے ہی
کچھ لوگ ضائع ہوئے۔ تقریباً دس بارہ روز تک فوج پہاڑ پر رہی اور بعد کو اس سے
واپس آنا پڑا۔ اس فوج کشتی کے بعد اس وحشی قوم کے ملین وہ قدیم جٹکا اور مضبوط ہو گیا کہ
ہمارا ملک ایسا دشوار گزار اور قلاب مقام ہے کہ اس پر کسی کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ چند سال
سے اس قوم نے سرکار انگریزی کی عملداری میں جو گانوں کے سرحد پر واقع ہیں ان کو ترک کر دیا

اور انہیں چوری شروع کر دی تھی اور جب موقع ملتا سرکاری رعایا کو تکلیف پہنچاتے تھے ہر چند فہمائش کے طور پر ان کو سبھا گیا کچھ فائدہ مرتب نہوا آخر نسبت یہاں تک پہنچی کہ گذشتہ ماہ مئی ۱۸۸۷ء عیسوی میں کرنل پاٹی صاحب اور یجر آرم سٹرنکس مع چاقا آدمیوں کے ہلاک ہوئیں کی سرحد پر گئے اس قوم نے دونوں صاحبوں کو مع ان کے ہمراہیوں کے جان سے مار ڈالا اس موقع پر سرکار انگریزی کو ضرور ہوا کہ اچھے طور سے انکی سرکوبی کیجاوے اور آئندہ کے لئے ایسا معقول انتظام کیا جائے جو ہر گورنمنٹ اور رعایا کو ان کے ہاتھ سے تکلیف اور ضرر نہ پہنچے لہذا جنرل مکوین صاحب کو جو ایک بڑے ذی تجربہ اور کمانڈر پنجاب فرانٹ پر فورس کے ہیں گورنمنٹ آف انڈیا نے اس مہم کے لئے انتخاب کیا۔ صاحب مدد و روح اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہیں زبان پشتو خوب جانتے ہیں دراصل ان سے بہتر اس مہم کے انجام دینے کے واسطے دوسرا آدمی ممکن نہ تھا۔ تمام پولیٹیکل معاملات گورنمنٹ نے انکی ہدایت پر منحصر رکھا۔ ماہ ستمبر میں جنرل مکوین صاحب نے شملہ جا کر نواب گورنر جنرل بہادر ولیسر کشور ہند سے اس جنگ کے متعلق سب امور طے کر لئے۔ بارہ انفنٹری رجمنٹیں جنکے نمبر وغیرہ خلاصہ تاذیل میں درج کئے جاو گئے اس مہم کے سر کرنے کے لئے نامزد کئے گئے اور جنرل مکوین صاحب نے اس تمام فوج کے چار حصہ کئے۔

فوج تمبرون کالم

زیر کمان کرنل سم صاحب پاجوین گورکھا پلٹن کے تیسری سکپلٹن پچم گورکھا پلٹن

فوج نمبر ٹوکالم

زیرکمان کرنیل اوگریڈی ہیلی صاحب۔ سفاک رجمنٹ برٹش انفنٹری چوبیسویں
پانیہ چالیسویں بنگال انفنٹری۔

فوج نمبر تہری کالم

زیرکمان کرنیل سنڈلٹ صاحب۔ سکس رجمنٹ برٹش انفنٹری چالیسویں سکے پلٹن
چوبیسویں پنجاب انفنٹری۔ دوسو جوان خیمبر پلٹن۔

فوج نمبر فور کالم

زیرکمان کرنیل کروک شانک صاحب۔ رائل آئرش برٹش انفنٹری۔ اٹیسویں
پنجابی پلٹن۔ چوتھی پنجابی پلٹن ہیڈ کوارٹر ونگ۔

جنرل جیبرٹ گرگٹ یعنی نمبر ون اور نمبر ٹوکالم پر۔ اور جنرل کالبرٹ لفٹ برگٹ
یعنی نمبر تہری اور نمبر فور کالم پر مقرر کئے گئے۔

یہ سب فوج اس انتظام سے جنرل مکون صاحب نے روانہ کی کہ تیسرے روز کالم
وقت مقررہ پر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے یہ پہاڑ نو ہزار فٹ سطح دریا سے بلند ہے چونکہ
بارہ روزی اوپر لیجانا بہت دشوار تھا لہذا خیمہ وغیرہ سب مقام آگہی پر پہاڑ کے
پہنچے پہوڑوں سے گئے۔ ہر جوان کو دو مکمل لیجانے کا حکم تھا جب فوج نصف پہاڑ تک
پہنچی تب افغانوں نے گویاں مارنا شروع کیا خصوصاً ریٹ کالم کی طرف زیادہ دشواری

ہوں اول روز چہ آدمی مارے گئے اور چار زخمی ہوئے افغانوں کے یہی اکثر لوگ مارے گئے جب سرکاری فوج بڑھتی جاتی ہر خندق افغان پسپا ہوتے تھے مگر گولیاں چلاتے تھے شکوہ تمام رات کیا سپ پر فیر کرنے رہے جو کوئی آدمی ذرا بھی کیا سپے حاوی رہا ہوا جان سے مارا گیا۔ نمبر ۱۰ اور نمبر ۱۱ کا لم مقام چتیا بٹ پر جو کہ پہاڑ پر واقع ہے پہنچا اور لفٹ کا لم (یعنی نمبر فور) زیر حکم خبرل کا لبریت صاحب در بند کو پہنچا یہاں غنیم سے اچھے طور پر مقابلہ ہوا۔

جنگ در بند

جرل کا لبریت جو تہی اکتوبر کو قریب صبح کے اس مقام پر پہنچے یہاں گولیاں سے برابر خبر تھڑ کا لم اور خبرل مکوین صاحب کے پاس پہنچائی جاتی تھی۔ ڈاؤنس گیا رڈ دو کمپنی سائل آئرش اور ایک ڈیوٹرن اسکاٹس رائل ارٹلری سنگار کی طرف بڑھایا گیا۔ اور ایک پارٹی جو تہی پنجاب بلٹن کی سنگار گاؤں کے سید ہی طرف بھی گئی۔ دشمن کی فوج سب اس گاؤں میں بھری ہوئی تھی اور چونکہ یہ گاؤں بلندی پر واقع تھا اس لئے سرکاری فوج کو وہ لوگ چپ کر بخوبی دیکھ سکتے تھے اور آسے سے گولیاں چلا سکتے تھے جو تہی پنجاب انفنٹری کو گاؤں پر حملہ کرنے کا حکم ملاحظت لوگ حلا آور ہوئے اس وقت صوبیدار میجر جیتر سنگ جو کہ ایک مشہور سکھ وئر تھے ان کی گردن میں گولی لگی چار کہنہ تک زندہ رہ کر وہ مر گئے سرکاری فوج نہایت بہادری اور

چستی سے گاؤں کی طرف بڑھ رہی دو جوان پانیر کے زخمی ہوئے جب پلٹن ترقی گاون
 کے پہنچی تو افغان پہاڑ کی طرف فرار ہو گئے گاؤں پر پلٹن نے قبضہ کر لیا اس حملہ میں
 سات آدمی غنیم کے مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے یہ سب افغان جو اکثر مدہ خیل
 تھے پھر جمع ہوئے اور انہوں نے ایک مالہ کے نشیب اور درختوں میں اپنی آپکو
 پوشیدہ کر کے بندہ وقین چلانا شروع کیا۔ جنرل کالبرٹ نے پانیر کے تین کمپنیاں زیر
 کمان لفٹنٹ ہاک صاحب کے دیکر حکم دیا کہ ندی کی طرف سے پہاڑ اور جھاڑی میں نشین
 کو دیکھتے ہوئے جائیں اور جہاں کہیں غنیم کی فوج جمع ہو اور سپر حملہ آور ہوں۔ رائل
 آئرش نے بائیں طرف سے اڈولس کیا چونکہ ان کے سامنے راستہ اچھا تھا اس لئے
 سنٹر سے وہ بہت آگے بڑھ گئے کپٹن ہیلی یا بو پر سوار ہو کر جنرل کالبرٹ صاحب کے
 اشارات سے آگے بڑھے ہر چند پہاڑوں میں یا بو کا چلنا دشوار تھا لیکن جس جگہ کو یہ
 لڑائی ندی کے قریب ہوئی تھی وہاں کہیں کہیں گھوڑے اور یا بو پر سواری ہو سکتی تھا
 اور انہوں نے پلٹن کو چارج کا حکم دیا۔ فوراً پلٹن والوں نے بندہ وقین پر سنگین چڑھا کر حملہ کیا
 جب یہ لوگ تقریباً سو وار پر غنیم کے قریب پہنچے تب سو دیوڑھو افغانوں نے اون پر حملہ
 کیا رائل آئرش جو جنٹ نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت چالاکी اور جہتی سے
 دشمن پر گولیوں کی بارش شروع کی جس سے غنیم کا منہ پٹ گیا۔ اور اکثروں نے اپنے
 آپ کو ندی میں گرا دیا۔ چونکہ پانی عمیق تھا بہت سے افغان غرق ہو گئے اور سوت
 ہزارہا حال معلوم نہ ہو سکے کہ کتنے لوگ مارے گئے لیکن دوسرے روز جھاڑی میں ۹۰ نشین

اور ندی کے کنارے ۲۶ سو اور انٹالیں بہتروں میں اور چہرہ ایک پہاڑ پر دکھائی دین
 ندی میں کتنے ڈوبے اون کا شمار معلوم نہ ہوا حیرت کہ رائل آئرش نے حملہ کیا اور قوت
 (گیاٹلنگ گن) یہی دہنی طرف سے بڑے زور و شور سے چلائی گئی تھی گیاٹلنگ گن
 وہ بندوق ہے جسکے کندے کے ترانہ میں ویڑھ ہو کار توں ایک وقت بہرے جاتے
 ہیں اور غنیم کی طرف منہ کر کے ایک چرخ کو زور سے پہر دیتے ہیں اس بندوق سے
 علی الاضال گولیاں جلتی رہتی ہیں یہ بندوق جب غنیم حملہ کرے اس کے روکنے کو بہت
 بکا را مد ہوتی ہے۔ دو گاتلنگ گن زیر حکم فٹنٹ کلیو کے آگے بڑھائے کو حکم دیا گیا بہر
 سامنے آنے فٹنٹ کلیو کے پہاڑ پر سے ایک شخص نے گولی چلائی وہ گولی فٹنٹ
 کلیو کے گردن میں لگی اور تھوڑی سیچھے کی طرف اوتار کے مونڈے میں رہ گئی۔ فٹنٹ
 ند کو راب تاک اچھے ہیں لیکن گولی جسم میں سے نکال نہیں گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان
 تھا کہ اگر گولی نکالنے کا ارادہ کرینگے تو شاید انکی زندگی نہ ہوگی کیٹن راڈ فرڈ چوتھی پنجاب
 افٹنٹری کمانڈنگ کے بائیں طرف چہانی میں گولی لگی لیکن اتفاق سے شش اور جگر
 محفوظ رہا اور گولی پشت کی طرف سے نکل گئی وہ اب تاک اچھے ہیں اور امید ہے کہ
 زندہ رہینگے پلٹنوں کے ۶ جوان مارے گئے اور ۶ زخمی ہوئے۔

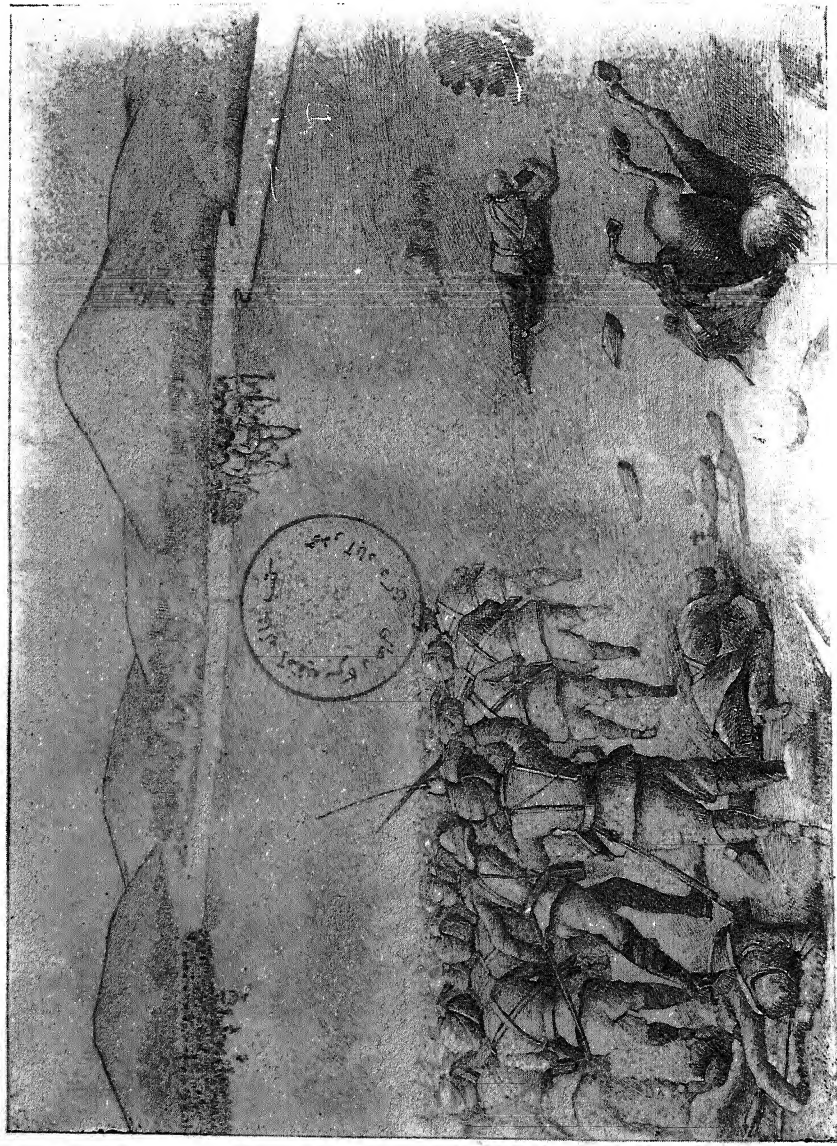
کیٹن بلی صاحب کا مارا جانا

جیکہ رائل آئرش اور پانیٹ ڈولس کر رہی تھی کیٹن بلی صاحب یا بوہر سوار رہو کر لگے

اور پابج کا حکم دیا۔ وہ ایک نازنین پنہچکر یا بوپر سے اتر پڑے اور جوانوں سے کہا کہ اپنی آپ کو نالہ اور بہتہروں میں چھپا کر فیر کرین مسٹر گاہ صاحب کماٹنگ پانیہ کے ہی ان کے شریک ہو گئے تھے انہوں نے بیلی صاحب کو آواز دی اور کہا دیکھو آگے نہ بڑھو نالہ کی طرف سے دشمن حملہ کرتے ہیں تب فوراً کپٹن بیلی صاحب اپنے یا بوپر سوار ہو کر مع پلٹن کے جوانوں کے آگے بڑھے یکایک ایک گولی بیلی صاحب کے یا کو گولی اڑکھایا ہو گر گیا۔ اس عرصہ میں دشمن اونٹن گرے۔ لفٹنٹ کلرٹ صاحب جو کہ دور سے یہ حال دیکھ رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ غنیم کے چہرہ آدمی کپٹن بیلی صاحب کو مارنے میں شریک تھے اسکا خاص خیال یہ تھا کہ انکو جان سے ایک دم نہ مارنا چاہیے بلکہ جس قدر ممکن ہو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ دو دو اترتو ار کے ان کے سر پر تقریباً ۲۰ رانچہ گہرے لگے تھے سیدھے ہاتھ کی دو انگلیاں اور بائیں ہاتھ کی چار انگلیاں صاف کاٹ ڈالی تھیں اور کہنی میں سے ایک ہاتھ ہی کاٹ ڈالا تھا۔ دو جوان رائل آئرش کے انکی طرف دوڑے اور انکو اوٹھا لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا۔

بیلی صاحب زندہ کلیمین تھے۔ اون کے زخموں سے خون بہت جاری تھا جتنو ممکن تھا انکی حفاظت کی گئی زخمی ہونے کے وقت سے تین گھنٹہ تک زندہ رہ کر قریب پانچ بجے کے بیلی صاحب نے انتقال کیا۔ یہ بڑے خلیق اور لائق مشہور آفیسر ان کے انتقال کا سبکو نہایت افسوس ہوا۔ جنرل کالبرٹ صاحب نے دوسرے روز کپٹن بیلی صاحب کے واسطے جنرل آڈر تحریر کیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۲۷۲ ہلاک ہوئے شہر اک پیدل در ۱۸۸۸ء



آفریدی انتھانوں کا ہلاک گزیری کی فوج پر حملہ آور ہونا اور سپین سلی کا مارا جانا

کپٹن بلی صاحب کے مار چھالنے میں جنرل صاحب نے

جو جنرل آؤر تحریر کیا اوس کا ترجمہ

جو افسوس اور رنج مجھ کو کپٹن بلی صاحب اسٹنٹ کو اسٹر ماسٹر جنرل کے مارے جانے سے ہونا ممکن ہے کہ اوسکا اظہار ہو سکے اسکا اس بہادری اور دلاوری سے صف جنگ میں مارا جانا انکی بڑی جرات اور دلاوری کی دلیل ہے جس کسی کی کپٹن بلی صاحب سے ملاقات تھی وہ جان و دل سے اؤنکو چاہتا تھا جو زخم اؤنکو لڑائی کے وقت لگے ظاہر ہو کہ کس بے خوفی اور دلاوری سے انہوں نے دشمن سے مقابلہ کیا اور ایک عمدہ مثال اپنی بہادری کی اپنے پیچھے چھوڑ گئے وہ ایک میرے دلی دوست تھے۔ اور ہمیشہ نیک صلاح دینے والے افسر تھے مجھ کو یقین ہے کہ میرے اس رنج اور افسوس میں سب فوج کے بہادر شریک ہوں گے۔

کرنیل کروک شنانک کا زخمی ہونا

۴۔ اکتوبر کو کروک شنانک صاحب کمانڈنگ لفٹ کالم انٹیموین پلٹن اور دو توپین خچر باٹری کی ہمراہ لیکر (رکاتی سانس) یعنی زمین کی حالت اور دشمن کا احوال دریافت کرنے کے واسطے جب مقام کنٹر کی طرف بڑھے سانسے کے پہاڑوں میں غنیم کی فوج پوشیدہ تھی جسوقت اؤسکے نزدیک پہنچے یکبارگی اؤپر سے گولیاں

چلنا شروع ہوئیں قیاس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے پاس اسناد پڑا اور مارٹنی ہنری بندہ
ہیں اکثر لوگوں کو یہ بات سن کر تعجب ہو گا کہ ان وحشی لوگوں کے پاس اس ٹیڈ اور ہنری
مارٹنی بندہ وقین جو انگریزی فوج کے سوا دوسروں کے پاس نہیں ہیں کہاں سے آگئی
ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ لارڈ ڈیو صاحب کے وقت میں امیر شہر علی خان
والی کامل کو کسی نہر اسناد پڑا بندہ وقین دی گئی تھیں اور امیر محمد یعقوب خان نے جبکہ
۱۸۱۷ء عیسوی میں انگریزی فوج سے مقابلہ کیا تھا تو امیر کی تمام فوج کے پاس
علی محمد پر وہی اسناد پڑا بندہ وقین نہیں جس وقت علی محمد پر لڑائی ہوئی اور افغانوں کی فوج
تاب مقابلہ لاکر شکستہ فرار ہو گئی۔ اطراف و جوانب کے وحشی افغان جو کہ لڑائی کی خبر
سن کر جمع ہوئے تھے انہوں نے خود اپنی ہی قوم کے لوگوں کو جو فوج سے فرار ہوئے
تھے بندہ وق اور کارطوس اور شاید ایک سر کے باندہ ہنسی لگی اور پرانے سیلے
کرنے کی طرح سے مار ڈالا۔ اور سیکڑوں بندہ وقین اس طرح لے لیں۔ کارطوس جب قدر
ان لوگوں کو ملے ہیں حفاظت سے اسی روز کے واسطے رکھتے ہیں کہ مقابلہ کے
وقت کام آئیں شکار کا اس قوم کو شوق نہیں ہے اور نہ کسی قسم کا شکار اس جنگل میں
ہے جو کارطوس صرف میں آئیں علاوہ اسکے کابل میں بھی اسناد پڑا ریفیل اور دوسری
برج لوڈ بندہ وقوں کے کارطوس بنتے ہیں یہ لوگ کہیں اور طرف سے بارود گولی
اور کارطوس لے آتے ہیں اسکے سوا سرحد پر شل پشاور۔ ایٹا باد۔ نوشہرہ وغیرہ کو
انگریزی چھاؤنیاں ہیں یہ لوگ ان چھاؤنیوں سے اکثر انگریزی سپاہیوں کی بندہ

چرا کر لیجاتے ہیں ہر سال میں تمام اسٹیشنوں سے سو پچاس بندوقین چوری جائیگی سرکار
میں رپورٹ ہوتی ہے اس قوم کے چور لوگ سونے اور چاندی کی چیزوں کو چھوڑ کر بندوقین
کو جراتے ہیں ہر حال اس قوم کے پاس ہنری مارٹنی کم اور سنانڈر بندوقین بہت
ہیں توڑے دار اور چھتائی بندوقین بھی اکثر رکھتے ہیں بعض وقت جو کوئی افغان مارا گیا
تو اس کے پاس دو بندوقین دیکھنے میں آئیں اسنانڈر اور دوسری توڑے دار یا چھتائی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برج لوڈ کے کارٹوس کم ہونے کے خیال سے یہ لوگ
منہ سے بہرنے کی دوسری بندوقین اپنے پاس رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کرنیل کروک شاناک پر افغانوں نے اوپر سے گولیاں
چلا نا شروع کیں اسوقت ایک گولی کرنیل صاحب موصوف کے گھٹنے میں لگی اتفاق
سے ہڈی نہیں ٹوٹی لیکن چونکہ گھٹنے کا زخم بہت برا ہوتا ہے اونکو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر
ہسپتال میں لے گئے کرنیل صاحب کے زخمی ہونے سے وہاں کا انتظام بگڑ گیا۔ اور
پلٹن کو اس مقام سے واپس ہونا پڑا۔ کرنیل کروک شاناک زخمی ہو کر دو روز تک
زندہ رہے اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

۹ تا ۱۰ کو شام کے وقت یہ خبر آئی کہ کچھ فوج غنیم کی مقام کہنڈ میں جو پہاڑ کے
پہنچے تقریباً بارہ میل پر ہیڈ کوارٹر سے واقع ہے جمع ہے جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ
سوجان خیبری پلٹن کے دو سو ۵۴ سکے کے تین سو پور وین ریمینٹ (سافک جیمز)
کے سوپائیر کے زیر حکم کرنیل اوگرٹھی سیل صاحب کے کل صبح کو روانہ ہو جائیں۔

اور کہند کا محاصرہ کریں اور اسکو اپنے قبضہ میں لے آئیں۔ کپٹن و سٹرن صاحب ریڈنگ
 جنرل مکون صاحب سے ہم نے یہ صلاح کی کہ جنرل صاحب سے اجازت لیکر فرنٹ کالم
 کے ساتھ چلنا چاہئے ہم نے جنرل صاحب سے آگے جانے کے لئے درخواست کی
 صاحب منزلے کرنیوال گریڈی ہیلی صاحب کے ساتھ ہمیں جانے کے واسطے اجازت
 دیدی۔ چونکہ مقام کہند کو جانا اور لڑائی کے بعد اسی روز واپس آنا دشوار تھا لہذا فوج
 میں یہ حکم دیا گیا کہ شہرخص تین وقت کا کھانا اور کچھ اور ہٹے بچھانے کے واسطے اپنی
 ہمارہ لے لے۔ سہنے ہی مثل دوسر دن کے کچھ لیکٹ اور گوشت بریان اپنی داور رسال
 میں رکھ لیا۔ اور ایک آدمی جو ہم دونوں کا اسباب لیجانے کے لئے ملا تھا۔ ہم نے
 اسکو اپنے اپنے بلاناٹ حوالہ کر دے تاکہ شبکو کام آئیں صبح کے سات بجے ہیڈ
 کوارٹر سے فوج روانہ ہوئی یہ مقام ہماری جگہ سے آٹھ ہزار فٹ نیچا تھا۔ کامل تین گھنٹہ تک
 فوج چنچے اترتی رہی جب کہند دور سے دکھائی دیا تب کرنل صاحب نے دو پریک
 بنجی چارون طرف دیکھ کر اپنی فوج کے تین حصہ کئے۔ دہنے ہاتھ کی طرف کرنل
 واسٹر فیلڈ صاحب کمانڈر ٹمک ۵۴ سکپٹن مع خمیر ریفیل اور دوسو جوان سنفلک جینٹ
 کے اور دو کمپنیاں ۵۴ سکپٹن کی پیچ میں دونوں بین خمیر باٹری کی سو جوان سنفلک جینٹ
 کے چار کمپنیاں ۵۴ سکپٹن کی بائیں طرف سو جوان پانیہ کے دوسو جوان ۵۴ سک
 پٹن کے زیر حکم کپٹن واڈس صاحب کے دے گئے ان سبکو یہ ہدایت کی گئی کہ
 ریٹ کالم مقام کہند کے دہنی طرف سے سیدھا جائے اور لفٹ کالم بائیں طرف سے

بڑے اور یہ دونوں کالم ایسی رفتار سے جائیں کہ برابر ایک وقت میں مقام مذکور
 پر پہنچ کر دونوں طرف سے حملہ آور ہوں درمیان کی فوج مع دو توپوں کے سیدھی سامنے
 کو جائے اور مقام مذکور پر گولہ اندازی کرے جب گاؤں اپنے قبضہ میں آجائے تب
 سب گہروں کو آگ لگا دیں لیکن عورتوں اور بچوں کو بالکل نہ چھیڑیں قسم زراعت غور
 سے جو چیز ہو اوسکو نہ جلائیں جب یہ امور سب نے بخوبی سمجھ لئے تب تینوں کالم
 اپنے اپنے منصوبوں کے زیر حکم روانہ ہوئے کرنل صاحب کے ہمراہ میں سنٹر کالم کو
 ساتھ تھا جب ہمارا کالم آخر پہاڑ پر پہنچا تب سب جوانوں نے ہتھروں اور درختوں میں
 اپنے آپ کو چھپایا اور توپیں گاؤں کی طرف لگا دیں گاؤں اوس جگہ سے تقریباً گیارہ سو
 وار کے فاصلہ پر تھا۔ گاؤں کے مکانات اور آدمی حکمو بخوبی نظر آتے تھے۔ کرنل صاحب
 نے حکم دیا کہ سب افسر و عینوں سے دیکھیں کہ عورتیں اور بچے گاؤں میں ہیں یا نہیں
 ہنسنے بہت دیر تک دیکھا لیکن کوئی عورت اور بچہ گاؤں میں نظر نہ آیا۔ ہمارے ساتھ
 دو تین آدمی اوس جگہ کے تھے اونہوں نے بیان کیا کہ جب انگریزی سکاڑ کی فوج
 نے اس طرف چڑھائی کی تب تمام پہاڑی لوگوں نے اپنے عورت بچے انڈس نہی
 کے پاس روانہ کر دیے۔ اور اپنے جانور بھی اون کے ہمراہ بھجوا دیے اور غلہ کی
 قسم سے جو شے اون کے گاؤں میں موجود تھی اوسکو کسی محفوظ جگہ جگلیں میں دفن
 کر دیا اور فقط جوان آدمی جواڑنے کے قابل تھے وہ گاؤں میں رہ گئے ہیں۔ کہند
 ایک بڑا گاؤں پہاڑ کی نصف بلندی پر واقع تھا اور سستی کی دو جگہ پر آبادی تھی

ایک گاؤں نیچے اور دوسرے گاؤں تقریباً تین سو سوار اور ہندوستان میں ایک بڑا برج تھا۔ جب گاؤں والوں نے فوج کو دور سے آتے دیکھا تب اکثر نے گاؤں خالی کر دیا اور اطراف کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے بعض لوگ برج پر بندوقین لیکر بیٹھ گئے غرض جب لفٹ کالم آگے بڑھا دونوں طرف سے ہندو قین چلنے لگیں سٹرین سے بھی توپیں سر ہوئیں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک طرفین سے بندوقین وغیرہ کے فیر ہوتے رہے چونکہ افغانوں کے پاس منہ سے بہرنے کی بندوقین بعض پہولدار اور بعض توڑیدار تھیں۔ اسلئے اتنے فاصلہ پر اون سے زیادہ نقصان متصور نہ تھا اور انگریزی فوج کی ہنری مارٹنی اور اسناد ر بندوقین ہر بار بار ہواوار تک کام دیتی تھیں۔ جب تیرہ آدمی افغانوں کے مارے گئے اور چند آدمی زخمی ہوئے تب گاؤں اور پہاڑ کی چوٹی پر جو لوگ کہتے وہ سب پہاڑ کی دوسری طرف فرار ہو گئے۔ غمیری پلین نے دو طرف سے باجا بجاتے ہوئے حملہ کیا۔ تھوڑی سی دیر میں گاؤں پر قبضہ ہو گیا۔ دونوں کالم گاؤں میں داخل ہوئے اور چار طرف سے آگ لگانا شروع کر دیا ایک گھنٹے میں سارے گہشتعل ہو گئے اس گاؤں میں شہد بہت تھا سو بچروں سے جس قدر کہا گیا انہوں نے کہا یا۔ اور بہت کچھ اپنے ساتھ لے بھی آئے خمیر پلٹن کے جوان دھون کا ایک گلہ اور کچھ گائے بھینس بھی پکڑ لائے قریب تین بجے کے دونوں کالم مقام کہنڈ کو تاراج کر کے واپس پھرے اور پانچ بجے سیڑھی گاؤں میں جو کہ ایک روز قبل کہنڈ کے جلا گیا تھا

تھنچے شب کو فوج نے اس جگہ مقام کیا۔ کپٹن و سٹرن صاحب کے ساتھ ایک آدمی تھا اور گوشت کے ساتھ آلو پکا کر رکھے تھے۔ تینے آگ کے پاس بیٹھ کر کچھ گوشت کھایا اور بعد ازاں اپنے روالہ اور بندر وقون میں کارطوس بہر کر اپنے بازو سے رکھ لئے اور بلانکٹ بچھا کر سو رہے۔ چونکہ تمام دن پہاڑوں پر چڑھنا اور اترنا رہا تھا شکیو خوب آرام سے نیند آئی علی الصبح ایک ایک پیالہ چائے کا بے دودھ کے ہکو ملا ہر خید آہٹہ نہار فٹ بلند پہاڑ پر چڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا لیکن چونکہ کہا پیئے کا سامان ہمارے ساتھ کچھ نہ تھا اس لئے ضرور ہوا کہ ہیڈ کوارٹر کو ہم واپس آجائیں۔

سائرسے سات بجے سیڑھی سے روانہ ہوئے اور ساڑھے گیارہ بجے پہاڑ کی چوٹی پر جس جگہ کہ ہیڈ کوارٹر تھا آ پہونچے پلٹن کے جوانوں کو تو ہمیشہ پیادہ پا چلنے پھرنے کی عادت ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی پر چڑھنے سے وہ بھی بالکل تھک جاتے تھے۔ جنرل صاحب لفٹ کالم کے ملاحظہ کو گئے ہوئے تھے شام کو واپس آ گئے شام کے سات بجے آگ کے سامنے بیٹھ کر ہنسنے ڈنر کھایا۔ جنرل کموین صاحب چونکہ نہایت سپاہیانہ مزاج افسر ہیں ان کی خاص یہ رائے تھی کہ خود سح اشاف کے بالکل مثل فوج کے سپاہیوں کے رہین ورنہ ممکن تھا کہ جنرل صاحب اپنے لئے ایک خیمہ ہمراہ رکھتے یا کھانے پینے کے سامان کی درستی اور انتظام کرتے بخلاف اسکے بہادر مفر کا بستر مثل اور سپاہیوں کے تھا۔ کھانے وغیرہ کی یہ کیفیت تھی کہ صبح کو

چائے یا کوکو بے دودھ کے ملتی تھی اور جب کبھی برفیٹ کیا مپین کہا نیکا اتفاق
 ہوتا تو ہر شات افسر اپنی ایک رکابی اور چھری کاٹا ساتھ لاکر ایک حلقہ میں زمین
 پر بیٹھ جاتا اور باورچی قسم اسٹوس سے یعنی گوشت گائی اور بکری اور مرغی کا اور آلو
 ایک جگہ بڑے دیکھنے میں پکا ہوا سبکے سامنے لاتا اور ہر شخص اپنی اپنی رکابی میں پاؤ کو
 بقدر ضرورت نکال کر کھاتا تھا کبھی کبھی مٹن چا پ بھی دیا جاتا۔ علیٰ ہذا القیاس ڈنر بھی یہی
 طرح کھاتے تھے شبکے سات بجے ایک جگہ بہت آگ روشن کر دی جاتی اور سب لوگ
 مع جنرل صاحب کے آگ کے نزدیک جا کر زمین پر بیٹھ جاتے اور جو کھانا اور پر بیان
 کیا گیا غلو بھی پکایا جاتا تھا سب لوگ وہی کھایا کرتے تھے شراب جو کہ عام سولجوں کو قسم
 رم سے ملا کرتی تھی وہی افسروں کو اور جنرل صاحب کو بھی ملتی تھی۔ دراصل یہ ایک
 بڑا فوجی اصول ہے کہ جب سپاہی جنگ میں سختی کے وقت اپنے بالادست افسروں
 کی گزران بالکل اپنے موافق دیکھتے ہیں تب ان کی ہمت بہت زیادہ ہو جاتی ہے
 اور کھانے پینے کی کسی قسم کی تکلیف اور سردی و گرمی اور برف و باران کی سختی ان کو
 کچھ معلوم نہیں ہوتی۔

سترہویں تاریخ کی صبح سے کچھ تھوڑا سا ابر آسمان پر نظر آیا اور ہوا معمول سے
 زیادہ سرد معلوم ہونے لگی سامنے کے پہاڑوں پر دور دور دھواں سا دھکنے لگا۔
 اوسکو دیکھ کر ہمارے کیا مپین جو افغان لوگ تھے اونہوں نے کہا کہ یہ برف
 کی علامت ہے آج برف ضرور گرے گی یہ کیفیت دیکھ کر تمام فوج میں گڑ بڑ پڑ گئی جنرل صاحب

نے حکم دیا کہ سب جوان اور افسر اپنے اپنے سترن پر کچھ سایہ کر لیں چنانچہ اکثر سترن بلا
 موم جاموں اور کملوں کو اپنے بچھو بون پر پال کے طور پر ایک لکڑی بیج میں لگا کر
 کھڑا کر دیا اور بعض جوانوں اور افسروں نے سترنوں کی ڈالیاں اور تپوں سے اپنے
 اوپر آسکر لیا غرض کہ تمام فوج نے ایسے جلدی اور کوشش سے یہ کام کیا کہ تین بج
 سے غلام تک نفی الجملہ سب کو اپنی حفاظت سے اطمینان ہو گیا۔ شام کے چار بجے
 اطراف کے سب پہاڑ دن پر برابر محیط ہو گیا۔ ہوا نہایت سرد ہو گئی جب اس ملک میں
 پانی کی آمد ہوتی ہے تو سیلاب اور اہیائی پڑتا ہوا آدمی کو اپنی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے
 لیکن برف کے ابر میں سیاہی نہ تھی بلکہ کچھ دھواں سا مائل بہ سفیدی تھا اگر کبھی کہی
 دوسرے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاکھوں روئی کے گالے آسمان سے ہوا میں اتر کر
 نیچے اوڑھنے ہوئے آ رہے ہیں۔

غرض کہ برف برسنے کے قبل ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آئی جو کبھی آگے
 دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اول شمالی پہاڑوں پر برف باری شروع ہوئی جو ہوا کا واسطہ
 سے آتی تھی وہ نہایت سرد تھی جتنے کہ غلالین اور لون کے کپڑے لیکن ہوا میں
 پہنکر اوپر سے پلوستین پرین لیا لیکن سردی وقت بوقت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اس
 سبب سے بہت خوف معلوم ہوا کہ جب برف پڑنے کے قبل یہ حال ہے تو برف
 پڑنے وقت کیا حال ہو گا۔ ایک صاحب جو اس موسم سے واقف تھے انہوں
 نے کہا کہ یہ سردی جب ہی تک ہے کہ برف گرنی شروع نہیں ہوئی۔ جب برف

بڑی شرج ہوگی تو سردی خود بخود کم ہو جائیگی جو ہوا برف کی طرف سے آتی ہے اوہیں
 سردی کا بہت گزند ہوتا ہے۔ غرض کہ ایک آدمی گھنٹہ میں ہمارے پہاڑ پر برف
 برسی شروع ہوئی۔ اور تھوڑی دیر میں سب زمین سفید ہو گئی۔ بچہ ہونے کے اوپر جو
 چادر میں لگائی گئی تھیں اونپر بہت برف جم گئی۔ یہ تھوڑی سی برف اپنے موسم جا
 کی چادر پر سے لیکر دیکھی تو وہ اس قدر سخت نہ تھی جیسی کہ چین سے جمائی جاتی ہے
 بلکہ بہت اوکی یہ نرم تھی جیسے کہ (ایس اسکریم) جمائی جاتی ہے جب میں نے اسکی
 نرمی کا سبب یہاں کے لوگوں سے پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ یہ برف غیر موسمی ہے۔
 اور ہوا میں ابھی ایک گونہ گرمی باقی ہے اس لئے یہ برف نرم کرتی ہے اور جلد ہی
 پگھل جاتی ہے۔ جب کہ موسم سرما میں ہوا خوب سرد ہو کر برف پڑتی ہے تو برف میں
 سختی ہوتی ہے اور مہینوں نہیں گچھتی۔ بلکہ جس پہاڑ پر ہمارا ہیڈ کوارٹر کیا ہے۔ اس پر
 کہ موسم سرما میں یہاں دس دس اور بارہ بارہ فٹ اونچی برف جمی رہتی ہے۔ اور کسی شخص کا
 گزرا صرف مکس نہیں ہوتا جب ہمارے پہاڑ پر برف باری شروع ہوئی تب بیک ایک
 سردی کم ہو گئی اور سوقت میں نے خوب خیال کیا سب ہم کو تو بہت سردی نہیں معلوم
 ہوتی تھی لیکن ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں اور ناک کو ایک عجیب نمک سردی معلوم ہوتی
 تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا تقریباً چار گھنٹے تک برف پڑتی رہی اسکے بعد کم ہو گئی بھر
 برف موقوف ہونے کے سردی نہایت شدت سے ہو گئی۔ میں نے خوب گرم کپڑے
 اور چار پائتھاپے ایک پر ایک پہن لئے اور بڑا پوسٹین پہن کر ایک رضائی اور دو گرم

ہلاکت اوڑھ کر سورہا تپ ہی مار بار سردی سے آنکھ کھل جانے ہی میری ہمراہی میں ایک خواجہ امین الدین اور ایک آدمی مسمیٰ پیر مختار تہا خواجہ امین الدین کو کثرت محنت اور شدت سردی سے بخار اور دلی بیماری ہو گئی جس سبب سے اوں کو واپس کرنا پڑا۔ دوسرا ایک آدمی جو میرے پاس باقی تھا ہر چند کہ میں نے اسے بخوبی گرم لباس اور پوشتین دیا لیکن برف پڑنے کی رات کی صبح کو جب میں اٹھا اور کافی بنانے کے لئے میں نے اسے اوٹھایا تو وہ کھایا ساجیس و حرکت پڑا تھا جس سے میں نے خیال کیا کہ وہ رات کو اینٹھ کر رہ گیا بہر حال جب بہت ہلایا تو وہ آدمی بخنکل اوٹھا اور دیر تک بیکار رہا جب آگ کے پاس گیا ہاتھ پاؤں کو خوب سینکا تب اس میں دم آیا تمام فوج کو اس مات میں کی شمت سے نہایت تکلیف ہوئی سنتری لوگ جو پہرہ پر تھے ان کا نہایت بُرا حال رہا۔

دوسرے روز صبح کو جنرل صاحب ریٹ کالم کے ملاحظہ کو تشریف لے گئے یہ کالم کرنیل سم صاحب کمانڈنگ انچیف کو رکھا رجمنٹ کے زیر حکم تھا کرنیل صاحب مغر جنرل صاحب کو ان مقامات کے بدلانے کے واسطے لیکتے جہاں جہاں ان کے کالم ہو اور غنیمت سے مقابلہ ہوا تھا۔ اور اس لڑائی کی خلاصہ کیفیت جنرل صاحب کو اب تک نہیں پہنچی تھی اس کالم میں مار تھیلر لیڈ فیوزر اور انچیف کو رکھا پلٹن اور تھروڈسک رجمنٹ شریک تھی یہ فوج جب چٹیا بٹ پر پہنچی تو وحشی افغانوں نے پہاڑوں پر سے گولیاں چلانا شروع کیا ان کی فوج ہی واسطے کو فیر کرتی تھی لیکن درختوں اور پہاڑ اور پتھروں کی

اڑمین دشمن کے لوگ بالکل نظر نہیں آتے تھے اس لئے فیوزر لروپور میں بیٹن کو
کنول سم صاحب نے ایک پوشیدہ جائے کھڑا کیا اور تیسری سکہ بیٹن اور گور کھاپٹن
کو بھی حکم دیا کہ اپنے آپ کو سپہروں اور درختوں میں چھپا کر فیر کرتے جائیں انھوں نے
قیاس سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی اس جگہ نہایت تھوڑی ہے اس لئے ان سب
نے اوپر ایک جگہ جمع ہو کر سید با ان بیٹنوں پر حملہ کیا۔ حملہ کے وقت گور کھاپٹن
اور تھوڑے سکہ بیٹن کی بند و قون سے بہت لوگ مارے گئے لیکن یورپین بیٹن
جب تک کہ غنیم کے لوگ بہت قریب نہیں آ گئے بالکل فیر نہیں کیا اور انھوں
کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ دوسری بیٹن یہاں چھپی کھڑی ہے جب یہ لوگ ان کے قریب
قریب آ گئے تو یکایک فیوزر لروپور میں آئے اس چالاکی سے اپنی ہنری مارٹنی سے
فیر کرنا شروع کیا کہ دشمن کی فوج کو سنبل نے کامو تع نہ ملایا یک گولیمون کی بارش
جو ان کے سر پر ہو گئی اوس سے ان کے باؤں اور کھڑ گئے۔ اکثر انہیں سے
مارے گئے اور باقی دوسرے لوگ پہاڑوں کی طرف فرار ہو گئے۔

سات آدمی اس کالم میں مارے گئے غنیم کے آدمی قریب ساٹھ کے مقتول
اور بہت سے مجروح ہوئے۔ رات کو ریٹ کالم اسی جگہ اوترا۔ جب سب فوج
کہانے پکانے میں مشغول ہوئی تو پھر انھوں نے جمع ہو کر اطراف کے پہاڑوں
پر سے آگ کی روشنی پر گولیاں چلانا شروع کیا اور قبل صبح ہونے کے پہر پہاڑوں
میں چھپ رہے دوسرے روز شب کو بھی یہی واقعہ ہوا۔ اس لئے کرنل صاحب نے

یہ حکم دیا کہ فوج کے سب لوگ اپنا کھانا پکانا دن میں کر لیا کریں شب کو کوئی آگ روشن نہ کرے اور چھوٹی چھوٹی ٹنگریاں جو انوں کی سامنے کے چھاؤں پر بیچکے بیٹوں بکٹ نصب کر دے ان جو انوں نے اپنی حفاظت کے واسطے خندقین کھود لیں یہ سب انتظام افغانوں کی ہیکل رائٹس ندی کے پار چلے گئے۔ ایک روز شام کی وقت جب ملکون صاحب مع اسٹاف کے کیا مپ کے نزدیک پہرہ رہتے تھے ایک افغان سپاہی بچے چپا ہوا بیٹھا تھا جبکہ جبر لصاحب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچے تو اس نے صاحب مغیرہ بدوق چلائی اتفاق سے گولی نہیں لگی وہ افغان بدوق چلا ہی فوراً پہاڑ کے غار میں کود پڑا اور اس کا پہرہ نہ نہیں ملا۔ بلاک مونٹین ریفر کوہ میاں کے جنوب کی طرف صوبہ سرحد واقع ہیں۔ جناب مولانا اخوند محمد عبدالغفور صاحب صوابی قدس اللہ سرہ جو کہ مثل آفتاب کے مشہور تھے تھوڑا زمانہ ہوا کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور اس کے صاحبزادے ان کے جانشین ہوئے ہیں جو وقت انگریزی سرکار نے بلاک مونٹین پر فوج کشی کی اس وقت تھوڑے لوگ باشندے پلاسی کے (جو کہ ان لوگوں نے ایام قدیم میں مقام پٹنہ سے آکر یہاں بود و باش اختیار کی ہے اور اس ملک میں سب دیہاتی کہلاتے ہیں)

حضرت اخوند صاحب قبلہ کے صاحبزادے کے پاس گئے اور اس طور پر عرض کیا کہ انگریزوں کی فوج ہمارے ملک کی طرف آرہی ہے ایسے وقت میں ہم سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ اون پر جہاد کریں آپ اور دوسری قومیں جو

آپ کے مرید ہیں وہ سب ملکر جہاد میں ہمارے شریک ہو جائیں تو بہتر ہے
 صاحب نے تمام علما کے اتفاق کے ساتھ یہ بیان فرمایا کہ جہاد تک
 ہم خیال کرتے ہیں بالکل جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ یہ ایک معمولی ملی اور
 سرحدی لڑائی ہے۔ اول بنیاد جنگ کی طرف خیال کرنا چاہیے کہ انگریز لوگ یہ
 لڑائی کیوں کرتے ہیں وہ تمہارے مذہبی امور میں دخل نہیں دیتے بلکہ جو اپنے
 مذہب میں نہیں ملاتے ہماری مسجدوں کو سار نہیں کرتے ہمارے زیر گون کو انار کو
 نہیں مٹاتے یہ فوج کشی انہوں نے خاص اس واسطے کی ہے کہ تم لوگ جو انکی
 سرحد میں جا کر چوری کرتے ہو اور اون کی لبض رعایا کو زبردستی سے تم لوگ پہاڑوں
 میں لے آئے اور چند مہینے ہوئے کہ تم نے بلا تصور اون کے دو مغز سردار اور پچاس
 آدمیوں کو جان سے مار ڈالا۔ اب وہ لوگ اپنے سردار اور آدمیوں کے خون پہا
 ر میں صرف آٹھ نہرار روپیہ جرمانہ چاہتے ہیں اور تم سے یہ اقرار لیتے ہیں کہ آئندہ سے
 اون کے ملک میں چوری نہ کرو اور اون کی رعایا کو جو امن و امان سے ہے نہ سناؤ اور
 تمہارے پہاڑوں میں وہ لوگ اس لئے راستہ بنانا چاہتے ہیں کہ اگر کبھی تم لوگ
 خلاف معاہدہ کرو تو اون کی فوج تمہاری تنبیہ کے واسطے باسانی آسکے۔ ان سب
 وجوہات کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمہاری ہی وحشی قوم کا سر تصور ہے اور صاحب
 انگریز جو اپنے دو مغز سرداروں اور پچاس بے تصور مقتولوں کا قلیل خون بہا مانگتے
 ہیں وہ بدسرق حق ہیں اگر تم لوگ ان کے شرائط قبول کرو اور خون بہا دیدو تو وہ لوگ

تم سے لڑتے بھی نہیں۔ ابھی واپس مہو جانے پر راضی ہیں یہ ایسی لڑائی ہے۔ جس پر بالکل جہاد کا فتویٰ نہیں ہو سکتا بلکہ سرحدی جھگڑے یا مال یا زمین پر جھیک لڑائی ہو۔ اور جبین کسی قسم کا مذہبی تعلق نہ تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ کوئی قوم راستی پسند ہے جو راستی پر ہو حق بجانب اور سکے کہا جاتا ہے صاحب نے جب یہ بیان فرمایا تب وہ وہابی لوگ واپس چلے آئے۔ اور قوم اکائری کے تقریباً دو سو آدمیوں نے اون کے شریک ہو کر در بند کی لڑائی میں لفظ کامل سے مقابلہ کیا کیپٹن بلی انہیں لوگوں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ جب بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) کے باغی لوگوں کو براہِ برسرِ اہو گئی اور جو لوگ برسرِ مقابلہ آئے یا وہ بھاگ گئے یا مارے گئے اور ان کے اکثر گاؤں جلا دیے گئے آخر کو اکائری قوم اگر سرکار کے ساتھ رجوع ہو گئی۔ انیس تار سو کو جنرل مکوین صاحب نے یہ حکم دیا کہ لفظ کامل زیرِ حکم جنرل گالریٹ صاحب کے در بند پرندی کی طرف رہے اور باقی فوج ایک روز نصف پہاڑ سے اوتر کر مقام کرے۔

اور دوسرے روز بلاک مونٹین کے نیچے موضع تہند میں مقیم ہو چنانچہ پٹیل تار سچ کو جنرل صاحب مع اسٹاف و فوج ہیرا پری کے قائم گلی سے روانہ ہو کر سات میل پر موضع ناخاؤنا میں مقیم ہوئے کیا مپ کی جاسے یہاں بالکل خراب تھی سب لوگ نشیب و فراز میں پہاڑ پر اوترے تقریباً چار ہزار فٹ ہم لوگ نیچے اوترے ہونگے اس کیپٹن سانسو کے بلند پہاڑ خیمہ پر عیشہ ریف جی رہتی ہو غروب آفتاب کی وقت نہایت خوش وضع

معلوم ہوتا ہے آفتاب غروب ہونیکے وقت ذیلی پیلی دھوپ اون سفید پہاڑوں کی چوٹیوں پر عجب
 و غریب طور کی کیفیت دکھلاتی تھی کہ جہاں کہہ بیان نہیں ہو سکتا۔ سب لوگ گرم پوسٹین پہن
 ہوئے اپنے اپنے سائے آگ جلا کر کافی پیتے ہوئے اون پہاڑوں کو دیکھ کر صالح حقیقی
 کی صنعت کا انکار کرتے تھے کہ دنیا کو ہر پروردگار نے آیت ہوا اور ہر ایک ملک کی ہی فضا کہیں بلند
 ہے کہیں آبی کہیں میدانی یعنی بارہ اور پہاڑوں پر تھی ہر سطح زمین پر ریگستانیں شہر تگرے سے آدمیوں
 کے مساوات سے پسینہ جاری۔ اور بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر دوسری کیفیت اور آ
 دن برف باری سے سرشار عین غروب آفتاب کے وقت جو شفق آسمان پر نمودار ہوتی
 اور اسکی سرخی اور آسمان کا نلگون رنگ عجیب لطف دکھاتا تھا جو بیان سے باہر ہے۔
 ان قدرتی آثار کے مابین کے بعد ایک عجیب وغریب نیا تماشہ دیکھنے میں آیا جو
 جس شب میں ہم پہاڑوں پر تھے وہ شب جو دیہویں تارکج کی تھی بابتاب بڑی صفائی
 اور روشنی سے آسمان پر نمودار ہوا۔ برف کے سفید سفید پہاڑ چاندنی کے عکس کے
 گرنے سے ایسے معلوم ہونے لگے جیسے قادر قدیر نے یہ قدرت سے چاندی کے
 پہاڑ ڈال کر بڑے بڑے جھگی سرور بلند درختوں پر رکھ رکھ دیے ہیں اطراف میں چھوٹی
 چھوٹی ٹیکریوں پر متفرق پلٹین جو اونتری ہوئی تھیں سردی کے سبب سے ہر ایک سیاہی
 آگ جلا کر اپنے آپکو نیکا رہا تھا ہزاروں جگہ آگ کی دہر دہتی ایک نیا لطف دیکھا نہ تھا
 تھی جیسے کہ کسی بڑے باغ کے علاحدہ علاحدہ تختوں میں ہزاروں اور لاکھوں چیلخ اور
 شعلوں کی روشنی کی گئی ہو غرض کہ قریب سات بجے کے چاندنی میں جنرل صاحب

معاشات کے کہانا کھانے کے لئے شل معمول کے زمین پر سامنے آگ حلاکت پر ٹپہ
گئے کسی نے رکال اپنے زانو پر رک لی کسی نے ایک پتھر سامنے لکھ کر اوس سے
میز کا کلام لیا اس شب چاندنی میں کہانا کھانے سے بڑا مزہ اور لطف ملا طعام کہانو
کے بعد سب لوگ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اور ساڑھے نو بجے اپنے
اپنے بچوں پر سونے کے لئے چلے گئے۔ جبکہ اوس شب کی چاندنی اور برف کے
پھاڑوں کی کیفیت نہایت لطف انگیز معلوم ہوئی اوس وقت تو میں بھی سو گیا۔ لیکن
شب میں جب آنکھ کھلی تو سر ہانے سے گھڑیاں لیکر چاند کی روشنی میں دیکھا تو اوس وقت
تین بجے تھے بے اختیار اعل نے چاہا کہ پھر چاندنی کی بہار دیکھنا چاہیے۔ پوسٹین بھی ہو
تو سو ہی رہا تھا۔ فلائین کے گلو بنہ سے کانوں کو دببٹ کر ٹپٹنے لگا سب فوج کے
لوگ اپنے اپنے مقامات پر سو رہے تھے سنتری کہیں کہیں کھڑے ہوئے نظر آتے
تھے چار بجے تک قدرتی آتار کے شاہد سے میں لطف اوٹھتا رہا۔

جب کموئین صاحب نے پراری کی جانب فوج کے جانے کے واسطے حکم دیا تو
کیٹن جارجلی برن صاحب اور راقم خمیری پلٹن کے ساتھ صبح کے چوبیس روانہ ہوئے
پھاڑوں پر چڑھتے اور اترتے گیارہ بج گئے آخر جس پہاڑ کی چوٹی پر موضع پراری واقع
تھا اوسکے دامن میں ہم پہنچے۔ جنرل چنیا صاحب نے حکم دیا کہ خمیری پلٹن کے سوجان
پھاڑ پر جائیں اور پچاس جوان دھنی طرف اور پچاس جوان بائیں طرف سے پہاڑ پر چڑھیں
میں نے اور جارجلی برن صاحب نے سنٹر پارٹی کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب ہم

ہراری گاؤں کے قریب پہنچے تو اوپر سے افغانوں نے گولیاں چلانا شروع کیا خیر پلٹن کے جوان بھی اونپر فیر کرتے ہوئے آگے بڑھے جب ہم اون کی نزدیک پہنچے تو وہ سب لوگ پاپا ہو گئے اور ایک بلندی پر جا کے گنجان درختوں میں چبکیر کر رہے گئے پہاڑ کی دہنی طرف سے جب پچاس جوان خیر پلٹن کے اون کے قریب پہنچے تو اوس جگہ کو بھی چھوڑ کر سب افغان فرار ہو گئے قریب سو آدمیوں کے اس جگہ جمع تھے۔ پانچ چہرہ آدمی اون کے زخمی ہوئے اور جو مارے گئے شاید پتھروں اور درختوں میں گر کر مارے گئے سب سے اون کا پتہ نہیں ملا ایک بچے اس مقام پر فوج کا قبضہ ہو گیا۔ خیر پلٹن کے لوگوں نے سب گاؤں کو آگ لگا دی۔ فرنٹ پارٹی میں خیر پلٹن کے ہمراہ فقط ہم دو افسر تھے اور سب فوج مع جنرل صاحب کے ہم سے تقریباً چار میل پر پہاڑ کے پیچھے دامن کوہ میں کھڑی تھی جب خیر پلٹن کے لوگ گاؤں کے آگ لگانے میں متغول ہوئے تو کپٹن چارلی برن صاحب اور راقم جو کچھ لیکٹ وغیرہ ہاؤرساک میں موجود تھے کہا کر نیچے اوترنے کو تیار ہوئے کیا نپ سے اس بلند پہاڑ پر ہم لوگ چہر گھنٹے میں پہنچے تھے۔ اور اب یہ جڑی راستہ چہر گھنٹے کا پہاڑ سے اوترنے کو ہمارے سامنے تھا چونکہ پہاڑ سے اوترنا بہ نسبت چڑھنے کے آسان ہوتا ہے لہذا اسٹریپ چار گھنٹے میں ہم دونوں انیس خیر پلٹن کے کیا سب میں آ پہنچے قریب نصف پہاڑ کے جب ہم اوترے ہوئے گئے کہ میرا پاؤں ایک کنارہ پر نرم زمین پر پڑا جس سے وہ حصہ اپنی جگہ سے علیحدہ ہو گیا اور میرا پاؤں

اوپر سے پہل گیا حُسن اتفاق سے وہ مقام نیچے زیادہ گہرا نہ تھا اندازاً سات آٹھ فٹ ہو گا اس جگہ گرنے سے میرے بائیں پاؤں میں کچھ ضرب آئی جس سے کیا مسک کوجا اور راستہ چلنا سبجے دشوار ہو گیا جن مکانات کو آگ لگائی گئی تھی جب ہم اونکے قریب سے گزرے تو ایک مکان کی دیوار میں دو تین چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے اور سین سے شہد کی مکھیاں نکل رہی تھیں۔

ایک خیر ہی جوان یہہ دیکھتے ہی دوڑا۔ اور دروازہ توڑ کر اندر گیا اور شہد کاٹلے میں مشغول ہو گیا میں نے وہاں کے دو آدمیوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ملک کے لوگ اپنے گہروں میں شہد کی مکھیاں پالتے ہیں باہر کی دیوار میں چند سوراخ کر دیتے ہیں اور اندر ایک بڑا گہرا اون سوراخوں کے نزدیک رکھ دیتے ہیں شہد کی مکھیاں اوس دیوار کے سوراخوں میں سے اندر باہر جاتی آتی ہیں۔ اور گہروں میں اپنے گہر بنا کر شہد جمع کرتی ہیں یہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ شہد خوب جمع ہو گیا تو آدمیوں ایک سوراخ کر دیتے ہیں جس سے سب شہد گہرے میں گر جاتا ہے اور اس گہرے کے نیچے ایک اور سوراخ ہوتا ہے جسکے ذریعہ سے دوسرے برتن میں شہد نکال لیتے ہیں اور مکھیاں اول کے گہرے میں بحال خود جمع رہتی ہیں اسی طرح اکثر مکانون میں شہد کے کارخانجات ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ ایک مکان کی کبھی دوسرے مکان میں نہیں جاتی۔ موسم پر یہ شہد بڑے گاؤں میں یہہ لوگ لیجا کر خوب پیسہ پیدا کرتے ہیں گویا ان لوگوں کی یہ ایک قسم کی تجارت ہے۔

تو کانڈی کا ایک ملک جسکو اپنے یہاں بیٹل کہتے ہیں مجھے بیان کرتا تھا کہ جب انگریز
 فوج نے ہلاک منوٹین میں گاؤں حلائے گاؤں والوں کے اسباب کا کسب طرزیادہ
 نقصان نہیں ہوا کیونکہ قسم اوڑھنے بچھونے سے جو کچھ نہا وہ تو بال بچوں کے ساتھ
 انہوں نے اول ہی سے انڈس ندی کے پار بھجوا دیا تھا اور غلہ وغیرہ زمین میں دفن
 کر دیا تھا البتہ چوب کی قسم سے مثل چار پائیان چوکیاں جو کچھ رہیں وہ جلا دی گئیں۔
 لیکن شہد کی مکھنوں کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا دشوار امر تھا۔
 اس سبب وہ بحال خود رہیں اور اکثر آگ سے جل گئیں۔ اور جس قدر زندہ باقی
 رہیں وہ ایسی منتشر ہو گئیں کہ جبکہ سال ہاے سال میں جمع کرنا دشوار ہو گا۔ البتہ یہ
 ایک نقصان کثیر اون لوگوں کا ہوا۔

۲۵ تاریخ وقت لاہور صبح کے سرفردرک رابرٹ صاحب کمانڈر آف
 انڈیہ مع اپنے اسٹاف جنرل ایس صاحب اسٹنٹ ایجنٹ جنرل کرنیل پول
 کرو صاحب ملیٹری سکریٹری ڈاکٹر ٹیلر صاحب کپٹن رائس ایڈیکان کیانپ میں
 داخل ہوئے جنرل کمونین صاحب مع اسٹاف کے دفیل تک بہار مرغری مشالیت
 کے واسطے گئے۔ اول سرفردرک رابرٹ صاحب نے ہر ایک رجمنٹ کے کیانپ
 میں جا کر فوج کا ملاحظہ کیا بعد ازاں برکفٹ کہا کر فٹ کالم کے ملاحظہ کو جو کہ مقام میدان
 میں مقیم تھا روانہ ہوئے میدان ایک چھوٹا سا گاؤں شمال کی طرف ہمارے کیا
 سے پانچ میل برواقع تھا جب قریب اس کیانپ کے پہنچے جنرل چنیا صاحب

پیشوائی کے لئے آئے اور کمائڈران چیف صاحب کو لے گئے وہاں کی کل فوج کا ملاحظہ کیا گیا۔ بعد ازاں ان قریب چہرہ بچے کے ہیڈ کو انٹر کیا سپ کو واپس آئے شبکو کمائڈران چیف صاحب مع اپنے ہمراہیوں اور افسران فوج کے بغیر ڈیرے اور راوٹی کے میدان میں ایک چادر ڈاٹروٹ کی بچھا کر سو رہے۔

اور ۲۶ مایخ کو صبح کے وقت لوگ کو روانہ ہوئے اگرچہ لڑائی کا کام اب کچھ باقی نہ رہا تھا مگر اس وقت گورنمنٹ کا خاص یہ ارادہ ہوا کہ جب تک سب پولیشکل معاملات طو نہ ہو جائیں تب تک فوج اسی طرف کہی جائے اکثر قوموں نے جرمانہ لاکر داخل کر دیا۔ اور بعض لوگ رقم داخل کرنے کی غرض سے روپیہ کے چکر کرنے میں کوشش کر رہے تھے جو لوگ کہ رقم نہ دے سکے انہوں نے رقم کے عوض اپنے جانور مثل بیل نہیں بکریاں جرمانہ میں داخل کیں بعض لوگوں نے قیمت مقرر کر کے اپنے تیار جرمانہ میں دیدے انگریزی سرکار کی باقبال فوج کا ایسا رعب اون لوگوں کے دلون پر غالب ہوا کہ بکے دلون میں مقابلہ کرنے کا ارادہ نیست و نابود ہو گیا۔ اور اس قوم کو جرات و ہمت و بہادری اور بلند خیالی شاہی فوج کی معلوم ہو گئی کہ یہ فوج ظفر موج ہر جگہ بلند و پستی پہاڑ اور جنگل میں بے کھٹکے جاسکتی ہے اور ہر قسم کے موسم سرد گرم و دھند و باران کی تکلیف کو برداشت کر سکتی ہے۔

ہلاک مونٹین کی لڑائی میں پہاڑی لوگوں کو سرد کاری موٹیڈ باٹری یعنی خچر و نا تو بنانہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور کیوں نہ ہوتا کہ جن پہاڑوں میں آدمی مشکل سے

جا سکے وہاں پہ تو پخانہ کا ایسی آسانی سے جانا کیونکر قیاس میں آسکتا ہے جس جس جگہ سرکاری فوج کئی خچروں کا تو پخانہ بھی وہاں فوج کے ساتھ ساتھ رہا۔ ساپرائڈ مینڈ اور پانی مع ہتیار راستہ بنانے کے واسطے ہمیشہ ان تو پخانوں کے ہمراہ سہی تھی اور ایسی جہتی و چالاک سے بعض مقامات کو جہاں کہ خچر ڈکچڑ ہنا دشوار ہوتا درست کر دیتی تھی کہ تو پخانہ کے خچر آب سانی دوڑتے چلے جاتے تھے دراصل خچروں سے زیادہ کوئی جانور پہاڑوں میں چلنے کے لئے بکار آمد نہیں ہے یہ تو بین دو اقسام پر ہیں بعض تو بین دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی ہیں ایک ایک ٹکڑا ایک ایک خچر پر لاد دیا جاتا ہے اور فیر کرنے کے وقت دو لون ٹکڑے ملا کر بیچ دینے سے ایک جسم ہو جاتے ہیں۔

اور بعض تو بین فقط ایک حصہ میں مثل معمولی چھوٹی توپوں کے ہیں۔ ایک خچر او سکو پنجابی لیجا تا ہے اور دوسرے خچر پر دو لون پہنچے اور تیسرے پر درمیان کا وہ حصہ رہتا ہے کہ چہرے توپ رکھی جاتی ہے۔

غفار خان قلعہ دار تہنڈ کج کے رڈز کی جانب میں آیا اور چوچو جہانہ اور اسکے واسطے مقرر کیا گیا تھا اوس نے وہ داخل کیا غرض کہ آئندہ کو جنگ کی کچھ امید باقی نہیں رہی چیس تارنچ ماہ اکتوبر کو میں جنرل مکوین صاحب اور سب افسران اسٹاف سے رخصت ہو کر ہمراہ سر فرڈرک رابرٹ کمانڈران چیف صاحب کے وگہی کے طرف روانہ ہوا ہمارے سفر کے ہمراہ لیڈی رابرٹ بھی تشریف لائیں۔ لیڈی رابرٹ

محسوس کمزوری کے اوگہی میں سو بجز ہسپتال (یعنی سپاہیوں کا دارالشفاء) وکیلینکو لئے تشریف لے گئیں جنگ کے وقت جو لوگ زخمی ہوتے تھے اس مقام میں معالجہ کے واسطے روانہ کئے جاتے تھے اور یہ ہسپتال خاص کر لیڈی رابرٹس ہی نے قائم کیا ہے ولایت سے لیڈی نرسس یعنی میم لوگ بیماروں کے تیمارداری کرنے کے واسطے طلب کی گئی ہیں چنانچہ لیڈی نرسس جنگ ہلاک مٹھین میں حاضر تھیں تین مقام اوگہی میں اور تین روز کالم کے ساتھ یہ میم لوگ خاص کر یورپین ہی لوگوں کی تیمارداری کرتی ہیں۔ جب لیڈی رابرٹس سو بجز ہسپتال میں تشریف لائیں اور زخمی لوگوں میں بعض ایسے لوگ تھے کہ جبکہ زخموں سے گولیاں نکالی گئی تھیں وہ گولیاں اور لوگوں نے بہت محنت کے ساتھ لیڈی رابرٹس کو دکھایا ایک شخص کی پسلی میں گولی لگ کر پشت کی طرف سے پار ہو گئی تھی۔ لیڈی رابرٹس نے اس شخص سے پوچھا کہ تمہارے گولی کہاں لگی ہے۔ اس نے بڑی حیرت کے ساتھ جواب دیا کہ لیڈی صاحب میں افسوس کرتا ہوں کہ جس گولی نے مجھے زخمی کیا میں اس کو بتلا نہیں سکتا کیونکہ وہ گولی میرے سینہ میں سیدھے پہلو کی طرف لگ کر پار ہو گئی۔ یہ کلام اس جوان کا لیڈی رابرٹ صاحب نے سنکر بڑی دانتندی سے اس کی تشفی فرمائی کہ تم کو گولی کے موجود نہ ہونے سے ٹھوکر ہونا نہ چاہیئے اس واسطے کہ تمہارے جسم سے گولی کا پار ہو جانا خاص اس امر کی دلیل ہے کہ تم میں مقابلہ میں بہت قریب سے زخمی ہوئے اور دشمن تمہارا ایسا نزدیک تھا

جو گولی اسکی تمہارے جسم سے پانچل گئی۔ فی الحقیقت یہ امر تمہارے لئے باعث
فخر کا ہے نہ ملول ہونے کا۔

جیکہ کمانڈر ان چیف صاحب نے مختلف مقامات کی فوج کا ملاحظہ فرما کر
اگر ہی سے در بندہ جانے کے لئے ارادہ فرمایا تب میں بہادر مغر سے رخصت ہوا۔
اور یہ ارادہ کیا کہ سید ہا خاکی کو پہونچ کر میل تانگہ میں اسی روز سوار ہو کر آٹپا باد میں پہون
جب قریب دس بجے کے میں مقام خاکی میں داخل ہوا۔ وہاں مسٹر ولش صاحب
سے ملاقات ہوئی جو کارخانہ براری کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور فوج میں شراب
انکی معرفت پہونچ جاتی تھی، میں نے ان سے پوچھا کہ یہ ندی جو سامنے نظر آتی ہے اس کے
اطراف کے کہیت اور سرخ گہانس وغیرہ میں یقین ہے کہ اسٹیمپ ضرور ہونگے
اونہوں نے کہا کہ یہاں کوئی شکار نہیں کرتا البتہ اسنیپ اور ٹیل اور ہر جہت ہیں۔
اور سوقت تانگہ تیار ہونے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے بندر وق لیکر دہانوں کے کہیتوں
کی طرف جانے کے لئے ارادہ کیا۔ مسٹر ولش صاحب ہی میرے ہمراہ ہولتے ہا کو
ندی کے پار جانا تھا یہ ندی شمالی برف کے پہاڑوں میں سے بہتی تھی۔ جب ندی
میں ہم نے پاؤں ڈالے پانی کمال درجہ سرد معلوم ہوا مگر اول کچھ سردی محسوس ہوئی
اور اس کے بعد جب گھٹنوں کے اوپر پانی پہنچا تو ہمارے پاؤں قابو میں نہ رہے۔
بدشواری ندی سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر میں زمین اول تین جوڑ سنہنپ کے
طے مسٹر ولش نے کہا کہ اگلو باور کہنا چاہیے کہ سن ۱۸۱۹ء عیسوی کا آغاز موسم کا اول سنہنپ

اپنے علاقہ ہلاک موٹین میں شکار کیا۔ غنائے گفتگو میں مینے اون سے دریافت کیا کہ یہاں کچھ اور شکار بھی ہے اونہوں نے کہا کہ سامنے جو پہاڑ نظر آتے ہیں اونہیں چکورو بہت ہیں چونکہ مینے چکورو کا بھی شکار نہیں کیا تھا اسلئے یہ ارادہ کیا کہ شام تک یہاں شکار کہیلنا اور صبح کو اٹھنا چاہیے لیکن یہ شکل تھی کہ تا نگہ کے واسطے دوسرے دن بارہ بجے تک انتظار کرنا پڑتا تھا اس انسان میں کرنل واٹر فیلڈ صاحب کمشنر شکار وہاں پہنچ گئے اور یہ حال سنکر کہا کہ منیسرا یہاں سے تین میل پر ہے میں وہاں مسافر بنگلہ میں آج شبکو رہ کر صبح کو اٹھنا چاہوں گا۔ اگر آپ یہاں آج شکار کر کے علی الصبح میرے پاس آجائیں تو میں اپنی لیکھی میں آپ کو لیجاؤں گا۔ یہ انتظام بالکل میرے حسب دلخواہ تھا اون کا شکریہ کر کے مینے یہ امر قبول کیا۔ دلش صاحب نے کہا کہ چکورو کے شکار کا عہدہ بند و بست یہ ہے کہ ایک پالی ہونی چکورو پر راہ رکھی جائے اور پہاڑوں میں جا کر اوس کے پتھر کے کوہدین جب یہ چکورو آواز دے گی تو اوس کے نزدیک کی سب چکورین پکار نیگی اوسوقت صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ چکورین فلاں فلاں جائے پر ہیں اسطور پر آسانی سے شکار ممکن ہے غرض کہ مجھے گاؤں سے ایک شکاری کو جسکے پاس پالی ہونی چکورو تھی بلوایا۔ اور وہ بارہ گاؤں والے ہمراہ لیکر پہاڑ کی طرف گئے اوس گاؤں کے شکاری نے اول چکورو دور بٹھلادیا اور آپ پہاڑ میں گیا۔ اور اوس پالی ہونی چکورو کو بلوایا اوس کی بولی پہنچ گئی چکورین جہاں جہاں تھیں آواز دینے لگیں تب اوس نے معلوم کر لیا کہ کس کس مقامات پر یہ جانور ہیں

پہر اوس شکاری نے مجھے اور ولش صاحب کو ایک چھوٹی سیباڑی پر کھڑا کیا اور خود
 چند آدمی لیکر ہماری طرف آیا اور چکوروں کو ہماری طرف اوڑایا چاکرورین نے فکا
 کئے سرشام ہم اپنے مقام کو واپس آئے ولش صاحب نے ایک راہی میرے لئے
 لگا دی شب کو میں نے اوسکے ساتھ میز کر سی پر کھانا کھایا۔ یہ اول دفعہ تھی جو بعد ایک سہینے
 کے کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ اور میز پر سفید چادر دیکھی گئی اور چائے
 میں دودھ بھی یہاں میسر آیا۔ غرض کہ دوسرے روز صبح کے پانچ بجے میں خاکی سے
 روانہ ہو کر قریب آٹھ بجے کے منیسرا کو پہنچا کرنیل ڈائریفلڈ صاحب میرے منتظر ہی تھے
 وہاں سے ہم دونوں روانہ ہوئے اور گیارہ بجے آپاٹا باو میں پہنچے۔ بس ہوس میں برگ
 فٹ کھانے کے بعد میں مس کونٹن سے ملنے کے واسطے گیا۔ کپٹن بیلی۔ اور کرنیل
 کروک شانک کے بارے جانیکا وہ بہت افسوس کرتی رہیں۔ دونوں صاحب
 ان کے بہت بڑے دوست تھے۔ آپاٹا باو سے تیسرے دن میں انبالہ میں پہنچا
 یہاں پر مجھے دو روز تک مقام کرنا پڑا۔ کیونکہ میرا سامان جو شملہ میں تھا اوس کے
 پہنچنے میں دیر ہو گئی انبالہ سے روانہ ہو کر ۲ ماہ بیچ الاول ۱۳۰۶ء مطابق ۶ نومبر
 ۱۸۸۸ء عیسوی کو بنجر و عافیت حیدر آباد میں داخل ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا قاضی پلی ضلع میدک کی طرف شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا

ماہ رجب سنہ ۱۳۸۹ ہجری مطابق پانچ عشرت ۱۸۸۹ عیسوی کو بندرگان عالی نے قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کے لئے ارادہ فرمایا میجر گلگرسٹ صاحب میٹری سکریٹری صاحب عالیشان نے ایک بار بندرگان حضرت سے ذکر کیا تھا کہ جب حضور شیر کے شکار کو تشریف لیجائیں تو میری بہت آرزو ہے کہ سرکار کے ہمراہ میں بھی جاؤں چنانچہ بندگان حضرت نے میجر صاحب منفر کو اس شکار میں اپنے ہمراہ چلنے کے لئے دعوت دی اور شبہ کے روز صبح کے وقت سواری مبارک ملی میں قاضی پلی کو روانہ ہوئی۔

میجر گلگرسٹ صاحب - ظفر جنگ - نیر اسلمک - افتر جنگ - نادر جنگ - حکیم الممالک میر ممتاز علی خان سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

دس بجے حضور پر نور شکرگاہ قاضی پلی میں رونق بخش ہوئے خیمہ سرکاری ایک نہایت پر فضا جگہ میں درختوں کے درمیان واقع تھی۔

جب وقت حضرت چائے نوش فرما رہے تھے شکاری گارے کی خبر لائے اور عرض کیا کہ ایک بڑے شیر نے شب گزشتہ دو جاموشوں کو مارا ہے ایک کو تمام گتیا اور دوسرے جاموش کا صرف خون پی لیا اور اسکو کونچکر پہاڑ میں گے گیا اور یہ بھی حکایت نے عرض کیا کہ پہاڑ کے قریب ایک بڑا پتھر ہے اس موقع پر بندگان حضرت کا

اوسپر تشریف رکھنا مناسب ہوگا کیونکہ اکثر شیر پہاڑ کے دامن سے آگے کاٹا ہوا تھی
کو دور سے دیکھ کے کاغرض کہ تھوڑی دیر میں بندرگان حضرت شکاری لباس پہنکر
صبح ہوا ہیوں کے صحرائ کی طرف تشریف لے گئے۔

اس مقام پر ایک گاؤں کا قدیم شکاری جنگل کے حالات اور شیر کے مقامات
سے بخوبی واقف تھا اوس نے کہا کہ اگر حضور پر نور پتھر پر تشریف رکھیں تو ضرور ہی
کہ دہنی طرف کے جنگل اور جھاڑی کا دستی سے انتظام کیا جائے ورنہ شیر جھاڑی اور گھانڑ
میں سے چلا جائے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت سنگ مذکور پر جو تقریباً بیس فٹ زمین سے بلند ہوگا تشریف
فرما ہوئے اور فیل خاصہ کے مہاوت سے کہا گیا کہ وہ سو وار کے فاصلہ پر سرکار
کے دہنی جانب ہاتھی کھڑا کرے۔ حضور کے اور ہاتھی کے درمیان میں تھوڑا
میدان تھا۔

یہ جگہ گلسٹ صاحب اعلیٰ حضرت کے دہنی طرف طاف جنگ۔ نیر الملک
نادو جنگ پائین طرف اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کھڑے ہوئے۔

چونکہ اطراف میں بہت بڑے بڑے پہاڑ اور سخت گنجان جھاڑی تھی اس لئے
پہاڑ کے اطراف میں پتھروں پر اور درختوں پر آدمی بٹھا دے گئے۔ شیر کے دائیں
اور بائیں جو راستے تھے وہاں ہاتھی اور سوار کھڑے کر دے گئے جب شکاری یہ تمام
انتظام کر چکے اس وقت پہاڑ کے پیچھے سے ہانک شروع ہوا۔ شیر ہانک والوں کی آواز سنکر

جھاڑی میں سے نکلا۔ اور آہستہ آہستہ بائیں طرف کو چلا چونکہ ہر ایک نامے اور واسن کو
میں آدمی کہڑے تھے۔ شیر اؤنکو دیکھ کر واپس ہوا۔ اور بندگان حضرت جس پہاڑ پر بیٹھ
رہتے تھے اوسکے دہنی طرف سے اوسنے نکلنا چاہا۔

اعلیٰ حضرت نے جو قوت شیر کو دور سے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا یہ خیال کیا کہ شیر
زردیک سے جائیگا انطاہر شیر کا بالکل ارادہ نہ تھا کہ دہنی طرف کی جھاڑی سے دوسرے
پہاڑ کو چلا جائے لیکن ہاتھی اور آدمیوں کو دیکھ کر اوس طرف جانے لگا۔ شیر حضور پر نور ہی
تقریباً ڈیڑھ سو وار کے فاصلہ پر پہاڑ گیا ہوا نظر آیا۔ حضور پر نور نے اوس وقت شیر پر ہتھکڑیاں
گولیاں چلائیں تین دوضربی ریفل سرکار کے ہمراہ تھے۔ ایک ریفل خود بدولت
کے دست مبارک میں دوسرا ریفل میرے ہاتھ میں اور تیسرا سیکاری کو پاس تھا
اعلیٰ حضرت کو جب تک شیر نظر آتا رہا تب تک اس چپتی سے بندوقین چلاتے رہے
کہ خالی ریفلون میں کار توں بہر کر میں بیکل دیکھا۔ چونکہ شیر جھاڑی میں دوڑتا
ہوا جا رہا تھا۔ کبھی نظر آتا۔ اور کبھی نظر سے غائب ہو جاتا تھا اس لئے زخمی ہونے
یا نہ ہونے کا حال معلوم نہیں ہوا۔

سرکاری فیل خاصہ (علی مدو) جس جگہ کہڑا تھا اوس مقام کے نزدیک سے
شیر نے گزرنا چاہا جب شیر کی نظر ہاتھی پر پڑی آواز دیکر غصہ سے فیل خاصہ پر حملہ کیا۔
شیر کا دم اوٹھا کر غصہ ناک حالت میں غراتے ہوئے حملہ آور ہونا۔ اور علی مدو کا کمال
استقلال اور دلیری سے مثل کوہ سیاہ کی اپنی جگہ سے نہ ہلنا قابل دید تھا۔

محبت شیر علی مدد سے دس گز کے فاصلہ پر پہنچا اور ہاتھی نے اپنی جگہ سے
 فوراً یہی جنبش نہ کی۔ اس وقت شیر کڑا ہو گیا۔ اور آواز دیکر پلٹ گیا۔ حضور پر نور یہ سب
 واقعات ملاحظہ فرما رہے تھے جس راستہ سے شیر آیا تھا یہاں اسی راستہ سے واپس ہوا
 دو ضرب بندوقین پہ حضور پر نور نے سرکین پٹے بھی شیر زخمی ہو چکا تھا جس کے صدر
 سے زیادہ ہماگ نہ سکتا تھا آخر گولی شیر کے دل پر لگی جس سے اس کا کام تمام ہو گیا
 میجر گلگرسٹ صاحب کو شیر کے مارے جانے کی خبر پہنچتے ہی وہ اپنا ہاتھی حضور پر نور
 کے قریب لائے۔

حضور پر نور نے اونکو پتہ پر آنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میجر گلگرسٹ جب
 میٹر تھاپ چڑھنے لگے سیڑھی اوس جگہ سے پہل گئی۔ اور قریب تھا کہ میجر گلگرسٹ جتنا
 تقریباً بیس فٹ کی بلندی سے زمین پر گرین لیکن حضور پر نور نے ریض دست مبارک
 سے ہتھ پور کر ہر جلد ایک ہاتھ سے سیڑھی کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے میجر صاحب
 کو مدد دیکر اوپر پہنچ لیا۔ میجر گلگرسٹ صاحب نے حضور پر نور کا ولی شکر یہ ادا کیا۔
 اور کہا کہ اگر اس وقت حضور پر نور اعانت نہ دیتے تو بے شبہ سیڑھی زمین پر گر جاتی اور
 مجھ کو بہت حد مدد پہنچتا جب سب ہتھکاری لوگ جمع ہوئے تو حضور پر نور مع میجر
 گلگرسٹ صاحب اور ہر اہم یون کے پہاڑ سے اوترے اور شیر کو ملاحظہ فرمایا ہتھکاری
 لوگ شیر کو ہاتھی پر ڈالکر شکر گاہ میں لائے دوسرے دن صبح کے وقت سنواری
 مبارک بلدہ کی طرف رونق بخش ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا بار دیگر قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا

قاضی پلی کے شکار بدن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جٹ پلی کے جنگل میں ایک شیر اکثر دکھائی دیتا ہے اور گاؤں کے جانوروں کو مارتا ہے جس سے اس طرف کی رعایا سخت پریشان ہے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ خبر سماعت فرماتے ہی سدان کی روانگی کے لئے حکم صادر فرمایا۔

۲۷ مارچ ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء عیسوی کو صبح کے وقت حضور پر نور کی سواری مبارک قاضی پلی کی طرف روانہ ہوئی۔
داور الملک۔ اسد یار جنگ۔ سلطان الحکما۔ انار جنگ۔ نادر جنگ۔ میر تمنا علی قضا
ہزار کا ب۔ اقدس ستبہ۔ گیارہ بجے حضرت لشکر گاہ میں داخل ہوئے اور چائے نوشی
کے بعد شکار کو تشریف لے گئے۔

گاؤں کے بعض شکاری لوگ جو درختوں پر بیٹھے تھے ان کو شیر نظر آیا۔ لیکن
حضور پر نور کے سامنے نہ آیا۔ قریب شام کے شکار سے واپس ہوئے۔

تین روز تک ہر روز سواری مبارک شکار کے واسطے جنگل میں رونق افزا
ہوئی لیکن شیر نہیں ملا۔

چوتھے روز صبح کے وقت رامپور سے جو کہ لشکر گاہ سے پانچ کوس کا فاصلہ ہے

واقعہ تھا گارے کی خبر آئی۔ مجھ کو ارشاد ہوا کہ آگے جا کر ٹسکار کا ضروری انتظام کرو۔ بارہ بجے تک سواری مبارک وہاں رونق افروز ہوگی میں سب ٹسکاریوں اور ہانکے والوں اور ہاتھیوں کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا۔ جنگل میں پہنچ کر ٹسکار کا بندوبست کیا قریب بارہ بجے کے ایک سوار خبر لایا کہ لشکر گاہ سے تین میل کے فاصلہ پر شیر نے گارا کیا ہے اور کئی ٹسکاریوں نے شیر کو دیکھ کر پہاڑ کے اطراف میں آدمی بٹھلا دئے ہیں۔ حضور پر نور نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب ہانکے والے اور ہاتھی اوس جگہ سے واپس چلے آئیں اور جو شیر کہ لشکر گاہ سے قریب ہے اوسکے ٹسکار کا بندوبست کریں فوراً سب ٹسکاری اور ہانکے والوں کو لیکر میں واپس آیا۔ اور دوسرے مقام کا بندوبست کیا لیکن فاصلہ زیادہ تھا وہاں پہنچنے تک شام کے چار بجے کا وقت پہنچ گیا۔ حضور پر نور کے لئے ایک اہلی کے درخت پر بچان باندھا گیا۔ وہی طرف نادر جنگ کا ہاتھی۔ اور بائیں طرف پتھرون پر چند گاؤں والے بٹھلائے گئے ساڑھے چار بجے کے قریب حضور پر نور تشریف لائے ہانکے شروع ہوا۔ پہلے چیتلہوں کا ایک گلہ نظر آیا اور وہ ہانکنا ہوا اسکل گیا۔ جب ہانکے نصف پہاڑ سے گزرے۔ حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر چھاڑی سے نکل کر سیدھا چلا آتا ہے۔ دامن کوہ سے اوس درخت تک جیسے کہ حضور پر نور کا بچان تھا وہ سو گرنے کے قریب میدان تھا اسوجہ سے شیر آتا ہوا صاف نظر آیا شیر چھاڑی سے نکل کر آہستہ آہستہ گردن پٹختے ہوئے چلا آتا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جب قدر ممکن تھا اوسکو نزدیک آؤ دیا۔

جب شیر قریب میں قدم کے پہونچ گیا اوسوقت حضور پر نور نے کمال استقلال سے ایک ضرب فیف ہنڈرڈ اکسپس سر کی گولی شیر کی گردن میں لگی شیر کا جو آگے قدم تھا آگے رہا اور جو قدم پیچھے تھا اپنی جگہ سے نہ ہلا اوسی مقام پر گر گیا۔

گولی لگنے پر شیر نے آواز دی۔ اور نہ زمین پر گر کرنے کے بعد خنیش کی۔ یہ شیر تین فٹ ۹۔ انچ اونچا دس فٹ لانا تھا۔

دوسرے شیر کی اس جنگل میں خبر نہ تھی لیکن حضور پر نور کو یہ مقام پسند آیا۔ آپ وہو انوشگوار معلوم ہوئی اسلئے اور چند روز اس جگہ رونق افوری کا ارادہ فرمایا حکم ہوا کہ جو مقامات شیر کے شکار کے خیاں گاہ شاہی سے قریب ہیں اوس طرف شیر کی خبر کے لئے شکاری بھجوائے جائیں اور گارے باندھنے کا سندوبست کیا جائے۔ جب حکم اقدس شیروں کی تلاش میں شکاری روانہ ہوئے دو روز کے بعد یلار پڈی پلی سے ایک شیر کی خبر لائے کہ شکیو شیر نے وہاں ایک پٹوش گارا کیا ہے یہ مقام شکر گاہ سے ۱۶ میل پر واقع تھا۔

حضور پر نور تانگہ میں سوار ہو کر یلار پڈی پلی کو تشریف لے گئے دامن کوہ میں ایک درخت پر حضرت کے لئے مچان باندھا گیا۔ چونکہ پہاڑ بہت بڑا تھا اس لئے ہانگہ دور سے شروع ہوا۔ اور حضرت کو دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ ایک بڑا گلہ جیتلون کا اور دو جنگلی بکریان دور سے دکھائی دیں۔ بعد کو سامنے کے درختوں پر بند روں نے چیخا شروع کیا۔

مین نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ جب بندر شیر کو دیکھتے ہیں تو اسی طرح پکارتے ہیں یقین ہے کہ شیر بندرون کے نزدیک ہوگا۔ تیر کو دیکھ کر بندر دھکا آواز دینا بالکل اوشکے معمولی آواز سے علیحدہ ہوتا ہے۔ جس درخت پر بندر ہوں اگر اوشکے پیچھے سے شیر گزرے تو بندر درخت کی بلند ڈالیوں پر چڑھ کر ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر کھوڑے ہوتے ہیں اور چیختے ہیں۔ جس نئے سکاری صاف سمجھ سکتا ہے کہ بندرون نے شیر کو دیکھا ہے۔

مجھ سے ایک صاحب بیان کرتے تھے وہ ضلع رارین جاندے کی طرف شکار کو گئے تھے۔ ایک روز چیتل اور سانبر کے شکار کو ٹلی الصباح و دروانہ ہوئے اور ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دور میں سے ہر طرف دیکھ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر مادی کے کنارے کنارے جاڑی میں جا رہا ہے۔

اور اوشکے بازو تھوڑے فاصلہ سے ایک بڑا سا بندر کو دنا آواز دیتا شیر کی طرف بار بار دیکھتا چلا آتا ہے انہوں نے خیال کیا کہ اگر وہ کسی طرح بندر کے قریب پہنچ جائیں تو شیر پر گولی چلانے کا عمدہ موقع ملے گا۔ یہ صاحب اپنا ریفل لیکر دوڑے اور جب طرف بندر آواز دیتا جاتا تھا اوشکے پیچھے پیچھے اوس طرف چلے بندر گہری گہری جھٹکتا تو وہ یہہ سمجھتے کہ شیر اوس طرف ہے جب کہیں بندر کسی درخت پر چڑھ کر ڈالیوں پر کودتا تو وہ یہہ سمجھتے کہ شیر کھڑا ہو گیا ہے وہ خود بھی کھڑے ہو جاتے۔

غرض کہ بندر آواز دیتا ہوا ندی کے کنارے پہونچا اور ایک درخت پر چڑھ کے ڈالین پر کودنے لگا وہ صاحب ہی ندی کے کنارے پہونچا یہاں بارہ فٹ اونچا تھا کہڑے ہو کر سرف بندر نظر کرتا تھا اس طرف دیکھنے لگے یکایک اونکی نظر شیر پر پڑی کہ ندی کے دوسرے کنارہ کے طرف جا رہا ہے چونکہ ندی میں جھاڑی نہ تھی اسلئے اونکو شیر صاف نظر آتا تھا کہی ریت میں شیر کھڑا ہو جاتا اور کہی آہستہ آہستہ چلتا تھا۔

اونہوں نے اپنی ریفل کا دیدبان (۱۵۰) وار پر قائم کر کے نہایت استقلال اور دلجمعی سے ریفل چلایا۔ گولی شیر کے دلپر لگی۔ وہ تھوڑی دور ندی میں دوڑ کر پانی میں گر گیا وہ صاحب ہی اپنی جگہ سے شیر کے طرف چلے جب شیر کے پاس پہنچے تو اونہوں نے شیر کو مردہ پایا۔

دوسری طرف جو دیکھتے ہیں تو اونکا رفیق رہنا وہی بڑا بندر پہر موجود ہے اور ایک درخت پر کودنا کلقاریاں مارتا ہوا شیر کے مارے جانے کی خوشی کر رہا ہے۔ بڑے جنگلوں میں بندر بکثرت ہوتے ہیں اور شیر اونکو مار کر کھاتے ہیں۔ اس لئے جب کہی بندر شیر کو دیکھتے ہیں تو بہت پکارتے ہیں۔ اور اونکی آواز سے یہ مراد ہوتی ہے کہ دوسرے درختوں پر جو بندر ہیں اونکی آواز سنکر وہ شیر کے آنے سے خیردار ہو جائیں۔ غرض کہ حضور پر نور کو بندرون کی آواز سماعت فرما کر دو منٹ نہ گزرے تھے کہ اسی درخت کے نیچے سے شیر نکلا۔ حضور پر نور نے منواتر جا کر گولیاں چلائیں

شیر زخمی ہو گیا اور غصہ بنا کہ ہو کر تیر درخت اور جو شے سامنے ملتی اسکو وہ منہ سے
 پکڑنا اور چبا ڈالتا تھا۔ اور کبھی حضرت کو نظر آتا اور کبھی جھاڑی میں نظر نہ پاتا
 ہو جاتا تھا۔

جھاڑی میں شیر جو وقت جنبش کرتا اسوقت جھاڑی ہلتی نظر آتی تھی بخوبی
 اسی نشان پر بندوق چلاتے جب شیر کے قریب گولی لگتی شیر آواز دیکر باہر جاتا
 اور حضرت کو اچھی طرح ریفیل چلانے کا موقع ملتا۔

اعلیٰ حضرت کی اول گولی نے شیر کا پیچھلا پاؤں توڑ دیا تھا وہ اس لئے اویں
 صدمہ سے دور نہ جاسکا۔ تھوڑی سی ہی جاسے کے اندر ایک جھاڑی سے دوسری
 جھاڑی میں جاتا اور غصہ سے آواز دیتا تھا۔

دس منٹ تک یہ تاشا رہا۔ چونکہ شیر زیادہ زخمی ہو چکا تھا ایک جھاڑی میں
 جا کر گر گیا۔ یہ شیر نو فیٹ چھ انچہ لانا اور بیٹیس انچہ اونچا تھا۔

جب پلے کے اطراف کے گاؤں والے اس شیر کی ایذا اور ضرر برسانی سے
 بہت نالاں تھے۔ یہ شیر شب کو گاؤں کے قریب جا کر گلے اور سیلون کو مارتا اور
 اکثر گلوں میں سے جانور فکمو اوٹھا کر لجاتا تھا۔ زراعت پیشہ لوگ اس کے ڈر سے
 سرشام اپنے جانور فکمو محفوظ جگہ بند کر کے اپنے مکانوں کے دروازے اندر سے
 لگا لیتے تھے اس لئے اس موزی جانور کا مارا جانا اونکی بڑی خوشی کا باعث ہوا۔
 خاص کر اون کے رئیس اور بادشاہ نے ہدات خود اسکو فکس کار فرما کر جس پلا میں وہ

ایک مدت سے مبتلا تھے لوہے سے اڑکھو کھات بخشی۔ لشکر گاہ شاہی قصبہ میدک
 تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا یہ مقام صوبہ دار شمالی کا مستقر ہے یہاں کا قلعہ سابق زمانہ
 میں بہت مشہور تھا نیچے سے پہاڑ کی چوٹی تک اسکی فصیل کے دو سلسلے واقع ہیں
 اس قلعہ کی بلندی چار سو فٹ ہے زمانہ حکومت ہنود میں راج گوان وزیرانگرم نے اسکی
 تعمیر کی تھی اب یہ قلعہ جا بجا شکستہ ہے میدک میں ایک بزرگ کانزار ہے قلعہ کا
 ملاحظہ فرمائے اور اون بزرگ کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے حضور پرنور
 وہاں تشریف لے گئے اور بعد معاینہ قلعہ و زیارت شریف لشکر گاہ میں تشریف لائے
 دوسرے روز سواری مبارک بلدکل طرف رونق افزا ہوئی اور شام کے قریب دو تھانہ
 شاہی میں داخل ہوئی۔

سماترہ اور قوم ٹیک یعنی مردم خوار لوگوں کے ملک کا سفر

۱۸ اپریل ۱۹۶۹ء عیسوی مطابق ۱۵ رجب ۱۳۸۶ھ ہجری کو جبکہ حضور پرنور پلاڑی پل
 سے شیر کا شکار فرما کے کیمپ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ مسٹر پولٹ سرکاری انجینئر
 حضور پرنور کی گاڑی ہاناک رہے تھے اگلے سیٹ پر اعلیٰ حضرت حضور پرنور تشریف
 فرماتے اور پچھلے سیٹ پرین اور داوارالکمال بیٹھے تھے باقی مساجین کی گاڑی رہبان
 سرکاری گاڑی کے پیچھے آ رہی تھیں چونکہ آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا۔
 تھوڑی دیر میں شام ہو گئی شام کی تاریکی سے پہلے آسمان پر کچھ کچھ ابر بھی تھا اسوجھ سے

اس تاریکی ٹپو گئی راستہ صاف طور پر نظر نہ آتا تھا جس راستہ سے حضور پر نور کی گاڑی
 مبارک گزر رہی تھی پہاڑی راستہ ہونے کے سبب سے نہایت درجہ ناہموار
 تھا ایسے راستوں میں دن کی روشنی میں گاڑیوں کا چلنا دشوار ہوتا ہے جبکہ تاریکی میں
 کیا کچھ دشواری نہو گی تاہم مسٹر پولٹ بڑی احتیاط اور خبرداری سے گاڑی چلا رہے
 تھے۔ بہر حال تاریکی کے باعث چھ کوس کی مسافت رات کے دس بجے طے ہوئی
 جنوز فرود گاہ شاہی دو کوس کے فاصلہ پر تھی کہ اثنائے راہ میں ایک تالاب آگیا جسکی
 نیٹھ پر پے سرکاری گاڑی کو گزرنے کا اتفاق ہوا اسکی دو جانب پہاڑی اور بڑے
 بڑے درخت تھے اس لئے اس مقام میں زیادہ اندھیرا تھا راستہ بہت کم دکھائی دیتا تھا
 یہاں سے گزرنے کے سرکاری گاڑی تھوڑی دور پہنچی تھی کہ گاڑی کے دھن پھنے کے
 نیچے ایک بڑا پتھر آگیا کیا کیا پھیرا اسکے اوپر آجانے سے گاڑی فوراً بائیں طرف کو
 اولٹ گئی حضور پر نور آگے کی نشیگاہ میں بائیں طرف تشریف رکھتے تھے گاڑی
 کے بائیں طرف جھکتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور بے سرعت تمام جت فرما کے راستہ کی
 ایک جانب آ رہے خداوند تعالیٰ کا بڑا فضل شامل احوال تھا کہ کسی قسم کا صدمہ
 نہ پہونچا۔

پچھلے سیٹ پر داہرا الٹا میری بائیں جانب اور میں اونکی دھنی جانب بیٹھا
 تھا گاڑی کے اولٹتے ہی داہرا الٹا اور میں گاڑی پر سے گرے گرنے کے صدمہ
 سے میری بائیں جانب کی پسلیوں میں ایسی شدید ضرب آئی کہ میرے سر میں جھک پیدا

ہو کے بیوشی کی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی اور ایک دو منٹ کے بعد مجھ کو افاقہ ہوا
 حیب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور پر نور کو اپنے پاس تشریف فرمایا حضور پر نور
 نے بمرحہ خسروانہ مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہیں کچھ چوٹ تو نہیں آئی میں حضور پر نور
 کو دیکھ کر فوراً کھڑا ہو گیا اور میں نے خود بدولت کے مزاج مبارک کا احوال دریافت
 کیا صحت و سلامتی ذات اقدس سے مجھ کو اتنی مسرت ہوئی کہ میرا صدر مجھے فراموش
 ہو گیا تھوڑی دیر میں دوسرے مصاحبین کی گاڑیاں بھی آگئیں اور سب نے باہم
 لکر سرکاری گاڑی کو جو اولٹی پڑی تھی سید ہا گیا حضور پر نور پہر اسی گاڑی میں رولت
 افزا ہو کے کیانپ کی طرف روانہ ہوئے کیانپ میں پہنچنے کے بعد ڈاکٹر
 حکیم الما لک مرزا علی صاحب نے میری پسلیوں کا امتحان کر کے کہا کہ زیادہ صدمہ
 پہنچنے کے باعث بائیں جانب کی پسلیاں تو ٹگ گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بیانات ج
 سے پسلیوں کو فوراً باندھ دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ آگ گھوڑے کی سواری اور ڈرپوسٹ
 کامل احتیاط رکھئے۔

”ہر چند معالجہ کیا گیا اور احتیاط بھی رکھی گئی لیکن اس شکایت کا سلسلہ بچہ مدت
 تک جاری رہا جس مقام کی پسلیاں تو ٹگ گئی تھیں وہاں کا حصہ جگر سے نہایت قریب
 تھا اس لئے جگہ میں بھی کبھی کبھی درد ہوتا تھا۔ آغاز ماہ جولائی ۱۸۹۹ء عیسوی میں جبکہ
 اس درد کی ترقی ہو گئی اور کسی طور پر اس کا ازالہ نہ ہو سکا تو ڈاکٹر لاری صاحب نے
 مجھے یہ صلاح دی کہ کم سے کم تین مہینے کے لئے میں دریا کا سفر کروں تاکہ شدید آفت
 سے محفوظ رہ سکوں۔“

قوت پیدا ہو کے مزاج میں اصلاح ہو سکے اس لئے میں نے پشکابہ اعلا حضرت حضور پر
سے تین مہینے کی دریاں سفر کے لئے اجازت چاہی اور ۳ ماہ جولائی روز شنبہ کو
مع ممتاز یا جنگ ماہر جنگ اور ڈاکٹر کارب کے حیدر آباد سے روانہ ہو کے بمبئی
میں داخل ہوا۔ بمبئی میں تین روز قیام کر کے ۱۶ جولائی کو دکنس جہاز میں اپنی بہن لہو
کے ساتھ سوار ہوا۔ اسی روز دو بجے ہمارے جہاز کالنگر اوٹھا گیا۔ تیسرے روز ہم
سیلان میں پہنچ گئے اور جہاز پر سے اتر کے ہمنے ہوٹل میں قیام کیا۔ یہاں کے
باشہرے سنگلی اور چینی ہیں۔ یہاں پہنچنے کے بعد کمویارن ڈیمان کا خط ملا جسکا خلاصہ
مضمون یہ تھا کہ اس سفر کے ضمن میں اگر آپ سماترے تشریف لائیں گے تو مجھے آپ کی
ملاقات سے مسرت ہوگی اور اس طرف کی سیاحت اور شکار سے آپ کو زیادہ لطف
ملے گا یارن ڈیمان کا خط پہنچتے ہی ہم سماترے کی طرف عازم ہوئے اس جہاز پر
کپٹن ڈنڈم اور میجر لول سے بھی ہماری ملاقاتیں ہوئیں ان صاحبوں نے بھی ہمارے
ساتھ سماترے کے سفر کا ارادہ کیا ہم سب لوگ جہاز پر سوار ہو کے تیسرے روز
سماترے میں داخل ہوئے اور اپنے دوست یارن کے مہمان ہوئے اور ان کے
بچہ بچہ میں ہم نے قیام کیا۔

یہ مقام موسوم بدلی سماترا چ گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اس علاقہ میں بٹو یا
ایک بڑی بستی ہے جس میں ڈچ سلطنت کا گورنر رہا کرتا ہے اس سرزمین میں چھوٹے
چھوٹے چند اضلاع ہیں ہر ایک ضلع میں ایک ایک مسلمان حاکم فرمان روا ہے جسکو

سلطان کہتے ہیں اور اس ضلع کی کل زمین اس کے قبضہ تصرف میں ہے۔ لیکن جس جگہ زرخیز زمین نظر آتی ہے تو بورپین لوگ وہاں اکثر جا بیٹے ہیں۔

ان نواح میں تبا کو کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اس لئے چچ لوگ کثرت سے تبا کو کی تجارت کرتے ہیں۔ یارن ڈیہان جرمنی تھے اور ان کی میم قوم ڈچ سے تھی جب اس کے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تو یارن ڈیہان نے اوس میم کے ساتھ شادی کر لی تھی اوسکی طرف سے یارن ڈیہان کو اتنی زمین ملی تھی کہ جسکی سالانہ آمدنی تقریباً پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور اوس زمین میں تبا کو کی کاشت ہوتی تھی۔

شب کو کہانے سے خارج ہونے کے بعد ہم یارن ڈیہان سے باتیں کرتے رہے جب فشکار کا تذکرہ آیا تو ادنیہوں نے بیان کیا کہ اس نواح میں مغرب کی جانب بہت فشکار ہے مگر اوس مقام پر ایک ایسی وحشی قوم رہتی ہے کہ جسکی وجہ سے وہاں جانا پر خطر ہے بلکہ ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے وہاں جانے کے واسطے ممانعت ہے۔ یارن نے یہ بھی کہا کہ سفید رنگ کے آدمیوں سے وہاں کے باشندے نہایت خائف رہتے ہیں۔ جب ہم نے پوچھا کہ وہاں جانے میں کیا خطر ہے تو یارن ڈیہان نے بیان کیا کہ اوس وحشی قوم کے لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب غیر قوم کو آدمیوں کو اپنے جنگلوں اور پہاڑوں میں دیکھتے ہیں اور انہیں کوئی آدمی نہ یاد دہلا دے تو وہ خیم اور خوب فربہ نظر آتا ہے تو اوسکی گہات میں رہتے ہیں اور اسطوریہ ہر آواز پر تیر مار تے ہیں کہ وہ آدمی فوراً مر جاتا ہے جب اس کے ہمراہی دفن کر کے چلا جاتے ہیں۔

تو وہ وحشی لوگ اوسکی لاش کو قبر سے نکال کر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور نہایت ذوق سے اوسکو کھا جاتے ہیں آدمی کا گوشت اون کے نزدیک دیگر حیوانات کی گوشت سے بہتر اور زیادہ لذیذ ہے اور اگر ایک دوا آدمی جنگل میں اونکو بلجائیں تو اس کے مار لینے میں کچھ تاہل نہیں کرتے وہ قوم موسوم بہ بٹاک (مردم خوار) قوم ہے اور بٹاک کے مغربی کوہستان مقام سواترہ میں مسکن گزین ہے۔ ڈچ گورنمنٹ نے اس قوم کو بحالت خود چھوڑ رکھا ہے۔ وہ وحشی قوم دوسرے کی سرحد میں نہیں جاتی اور نہ خود کسی کو تکلیف دینے کا ارادہ کرتی ہے البتہ اگر کوئی اونکی سرحد میں چلا جائے تو وہ لوگ اوسکو مار کے کھا جاتے ہیں یا اونکو کوئی ستائے تو اس وقت وہ بڑی سختی سے پیش آتے ہیں اونکا ملک بالکل غیر آباد اور ایسا کوہستان ہے کہ اسپر نہ کسی قسم کی پیداوار ہے اور نہ کوئی ذریعہ تجارت اس لئے ڈچ گورنمنٹ ان لوگوں سے کچھ سروکار نہیں رکھتی اور نہ کسی طور پر اون کی عمر و صحت کے لئے منوجہ ہوتی ہے۔

یارن ڈیہان نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ اگر چند اجباب باہم ملکر اوسط رفت جانے کا قصد کریں تو میں بھی ضرور بٹاک کے پہاڑوں میں بغرض سیر و تفریح اور شکار جاؤں اگر آپ کی مرضی ہے تو میں ایک کشتی کرایہ کر کے ایک ہفتہ کے لئے آپ کے ساتھ اون پہاڑوں میں جانے کے لئے آمادہ ہوں جتنے بارن و دیہان کی زبانوں سے قوم کے حالات جو کچھ سنئے تھے اس سے ہمارے ولیمین اوس ملک اور اوس

قوم کے دیکھتے اور اس کے طرز معاشرت معلوم کرنے کا زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور اس دریائی سفر کے لئے سیر و تفریح اور فحسکار ہکو ایک ذریعہ ہو گیا۔ یمنیوں نے ڈیہان کے ارادہ کے ساتھ اتفاق کیا اور نہایت خوشی سے اس وحشی ملک میں فحسکار کو جانے کے لئے ہم تیار ہوئے۔ یمنیوں نے اس سفر کا ضروری انتظام کیا۔ یمنی میجر بول کپٹن ونڈرم مرزا عبداللہ بیگ۔ ممتاز یار جنگ۔ ڈاکٹر کارب اپنے میزبان یمنیوں ڈیہان کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کر دریائی راستہ سے بنگ کے پہاڑوں کی طرف عازم ہوئے۔ ہمارے کل ہمارا ہی کشتی میں ہتے بولتے خوش و خرم جا رہے تھے مگر ڈاکٹر کارب کی کچھ عجیب حالت تھی کہ وہ نہایت مغموم اور فکر مند معلوم ہوتے تھے۔ مرزا عبداللہ بیگ نے جب اون سے فکر کا سبب پوچھا تو انہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ کہا کہ ہم ایسے ملک میں آئے ہیں جہاں کے باشندے بالکل وحشی اور مردم خوار ہیں اور آدمیوں کو زہر آلود تیروں سے مارتے ہیں ایسی حالت میں وہاں جانا کس قدر خطرناک اور بے چارہ ہے چونکہ یمنی بحیثیت ڈاکٹر نواب انسر جنگ بہاد کے ساتھ ہوں اس لئے یمنیوں سے علیحدہ بھی نہیں ہو سکتا ورنہ یمن ضرور واپس چلا جاتا۔ یمنیوں نے اپنے مکان پر اپنے چہرے چہرے چہرے چہرے چہرے چہرے اس وحشت انگیز سفر میں ہر وقت وہ مجھے یاد آتے ہیں یمن نہایت متروک ہون کے میں کیا کروں۔ ڈاکٹر کارب کی اس حسرت آلود تقریر سے سب لوگ ہنس پڑے۔ یمنیوں ڈیہان بڑے ظریف مزاج اور خوش طبع تھے انہوں نے ڈاکٹر کارب کی یہ تقریر سن کر خوش

طبعی سے کہا کہ ڈاکٹر کارب کی فکر اس موقع پر بہت صحیح ہے اور اس کا خیال درست
 اس لئے کہ وہ دہلے پہلے آدمی سے مزاحم نہیں ہوتے جو آدمی کہ زیادہ فربہ اور
 قوی جیشہ ہوتا ہے وہ اس کو دور رہی سے ناک کے زہر آلود تیرون سے نسا کر کر لیتے ہیں
 یا کسی نہ کسی حیلہ اور تدبیر سے اس کو اپنے قابو میں لاکے مثل بکری کے فرج کر کے
 بڑے مزہ سے کھا جاتے ہیں یا رن ڈیہان نے یہ ہی بیان کیا کہ جطرح بکری اور
 دوسرے جانوروں کے بعض اعضا کا گوشت زیادہ لذیذ سمجھا جاتا ہے اسی طرح
 وہ آدمی کے سینہ اور پنڈلیوں کے گوشت کو زیادہ لذیذ سمجھتے ہیں اور گورے
 رنگ والے کے گوشت کو تو وہ نہایت ہی لذیذ جانتے ہیں یا رن ڈیہان کے
 اس بیان سے ڈاکٹر کارب کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے کہا نا پسنا ماسکل
 چھوڑ دیا اور کسی وقت کشتی سے باہر نہ گئے اور ہمیشہ مغوم رہنے لگے جبکہ ڈاکٹر
 کارب زیادہ متفکر ہوتے اور سیفید ریب لوگ ان کو زیادہ چھڑتے تھے۔

غرض تمام دن ہماری کشتی ندی میں چلتی رہی ندی کے دونوں طرف انواع
 و اقسام کے موزوں اور خوش وضع درخت اوگے ہوئے تھے اور دونوں طرف
 سبزہ لہلہاتا نہایت خوشنما اور پہلا معلوم ہوتا تھا ندی کے کناروں سے کچھ فاصلہ پر
 دور سے ہرن چرتے ہوئے ہکو نظر آتے تھے صبح کے وقت ندی کے کنارہ
 جا بجا بہت سے مگر پانی سے باہر نکل نکل کے ریٹ پر پڑے ہوئے دھوپ
 کھاتے دکھائی دیتے تھے ندی میں کشتی کا روانہ ہونا دونوں طرف سبزہ زار اور

جنگلی جانوروں کا دور دوسرے دکھائی دینا پزند جانوروں کا درختوں پر انواع و اقسام کی بولیوں لولنا اور چھپانا خاص کر آفتاب غروب ہوتے وقت بہت ہی لطف انگیز معلوم ہوتا تھا آفتاب غروب ہوتے وقت ہماری کشتی ٹھہرائی گئی اور غب میں ندی کے کنارہ کھڑی رہی۔

دوسرے دن آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہم جنگل میں خشکار کھیلنے کے لئے گئے جہاڑی اسفندہ گنجان تھیں کہ آدمی کا گزردشوار تھا اور کوئی جانور نظر نہ آتا تھا جہاڑی کے علاوہ جا بجا پانی تھا جسکی وجہ سے کھوکھلا کا بالکل موقع نہ ملا۔ آخر ہم جنگل سے پلٹ کے آئے اور پہر کشتی میں سوار ہو کے آگے کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز مقام ٹان جان کو پہنچے یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور جنگ قوم کی کوہستانی سرحد سے باہر ہے چند سوئڈش لوگ یہاں پر تبا کو کی کاشت کرتے ہیں ایک سوئڈش ٹیلی گرافکٹر یہاں نے کھلوانا مہان کیا ہم تین روز تک ان کے مہان رہے اس جگہ کھوکھلا کی قوم کے اکثر حالات معلوم ہوئے جسکے منہ سے نہایت درجہ نجب ہوا کہ اس تہذیب کے زمانہ میں جو کوہستان اور جنگوں کی بستے دلی مختلف اقوام میں ہر قسم کی شائستگی اور قابلیت کے آثار کی ترقی ہے اور جوانی خصال سے نکلنے اور انسانی صفات میں داخل ہونے کے لئے ہر دینی اور اعلیٰ کوشش کر رہا ہے یہ عجیب و غریب قوم ہے کہ اپنی نوع ہی کے ساتھ بے باع کی خصلت اور عادت رکھتی ہے اور باوجود قرب جوار مہذب ملکوں کے وحشیانہ

۱۔ اطوار سے سکونت پذیر رہے اور اب تک مردم خواری کی عادت نہیں چھوڑی اور
 اہمیت کی کوئی صفت پیدا نہیں کی اور نہ اس کے لئے کچھ کوشش کرنی ہے اس موقع
 پر اس کی تفصیلی کیفیت معاشرت کے کلینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے لیکن عجیب
 و غریب اطوار ہونے کی وجہ سے بعض بعض اصول اسکے ذیل میں کہے جاتے ہیں
 واضح ہو کہ سائز کے مغرب اور جنوب کی جانب بالکل جھاڑی اور جنگل ہے اور نہ
 کثرت سے ہیں ساترے سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب بڑا
 لقمہ جنگل ہے جس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ اور بڑے بڑے خار ہیں
 ان پہاڑوں کے غاروں میں بٹک قوم مسکن گزین ہے۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے
 چھبروں کے بھی مکانات ہیں جو دور سے نظر آتے ہیں یہ قوم کسی حاکم کے تابع نہیں
 نہیں بالکل آزاد اور وحشیانہ طور پر اپنی زندگی بسر کرتی ہے انکی باہمی شادی کی تقاضا
 اور غم کے رسوم بھی بالکل وحشیانہ ہیں اس قوم میں جب کوئی مغز شخص مر جاتا ہے
 تو سردار قوم یا اپنے عزیز کا گوشت نہیں کھاتے اگر قصور کی سزا میں کوئی شخص مارا
 جاوے تو عزیز کا گوشت بھی کھانا روا سمجھتے ہیں اور اسکی لاش کے موافق ایک سوخت
 کو کاٹ کر اس کے تنہ کو اسطور پر چھوٹ کرنے میں کہ اسکی لاش تنہ درخت کے
 جوف میں سہا کے لاش کو او سین رکھ کر دونوں طرفوں سے اسکا منہ بند کر دیتے ہیں
 اور ایک بلند درخت سے اسکو لٹکا دیتے ہیں اور مردہ کے عزیز و اقارب اس
 درخت کے پنجے زراعت کرتے ہیں اور اس مقام میں کوئی نہ کوئی مردہ کا رشتہ دار

رات دن ایک سال تک حاضر رہتا ہے جو وقت زراعت تیار ہو جاتی ہے تو
اوسکو کاٹکر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

غریبا کی لاشوں کو یا تو کھا جاتے ہیں یا درختوں پر باندھ دیتے ہیں کسی مردہ کو زمین
میں دفن نہیں کرتے اسی طرح اس قوم کے شادی کے رسوم بھی زمانہ سے نرالے
ہیں جو ان لڑکی جیت تک کہ اوسکی شادی نہیں ہوتی بالکل خود مختار رہتی ہے۔
شادی ہونے کے بعد اگر وہ عورت فعل قبیح کی مرتکب ہوتی ہے تو اوسکی سزا قتل
ہے وہ عورت قوم بٹک کے راجہ کے سامنے لائی جاتی ہے اوسکو استقدر رشتہ پلاتے
ہیں کہ وہ بخود ہو جاتی ہے پھر رانٹ کے ایک نوکر لار آ لے اوسکی گردن میں اسطور
پر مارتے ہیں کہ وہ عورت امرا جاتی ہے۔ مرنے کے بعد اوس عورت کا گوشت آپس میں
تقسیم کیا جاتا ہے چہا تیان اور پٹریا لیان خاص اوس عورت کے خاوند کا حق ہوتا ہے
اون لوگوں میں ان دونوں اعضا کا گوشت نہایت لذیذ تصور کیا جاتا ہے اور
اوسکی رانین حاکم وقت یعنی راجہ کو دی جاتی ہیں باقی گوشت اوسکے عزیز اور
دوسرے لوگ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اس وحشی قوم میں مردم خوری کی یہ بری رسم
اب تک جاری ہے۔

ایک گاؤں کو جب دوسرے گاؤں کے لوگوں سے لڑتے ہیں تو جو
گروہ مغلوب ہو جاتا ہے اوسکو غالب گروہ گرفتار کر کے لے جاتا ہے اور وہ لوگ
راجہ کے غلام خیال کئے جاتے ہیں گرفتاروں میں جو لوگ قسم نہ کورے ہوں یا

اناث سے اگر کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں تو وہ اونکو مار کے کھالیتے ہیں اور جو مرد اور عورتیں تو انا اور کام کرنے کے لائق ہوتے ہیں۔ اون سے وہ کہتی باڑی وغیرہ کا کام لیتے ہیں۔

یہ لوگ ضرورت کے موافق مکا اور چاول کی زراعت کر لیتے ہیں انکی سکونت تقریباً پانسو میل کے رقبہ زمین میں ہے اتنے رقبہ زمین میں چند راجے حکم ران ہیں اور ان سبکے حدود علیحدہ علیحدہ ہیں آسین اکثر حدود کے مناقشہ پر باہم لڑتی ہوتی ہے اس کے ہتیار لابی لابی چہر یاں اور تیرکمان ہیں بالنس کی گمانیں ہوتی ہیں شکار کے وقت اور لڑائی میں دہی تیرکمان استعمال کرتے ہیں۔

اس مردم خوار قوم سے اطراف و جوانب کے باشندے ہمیشہ اندیشناک رہتے ہیں لیکن یہ لوگ جنگجوون اور پہاڑون اور غارون ہی میں سکونت پذیر رہتے ہیں اور کسی طرف جانے کا ارادہ نہیں کرتے اور قدیم سے انہیں مقامات میں اپنی گزراں کرتے ہیں البتہ کبھی کبھی اوس وحشی قوم کے مرد اور عورتیں باہم لڑکے اپنی سرحد سے دوسرے گاؤں میں محنت و مزدوری کی غرض سے نکلتے ہیں اور اس ذریعہ سے اپنی اوقات بسر کرتے ہیں جب ایسے لوگ دوسرے مقامات میں اتفاق زمانہ سے چلے جاتے ہیں تو اونکی قوم کے حالات اون کی زبانی بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں چنانچہ ہم نے اپنے میزبان کی قیام گاہ میں قوم ٹیک کی ایک جوان لڑکی دیکھی جو اونکی خانہ داری کا سبب انتظام کرتی تھی اور اسکا

ایک بھائی بھی وہاں موجود تھا اور اسکے بھائی کی زبان معلوم ہوا کہ جب تک اس لڑکی کا دل چاہے گا یہاں رہے گی اور جب اپنے ملک کو جانا چاہے گی تو صاحب خانہ سے اجازت لیکر چلے گی اس قوم کا عام دستور یہ ہے کہ جب اونکی لڑکیوں کے اولاد پیدا ہوتی ہے تو ان کے مان باپ اپنی اولاد کی اولاد کو لے لیتے ہیں اور اپنے قومی رسم و رواج کے موافق اونکی پرورش کرتے ہیں طوالت کی وجہ سے اونکے اکثر رسوم لکھنے سے ترک کر دے گئے۔

غرض تین روز تک ہم وہاں مقیم رہے جب شکار کے ملنے سے ہکوباکل ایسی ہو گئی تو ہم ماترے کی طرف واپس ہوئے اور اپنے دوست یارن ڈویرہان کے مکان پر اترے اور پیراون سے بھی رخصت ہو کر جہان پر سوار ہوئے اور سیلون پہونچ کر چند روز قیام کیا اور سیلون سے خیر و عافیت کے ساتھ بلدہ حیدر آباد کی طرف ہٹے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مراجعت کی۔

آلیہ اور پروت گیری کی طرف اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کنے شکار کیلئے رونق افزا ہونا۔

بندگان حضرت حضور پر نور نے غرہ رمضان ۱۳۱۹ھ ہجری مطابق ۲ مئی ۱۸۹۹ء کو تالاب پاکہال کی طرف شیر کنے شکار کے لئے غزم فرمایا۔ صوبیدار سمت شرقی اور تعلقدار ضلع ورنگل کو رونق افروزی سواری مبارک سے اطلاع دی گئی بمقام

کتہ کندہ پر خیمہ جات سرکاری نصب ہوئے۔

بندگان حضرت کی اسپیشل ٹرین صبح کے وقت گہن پورہ اسٹیشن پر پہنچی۔ وہاں سے اعلیٰ حضرت جگہی مین سوار ہو کر کتہ کندہ کو جو اسٹیشن سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا تشریف لے گئے۔

دوسرے روز میوراں کندہ ست گارے کی خبر آئی پہاڑ کا ہانکہ کیا گیا۔ لیکن شیر نظر نہیں آیا شکاریوں کی زبانی معلوم ہوا کہ لین کی ہنی طرف ٹھیک لگا چوتھی ماہ مئی ۱۸۹۹ء کو شیر نے قلعہ کے پہاڑ میں گارا کیا یہ پہاڑ لشکر گاہ شاہی سے بہت قریب تھا مشہور ہے کہ راجہ یرتا پورہ ورا نے اس پہاڑ پر بھرون کی دیوار بنوا کے قلعہ کی بنیاد ڈالی تھی مگر قلعہ میں برج وغیرہ کچھ نہیں ہیں دور سے فصیل کے طور پر صرف دیوار نظر آتی ہے اور اس میں رہنے کے مقامات وغیرہ کا کچھ نشان تک نہیں ہے کتہ کندہ کے نام سے یہ قلعہ مشہور ہے۔

شیر۔ بورنچہ۔ ریچہ اور نیگلی جانور اس میں رہا کرتے ہیں تمام کے قریب اوس پہاڑ میں ہانکہ ہوا۔ لشکر گاہ شاہی نزدیک ہونے کے باعث شیر گارا کر کے نکل گیا۔ دوسرے روز جب اعلیٰ حضرت خیمہ سے برآمد ہوئے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضور

کے مہینے پاؤں میں کچھ درد ہے جبکی وجہ سے رفتار کے وقت کچھ لنگ فرماتی ہیں حکیم احمد علی صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تھے اعلیٰ حضرت نے اؤنکو یاد فرمایا۔ حکیم صاحب نے دیکھا کہ گھٹنہ کے اوپر ایک پینسی مثل چھوٹے آبلے کے نمودار ہوئی

اور اسکے اطراف میں نہایت سرخی ہے۔ حکیم صاحب کو نہایت تشویش ہوئی۔
 اس لئے کہ اس پہنسی کی شکل معمولی ثبورات سے بالکل علحدہ تھی۔
 بندگان حضرت کا فراج اس قدر تحمل اور مستقل واقع ہوا ہے کہ کسی قسم کی تکلیف
 یاد نہ ہو کبھی اظہار نہیں فرماتے حکیم صاحب کے معروضہ پر صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ
 کپہنسی کے مقام پر سوزش بہت ہے حکیم صاحب نے تخفیف درم اور کمی درد کے
 لئے کچھ دوا لگا کر پٹی باندھ دی شام کو جبوقت پٹی اکھولی تو حکیم صاحب کو نہایت
 پریشانی ہوئی پہنسی کے اطراف میں سرخی بڑھ گئی تھی اور آبلہ کے اطراف میں اور
 چوڑی چوڑے ثبورات پیدا ہو گئے تھے۔

حکیم صاحب کو اپنی راتے قایم کرنے میں نرد و نہاکہ یہ کس قسم کی پہنسی ہے۔
 چونکہ اس مقام پر سوزش بھی بہت تھی اس لئے یہ خوف ہوا کہ کہیں رشتہ کا آبلہ نہ ہو۔
 بہر حال یہ امر قرار پایا کہ رزٹینسی سرجن ڈاکٹر لاری صاحب طلب کئے جائیں فوراً
 ڈاکٹر صاحب مغر کو ٹیلگرام دیا گیا دوسرے روز صبح کو میل ٹرین میں ڈاکٹر لاری صاحب
 حاضر ہوئے اور علامت حضرت کے پاؤں کی پہنسی کو دیکھ کر کچھ دوا تجویز کی ڈاکٹر صاحب
 کی زبانی یہ امر سنکر سپہوں کو اطمینان ہوا کہ رشتہ کی شکایت نہیں ہے تین روز تک
 ڈاکٹر لاری صاحب لشکر گاہ میں رہے ہر صبح و شام علامت حضرت کے پاؤں کو دیکھتے
 اور پٹی بدلتے تھے چوتھے روز فضل الہی سے دروین تخفیف ہوئی۔ سرخی بھی نہایت
 سبانی کے کم ہو گئی ڈاکٹر لاری صاحب نے عرض کیا کہ میری لٹرکس مس ایڈٹ لاری

کی کل شام کو سا لگرہ ہے اگر اجازت ہو تو میں بلدرہ کو واپس جاؤں بندگان حضرت نے خوشی سے اجازت مرحمت فرمائی۔ ڈاکٹر لاری صاحب شب کی میل سٹرین میں بلدرہ کو روانہ ہوئے۔

اعلیٰ حضرت کے پاؤں میں پہلے جو گھٹنے کے قریب ایک پہنسی ابلہ کے طوڑ ہوئی تھی اوس کے اطراف میں صدیا چھوٹی چھوٹی پہنسین ہو گئیں جن کے دروسے پاؤں کو جنبش دینے اور چلنے پہرنے سے نہایت تکلیف ہوتی تھی غرض کہ اعلیٰ حضرت نے باوجود اس تکلیف کے اوسی جزارت اور بہادری سے ایک روز بھی کیا نیپ میں آرام نہیں فرمایا ہمیشہ باہر رونق افروز ہوئے اور شکار کو تشریف لیجانے سے ایک روز کیا نیپ کے قریب سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت نے درد پاکی اوسی حالت میں شکار کو تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا۔ پاؤں کے دروسے گھوڑے پر سوار ہونا دشوار تھا اسلئے ارشاد قدس ہوا کہ اگر شکر گاہ میں عہدہ داران ضلع کے پاس کوئی پالکی ہو تو طلب کیا وے چنانچہ نعلقدار صاحب کی پالکی منگائی گئی بندگان حضرت اوس پالکی میں سوار ہو کر شکار کو رونق افروز ہوئے۔

جس درخت پر اعلیٰ حضرت کے لئے مچان باندھا گیا تھا۔ جہاں تک ممکن تھا اوسے قریب پالکی لے گئے بہر حال پالکی سے اوتر کر اعلیٰ حضرت کو درخت تک پیادہ پا چلنا پڑا جس سے پاؤں کا درد زیادہ ہو گیا اوس درد کی شدت میں زمین سے مچان تک تقریباً بیس فٹ سٹیڑھی پر چڑھنا آسان امر تھا چونکہ گھٹنے سے اوپر تک

ڈاکٹر صاحب نے بیانِ بح باندہ دیا تھا اس لئے پاؤں کو غم نہیں دیا جاتا سید ہا پاؤں
 سامنے کو لانہا کر کے حضرت مچان پر بیٹھے۔ بندگانِ حضرت کی مستقل مزاجی اور
 صدمہ درد کی برداشت اور خشکار کا دلی شوق اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ پاؤں
 میں باوجود استغدر درد و ہونے کے جب گارے کی خبر آئی۔ غلبہ شوقِ خشکار سے
 اعلیٰ حضرت خیمہ میں تشریف نہ رکھ سکے اور اسی درد کی حالت میں جب طرح ممکن ہوا
 ہر قسم کی تکالیف گوارا فرما کر خشکار کو تشریف لے گئے۔ خشکاریوں کو بہت امید تھی کہ
 شیر جہاڑی میں موجود ہونے نکلے گا۔ جنگل ہی اچھا تھا جب ہاں کہ نصف پہاڑ سے گزر گیا
 اور سوقت بعض گاؤں والے خشکاری جو پہاڑ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے
 انہوں نے اشارہ کیا کہ شیر ہاں کہ والوں کی لین کے بائیں طرف سے نکل کر دوسرے
 پہاڑ کو جا رہا ہے غرض شیر چلا گیا اور اعلیٰ حضرت کے سامنے نہ آیا قریب شام کے
 بندگانِ حضرت لشکر گاہ میں مراجعت فرما ہوئے پالکی سے پہاڑ تک پیادہ جانے
 اور سیر ہی پر چڑھنے سے پاؤں کو زیادہ ہرج پہونچا شکوہ اور زیادہ درد رہا۔
 ۱۲ ماہ مئی کو گارے کی خبر آئی بندگانِ حضرت درد کے باعث پہاڑ کی مین تشریف
 لے گئے۔

اعلیٰ حضرت کا مچان پہاڑ کے سامنے ایک تین دوڑ کے درخت پر باندھا گیا
 نادر جنگِ حضرت کے دہنی طرف ایک مچان پر بیٹھے ہاں کہ شرح ہو شیر تیر و زمین
 سے نکل کر آہستہ آہستہ پہاڑ کے خچے آ رہا تھا اور سوقت رسالہ کا ایک سوار جس نے

اپنا گھوڑا ایک درخت سے باندھ دیا تھا اور خود درخت پر بیٹھا تھا اوس نے آواز دینا شروع کیا شیر اوس کی آواز سے واپس ہو کر میاڑ کے پتھر زمین چلا گیا۔

ہانکہ والے شیر کو کھلتا دیکھ کر سب اپنے اپنے مقامات پر کھڑے ہو گئے نیکالو نے جب دیکھا کہ شیر گوی میں چلا گیا ہے تب اتش بازی کے کو بیٹ اور بان چلانا اور گویوں میں پہنیکنا شروع کیا ایک شکاری آدمی پتھر پر تھا اوسکی نظر شیر پر پڑی اوس نے اور شکاریوں کو اوپر بلایا۔ اور ایک کو بیٹ اتش بازی کا سگاکر جٹام پر چڑھا شیر بیٹھا تھا پہنیکا۔ بھگد کو بیٹ کے روشن ہو کر آواز دینے کے شیر غراتا ہوا پہاڑ سے نکلا۔ اتفاقاً فاضل بیگ اوسی راستہ میں کھڑے تھے جس راستہ سے شیر غضبناک حالت میں آواز دیتا چلا آتا تھا۔

فاضل بیگ شکاری میں بڑے تجربہ کار ہیں۔ بہت شیر و ن کو ادھون نے نزدیکی اور دور سے دیکھا تھا اور پہلے میرے ساتھ شکاری میں وہ زخمی ہو چکے تھے جب انوکلی نظر شیر پر پڑی جب انھوں نے خیال کیا کہ آج موت کا سامنا ہے اور یہ شیر اب جتنا بھڑکے گا۔

خدیجہ کار یوں کو ایسے وقت میں پتو آ پکو بچانے کے بہت ڈر بیا دھو تو ہیں لیکن شیر کے مقابلہ میں فاضل بیگ کو اس قدر فرصت ملی کہ وہ اپنی حفاظت کا کوئی جیلہ سوچتے مگر تب ہی انھوں نے موقع کو ہاتھ سے ندیا اونسکے سامنے جو ایک جھوٹی سی نالی تھی ادھون نے اپنے آپکو غوراً اوس میں گرا دیا اور اپنے جسم کو نالی میں ایسا چھپا

کہ باہر سے دیکھنے والوں کو فقط ان کی سپیٹھ نظر آتی تھی۔

فاضل بیگ نے زمین میں چھپنے کے لئے ایسی کوشش کی کہ اگر وہ مالی بڑی یا وہاں کوئی سوراخ ہوتا تو وہ مثل خرگوش کے اوسمیں گھس جاتے مگر وہ جگہ اتفاق سے استفد رتنگ تھی کہ نصف جسم اونکا زمین میں پوشیدہ ہوا اور نصف اوپر کو نظر آتا رہا۔ شیر ایک چشم ندون میں فاضل بیگ تک آ پہنچا ہر چند کہ منہ زمین کی طرف ہونے سے وہ خود شیر کو دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن شیر کی آواز بھوبی سن سکتے تھے۔ شیر کا غراتے ہوئے آنا اور اوسکے پاؤں کی آواز سنا تھا کہ انہوں نے اپنے کو مثل قالب بھیان کے مصنوعی قبر میں ایسا دفن کیا کہ شیر اونکے پاس پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ ابھی یہاں آدمی کھڑا تھا یا ابھی ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے شیر آواز دیکر جس مالی میں فاضل بیگ دبے ہوئے تھے اوپر آکھڑا ہوا اب فاضل بیگ شیر کے پیچھے آگئے اون کے شانوں کی دونوں طرف شیر کے دونوں اگلے پاؤں اور اونکے پاؤں کے نیچوں کے پاس شیر کے پیچھے پاؤں تھے اور شیر کا منہ اون کے سر کے مقابل تھا۔

جو لوگ کہ درختوں اور پتھروں پر قریب میں بیٹھے ہوئے تھے اونکا بیان ہی کہ جب شیر فاضل بیگ کے جسم پر آکر کھڑا ہوا اوسوقت سوا شیر کے فاضل بیگ کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا جب شیر کو زمین پر کسی قسم کی حبش معلوم نہ ہوئی تو اونے ایک نیچہ اونکے دہستہ شانہ میں مارا جس سے فاضل بیگ کا تھکاری کوٹ پٹیکر

تین ناخن اندازاً دیر ۱۰ انچ گہرے سونڈ ہے مین لگے۔

فاضل بیگ جو ہمیشہ سر پر ایک بڑا خاکی رنگ کا عمامہ باندھتے تھے شیر نے
اوسپر منہ مارا چونکہ فاضل بیگ نے منہ اور سر کو نالی میں خوب چھپایا تھا اس لئے
پچھلا حصہ شیر کے منہ میں آگیا۔

فقط دو دانتوں کا زخم تقریباً ایک انچ گہرا اور تین انچ لائبا اون کے سر
میں لگا۔

شیر نے عمامہ منہ میں لیکر ایک جھٹکی اور عمامہ کو چبانا غصہ کرتا آواز دیتا ہوا
دوسرے پہاڑ کے طرف چلا گیا۔

فاضل بیگ نے سر میں دوزخ بڑے استقلال سے کہاے لیکن ہاتھ پایاؤں
سر مونہ ہلایا۔ ہر چند کہ شیر چلا گیا لیکن فاضل بیگ اپنی جائے سے نہیں ہلے۔

بہادر بیگ شکاری جو نزدیک تھے دوڑ کر آئے اور اونکو زمین سے اٹھایا
جب انہوں نے اپنے جسم کو جو تھوڑی دیر تک بالکل بے حس و حرکت رکھا تھا
جھٹش دینا شروع کیا کہ کونسا عضو جسم کا شیر کے کام آیا ہے تھوڑی دیر میں فاضل بیگ
کو یہ ثابت ہوا کہ سر اور شانہ سے خون روان ہے اور سوا عمامہ کے باقی سب اسباب
موجود اور اونکے اعضاء درست ہیں۔

ایک شکاری چہری جو ہمیشہ کمر میں رہتی تھی اور شیر کے حملہ کے وقت
اونہوں کو نیام سے نکال لی تھی وہ بحال خود دھننے ہاتھ میں تھی۔

فاضل بیگ نے بہادر بیگ سے اول یہ سوال کیا کہ میرا ماسہ کہاں ہے اونہوں نے جواب دیا کہ شیر گے گیا۔ تب فاضل بیگ نے کہا کہ میرے کہا نے کے پان اور تما کو بھی اوسی میں تھا۔

اونہوں نے جواب دیا کہ شیر نے وہ سب کہا لیا ہوگا۔ غرض کہ فاضل بیگ کو اوتھا کر آہستہ آہستہ جس جگہ کہ اعلیٰ حضرت کا مچان تھا اوس طرف لائے چونکہ شیر بہار سے نکل گیا تھا سب ہانکے واسے بھی اوتر آئے۔

ڈاکٹر میر احمد علی نے زرخون کا امتحان کیا سردست کار بالک اسٹڈ کے سلوٹن سے زرخون کو دیو کر پٹی باندھ دی اور فاضل بیگ کو چار پائی پر ڈاکٹر شکر گاہ میں روانہ کیا۔

نبردگان حضرت ہی یا یو پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے راہ میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مونڈ ہے پر فقط ناخن کا زخم ہے وہ جلد اچھا ہو جائے گا لیکن سر کا زخم گہرا ہے اگر دماغ تک صدمہ پہنچا ہے تو زخمی کا بچنا دشوار ہوگا شکر گاہ میں پہنچ کر ڈاکٹر صاحب نے زرخون کو ٹانگے دے فاضل بیگ کے زخمی ہونے سے اعلیٰ حضرت کو ہتھافسوس ہوا۔ اکثر ہر اہلبان سوار می مبارک اونکے دیکھنے کے لئے گئے بہت عرصہ میں فاضل بیگ کو جاننا ہون گزشتہ بیس سال سے میرا کوئی ایسا شکار نہیں ہوا کہ جس میں فاضل بیگ شریک نہ ہوں۔ اکثر شکار کا انتظام اونکے سپرد رہا ہے۔

فاضل بیگ کے زخمی ہونے کا یہ دوسرا وقت ہے جرات اور دلیری ان کا

خاندانی جوہر ہے۔ انکا چھوٹا بھائی حیدر بیگ میرے والد کے ساتھ نیکار میں زخمی
ہوا تھا۔ غرض مجھ کو فاضل بیگ کے زخمی ہونے اور ان کے سر میں زخم آنے
سے نہایت افسوس ہوا میں جب فاضل بیگ کو دیکھنے گیا اور سوت ڈاکٹر صاحب
زخموں کو ٹانگے دیکھے تھے۔

فاضل بیگ ہمیشہ بیان کرتے تھے کہ ملک برابر کے کوہ سدر پر وہ میں کسی
بزرگ نے ایک درخت کا پتہ بتا دیا تھا کہ اگر کوئی شخص اس درخت کے پتے
اپنے پاس رکھے گا تو شیر یا اور کوئی درند جانور اس آدمی کو زخمی نہ کر سکیگا۔

فاضل بیگ کو ایسے بہانے پر اعتقاد تھا اور اس درخت کے پتے اپنی پاس
ہمیشہ رکھا کرتے تھے میں نے فاضل بیگ سے کہا کہ ان پتوں آجکے روز کموشیر
سے نہیں بچایا انہوں نے جواب دیا کہ وہ پتے آج اپنی گپڑی میں رکھنا میں بھول
گیا تھا۔ زخمی ہونے سے ایک ہفتہ بعد فاضل بیگ کے سر کا زخم بہت خراب
ہو گیا ڈاکٹر صاحب کو انکی زندگی سے مایوسی تھی لیکن پیر تھوڑے زمانہ میں زخم
درست ہونا شروع ہو گیا اور تقریباً دو مہینے میں وہ بالکل تندرست ہو گئے۔

دسویں رمضان شریف ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بندگان حضرت
نے کتہ کندہ سے تمام پروت گیری کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا یہ مقام قی کندہ اسٹیشن
سے ۶ میل کے فاصلہ پر ریلوے لین سے جنوب کی جانب واقع ہے۔

۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ کو لشکر گاہ پروت گیری میں ہدیہ ٹیلیگراف کے شہر سے

خبر آئی کہ مہاراجہ نرنیہر پٹیشکار صاحب نے ۱۲ رمضان ۱۳۵۷ء کو انتقال کیا۔
 بہت گیری کے جنگل میں دو تین ہانکے ہوئے لیکن کچھ شکار نہ ملا۔ ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء
 کو اور جنگ بہار نے ایک بوڑھے شکار کیا شکر گاہ سے مشرق کے اطراف چار میل کے
 فاصلہ پر ایک پہاڑ پولی گٹھ کے نام سے مشہور ہے اوسمیں شیر نے گار کیا شکاری خبر
 لائے کہ شیر پہاڑ پر موجود ہے۔

بندگان حضرت وقت مقررہ پر شکار کو رونق افروز ہوئے پہاڑ کے قریب ایک
 درخت پر اعلیٰ حضرت کے لئے ایک بچان باندھا گیا اوسپر اعلیٰ حضرت رونق بخش ہوئے
 ہانک شروع ہونے کے چند منٹ بعد بندگان حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر پہاڑ سے اوتر
 کر سید با حضرت کی طرف چلا آتا تھا بندگان عالی کمال مسرت سے رہنے کو دست مہدک
 میں لیئے ہوئے تیار تھے شیر کبھی گھانس اور جھاڑی میں بینہاں ہو جاتا اور کبھی نظر آتا۔
 کبھی کہ ہڑ ہو کر ہانکے دالوں کی آواز سنتا اور آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتا تھا۔

بندگان حضرت کے بچان کے سامنے چند درخت تھے کسی شکاری نے غلطی سے
 ایک گاؤں والے آدمی کو اوسپر بٹھا دیا تھا وہ آدمی درخت کے پتوں میں اس قدر پوشیدہ
 بیٹھا تھا کہ حضرت کو بچان پر سے بالکل دکھائی نہین دیتا تھا۔ شیر جب اوس درخت کے
 نیچے آیا اوسوقت یکایک اوس آدمی کی نظر شیر پر پڑی شیر کو دیکھ کر ڈرا اور بے اختیار
 چلانا اور درخت کی ڈالمیوں پر لکڑی مارنا شروع کیا شیر اوسکی آواز سن کر پہاڑ پر والے چلا گیا
 اگر یہ آدمی سامنے نہ ہوتا تو شیر بندگان حضرت کے بہت قریب سے نکلتا شیر کے پہاڑ

کے طرف جانے سے یہ خیال ہوا کہ وہ ہاکہ والون کے شور و غل سے دوسرے پہاڑ کو چلا جائے گا لیکن وہ پہاڑ کی دہنی طرف جس جگہ کہ نادر جنگ کھڑے تھے اون کے ہاتھی سے تقریباً دیر سو وار کے فاصلہ سے نکلا۔

نادر جنگ نے دو گویان چلائیں تیس زخمی ہو کر پہاڑ میں چلا گیا۔ فکاری لوگ جب واپس آئے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ شیر کی پیٹھ میں گولی لگی ہے زخم سے خون نکلتا زمین پر گرتا جاتا ہے پہاڑ میں بہت بڑے بڑے غار اور گوئیں ہیں اگر اسوقت زخمی شیر کی تلاش کی جائے گی تو ضرور کسی آدمی کو نقصان پہونچائے گا۔

چونکہ شیر کو زخم کاری لگا ہے شب کو ضرور مر جائے گا اس لئے اب شیر کا تعاقب نہ کیا جائے دوسرے روز تلاش کرنا مناسب ہوگا۔ عرض کہ زخمی شیر کی تلاش موقوف کی گئی اعلیٰ حضرت لشکر گاہ میں مراجعت فرما ہوئے۔

دوسرے روز صبح کو میں اور نادر جنگ سب شکاریوں کو ہمراہ لیکر زخمی شیر کی جستجو میں گئے شکاری لوگ خون کے نشان سے اوس گوی تک گئے کہ حسین شیر گیا تھا لیکن وہ گوی اتنی لابی تھی اور تمام پہاڑ کے قلب میں اوسکی شاخیں اس کثرت سے گئی کہ حسین شیر کا کہیں پتہ نہ ملا ہر چند آتش بازی چلائی گئی اور شکاری کتے گویوں میں جھوٹے گئے کچھ غنیدہ ہوا۔

۲۹ براہ رمضان ۱۱۳۰ھ مطابق ۳۰ ماہ مئی ۱۸۱۹ء کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام ملکہ نے لشکر گاہ پروت گیری سے مقام ہنکندہ میں رونق افروز ہو کر سرکاری کھانا

میں قیام فرمایا۔

غزوہ خوال^{۱۳۶} کہ کو دربار کا حکم پہا صوبہ دار صاحب سمت شرقی کی کچہری دربار کے لئے معزز گئی۔

اعظم یار جنگ۔ صوبہ دار سمت شرقی اور فرام جی صاحب تعلقدار کے حسن انتظام سے کچہری کا مکان نہایت خوش اسلوبی سے آراستہ کیا گیا۔

مکان کے احاطہ میں چاروں طرف روشنی گئی آٹھ بجے شب کے اعلم حضرت برآمد ہوئے سب حاضرین دربار کی تدرین لین۔

اوس مقام خوش فضا میں چند روز بندگان حضرت نے قیام فرمایا۔ بعد ازاں بلدہ کو رونق بخش ہوئے۔

نہر مجبئی دی کوئین و کٹوریہ کی جانب سے میجر کا عہدہ رقم

کے نام منظور ہوتا

جنس مائین کرنل مارشل صاحب اعلم حضرت حضور پر نور کے خاص سکریٹری تھے حضور پر نور نے بگرام خسروانہ اون سے ارشاد فرمایا کہ آپ رزٹنٹ صاحب کو اس طور پر تحریر کریں کہ آپ اپنی وساطت سے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں افسر جنگ بہادر کے لئے عہدہ میجر یا فزڈ ہونے کے واسطے لکھیں۔ کرنل مارشل صاحب نے حسب احکام اقرس رزٹنٹ صاحب کو تحریر کیا اور رزٹنٹ صاحب نے وائسرائے بہادر کی خدمت میں

تحریک کی دلیرانہ بہادری نے بوساٹ انڈیا آفس سکرٹری آف اسٹیٹ ولایت کو لکھا۔ چار مہینے کے بعد لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہنچا جس میں انہوں نے مجھے مبارکباد دی تھی اور لکھا تھا کہ آپ کا نام سکرٹری آف اسٹیٹ نے نہجی دی کوئین کے حضور میں پیش کیا اور پچھاہ شاہی سے آپکو میجر کی کا عہدہ عنایت ہوا غفریب اسکی باضابطہ اطلاع بذریعہ دلیرانہ بہادری کے آپکو ہو جائے گی۔

ماہ سی ۱۸ء میں میری میجر کی کا آؤر ولایت سے دلیرانہ بہادری کے پاس شملہ پہنچ گیا دلیرانہ بہادری نے سرکاری طور پر ریزیڈنٹ صاحب کی ماسٹر علیحدہ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اوس منظوری کی اطلاع دی اسکے بعد میری میجر کی کا کمیشن فریڈ و مستط ملک معظمہ مسٹر گاؤری ریزیڈنٹ حیدرآباد نے میرے پاس بھیج دیا۔

پرنس البرٹ و کٹر کا حیدرآباد میں تشریف فرما ہونا

جن مانہ میں پرنس البرٹ و کٹر سیاحت کی واسطے ہندوستان میں تشریف فرما ہو اور انہوں نے ہند کے دل چپ مقاموں میں جہان جہان میر و سکار فرمایا اسی زمانہ میں حیدرآباد میں بھی اونکی تشریف آوری کی خوش خبری سنی گئی۔

پرنس البرٹ و کٹر کو تخت انگلند سے جو خاص نسبت تھی یعنی وہ ہمارے شہنشاہ گنگ امپراطور و ڈھنم کے گرامی فرزند تھے اس لئے اونکی تشریف آوری کی خبر سنکر ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو نہایت درجہ مسرت حاصل ہوئی اونکی

مہانداری کا حیدر آباد میں اہتمام کیا گیا تھا۔ سینین مخصیہ میں دیسرایان کشور ہند کی تعزین آوری کے زمانوں میں جو کچھ تیاریاں ریاست کی جانب سے مہانداری و مدارات میں ہمیشہ سے ہوتی تھیں یرنسلبرٹ و کٹر کے لئے اون سے بدرجہا زیادہ خاص طور پر انتظام داتہام کیا گیا تھا۔

یرنسلبرٹ و کٹر کی اسپیشل ٹرین تاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۹۰ء عیسوی کو اسپیشل یرنسلبرٹ پر پہنچی۔ حضور پر نور اپنے معزز مہان کے استقبال کے واسطے اسپیشل پر تشریف فرما ہوئے اور اسپیشل کی اسٹیج میں اپنے معزز مہان کے سوار کر کے بشیر باغ میں جو پہلے سے اون کی فرود گاہ کے لئے تجویز کیا گیا تھا انچہراہ لے گئے بشیر باغ حین ساگر کے تالاب کے کنارہ واقع ہے۔ یہ باغ نہایت سرسبز و شاداب اور بڑا خوش فضا ہے اسکی عمارت نہایت خوش نما اور دلچسپ ہے جس زمانہ میں بشیر الدولہ آسمانجاہ پر ایم فٹر تھے اونہوں نے اپنے رہنے کے واسطے اون زمانہ میں بشیر باغ کو اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور عمدہ ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا غرض یرنسلبرٹ و کٹر بشیر باغ میں اوتھے۔

حضور پر نور نے یرنسلبرٹ و کٹر کی مہانداری اور خاص خاص خطرات کے لئے مجھ کو ان کے اسٹاف میں مقرر فرمایا۔ میں یرنسل کے زمانہ قیام تک بشیر باغ ہی میں قیام پذیر ہو کر مہانداری میں مصروف رہا۔

جس روز شکار گاہ سرورنگر میں یرنسل تشریف لگئے اور اونہوں نے ہرن کا شکار

کیا اوس روز پرنس کے سامنے سر اٹھوڑا اور ڈبرا سفر ٹوٹنے بجھے کہا کہ کیا خوب ہوتا کہ شاہزادہ کے سفر ہندوستان میں آپ اوں کے ساتھ رہتے اور جطر شاہزادہ نے ہرنون کا حکم آپ کے ساتھ کیا ہے ویسا ہی شیر اور دوسرے جانور دن کا شکار آپ کے ساتھ کرتے غرض پرنس البرٹ وکٹر جتنے دنوں حیدر آباد میں ہمارے حضور پر نور کے یہاں رہے یہاں کی سیر و تفریح اور شکار سے نہایت درجہ مسرور رہے۔ پیر پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد کی خصت ہو کے مروکی کیا مپ مین شریک ہونے کی غرض سے ملک پنجاب کو تشریف لگئے۔

لارڈ رابرٹ نے مقام مروکی میں جولاہور سے قریب واقع ہے ایک بڑے کیلوری کیا مپ آف اکسرسائز کا انتظام کیا تھا اور اوس کیا مپ آف اکسرسائز مین شریک ہونے کے لئے پرنس البرٹ وکٹر کو دعوت دی تھی اس لئے پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد کو سیدھی پنجاب ہی کو روانہ ہوئے۔

اوس زمانہ میں لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہنچا ج میں انہوں نے مجھے ہی مروکی کیا ولری کیا مپ مین شریک ہونے کے لئے مدعو کیا تھا۔ میں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے اجازت لیکر لاہور کے سفر کا عزم کیا اور بلدہ سے روانہ ہو کر چوتھے روز لاہور میں سفر فرڈرک رابرٹ صاحب سے ملا اور ان کے ساتھ مروکی کیا مپ مین قیام پزیر ہوا۔ دوسرے روز پرنس البرٹ وکٹر بھی وہاں داخل ہوئے لارڈ رابرٹ استقبال کے واسطے اسٹیشن کو گئے اور پرنس البرٹ وکٹر کو ہراہ لاکے فوجی کیا مپ مین اتارا اوسی شب مین ڈانر کے وقت پرنس البرٹ وکٹر سے میری ملاقات ہوئی دیر تک حیدر آباد کے

حالات دریافت کرتے رہے اور یہاں کے سیر و فحکار کی باتیں ہوتی رہیں۔ تین روز تک پرنس ہر روز جنگ مصنوعی کے لئے جاتے اور کیا ولری کیا مپ اکسرسائز میں شریک ہوتے تھے جب اس کیا مپ کی جگہ کارروالی ختم ہو گئی اور کیا مپ درخواست ہو گیا تو کیا مپ کے بعد لارڈ رابرٹ نے راولپنڈی جانے کے لئے ارادہ کیا پرنس لبرٹ وکسٹر اور لارڈ رابرٹ ماہم ملکر راولپنڈی گئے اور دو روز وہاں قیام کر کے پہر واپس ہوئے۔ اور دہلی آ کر وہ کی سیر و سیاحت کی غرض سے ریل پر سوار ہوئے اس موقع پر حیدر آباد جانیکے لیے مین نے لارڈ رابرٹ سے رخصتی ملاقات کی مراجعت کے وقت بیٹنے اپنے قدیم دوست کرنل مارشل کے پاس لاہور میں دو روز تک قیام کیا لاہور میں مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ سر پرتاب سنگھ کے خطوط مجھے ملے ان دونوں رئیسوں نے فرط محبت سے اپنی اپنے ملک میں مہمانی کی مجھے دعوت دی تھی۔ سر پرتاب سنگھ نے دعوت کے ساتھ ایک اسٹنڈنگ کے فحکار میں شریک ہونے کا لکھا تھا یہ دونوں دعوتیں بیٹنے نہایت خوشی سے قبول کیں پہلے مین لاہور سے جموں کو روانہ ہوا مہاراجہ رام سنگھ ہڑ پائیس دی سالارہ کشمیر کے چوٹے بھائی تھے سرما کے موسم میں مہاراجہ کشمیر کے ساتھ آ کر وہ جموں میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ اور گرما کے موسم میں کشمیر میں سیر و سیاحت کرتے رہتے اسلئے کہ سرما کے موسم میں کشمیر میں کثرت سے برف باری ہوتی ہے سردی کی شدت سے وہاں پر کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ قبل اسکے کہ مین جموں میں داخل ہوں ممتاز یاد جنگ بہادر ہی حیدر آباد سے وہاں پہنچ گئے تھے وہ بھی میرے ساتھ ہو گئے اور ہم دونوں چلو

پہونچنے اوس زمانہ میں میرے قدیم دوست کرنل نیول چیمبرلین ریاست کشمیر کے
 میٹری اڈوکیئر رہتے تھے۔ جن میں جنون میں داخل ہوا اوس دن جنون کی رزیدنسی
 میں اونکے پاس فروکش ہوا۔ اور دوسرے روز میں مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ امر سنگھ
 کی ملاقات کے واسطے گیا اون دنوں مہاراجہ صاحب کشمیر کا مزاج کچھ علیل تھا اسلئے
 اون سے ملاقات کا اتفاق نہ ہوا مہاراجہ امر سنگھ نے میرے لئے جنون میں شکار کا نظام
 کیا تھا میں وہاں دور روز تک شکار میں رہا۔ ایک تیندوا اور دو چیتل میں شکار کے
 اسکے بعد میں اپنے دوست کرنل نیول چیمبرلین کے ساتھ ندی کی طرف مچھلی کے
 شکار کے لئے گیا جب ہم ندی کے کنارہ پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ ندی کے دونوں
 کناروں پر دو پتھر بھیب ہیں اون دونوں کے درمیان تقریباً تین سو وار کا فاصلہ ہوگا
 اور ندی کے دونوں کناروں پر متعدد جوان انتظام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جب
 پہنچے اوس مقام پر مچھلی کے شکار کا ارادہ کیا تو جوانوں نے ہمارے نزدیک آکر نہایت
 ادب سے بیان کیا کہ اس مقام پر مچھلی کا شکار کہیلنے کے لئے ریاست کی طرف سے
 سخت ممانعت ہے جب ہم نے اوسکا سبب پوچھا تو ایک عہدہ دار نے آگے بڑھ کر
 کہا کہ کشمیر کے مہاراجہ سیکنٹ ہاشی نے انتقال کے بعد مچھلی کا ختم لیا ہے شاستریوں
 کا بیان ہے کہ مہاراجہ صاحب مہراج مچھلی کے قالب میں آگئے ہیں اور اونکے قیام
 کی جگہ اس ندی میں ان دونوں پتھروں کے درمیان ہے اسوجہ سے یہ خوف ہے
 کہ اگر کوئی شخص یہاں مچھلی کا شکار کہیلے مہاراجہ صاحب نے جو مچھلی کا ختم لیا ہے۔

کہین وہ شکار نہو جائیں اس سبب سے شاستریوں کے حب رائے مال مہاراجہ نے اس مقام کی حفاظت کے لئے حکم دیا ہے اور روزمرہ صبح کے وقت چھلیوں کے واسطے ندی میں کہانا ڈالا جاتا ہے اور سخت ممانعت ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص چھلی کا شکار نہ کرنے پائے یہ کیفیت سنکر ہم اس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور شام تک ہم چھلی کا شکار کرتے رہے۔

غرض چہرہ روز تک ہم نے جمون میں قیام کیا۔ اسکے بعد یوں مرتازیا رنگ مہاراجہ پور کی طرف روانہ ہوئے۔ مہاراجہ جو وہ پور کے بہائی سر پرتاب سنگھ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے لینے کے لئے آئے تھے ہم ان کے ساتھ شہر جو وہ پور میں داخل ہوئے اور مہاراجہ پور کے پیال میں رہنے قیام کیا دوسرے روز سر پرتاب سنگھ نے ہماری اسٹیشننگ کا بندوبست کیا پاک اسٹیشن کے لئے جو وہ پور شہر میں مقام ہے اکثر پور میں اور نیٹو جنگلیں شکار دوست مہاراجہ پرتاب سنگھ کے پاس آکر یہاں سے خنزیر کا شکار کرتے ہیں سر پرتاب سنگھ اپنے چند عزیزوں کے شکار کو جانے کے لئے تیار ہوئے گھوڑے اول سے شکار گاہ کو پہنچا دئے گئے تھے قریب چھ میل کے ہم لوگ گاڑیوں میں گئے اور وہاں پہنچکر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ہانکے شروع ہوئے انہوڑی دیر میں دو بڑی دانت والے سور جھاڑی میں سے نکل کر میدان کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے ہم سب نے اونکا تعاقب کیا۔ سر پرتاب سنگھ نے ایک رنگ عربی گھوڑا میری سواری کے واسطے دیا تھا وہ گھوڑا نہایت تیز دوڑتا تھا ایک سوار کو یہاں سے مینے شکار کیا دوسرے کو

کپٹن پٹین نے ماریا شام کے قریب ہم لوگ جنگل سے اپنی فرودگاہ کو واپس آئے
 دوسرے روز سر پر تاب سنگھ جو وہ پور کے قلعہ اور شہر وغیرہ کی سیر کے واسطے اپنے ہمراہ
 مجھے لے گئے جو مقامات دیکھنے کے قابل تھے اور کوہ بنے دیکھا اور تین روز تک میں
 مہاراجہ کے پیالے میں تقیم رہا چوتھے روز مہاراجہ پر تاب سنگھ سے رحلت ہو کر حیدر آباد
 کی طرف روانہ ہو کر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء عیسوی کو میں بلدہ میں داخل ہوا اور اسٹیشن
 سے سید ہادیوڈ ہی مبارک میں آیا اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کینڈرمت مبارک میں
 آداب عرض کر کے اپنے مکان کو گیا۔

امر اباد کا شکار

اضلاع ممالک محروسہ کے اکثر مقامات میں مجھ کو شکار کھیلنے کا موقع ہوا تھا اور ایک
 زمانہ سے خیال تھا کہ ایک بار امر اباد کے جنگل میں ہی شیر کا شکار کیا جائے یہ مقام بلدہ
 سے بیس کو س کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۸۹۰ء عیسوی مطابق ۱۹ شعبان
 ۱۳۰۷ء ہجری کو مع اپنے بھائی طفیل علی بیگ خان نادر جنگ اور ممتاز یار جنگ بہادر
 کے میں امر اباد کے جنگل کی طرف شیر کے شکار کے واسطے روانہ ہوا تیسرے روز ہم
 امر اباد کے پہاڑ کے دامن میں پہنچے اس مقام پر راستہ نہایت ناہموار اور دشوار
 گزار تھا گھوڑے گاڈھیون کے جانے کا بالکل موقع نہ تھا اس سب سے ہمنے اپنا کل
 سامان بیگاریوں کے سر پر رکھا اور ہم پہاڑ کے اوپر پیادہ پا چڑھے اس زمانہ میں کسی جگہ

پانی نہ تھا بالکل خشک ہو گیا تھا اس لئے ہکوشیر کے حکما رین کامیابی نہ ہوئی مگر یہاں کچھ جگہ کچھ ایسا پر فضا اور آب و ہوا فرحت انگیز معلوم ہوئی کہ ہنسنے پہاڑوں میں مختلف مقامات پر نہایت خوشی سے سیر کی اور ایک ہفتہ تک ہم یہاں ٹھہرے رہے۔

امرا باد کے پہاڑوں میں راستہ خراب ہونے اور گہانوں اور غلہ وغیرہ اشیاء کم سیر آنے کے سبب سے یہاں پر لوگوں کو آنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے ان پہاڑوں کے باشندوں کی گزران بالکل وحشیانہ طور پر ہے اور انکی طرز معاشرت بہیلوں کی اوضاع پر ہے اور ایسے ہی ان کے خیالات بھی عجیب غریب ہیں اس نواح میں بلند چوٹی کا ایک پہاڑ ہے جسکی نسبت وہاں کے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہر شب جمعہ کو اس پہاڑ پر پر بیان اور نر کرتی ہیں اور رات کے بارہ بجے سے صبح تک گاتی، بجاتی رہتی ہیں اور انکے گانے بجانے کی آواز آتی رہتی ہے وہاں کے باشندوں کا یہ بھی خیال ہے بلکہ ان کو اس امر کا ایک حد تک یقین ہے کہ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے اس وقت تک کہ آفتاب سمت الراس کو پہنچے اگر کوئی شخص اس پہاڑ پر سے گزیرے اور سفید کپڑے پہنے ہو تو اس کے جسم پر وہ سفید کپڑے سبز نظر آتے ہیں۔

اس نواح کی آب و ہوا کی مینے اکثر تعریف سنی تھی اور ایک موقع پر کرنل نیول مجھے بیان کرتے تھے کہ سالار جنگ بہادر اولیٰ نے کرم الدولہ بہادر کو اور مجھے امرا باد کی طرف اس غرض سے پہنچا تھا کہ میں اس مقام کے سطح کی بلندی اور پہاڑوں کا ارتفاع اور آب و ہوا کی کیفیت دیکھ کر اسکی مفصل رپورٹ کروں اگر وہاں کی بلندی دوسرے ہل ایشن

مثل مہابلیشر اور مانہران وغیرہ کے پانی جاے تو اوس مقام پر موسم گرما میں قیام کیلئے سرکاری مکانات تعمیر کرائے جائیں لیکن جب مکرم الدولہ بہادر اور مین وہان پہنچے اور سمنے اوس مقام کی بلندی کا اندازہ کیا تو اس پہاڑ کی رفعت اس غرض کے پورا ہونے کو لئے ناکافی سمجھی گئی جو رپورٹ کرنل نیول نے یہاں کے حالات کے متعلق لکھی تھی۔ سالار جنگ نے اوسکے ملاحظہ کے بعد سرکاری مکانات کی تعمیر کی نسبت جو ارادہ کیا تھا وہ فسخ کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ یہاں کی آب و ہوا نہایت لطف انگیز اور فرحت بخش ہو اور یہ مقام نہایت ہی پُر فضا ہے اگر سرکاری عہدہ داروں کی توجہ اس مقام کے آباد کرنے کی طرف مصروف ہو اور یہاں کے راستے ہموار اور درست کر دے جائیں تو سیرو سحر کے لئے یہ مقام بہترین مقامات سے خیال کیا جائے گا۔ ایک ہفتہ کے بعد ہم پھر پلہ کو واپس آئے۔

ٹاک کا کیا مپ اکسرسائیز

۲ ربیع الثانی ۱۳۸۲ ہجری مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء عیسوی میں سفر فریڈک راٹرٹ نے مقام ٹاک میں کیا مپ اکسرسائیز کی تجویز کی اور مقتضائے قیام نے عنایات مجھ کو تحریر کیا کہ اگر اس موقع پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور آپ کو اس کیا مپ میں شریک ہونے کے لئے اجازت مرحمت فرمائیگے تو ہم بڑی مسرت سے آپ کو

اپنے اساتذہ میں شریک کرینگے سرفریڈرک رابرٹ کی اس تحریک کے ساتھ میری
 دلی دوست کیپٹن جیمبر لین نے ایک خط مجھ کو لکھا اور اس کیامپ کی مفصل کیفیت
 سے اطلاع دی کہ دریا سے آٹاک جو افغانستان کے پہاڑوں سے نکلا ہے اکبر بادشاہ
 ہند نے اپنے عہد سلطنت میں ایک مستحکم قلعہ اس دریا کے کنارہ اس خیال سے
 تعمیر کیا تھا کہ اگر کسی وقت افغانستان کی فوج ہندوستان پر حملہ آور ہو تو اس قلعہ
 میں جو افواج رکھی جائے وہ اس کے حملہ کے روکنے اور حق میں نہایت بکا نام ہوگی
 لارڈ رابرٹ چاہتے ہیں کہ اس سال خاص اس قلعہ اور اس مقام میں جنگ مصنوعی
 کر کے اکبر بادشاہ کے خیال کے موافق حملہ اور مباحث کا امتحان کیا جائے اسلئے
 فوج کے دو حصہ کئے جائینگے ایک حصہ وہ ہوگا جو افغانستان کی طرف سے قلعہ کی
 جانب بڑھے گا اور دوسرا حصہ فوج کا وہ ہوگا جو قلعہ سے اس کے حملہ کو روکے گا اور
 اس کے دفع میں کوشش کریگا اس موقع پر جہاں تک ممکن ہو آپ اس کیامپ میں
 ضرور آئے اور اصول جنگ اور فوج کی نئے طرز کی لڑائی کا معائنہ کیجئے اس کیامپ
 کے واقعات سنکر اور اس موقع کو غنیمت خیال کر کے پیچھاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے
 اجازت حاصل کر کے میں نے اس سفر کا انتظام کیا۔ اور بلدہ حیدر آباد سے
 روانہ ہو کر مقام آٹاک سرفریڈرک رابرٹ کے کیامپ میں داخل ہوا۔

غرض کہ جتنی فوج اس کیامپ میں جمع ہوئی تھی سرفریڈرک رابرٹ نے اس کے
 دو حصے کئے ایک حصہ روسی فوج قرار دی گئی اور وہ افغانستان کی جانب سے بڑبائی

گئی۔ اور ایک حصہ فوج ہندوستان کی فوج قرار دیکر قلعہ کی حفاظت اور روسی فوج حملہ کے روکنے کی غرض سے قلعہ میں رکھی گئی اور دریائے انک کے کنارہ پر ایک جدید قلعہ اور بھی بنایا گیا روسی قرار دادہ فوج افغانستان کی طرف سے بڑی یلہ اور سطوت سے ہند کی جانب بڑھی اور قلعہ پر حملہ آور ہوئی قلعہ کی فوج نے اس کے حملوں کے روکنے اور پسپا کرنے میں کوشش کی اس موقع پر سرفریڈرک رابرٹ نے جنگی اصول نہایت دانش خندانہ اور مدبرانہ روش پر استعمال کئے سات دن تک یہ مصنوعی جنگ مختلف قواعد سے متواتر ہوتی رہی جب سرفریڈرک رابرٹ نے اپنے خیالات کے مطابق نتیجہ دیکھ لیا تو آٹھویں روز کیا میٹخت کرنے کے لئے حکم دیا کیا میٹخت ہوئی بعد میں خیال کیا کہ دریائے انک کے کنارہ جو کالا باغ ہے وہاں پر اور یال کا شکار نہایت دلچسپی سے ہوتا ہے اور اکثر افسران شکار دوست کی زبانی اس شکار کے لطف کی کیفیت سن چکا ہوں اس شکار کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ میں انک کے قریب آ پہنچا ہوں۔ اور کالا باغ تھوڑے فاصلہ پر ہے لہذا اور یال کے شکار سے بھی لطف اٹھانا چاہیے اسلئے میں نے سرفریڈرک رابرٹ سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتاؤں کالا باغ جا کر اور یال کا شکار کرنا چاہتا ہوں سرفریڈرک رابرٹ کو جب میرے اس ارادہ سے اطلاع دی گئی تو بہت خوشی سے مجھ کو اجازت دی اور ملک یار محمد خان والی کالا باغ کو ایک خط اپنی جانب سے لکھ کر بھیجا کہ افسر جنگ آپ کے علاقہ میں اور یال کا شکار کر لینا

جاتے ہیں جب وہ آپکے پاس پہنچیں تو اس لشکار میں آپ اذکو ہر قسم کی مروت و مہربانی
اشٹام کر دیں۔

چونکہ دریائے انک کا لابلغ کی طرف بہتا ہے اور وہاں کی مسافت درمیانی رستہ
سے باسانی طے ہو سکتی ہے اسلئے میں نے پانچویں مہینہ کو کستی میں سوار ہو کے کا لابلغ
کی طرف ارادہ کیا۔ دوسرے روز غلام کے وقت وہاں داخل ہوا ملک یار محمد خان
میرے آنے کے انتظار میں تھے میرے پہنچنے کی خبر سنتے ہی مع اپنے بزرگ
میری ملاقات کے واسطے آئے اور بڑی تواضع اور اکرام سے پیش آئے اور میرے
قیام کے لئے ایک ڈیرہ نصب کر دیا اور سواری کے واسطے یابو اور فروری چیرن باب
مہیا کر دیں۔

کا لابلغ ایک چھوٹا سا موضع ہے خوشحال گڑھ سے تقریباً ساتھیل کے فاصلہ پر
دریائے انک کے کنارہ آماد ہے اس کے جنوب اور مشرق کی جانب انگریزی سرحد
ملی ہوئی ہے جہاں سے میں میل کی مسافت کے بعد یافستان کے پہاڑوں کا سلسلہ
شروع ہوتا ہے دو شکیبہ روز صبح کے وقت میں نے فکار کا ارادہ کیا ملک یار محمد خان
نے دو لشکاری میرے ساتھ بھیجے جس وقت ہم فکار کو روانہ ہوئے نو سو دی شد
سے تہی گرا نقاب طوع ہونے کی وقت تک ہم ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔
اور وہاں پر بیٹھ کر ہننے دور میں سے اطراف و جوار میں دیکھنا شروع کیا لشکاری نے
دور سے دیکھ کر کہا کہ ایک پہاڑ کے درمیان چند ادھیال چر رہے ہیں اور بال کی مادہ

جشن میں بڑے بکرے کی برابر اور نر چھوٹی نیل گائے کی مساوی ہوتا ہے مادہ کانگ
 مثل روہی کی مادہ کے ہوتا ہے مگر اسکے بال بڑے ہوتے ہیں اور نر کے سینگ
 منڈھے کے سینگوں کی طرح خمیدہ اور اوسکی پشت بیل بسپا ہی ہوتی ہے اولیک
 فیٹ کی سیاہ ڈاڑھی لابی خوب گہنی لگتی رہتی ہے ان جانوروں کو دیکھتے ہی ہنر
 پہاڑ پر سے اوترنا شروع کیا اور قریب دو گھنٹہ کے وہ مسافت طے کر کے ہم انکو
 قریب آہو پونچے پھر ہنر دور میں لگا کے دیکھا تو چند ادریال نظر آئے کہ وہ آہستہ
 آہستہ چرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اس موقع پر شکاری نے کہا کہ ہوا کا
 رخ دیکھ کر انکی طرف بڑھنا چاہیے اگر خبر داری اور احتیاط سے اسوقت کام
 نہ لیا جائے گا اور ہوا موافق نہوگی تو یہ جانور آدمیوں کی یوپا کے فوراً ہاگ
 جائیں گے۔

غرض ہنر ہوا کا رخ دیکھ کر یہاں تک ممکن تھا ہنر اپنے آپ کو پہنچایا اور آہستہ
 آہستہ اور چہچہتے ہوئے ہم دوسرے پہاڑوں کے قریب سو وار کے فاصلہ پر
 پہنچ گئے اسوقت وہ شکاری جو ہمارے ساتھ تھا پیچھے ہٹ گیا میں نہایت
 احتیاط اور خبر داری سے تنہا پتھروں اور جھاڑی میں اپنے آپ کو چھپا کر
 ہوئے وہاں تک پہنچا کہ مجھ میں اور ادریالوں میں تقریباً دو سو وار کا فاصلہ
 رہ گیا اور اس سے زیادہ آگے بڑھنا اسلئے نامکن تھا کہ آگے نہ کوئی پتھر تھا اور نہ
 کسی درخت کی آڑ تھی اسوقت میں ایک نر ادریال کی پشت باندھ ہی ہوا کہ میری جانتا تھا

بندوق فیر کرتے ہی اوسکا تمام دھوان میری نگاہ کے سامنے پھیل کر دیکھنے سے
 منع ہوا اوسکی وجہ سے نگاہ نے برابر کام نہیں دیا جب دھوان سامنے سے ہٹا
 تو یکایک مینے دیکھا کہ ایک نر اور یال اور اوسکے ساتھ چند اودے میرے سامنے
 بہا گئے ہوئے آ رہے ہیں اون اور یالوں کو دیکھ کر مجھے نہایت درجہ افسوس ہوا
 اور فوراً میرے خیال میں گزرا کہ میری گولی نے خطا کی اور جس اور یال کو میں نے
 تانا کا تھا وہ اوسکی زد سے بچ گیا مگر اس خیال کے ساتھ ہی مینے اون بہا گئے ہوئے
 اور یالوں میں ایک نر کی طرف بندوق اوٹھا کے جلدی سے فیر کیا وہ اویسی جگہ
 گر پڑا اس اختار میں میرے چہرہ ہی شکاری نے آواز دی کہ اول بار جس اور یال
 پر گولی چلائی گئی تھی وہ بھی شکار ہو گیا ہے جہاں پر تھا وہیں پڑا ہوا ہے اس خبر
 کے سننے سے مجھ کو نہایت درجہ مسرت ہوئی غرض ایک وقت میں اس عملت
 کے ساتھ رہنے دو اور یال شکار کیے۔

دوسرے روز شکار کی امید سے ہم تمام دن پہاڑوں میں پہر کر تلاش کرتے
 رہے لیکن کوئی اور یال شکار نہ ہوا اور کسی قسم کا جانور نما سر شام میں اپنے قیام گاہ کو
 واپس چلا آیا تیسرے روز کالا باغ سے رخصت ہو کر خوشحال گڑھ میں پہونچا۔ اور
 وہاں سے ریل پر سوار ہو کے بلدہ جیدر آباد کی طرف عازم ہوا اور میں بحیرہ عافیت
 بلدہ میں داخل ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے مان کوٹ

کی طرف تشریف فرما ہونا

۱۰۔ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق ۲۰ ماہ مئی ۱۹۱۸ء عیسوی روز دوشنبہ

کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے مان کوٹ کی طرف رونق بخش ہوگی شکاری سامان اودھات ہی فوراً اوسطرف روانہ کئے جائیں اور اسپنل ٹرین تیار رہنے کیواسطے حکم دیا جائے حسب الفرائض خلافت دینی میں شکار اور روانگی سواری مبارک کا سبب انتظام کیا۔

۱۲۔ رمضان کو سواری مبارک حضور پر نور کی اسپنل ٹرین کے ذریعہ شیر کے شکار کے لئے مان کوٹ میں رونق افروز ہوئی دوسرے روز گنڈراج مڑگو کے پہاڑ سے گارے کی خبر آئی جس پہاڑ میں شیر کے رہنے کی خبر تھی وہ پہاڑ فرود گاہ شاہی سے چار میل کے فاصلہ پر اور ریلوے لائن سے بہت قریب تھا اسلئے اعلیٰ حضرت لاریس کے ذریعہ شکار کیلئے متوجہ ہوئے تاکہ شروع ہوا۔ شیر نالے نالے حضور پر نور کے سامنے سے چلا گیا۔ چونکہ گھانس اور جھاڑی کثرت سے تھی اس لئے حضور پر نور کو شیر دکھائی نہیں دیا۔ نادر جنگ جس جگہ پر تھے شیر اونکی بائیں طرف سے نکلا اونہوں نے اوسبگولی جیلانی شیر کی گردن میں لگی شیر اوسی جگہ پر گر گیا شام کے قریب سواری مبارک فرود گاہ شاہی میں واپس آئی۔

۱۲ رمضان مطابق ۲۴ اپریل کو میٹھا گٹھ سے خبر آئی کہ شیر نے گار اتوہنکی
 لیکن ایک جگہ کی سوار کو مار کر کہا گیا اور پہاڑ میں موجود ہے یہ خبر سنتے ہی ہاتھی اور
 بندوقین فوراً روانہ کی گئیں۔ یہ پہاڑ شاہی کیانپ سے تقریباً آدھے میل کے
 فاصلہ پر ہوگا۔ پہاڑ میں ایک مقام پر اعلیٰ حضرت کے لئے مچان باندھا گیا حضور
 پر نور اوسپر رونق افروز ہوئے اور ہانکے شروع ہوئے کے منظر تھے کہ اتنے میں
 فاضل بیگ شکاری نے آکر عرض کیا کہ شیر اپنی جگہ سے اڑھکرو دوسری طرف
 چلا گیا ہے اب اس راستہ میں نہ آئے گا بہتر ہوگا کہ حضور پر نور ہاتھی پر سوار ہو کر
 دونوں پہاڑوں کے درمیان تشریف فرما رہیں ہانکے پہاڑ کے نیچے سے لایا جاویگا
 جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور مچان سے اتر کر فیصلہ
 علی بدنامی پر سوار ہوئے اور پہاڑ کے نیچے ہاتھی کو کھڑا کیا ہانکے والے شور و غل
 کرتے ہوئے نصف پہاڑ پر چڑھے ہونگے کہ ایک باگن نے اپنی جگہ سے
 جست کی اور پتھر پر دکھائی دی حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی باگن کے
 دل پر لگی اور وہ تھوڑی دور جا کر گر پڑی۔

اعلیٰ حضرت کو باگن گرتی ہوئی نظر نہیں آئی اسلئے خیال ہوا کہ شاید زخمی
 ہو کر ہانکے والوں کے طرف گئی ہوگی۔ جب ہانکے والے قریب پہنچے تو انکو باگن
 مری ہوئی ملی شکاریوں نے دوڑ کر حضور پر نور کو باگن کے شکار ہونے کی اطلاع
 دی باگن کو پہاڑ پر سے نیچے لائے۔ حضور پر نور نے فیصلہ خاصہ سے اتر کر باگن کو

ملاحظہ فرمایا۔ آج گرمی کی نہایت شدت رہی۔ گرمی کے سببے اعلیٰ حضرت کا مزاج
مبارک دیر تک بد مزہ رہا شام کے قریب سواری مبارک فرود گاہ خضابہ من رولق
بخش ہوئی یہ پہاڑ شاہی کیانپ سے استقر قریب تھا کہ ہانکہ والوں کا شور
وغل اور بندہ وق کی آواز برابر سنائی دیتی تھی۔

۲۷ اپریل کو گارسے کی خبر آئی۔ اعلیٰ حضرت تقریباً چار میل تک ٹانگہ میں اور
دو میل بائوپر سوار ہو کر خسکار کے مقام پر روانہ ہوئے ہانکہ شروع ہوا شہ پہاڑ
سے نکل کر حضور پر نور کی وہنی طرف کو آیا حضور پر نور تھے ایک گولی چلائی گولی
شیر کے بائیں ہاتھ میں لگی۔ شیر زمین پر گر کر روٹنے لڑ پنے لگا۔ اعلیٰ حضرت نے
خیال فرمایا کہ شیر کا کام تمام ہو گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد شیر پہاڑ اوٹھ کر گریباڑا
پہاڑ کی طرف چلا۔ چونکہ گھانس بلند تھی شیر برا بر نظر نہیں آتا تھا حضور پر نور نے
چند گولیاں اور چلائیں لیکن کوئی گولی کاری نہیں لگی جس پہاڑ پر سے ہانکہ والے
آ رہے تھے اوسی پہاڑ کے طرف واپس گیا۔ اور پہاڑ کے دامن میں پہونچ کر ایک
پتھر کے پتھے بیٹھ گیا۔ لمبی رام خسکاری نے آواز دی کہ شیر کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے
اور ایک گولی اوسکی پیٹھ میں بھی لگی ہے اب اوس سے چلا نہیں جاتا۔ تھوڑی
دیر میں مراجعہ کیا اس اثنائ میں مسٹر شیفر جو ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔
یکایک اوس جگہ پہونچے جس جگہ شیر بیٹھا تھا۔ مسٹر شیفر کو بالکل علم نہ تھا کہ شیر
استقر نزدیک ہے جب وہ شیر کے قریب پہونچے تو شیر نے غرا کر اوپر حملہ کیا

چونکہ شیر بہت زخمی تھا اسلئے جبت نکر سکا مسٹر شیفر کا پاؤں پتھر سے پہلا اور وہ زمین پر گرے قریب تھا کہ شیر مسٹر شیفر کو زخمی کرے اسوقت انہوں نے اپنی ریفل شیر کے منہ میں دیکر فائر کیا شیر اوٹنگر گیا۔ ہر خند شیر بہت زخمی تھا لیکن اگر مسٹر شیفر مدتی حواس سے بندوق نہ ہوتے تو غالباً شیر مرتے مرتے اونکا کام تمام کر دیتا دوسرے روز حضور بر نور نے ایک چتیل نمکار فرمایا۔ غرہ شوال کو عید کے دن سواری مبارک مان کوٹہ سے روانہ ہو گئے گیارہ بجے حیدر آباد میں رونق افزا ہوئی۔

حیدر آباد امپیریل سرویس ٹروپس کی ابتدا

۱۸۹۱ء عیسوی میں جبکہ سرحدی معاملہ کا مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر تھا اور امپیریل ٹرفس کے متعلق اکثر اخباروں میں بڑے زور و شور سے مضامین چھاپے جاتے تھے اسوقت میں ہمارے حضور بر نور نے شاہانہ خرم اور پیش اندیشی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو بوساطت رزیڈنٹ صاحب تحریر فرمایا کہ جن مقاصد سے سرحدی مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر ہے اور جس طرح گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص توجہ ملک ہندوستان کی حفاظت اور ٹرفس آف اسپاہر کی طرف مبذول ہے اس طرح مقتضائے قدیمی ارتباط اور دلالتی حکم یہی اس امر کا خیال رہتا ہے اسلئے کہ بقائے دولت و مملکت کے ساتھ ساتھ اصفیہ اور ہندوستان کی کل دوسری ریاستوں کی صلاح و فلاح مسلم امر ہے اس

موقع پر دولت آصفیہ ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستانی ریاستوں کو چاہیے کہ امپریل
ڈفنس مین مدد دینے کو اپنے ذمہ لازم سمجھیں۔

حضور پر نور نے اپنی اس شاہانہ رائے کے ساتھ ہی گورنمنٹ آف انڈیا
کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ کا آفر فرما کے اس امر کو گورنمنٹ آف انڈیا کی رائے
پر محول کیا کہ یہ ساٹھ لاکھ روپیہ امپریل ڈفنس کے ابواب میں جس طور پر مناسب
سمجھے گورنمنٹ آف انڈیا صرف کرے۔

حضور پر نور کا یہہ آفر جس وقت گورنمنٹ آف انڈیا کو پہونچا تو سر ماٹھر ڈیو
رائڈ فارن سکریٹری نے ویسے رائے کی طرف سے نہایت مسرت کے ساتھ
حضور پر نور کا دلی شکریہ ادا کیا اور اس طور پر دوستانہ جواب دیا کہ حضور پر نور
نے اس آفر سے اپنے اوس دلی اتحاد اور قدیمی ارتباط کو جو دولت انگلشیہ
اور دولت آصفیہ کے باہم ہے تازہ فرمایا ہے گورنمنٹ آف انڈیا اس کی
نہایت درجہ ممنون ہے لیکن نقد روپیہ کے عوض اگر فوجی ایک حصہ کا آفر
فرمایا جائے تو گورنمنٹ آف انڈیا اس کو نہایت مسرت کے ساتھ قبول کرے گی
اس باب میں گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ نظام کے درمیان ایک مدت
تک سلسلہ اسالت جاری رہا اور ۱۸۹۲ء عیسوی مطابق ۱۳۰۹ھ ہجری میں حضور
پر نور نے اپنی موجودہ نوجو مین سے آٹھ سو چوبیس لاکھ روپے کے دور سالے امپریل
سرویس ٹریڈس مین دینے کے لئے وعدہ فرمایا جس وقت حضور پر نور کے اس

آخر کی خبر ہندوستان میں منظر ہوئی تو دوسرے جتنے نامور روسائے ہند تھے انہوں نے ہمارے حضور پر نور کی تقلید اختیار کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کے منشا کے موافق اپنی اپنی فوجوں کے ایک معقول حصہ کو امپیریل ڈفنس کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش کش کیا تمام ہندوستانی ریاستوں میں امپیریل سروس ٹروپس کی ابتدا ہمارے حضور پر نور کی جانب سے ہوئی۔

سروس ٹروپس کی ابتدا ہمارے حضور پر نور کی جانب سے ہوئی۔
سرما ٹروپس اور انڈیا صاحب فارن سکریٹری نے اس امر میں بڑا حصہ دلچسپی لیا اور امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا کے لئے چند ضروری قوانین موافق مرقومہ ذیل کے مقرر کئے۔

(۱) یہ امدادی فوج ریاستوں کی موجودہ افواج سے انتخاب کی جائے گی۔
(۲) اس فوج کا جو حصہ منتخب کیا جائے گا وہ امپیریل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۳) امپیریل سروس ٹروپس کو ہمیشہ اپنی اپنی ریاستوں سے تعلق رہے گا۔

(۴) امپیریل سروس ٹروپس کے سب افسر ویسی ہوں گے۔

(۵) برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ہر ایک ریاست میں ایک ایک برٹش افسر

امپیریل سروس ٹروپس کی قواعد آموزی اور فوجی تعلیم کے واسطے مقرر کیا جائے گا اور وہ افسر ان سپیکٹنگ افسر کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۶) گورنمنٹ انڈیا کی جانب سے ایک اعلیٰ افسر تمام ہندوستان کی امپیریل

سروس ٹروپس کی نگرانی کے واسطے مقرر ہوگا جو انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

(۷) دولت انگلشیہ کو جب کسی موقع پر ضرورت ہوگی تو یہ امدادی فوج برٹش آرمی کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔

(۸) کل بندوقین اور کارٹوس سرکار انگریزی کے طرف سے اس فوج کو دے جائینگے۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کے فارمیشن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ فی الحال آٹھ سو جوانوں کے دو رسالے امپیریل سروس ٹروپس کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں لیکن آئندہ بحسب موقع انکی تعداد زیادہ کی جائیگی اور اسکے ساتھ ہی حضور پر نور نے بحرام خسروانہ حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کی کمان میرے تفویض فرمائی اور ارشاد اقدس یہ ہوا کہ گو لکندہ برگیڈ کے افسروں میں سے اس فوج کے لئے کمانڈینگ افسر اور اسکواڈرن افسر انتخاب کئے جائیں۔ حسب الحکم اقدس فوج باقاعدہ کے فنٹ سکند تہڑ لانسز اور گو لکندہ لانسز سے دو دو سو جوان انتخاب کر کے دو رجمنٹ بنائے گئے۔

فنٹ لانسز کی کمان پر مرزا عبداللہ بیگ سابق برگیڈ میجر اور سکند لانسز کی کمان پر کپٹن ہاشم علیخان سابق کمانڈنگ گو لکندہ لانسز مقرر کئے گئے۔ فنٹ لانسز کے قیام کے لئے آصف نگر اور سکند لانسز کے لئے قلعہ گو لکندہ کے باہر مشرقی طرف چھاوئی تیار کی گئی چونکہ سب افسر اور جوان سابق سے فوج میں کارگر

اور قواعد پر پڑھنے سے واقف تھے اسپیریل سروس ٹروپس میں انکا شریک ہونا صرف ایک نام کی تبدیلی ہوئی سب جوانوں اور عہدہ داروں نے اپنے نئے کمانڈنگ افسروں کے ماتحتی میں کلمہ فریگورگیو لٹرولپس سے جو جوان اسپیریل سروس ٹروپس میں منتقل ہوئے تھے انہیں غیر ملازم سلمہ داروں کے اکثر گھوڑے تھے ایلئے سرکار سے یہ درخواست کی گئی کہ سرکاری خزانہ سے قیمت دیکر وہ کل گھوڑے خرید کر لیتے جائیں اور فوج میں سپاہیوں کو دے دے جائیں سپاہی لوگ اون گھوڑوں کی قیمت اقساط سے ادا کر دینگے۔

سرکار نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اور شاہی خزانہ سے رقم ادا کر دی گئی اور ہر ایک سپاہی اپنی اپنی آسامی خرید کر گے گھوڑے کا مالک ہو گیا غرض چند سال میں سرکاری روپیہ بھی ادا ہو گیا۔ اور قریب قریب سب سپاہی خود اسے ہو گئے۔ یہ انتظام حیدر آباد کنٹنجنٹ کے اصول پر مبنی سرکاری فوج میں اس لیے مناسب سمجھا کہ جب گھوڑا خاص سپاہی کا مال ہوتا ہے تو وہ اسکی حفاظت اور خبر گیری عمدہ طور پر کرتا ہے اور اپنے گھوڑے کو ہمیشہ اچھی حالت میں رکھتا ہے۔

گورنمنٹ انڈیا کی تجویز کے مطابق کپٹن جون صاحب حیدر آباد اور میڈیٹون ریاستوں کے اسپیریل سروس ٹروپس کی فوجی تعلیم کے لیے مقرر ہوئے۔ اور تمام ہندوستان کی ریاستوں کی انسپکٹر جنرل اسپیریل سروس ٹروپس کی خدمت کنٹرول مس صاحب کے تفویض ہوئی۔

کرنل ملس صاحب جبوقت حیدر آباد اسپرمل سروس ٹروپس کے انسپکشن کے لیے آئے تو اس فوج کی کراستگی ودرستی دیکھکر اسکو نہایت پسند کیا کرنل ملس صاحب کے بعد جنرل سراسٹوارٹ مٹن صاحب اس خدمت پر مقرر ہوئے جنرل اسٹوارٹ مٹن فوجی کاموں میں بڑے بیدار و متحرک اور تجربہ کار افسر تھے دو سال تک اس خدمت پر رہکر وہ سوت افریقہ کی جنگ کو نہیجے گئے اور جنرل ورنٹ صاحب نے انکے کام کا منصرا نہ چارچ لیا جبوقت سوت افریقہ میں انگریزی سرکار کو تعلیم یافتہ گھوڑونکی ضرورت ہوئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے ہندوستانی ریاستوں کے اسپرمل سروس ٹروپس سے اڑھائی ہزار گھوڑے جنوبی افریقہ کی جنگ میں بھوانے کیواسطے اپنا خیال ظاہر کیا تو جب منشا گورنمنٹ آف انڈیا سب ریاستوں کے اسپرمل سروس ٹروپس میں گھوڑوں کا انتخاب کر کے بھوانے گئے حضور پر نور نے حیدر آباد اسپرمل سروس ٹروپس سے سورا س اسپ انتخاب کر کے بھوانے کے لیے بجنہ حکم دیا اور کپٹن وگرم صاحب ان گھوڑوں کے ساتھ جانے کے لیے مقرر ہوئے مینے کپٹن وگرم صاحب کے ساتھ سب گھوڑوں کو دیکھکر سورا س اسپ جوان شایستہ اور جو نہایت اچھے تھے۔ انتخاب کئے۔

۱۵ مارچ ۱۹۱۱ء کو کپٹن وگرم صاحب اون سورا س گھوڑوں کو اپنے ساتھ لیکر سوت افریقہ کو روانہ ہوئے وہ سب گھوڑے ایک ہینے کی رت میں جنوب افریقہ میں پہونچ گئے اور برٹش کیولری کے جوانوں کے جو گھوڑے موکر جنگ میں

مارے گئے تھے یا کثرت کار اور محنت سے بیکار ہو گئے تھے وہ گھوڑے اون جوانوں کی سواری میں دے گئے اس موقع پر سرکار انگلینڈ کی فوج کو ہندوستان کے امپیریل سروس ٹروپس کے گھوڑوں سے بڑی مدد ملی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کبھی کبھی سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد و پرٹڈ مین شریک ہوا کرتی ہے اور کنگ اسپرر کی سالگرہ کی پریڈ اور نیواسی کی پریڈز بھی ہمیشہ سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد کرتی ہے۔

سکندرآباد کی پریڈ کے موقع پر تین رجمنٹوں کی ایک فٹ برگید زیر کمان سنیر برٹش کمانڈنگ افسر کے رہتی ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کو دور سالوں کی ایک سکند برگید میسرے زیر کمان ہوتی ہے کمانڈر انچیف ان انڈیا اور مداس کے کمانڈر انچیف اور ہنر ایل ہائینس پرنس آف ویلس اور ہنر اسلنسی لارڈ منٹون نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا سکندرآباد کی فوج کے ساتھ انسپکشن کر کے نہایت دلچسپی اور خوشنودی خاطر اظہار فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے آغاز کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ رفتہ رفتہ اس امدادی فوج کی تعداد بڑھائی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس ارادہ کو ۱۹۰۵ء عیسوی میں پورا فرمایا اور دو سو جوان فی رجمنٹ مع عہدہ داروں کے زیادہ فرمادے اس وقت حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی ہر ایک رجمنٹ میں چھ سو جوانوں کی تعداد ہے۔

سابق میں جو فی رجمنٹ تین اسکو اڈرن تھے آئندہ سے انگریزی فوج کے مطابق ہر ایک رجمنٹ میں چار اسکو اڈرن رہیں گے۔

چونکہ حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولپس کے جوان سرکار نظام کی باقاعدہ فوج میں سے انتخاب کیے گئے تھے اور سب افسر اس فوج کے گو لکنڈہ لانس سے لے گئے تھے ان سپاہیوں کو فنون سپہ گری اور نیزہ بازی وغیرہ میں پہلے سے مشق اور مہارت تھی اور انکی ترقی فوجی کے لیے سب افسر وقت بوقت ساعی رہے اسلئے اس وقت اس فوج کی حالت نہایت درجہ قابل اطمینان ہے سالانہ اسالٹ اٹ آرمس میں سب افسرون اور سپاہیوں کا فنون سپاہ گری میں ہر طرح سے امتحان لیا جاتا ہے۔ اس سالانہ امتحان کے سبب سے ہر ایک افسر اور سپاہی کی یہی دلی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو سواری اور بہالہ اور تلوار کے استعمال کی مشق فینیک اور کنگل انک وغیرہ میں کامل سپاہی بنائے اور ترقی کے مراتب میں ہمیشہ امتیاز پیدا کرتے تاکہ آئندہ سال کے امتحان کے وقت اسکو پورے طور پر کامیابی حاصل ہو۔ سابق میں امپیریل سروس ٹرولپس کو ہنری مارٹنی کاربینین دی گئی تھیں کچھ مدت کے بعد لیٹننٹ و کاربینین لکیر سکرکار سے انکو ملین۔

اس فوج کے افسر اور سپاہیوں کے لیے نشانہ اندازی کی نسبت میں ہمیشہ اپنی دلی توجہ مبذول رکھی اور وقتاً فوقتاً انواع و اقسام کے انعامات افسرون اور سپاہیوں کے لیے تجویز کیے جو افسر یا جوان نشانہ اندازی میں کامیابی حاصل کرتا ہے اوس کا

نام ڈیوئیل آڈرین شایع کیا جاتا ہے اور سالیانہ ریفیل میٹنگ میں اؤنکو انعامات دے جاتے ہیں اس کوشش کا عمدہ نتیجہ یہ ہوا کہ کل حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس نے نشانہ اندازی میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کی ہے اور سکسٹری کے ان پکٹنگ رپورٹ میں اس فوج کی نشانہ اندازی کی نسبت نہایت درجہ تعریف تحریر کی ہے۔

۱۹۰۸ عیسوی میں حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی ریفیل میٹنگ میں خاص اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف سے ایک بیش قیمت پیالہ مرحمت ہوئے کے لیے درخواست کی ہے مجھے قومی امید ہے کہ ہمارے قدر و درت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اس شانہ انعام کے لئے کل افسران فوج دلی کوشش کر کے نشانہ اندازی ریفیل میں کامیابی حاصل کریں گے۔

گزشتہ جنگ سوٹ افریقہ اور جنگ روس و جاپان سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سپاہی کیلئے ریفیل بہترین تھیام ہے۔ اس تجربہ کی بنا پر یورپ کی کل سلطنتوں میں ہندو سے نشانہ اندازی کی شق سب فوجی فنون پر مقدم رکھی گئی ہے باین خیال میری دلی کوشش یہ ہے کہ سرکار نظام کے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس ریفیل سے نشانہ اندازی میں کل ہندوستان کی فوج سے اول درجہ میں رہے۔

۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۲ عیسوی میں مجسٹ چنگل گورہ

کے قیدیوں کا بلوہ اور اون کی شکایت کا انداد

ایک دن صبح کے وقت میں آسمان پر بادل چھا رہا تھا اور ہمارے پاس پہونچا تو تینے کے واسطے سرورنگر جا رہا تھا جو وقت میں چنگا گڑھ کے محبس کے پاس پہونچا تو تینے دیکھا کہ محبس کے پاس پولس کے جوانوں کا اثر دہا م ہے اور نہایت شور و غل برپا ہے اور اکیڑ خنگ بہادر کو تو وال اور مسٹر گارڈن مہتمم محبس کو تو والی کے جوانوں کی کمک سے محبس کے دروازہ کو بند کر رہے ہیں اور اندرون محبس سے قیدی لوگ بلوہ کر کے باہر نکلنا چاہتے ہیں اور پتھر انیٹین مار رہے ہیں اور اس کوشش پر آواز دیا کہ کسی طور سے محبس کے باہر نکال جائیں ایک جوت کو تو والی کا بند و قین بہرے ہوئے تیار کر ہڑا ہے اور منتظر ہے کہ کو تو وال صاحب کا حکم ہوتے ہی قیدیوں پر فائر کرے میں جب محبس کے قریب پہونچا تو قیدیوں نے مجھے دیکھ کر زار نالی کی اور نہایت الحاح کے ساتھ آواز دیکر کہا کہ ہم لوگ انصاف چاہتے ہیں ہماری فریاد ہمارے ولی نعمت اعلیٰ حضرت حضور برنور کے پیشگاہ میں آپ پہونچا دیں۔

گزشتہ ہفتہ میں جب ہم لوگوں نے مہتمم محبس کی شکایت کی کہ ہلکو کہا نا برابر نہیں دیتے تو کو تو وال اکیڑ خنگ بہادر نے ہم لوگوں کی شکایت کو مطلق دسنا اور کو تو والی کے جوانوں نے ہم لوگوں پر بند و قین چلائیں جن سے چند قیدی مارے گئے اور اب پہرہ کو بند و قون سے مارنا چاہتے ہیں۔

میں نے قیدیوں کی یہ گفتگو سن کر فوراً اپنی گاڑی روک لی اور گاڑی پر سے اتر پڑا اور محبس کے دروازہ کے پاس گیا قیدی لوگ جو اندر سے پتھر اور انیٹین

پہنک رہے تھے اور شور و غل کر کے دروازہ سے باہر نکال جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ دروازہ کے پاس مجھ کو دیکھ کر خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ اندر آئیں اور ہماری فریاد سنیں۔ میں نے جب اندر جانے کا قصد کیا تو اکبر خجک اور مسٹر گلڈن نے مجھے کہا کہ آپ ہرگز اندر نہ جائیں اگر آپ اندر جائیں گے تو قیدی جیتک اپنے حسب و خواہ سرکار کی جانب سے آپ کی زبانی اقرار نہ لے لینگے آپ کو پھر پوڑینگے ورنہ آپ کو ہلاک کر ڈالینگے میں نے ان کو جواب دیا کہ قیدی لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہماری فریاد حضور پر نور تک پہنچا دی جائے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کی فریاد سنوں اور ان کی طرف سے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کروں اگر قیدی لوگ میری فہمائش سے اس وقت بلوہ موقوف کر دیں تو کوتوالی کے جوانوں کے ہاتھوں سے جو بندوبست لئے تیار ہیں ان کی جانب سے بچ جائیگی یہ کہہ کر میں محبس کے دروازہ میں گیا۔ اب قیدی میرے اطراف جمع ہو گئے اور کہا کہ ہاں آپ وہ آٹا دیکھیں جو ہمیں کہانے کو ملتا ہے یہ کیکر بننے مجھے ہاتھوں اور اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور محبس کے اندر اپنے کہانے کی جگہ لے گئے میرے ساتھ کے دو آدمی تھے وہ دروازہ کے باہر رہ گئے تھے اس واقعہ کے بعد میرے اول و دونوں ملازموں نے مجھے بیان کیا کہ اکبر خجک بہادر اور مسٹر گارڈن نے کہا کہ اب قیدی لوگ محبس کے اندر اپنی خواہش کے موافق مشرطین پیش کرینگے اور جیتک وہ مشرط پورے نہ ہو جائیں گے وہ انسر خجک کو باہر نہ آنے دینگے۔

مسٹر گارڈن نے اکبر خجک سے کہا کہ کوتوالی کے جوانوں کو اپنے ہمراہ لے کر

محبس کے عقبے حملہ کرنا اور قیدیوں کے ہاتھوں سے افسر جنگ کو چھڑانا چاہیے اگر جنگ نے جواب دیا کہ باوجود منع کرنے کے وہ خود اپنے ارادہ سے محبس کے اندر گئے ہیں۔ لہذا اؤنکو اؤنکی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے غرض محبس کے باہر تو یہ ہم باتیں ہو رہی تھیں اور اندرون محبس قیدی لوگ سب مجھے جس جگہ اؤنکا کھانا پکاتا تھا وہاں لے گئے اور روٹی اور جواں لے آئے مجھے دکھلایا مینے دیکھا کہ روٹیاں بالکل جلی ہوئی تھیں اور آٹے مین کر سین آیل کی بو آتی تھی قیدیوں نے اپنا احوال رو رو کر مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ جتدر محنت او مشقت سے کام لین ہم اؤسکے لئے حاضر ہیں لیکن سرکار سے جو کچھ کھانا مقرر ہے وہ برابر ہکو ملا کرے ہستم محبس ہکو برابر کھانا نہیں دیتے سب قیدیوں کا یہ معروفہ اگر حضور پر نور کی خدمت مین پہنچے گا تو اس امر کا ضرور انتظام ہو جائے گا۔

مینے قیدیوں سے کہا کہ اگر تم لوگ اسوقت بلوہ اور فساد موقوف کر دو گے اؤہ اپنی اپنی کوٹھریوں مین چلے جاو گے تو مین اؤرا کر تا ہوں کہ تم لوگوں کا کل احوال حضور پر نور کی خدمت مبارک مین عرض کر کے تم لوگوں کے کھانے کا بندوبست معقول طور پر کر اؤو گھا۔

میری یہ تقریر سنکے قیدی لوگ میرے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ ہم سب لوگ اپنی اپنی کوٹھریوں مین ابھی چلے جاتے ہیں چنانچہ چند منٹ مین کل قیدی اپنی اپنی کوٹھریوں مین چلے گئے مین نے باہر سے اؤن کے کل حجروں کے دروازے بند کر دے اور مین محبس کے دروازہ کی طرف آیا تقریباً آدھے گھنٹہ تک مین اندر رہا اگر جنگ

اور سٹرکارڈن میرے واپس آنے سے مایوس ہو چکے تھے اس لئے کہ قیدی فساد پر آمادہ تھے اور قیدیوں نے میرے داخل ہونے کے بعد جس کے بڑے دروازے کو اندر سے نہایت مضبوط بند کر لیا تھا اسوجہ سے کو توالی اور علاقہ محبس کا کوئی جوان اندر جانسکتا تھا جب مجھ کو قیدیوں کو ساتھ گفتگو میں دیر لگی اور اکبر خٹک اور سٹرکارڈن کو میری کچھ خبر معلوم نہ ہوئی تو اکبر خٹک نے آدھیوں کے سامنے اظہارِ تاسف کر کے کہا اس واقعہ کی خلاصہ کیفیت سکارمین عرض کر کے فوجی مدد مانگنی چاہیے یا جسطرح سکرار سے حکم صادر ہو اوس کے مطابق عمل کرنا ہے اس انتشار میں محبس کا بڑا دروازہ اندر سے کھول کر بن نہا باہر آیا اکبر خٹک اور سٹرکارڈن نے مجھے دیکھ کر نہایت تعجب کیا اور مجھے پوچھا قیدی بد معاش کس خیال میں ہیں اور کیا کرتے ہیں میں نے کہا کہ میں نے اون سب کو اونچی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا اب آپ لوگ اندر جاؤ اور اپنا انتظام اطمینان سے کر لو پھر میں سٹرکارڈن سے کہا کہ میں دیوں کا اٹا دیکھا وہ نہایت شکارہ ہے اور اوسمیں ایک قسم کی بو آتی ہے آپ اس مٹے کے عوض میں اوٹکو دوسرا اٹا مانگو اور یہ موجودہ اٹا اوٹکو نہ دیو یہ کہکمر میں آسمانجا کے پاس گیا اور اون سے ابتدا سے انتہا تک جو کیفیت گزری تھی میں نے بیان کی۔

سر اسما تھام نے کہا کہ قیدیوں کی شکایت سابق میں ہی سماعت میں آئی تھی اور تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ قیدیوں نے بلوہ بھی کیا تھا اور سٹرکارڈن کی درخواست پر ریگولر ٹروپس سے سو جوان بھیجے گئے تھے اوسوقت ریگولر ٹروپس اور کو توالی کے جوانوں کی بند و قون نے قیدی مارے ہی گئے تھے اور اب پہرہ بلوہ ہوا اور عین بلوہ کے وقت

آپ وہاں پہنچے اور قیدیوں نے آپسے محبس کے اندر عرض احوال کیا اور آپ کے کہنے سے سب قیدی بلوہ سے باز آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل مہتمم محبس کی غفلت اور بد انتظامی ہے لہذا اس امر کی دریافت ایک کمیٹی کے ذریعہ ضرور ہونی چاہیے سر آسا نجاوہ نے مولوی مشتاق حسین صاحب کو حکم دیا کہ ایک کمیٹی جو چنگلوڑہ کے قیدیوں کی شکایت دریافت کرنے کے لئے عین موقع واردات پر جمع ہو۔ مولوی میر افضل حسین صاحب اس کمیٹی کے میر جس اور دوسرے تین عہدہ دار اس کے ممبر بن جائیں۔ ہون اہالیان کمیٹی قیدیوں کا کل احوال دریافت کر کے اپنی رائے پیش کریں۔ چنانچہ دوسرے روز محبس چنگلوڑہ میں ایک کمیٹی منعقد ہوئی اور باب کمیٹی نے اول قیدیوں کا بیان تحریر کیا اور اس کے بعد مہتمم محبس کا اظہار لیا اور مجھے درخواست کی کہ خلاصہ رپورٹ تالیف واقعہ کی آپ لکھ کر بھیج دیں میں نے جو واقعات بچشم خود معاینہ کئے تھے بلا کم و کاست ان کو قلم بند کر کے اہالیان کمیٹی کے پاس بھیج دیے اہالیان کمیٹی نے بعد دریافت و تحقیقات کے اپنی رائے قیدیوں کے باب میں دلدارا صاحب کی خدمت میں پیش کی۔

نقل رپورٹ کمیٹی

چنگلوڑہ کے محبس میں جو بلوہ ہوا اس کی سب کیفیت اہالیان کمیٹی نے دریافت کی دراصل سڑ گارڈن کی غلطی اور بد انتظامی سے قیدیوں کی شکایت پیدا ہوئی ہے تو

زمانہ ہوا کہ اسی قسم کی شکایت قیدیوں نے پیش کی تھی تو مسٹر گارڈن مہتمم مجلس نے
 گمبولٹر واپس اور کو توالی کے جو انون سے مدد لی اور قیدیوں نے جب باہر آنا چاہا
 تو اس وقت اسٹیشنر بند و قین چلائی گئیں جسے چند قیدی مارے گئے اب اس موقع
 وہی واقعہ پیش آنے والا تھا اور قریب تھا کہ کو توالی کے جو انون کی بند و قین سے
 لوگ ہلاک ہوں کہ اتفاق وقت سے افسر جنگ بہادر کا اوسطرف سے گذر ہوا
 یوں نے ان سے اپنی شکایت بیان کی اور افسر جنگ بہادر اپنی بہادری اور
 سیری سے بلاتنا مل مجلس کے اندر چلے گئے اور قیدیوں کی شکایت سنکر دارالمہام سکاڑا
 خلاصہ کیفیت بیان کی۔ قیدیوں کا افسر جنگ بہادر کے کہنے سے بلوہ موقوف کرنا
 اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں بے غدر چلا جانا اور کئی فرمان برداری اور حکم شنوی کی بڑی
 میل ہے جو انان مجلس اور باورچیوں وغیرہ کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے کہ قیدیوں کو
 نابرابر نہیں ملتا لہذا کمیٹی کی رائے ہے کہ مسٹر گارڈن مہتمم مجلس کو سرکار کی طرف سے
 روایا جائے کہ وہ آئندہ مجلس کا انتظام اچھا کرہیں اور جو خوراک سرکار سے قیدیوں کے
 مطے مقرر ہے اس کے ملنے کا ان کے لئے برابر بند و بست کریں چونکہ مہتمم مجلس کی اکثر
 روایاں بطور خود ہوا کرتی ہیں اس لئے اگر اس مجلس کی نگرانی کسی خاص منسرحلی کے
 نہ کر دیا جائے تو مناسب ہے فقط

شہرہ ستخط میر مجلس ممبران کمیٹی

قیدیوں کی شکایت کا جب کمیٹی فیصلہ کر چکی تو اس وقت نواب سر اسما نجاہ پھانے

ایک خط مجھ کو تحریر فرمایا جسکی نقل ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

مہربان افسر جنگ بہادر

مجس جنگلوں کے قیدی جو وقت برس شورش و فساد تھے اور اون کے عین بلوہ کے وقت قریب تھا کہ کو توالی کے جوان اونپر بند و قین چلاتے اور وہ ہلاک ہوتے اتفاق سوا و سوقت میری پاس آئے آئے اچکا وہاں پہنچا اور باوجود قیدیوں کی ادا دہ فساد ہونیکے اچکا تنہا بلا کسی ندریشہ کو اونین چلا جانا اور قیدیوں کا اپنے ہاتوں پر آپ کو اوٹھا کر محبس کے اندر لیجانا۔ اور مستقل مزاجی اور دانشمندی سے آپ کا اوکو فہمائش کرنا اور ذاتی سعی و کوشش سے پونے دو سو قیدیوں کو اونکی کوٹھریوں میں بند کر دینا یہ کل امور آپکی اعلیٰ درجہ کی بہادری اور دلیری و دانشمندی پر مبنی ہن آپکی اس دانشمندانہ کارروائی سے صرف مجس کے قیدیوں کا شرف و فاد رخص ہوا بلکہ کو توالی کے جوانوں کو ہاتھوں سے جو فیدی بے سبب ہلاک ہونے اونکی جانین آپنے بچائین۔

مجھے نہایت افسوس ہے کہ کو توالی کے جنگ کی طرف سے جو رپورٹ پیش ہوئی ہے وہ بالکل خلاف واقعات تھی لیکن کیٹی کی رپورٹ اور کرنل لڈو صاحب کی تحریر سے اب حقیقت واقعہ منکشف ہوئی۔ لہذا میں آپکی حق کارگزاری پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واقعہ کے متعلق جتنے امور کیٹی نے تحریر کئے ہن اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں پیش کرتا ہوں فقط۔

آ سما نجاہ

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کشمکار کیلئے گنگو ارم کی

طرف رونق افزا ہونا

۱۸۹۳ء عیسوی کے موسم گرما میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے شیر کشمکار کے لئے ارادہ فرمایا مجھے حکم اقدس ہوا کہ شکاری لوگ شیروں کی خبر لائے کیوں اسلئے جنگل کو بیسے جانیں شکاریوں نے جنگل میں پہونچ کر شیروں کی کیفیت سے مجھے اطلاع دی میں نے پیشگاہ اقدس میں عرض کیا کہ شکاریوں کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ گنگو ارم کے جنگل میں چار شیر موجود ہیں حسب الارشاد اقدس فیل خاصہ اور شکار کا سامان گنگو ارم کی طرف روانہ کیا گیا اور اٹھویں فروری کو پشیل ٹرین کی تیاری کیلئے حکم دیا گیا۔

۹۔ ۱۰ رجب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۹۔ ۱۰ فروری ۱۸۹۳ء عیسوی روز شنبہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک گنگو ارم کے طرف رونق افزا ہوئی۔ شکاری اسپیشل ٹرین صبح کے دس بجے گنگو ارم پہونچی۔

شکاری لوگ گارے کی خبر لائے اعلیٰ حضرت ولیم بابو پر سوار ہو کر واما گنڈم کے طرف تشریف فرما ہوئے فیل خاصہ علی مدد ایک ایسی جگہ کھڑا کیا گیا جہاں دونوں لے باہم ملتے تھے قریب تین بجے کے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر جھلکے اور نادرجنگ کی طرف گیا اور انہوں نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کر بائیں طرف کی جھاڑی میں چلا گیا دوسرا شیر حضور پر نور کے سامنے آیا چونکہ جھاڑی بہت گنجان تھی اسلئے شیر قریب آئے تک

نظر نہیں آیا۔ شیر نے یکایک فیل خاصہ کو دیکھ کر پلٹنا چاہا لیکن اعلمحضرت کی نظر اوپر پڑ گئی حضور پر نور نے فوراً گولی چلائی شیر کے قلب پر لگی شیر نے اپنی جائے رحمت کی اور چند قدم جا کر گر گیا۔ تیسرا شیر اعلمحضرت کی بائیں طرف سے نکل کے چلا گیا گہاتس اور جھاڑی زیادہ ہونے کے سبب سے یہ شیر سو چند ہانکھ والوں کے اور کیونہیں دیکھ کر دیا شکار سے کیا ناپ کو واپس ہونے کے بعد شیر کا ہاتھی کے بالکل قریب آنے کا احوال اعلمحضرت حضور پر نور دام سلطنت دیر تک بیان فرماتے رہے اور الماس کی ایک انگوٹھی اس روز حضور پر نور نے مجھے مرحمت فرمائی اس انگوٹھی کا الماس بہت بڑا اور چمکدار ہے میں اس سر فرازی شاہانہ کا شکر یہ ادا کر کے نذر گزرائی۔ شکار سے بلکہ کو واپس آنے کے بعد پتال جوہری ایک روز میرے پاس آئے تھے اس وقت وہ حضور غیاثی انگشتری میرے ہاتھ میں تھی۔ پتال نے اس انگشتری کو دیکھ کر کہا کہ یہ الماس بالکل بے جرم ہے اسکی مالیت چہ سات ہزار روپیہ سے زیادہ ہوگی۔

دسویں ماہ رجب روز چہار شنبہ مطابق ۱۱ ماہ فہروری کو سواری مبارک کوہ انت گیری کے طرف رونق افزا ہوئی اس جگہ دو شیروں کی خبر تھی کوہ انت گیری پر جو مشہور دیول کوہ اوس کی مغربی طرف ایک ٹیکری پر فیل خاصہ علی مد کوہڑا کیا گیا اس ٹیکری کے اطراف میں بہت جھاڑی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہانکھ شروع ہوا۔ شکاریوں نے ہانکھ والوں کے تین حصہ کئے اول حصہ کوہ انت گیری کے اوپر سے پہاڑ کے کنارے تک دوسرا حصہ کوہ کے درمیان سے دامن کوہ تک تیسرا حصہ

پہاڑ کے نیچے کے نالوں اور جنگل میں یہہ انتظام اس خوبی سے کیا گیا کہ جطرف شیر یا بکھر یا تنید و موہ یہہ سب جانور حضور پر نور کے سامنے آئیں۔

جبکہ اوپر کے ہانک والوں نے پہاڑ پر سے آتش بازی پہنکنا شروع کیا ایک شیجر پڑے پتھروں کے نیچے میں بیٹھا ہوا تھا غراتا ہوا اڈٹھا اور فیل خاصہ سے تقریباً سو دار کے فاصلہ پر ڈڈرتا ہوا چلا اعلحضرت نے اوپر چار گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے پنجہ میں لگی شیر زمین پر گر کے کھڑا ہوا اور پہر جھاڑی میں جا کر پوشیدہ ہو گیا تقریباً دس منٹ گزرے ہوں گے کہ یکایک فیلی خاصہ علی مدد نے بے قراری شروع کی کہی اپنی جگہ سے جنبش کرتا کہی اپنی سونڈ زمین پر مارنا غرض کہ ہاتھی کی حرکتوں سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے شیر کو دیکھا ہے جس قدر ممکن تھا دہنہ بائیں طرف دیکھا گیا کہ کثرت جھاڑی کے باعث کوئی جانور نظر نہیں آیا تھوڑی دیر کے بعد فیلبان نے دیکھا کہ دو شیر خاص اسی جگہ جھاڑی میں سے نکل کر نیچے کے طرف جا رہے ہیں۔

جس جھاڑی کے عقب میں فیلی خاصہ کھڑا تھا اس کے مقابلہ میں جو لوگ درختوں پر بیٹھے تھے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ دونوں شیر آہستہ آہستہ اوس نالی میں سے جا کر اوس ٹیکری پر چڑھے جس پر حضور پر نور کا ہاتھی کھڑا تھا اور اوس جھاڑی میں جو کہ فیلی خاصہ کے منہ کے سامنے تھی وہ دونوں شیر گئے اور چند منٹ تک کھڑے رہے چونکہ جھاڑی نہایت گنجان تھی اس سبب سے اعلحضرت نے ہاتھی پر سے شیر دن کو ملاحظہ نہیں فرمایا لیکن ہاتھی نے شیر دن کو دیکھ لیا تھا اسلئے بے قرار ہو کر اپنی جائے سے جنبش کرتا تھا جبکہ

شیرون نے ہاتھی کی آواز سنی کو دو کرنا لے میں چلے گئے۔

المنحصر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ریچھ سامنے کے پہاڑ سے سیدھا چلا آ رہا ہے جب وہ ریچھ تقریباً ساٹھ وار کے فاصلہ پر پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کیا اس ریچھ کو گر کر چار منٹ ہی نہیں ہوئے ہونگے کہ نا لے میں سے دو شیر نکلے یہ وہی دونوں شیر تھے جو پہلے قبل خاصہ کے نزدیک آئے تھے اور وہاں سے نالہ نالہ ہانکے کے طرف گئے ہانکے کا شور و غل سنکر یہ دوسرے طرف کے پہاڑ پر جانے کا اونہوں نے ارادہ کیا۔ یہ دونوں شیر جب اوس ریچھ کے قریب پہونچے جبکو حضور پر نور نے شکار فرمایا تھا کیا ایک کھڑے ہو گئے علی مدد نے جب سے شیرون کو دیکھا تھا خلاف عادت کے اسقدر جنبش کر رہا تھا کہ اوپر سے گولی لگانا دشوار تھا فیلبان نے ہر چند کوشش کی کہ ہاتھی کو استقلال سے کھڑا کرے لیکن ممکن نہوسکا اوسوقت کا تماشا قابل دیکھنے کے تھا کہ شیرون کے دہنے بائیں اور پیچھے سے ہانکے والے شور و غل کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے سامنے حضور پر نور کا ہاتھی کھڑا تھا اس حالت میں شیر بالکل محصور ہو گئے تھے یہ دونوں شیر حضور پر نور کے سامنے تقریباً ساٹھ یا ستر وار کے فاصلہ پر غصہ کی حالت میں کھڑے ہوئے تھے اور ہانکے والوں کے طرف دیکھنا پہر ہاتھی کی طرف پٹشنا اور دم ہلا کر غصہ کرنا غصہ کی حالت میں شیروں کی مچھون کے بال جو کھڑے ہو جاتے تھے برابر نظر آتے تھے غرض کہ تھوڑی دیر تک یہ عجیب غریب تماشا رہا۔

چونکہ ہاتھی نہایت خندیش کر رہا تھا اعلیٰ حضرت نے گولی چلانے میں ذرا تاثر فرمایا جب ہاتھی کا خندیش کرنا موقوف نہ ہوا مجبوری اعلیٰ حضرت نے اس شیر پر جو آگے تھا گولی چلائی گولی شیر کے شکم میں لگی دونوں شیروں نے فیل خاصہ کی دہنی طرف سے دوسرے پہاڑ پر جانیکا ارادہ کیا۔ پہاڑ پر جھاڑی کم تھی بندوق چلانے کا بڑا عمدہ موقع تھا لیکن علی مدد اول سے آخر تک اس طرح ملتا رہا جیسے کہ طوفان میں کشتی ہلتی ہو۔ برین ہم جب تک یہ دونوں شیر اعلیٰ حضرت کو نظر آتے رہے حضور پر نور نہایت جلدی اور مستعدی سے اونپر بندوقین فیر کرتے رہے خالی ریفل میں کارتوس رکھ کر دینے میں اگر مجھ سے ذرا دیر ہوتی تو اعلیٰ حضرت خود ریفل کو بہرتے اور فایر کرتے۔

باوجود ہاتھی کے ہلنے اور شیروں کے زور سے بہا گئے کے اعلیٰ حضرت نے دونوں شیروں کو زخمی کیا۔ ایک شیر تو تھوڑی دور جا کر گر گیا اور دوسرا شیر مقابل پہاڑ کے غار میں جا کر گر گیا جب ہانکے والے قریب پہنچے تو بالکل شام ہو گئی تھی تاریکی میں ممکن نہ تھا کہ شیروں کی تالاش کی جاتی ریچھ کو اڑھا کر کیا منپ میں لائے اعلیٰ حضرت نے بھی فرود گاہ کا قصد فرمایا۔

دوسرے روز علی الصباح میں اوس مقام پر گیا جس جگہ کہ زخمی شیر چھوڑے گئے تھے ایک شیر جھاڑی میں مردہ ملا بعد کو دوسرے شیروں کی تالاش کی گئی دوسرے دونوں شیر زخمی ہو کر دامانڈم کے جنگل میں چلے گئے انہیں سے ایک کے پنجہ میں گولی لگی تھی وہ شیر تقریباً ایک مہینے تک زندہ رہا جنگل میں لنگ کرتا پھر تاتھا بعد کو

فٹکاری اسکومار کر اوسکا چڑا ملاحظہ اقدس میں لائے۔

۱۵ ماہ رجب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۵ ماہ فروری ۱۸۹۲ء عیسوی کو سواری مبارک گنگوادم سے بلدہ میں رونق افروز ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کاشیر کے شکار کیواسطے چنتل پل

اور کیا مندرم اور مان کوٹہ کی طرف تشریف فرما ہونا

اس سال کے آخر موسم میں بارش کم ہونے کے سبب گہانہ جنگل میں کم پیدا ہوئی اور جنگل جھاڑی بھی جلد خشک ہو گئے اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے شیر کے شکار کیواسطے ارادہ فرمایا اور مجھے ارشاد ہوا کہ ہر چند یہ سال کمی بارش کو سبب سے شیر کے شکار کے لئے زیادہ موزوں نہیں ہے لیکن چند روز کے لئے سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے جائے گی لہذا ضروری انتظام شکار کا فوراً کیا جائے حسب الحکم اقدس میں فوراً ہاتھی اور شکار کا سامان روانہ کیا اور ۱۱ ماہ رمضان ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۵ ماہ اپریل ۱۸۹۲ء عیسوی روز شنبہ کو چنتل پل کی طرف سواری مبارک رونق افروز ہوئی اور اس مقام پر یہ ہونچنے کے بعد سرکاری اسپیشل ٹرین اسٹیشن پر ایک محفوظ جگہ کھڑی کی گئی یہاں پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور چار روز تک سلون خاص میں قیام فرما رہے ریل گاڑی کے ڈبے جو بصرہ ایک لاکھ روپیہ خاص حضور پر نور کے لئے ولایت میں بنوائے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ریلوے کیا بیچ حسین ڈرائنگ روم نہایت آراستہ ہے اور استراحت فرمانے کا کمرہ علیحدہ ہے۔ لباس تبدیل فرمانے اور حمام کرنے کے مقامات کمال خوبی اور عمدگی سے اپنے اپنے محل اور موقع پر بنے ہوئے ہیں۔

سرکاری تو خشک خانہ کی دوسری گاڑی ہے اور اس لمبی و نیک سلون لینے میں خانہ کی گاڑی ہے اسکے درمیان بڑا مینہ پچھا ہوا ہے جس پر بارہ صاحب لوگ کھانا کھائیں با در چنانہ کی گاڑی اوس سے ملتی ہے اور دو گاڑیوں میں ایڈیکانوں کے واسطے ہیں ان تمام گاڑیوں میں ایک گاڑی سے دوسری گاڑی میں آنے جانے کا راستہ بنا ہوا ہے۔ جس سے ٹرین چلتے وقت بلا دقت گاڑیوں میں آمد و رفت ہو سکتی ہے غرض یہ سب ریلوے کیا بیچ حضور پر نور کے مثل ایک محل کے ہیں جقدر ریکانیت کی ضروری چیزیں درکار ہوتی ہیں وہ سب ان ڈیون میں موجود ہیں۔

جنتل پلی میں پہونچنے کے بعد چند بار ہانکے ہوئے لیکن شیر زمین ملا یہاں سے ۱۶ روضان کو حضوری اسپتال کیسا سندرم کی طرف روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور اس جگہ پہی ٹرین میں تشریف فرما ہے۔

اٹھارہویں اپریل کو کارے کی خبر آئی گیارہ بجے حضور پر نور شکار گاہ میں رونق افزا ہوئے جب ہانڈنزدیک پہونچا پہاڑ سے دو شیر نکلے ایک شیر حضور پر نور کے چان کی دہنی طرف سے نکلا جسکو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اول گولی میں زخمی کیا دوسرا شیر بچکر کسی جانب کو نکل گیا۔ یہ زخمی شیر پہاڑ میں چلا گیا اوس روز ہر چند تلاش کی گئی۔ لیکن

نہیں ملا دوسرے روز پہاڑ کے دامن میں مردہ پایا گیا۔

اس مقام پر آٹھ روز تک سواری مبارک رونق بخش رہی اور ۲۲ رمضان شریف مطابق ۲۲ اپریل کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور ان کوٹہ میں رونق افزا ہوئے۔ ۲۳ رمضان شریف کو شب بیدار کے روز بیتا کنٹھ سے گارے کی خبر آئی یہ مقام کیا نپ شاہی سے بہت ہی قریب تھا حضور علی کے واسطے دامن کوہ میں ایک درخت پر چنانچہ باندھا گیا تھا جبکہ ایک باگن اوس درخت کے بہت قریب پہنچ گئی تب حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا۔ باگن کی نظر جو وقت چنانچہ پر پڑی وہ چاہتی تھی کہ جبت کر کے دوسری طرف کو نکل جائے لیکن اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایک ہی گولی میں اوس کا کام تمام کر دیا۔

دوسرے روز مینور کے جنگل سے گارے کی خبر آئی سواری مبارک وہاں رونق افزا ہوئی جو وقت ہانکے کیا گیا شیر ناد جنگ کے سامنے سے نکلا انہوں نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کے جہاڑی میں بیٹھ گیا ناد جنگ اپنا ہاتھی اوس کے نزدیک لے گئے شیر نے ہاتھی پر حملہ کیا ناد جنگ نے دوسری گولی چلائی جو اوسکی گردن میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔ ہانکے والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شیر ہانکے کے وقت اوس کے پیچھے سے نکلے پہاڑ میں چلا گیا ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اوس پہاڑ میں گارے کے لئے جاموش باندھے جائیں چنانچہ شب میں شیر نے دو جاموش مارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور پہر مینور کے جنگل میں تشریف فرما ہوئے ہانکے شرم ہو کر تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر پہاڑ پر نظر آیا اور مالہ مالہ سیدھا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف آ رہا تھا کہ حضور پر نور

نے تقریباً ساٹھ وار کے فاصلہ سے گولی چلائی اول ہی گولی میں اوسکا کام تمام ہو گیا۔ ۲۸۔
اپریل ۱۸۹۲ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت نے بلدہ میں درجست فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولپس کا انسپکشن

سہارن پور ڈس انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹرولپس ان انڈیا جامادی الاول ۱۳۱۱ھ
مطابق نومبر ۱۸۹۲ء عیسوی میں حیدرآباد آئے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولپس کا انہوں نے
انسپکشن کیا اول روز سہارن پور ڈسے دونوں چھٹنوں کے گھوڑوں اور جو اتون کو دیکھا
دوسرے روز قواعد اور ڈول میں انہوں نے افسروں کا امتحان لیا۔ تیسرے روز سب
فوجی برگیڈ قواعد اور کانسٹنس کا کام کو لکٹڈ کے میدان میں لیا اور شام کو نیزہ بازی اور
دوسرے فوجی کرتب دیکھے سہارن پور ڈس نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولپس سپاہیا
وضع اور فوجی افسروں کی قواعد دانی اور فنون سپاہ گری مثل نیزہ بازی اور ٹینیٹ پیک
اینک وغیرہ کی نسبت بہت کچھ تعریف فرمائی اور کہا کہ دوسری نیٹو اسٹیٹ کو امپیریل
سروس ٹرولپس کو آغا نہ ہو کر چند سال کی مدت ہو چکی ہے لیکن حیدرآباد امپیریل سروس
ٹرولپس کی فوجی حالت دوسرے ہی سال میں بالکل اونس کے مقابل بلکنیزہ بازی اور گر
فنون سپاہ گری میں اول نمبر بہتر اور اعلیٰ درجہ میں ہے۔

فوج کے انسپکشن کے بعد سکندرائیٹس امپیریل سروس ٹرولپس کی لین قلعہ
گو لکٹڈ کی شرعی جانب تیار کرنے کے لئے سہارن پور ڈس نے فیصلہ کر دیا اور لین کی

تیار کیپٹن ہاشم نواز جنگ بہادر کے اہتمام سے شروع ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے کیسا مندِ م

اور مانگوٹہ کی طرف تشریف فرما ہونا

اسال بالکل یہ خیال نہ تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے اضلاع میں رونق بخش ہوگی اسلئے گریڈ کے موسم میں مجھے ارشاد ہوتا تھا کہ شیر کے شکار کا انتظام کیا جائے چونکہ اسال پندرہویں مارچ تک کچھ ارشاد نہیں ہوا تھا اسلئے شیر کے شکار کے واسطے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے تشریف لیجانے کی مطلق امید نہ تھی۔

۱۶ مارچ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمانے کے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ اسال شیر دن کی کیا خبریں ہیں شکاریوں نے کچھ خبر دی ہے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ سب شکاری حکم خداوندی کے منظر میں بجز صدر حکم اقدس شکار کا انتظام کیا جائے گا اور سوقت ارشاد ہوا کہ فوراً شکار کا بندوبست کیا جائے اور ۲۹ مارچ کو اپنیل ٹرین تیار رہے بجز صدر حکم عالی شکار کا سب انتظام کر کے پیچھا اقدس میں عرض کیا گیا ارشاد اقدس ہوا کہ سواری مبارک پہلے کیسا مندِ م میں رونق بخش ہوگی اور اس کے بعد مانگوٹہ اور پاکہال کے تالاب کا قصد کیا جائے گا۔

۶ ماہ رمضان ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۳۳ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور

دریا	آبنائے	۹	۴۹۰
جھہ کو	جھہ لو	۱۳	"
آئی لینڈ	انیڈ	۸	۴۹۱
والی	وائی	۱۳	۴۹۲
ریس اسٹانڈ	ریس اسٹیڈ	۱۴	"
ہنگ سیٹ	تینگ سیٹ	۱۵	۵۰۴
پڑے	بڑے	۱۴	۵۰۸
نمارت	سنارت	۱۱	۵۱۰
راشن	لیشن	۱۴	۵۱۴
وسپلین	ویسپلین	۶	۵۲۳
کمپ الٹ	کمپلین	۱۱	۵۲۵
مشری	مشری	۷	۵۲۶
ڈہیلا کرتا	ڈہیلا کرتا	۵	۵۲۸
کنون	کھنوں	۱۰	۵۲۶
کپٹن اسپنس	کپٹن اسپس	۲	۵۲۳
کھیکڑون	کھیکڑون	۱۶	۵۵۴
ڈرائی	ڈرائڈرئی	۸	۵۶۳

زخمی کیا تھا وہ تیندو ایک جھاڑی میں بیٹھا ہوا ایک خشکاری کو کھائی دیا اوسنے اوسپر گولی چلائی تیندو اول ہی سے نہایت کاری زخم کھا کے نیم جان تھا جھاڑی میں گر کر مر گیا خشکاری لوگ اوس تیندو کے کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ اقدس میں لائے۔
غرض آٹھ روز تک کیسا مندرم میں قیام رہا لیکن ایک تیندو کے سوال اور کچھ خشکار نہ ملا۔ ۹ ماہ اپریل کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ شب کو بابد ولت اسپنشل ٹرین میں مان کوٹہ کی طرف رونق افزا ہوں گے حب الحکم اقدس اسپنشل ٹرین کا انتظام کیا گیا شام سب ہمراہیان سواری مبارک کو حکم ہوا کہ ہاتھی اور گھوڑے اور اسکارٹ وغیرہ خوب آفتاب کے قبل روانہ ہو کر مان کوٹہ پہنچ جائے۔

سرکاری اسپنشل ٹرین تین بجے شب کے روانہ ہوئی کیسا مندرم سے مان کوٹہ کو پہاڑوں میں سے گزر کے ریل کی سڑک جاتی ہے اسیلے دور سے ریل گاڑی نظر نہیں آتی سرکاری ہاتھی جنگی تعداد تقریباً چوبیس زنجیر کے ہوگی کیسا مندرم سے روانہ ہو کر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ جارہے تھے یکایک اسپنشل ٹرین ہاتھوں کے نزدیک پہنچی انجن ڈیوڑھ نے ہاتھوں کو انجن سے آنا قریب دیکھا کہ اوسکے ہوش اڑ گئے چونکہ ان پر سڑک میں کچھ نشیب ہی تھا ٹرین نہایت تیزی سے جارہی تھی یہہ امر کسی طرح ممکن نہ تھا کہ ٹرین فوراً روک لی جاتی اس حالت میں انجن ڈیوڑھ نے زور سے ریل کی سیٹی دی اور ایک چشم زد دن میں انجن ہاتھوں کے بیچ میں پہنچ گیا سب ہاتھی انجن کی سیٹی سے دہڑی بائیں طرف ہو گئے تھے مگر ایک ہاتھی فتح نصیب نامی جسپر کڑی بار

کی ہوئی تھی وہ بالکل سڑک کے بیچ میں چل رہا تھا کیا ایک انجن کا اگلا حصہ برابر بائیں کے شانہ میں لگا انجن ڈیلور کا بیان تھا کہ یہ واقعہ دیکھ کر قریب تھا کہ خوف سے میری روح قالب سے نکل جائے اسلئے کہ یہ ایک خوفناک حالت تھی کہ ساری ریل اولٹ جاتی یا انجن ریلوے لین سے علیحدہ ہو جاتا جس سے پچھلی گاڑیوں کو نقصان عظیم پہنچتا۔
 سب سے زیادہ نازک یہہ امر تھا کہ یہہ خاص اسپشل کوئی معمولی گاڑی نہ تھی اور اس اسپشل ٹرین میں تقریباً ایک کٹر ڈوبیس لاک آدیسوں کا فرمائرو اور حاکم ملک دکن رونق افزا تھا۔

غرض انجن کی ہاتھی سے جب ٹکر ہوئی ہاتھی کے پاؤں زمین سے اتنے اوٹھے کہ قریب دس فٹ کے زمین سے بلند ہو کر ریلوے سڑک کے دہنی طرف علی مدہا تھی پر گرا اور اسی جگہ مر گیا اور علی مدہکا دہنی طرف دانت ٹوٹ گیا۔

انجن ڈیلور نے جب دیکھا کہ بڑی خوفناک حالت سے نجات ملی تو تھوڑی دور جا کر اسپشل کو اوس لئے روک لیا۔ انجن کی ہاتھی سے جب وقت ٹکر ہوئی تھی اس وقت ہر ایک شخص کو یہہ محسوس ہوا تھا کہ ٹرین کو کسی قسم کا صدمہ ضرور پہنچا۔ گاڑی ٹھہرانے کے بعد انجن ڈیلور نے اگر یہہ کل کیفیت بیان کی اور اوسکے بیان کے مطابق اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں سب احوال عرض کیا گیا ایسے نازک موقع پر صدمہ عظیم سے ریل گاڑی کا محفوظ رہنا یہ حضور پر نور کا اقبال تھا۔

صبح کے چہرے سواروں مبارک مان کو ٹھہر پونچھ مان کو ٹکے کے جھجھ میں بھی مثل

کیسا مندرم کے پانی بہت اور جہاڑی بستر تھی یہاں پر یہی شکار کی زیادہ امید معلوم نہ ہوئی اکثر گارون کی خبر آئی اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور چند بار شکار کو تشریف فرما ہوئے لیکن کوئی شیر نظر نہیں آیا۔

اٹھویں ماہ اپریل کو رفیع الدین نامی کو توالی کا ایک جوان خیمہ مبارک کے قریب پہر پر کھڑا تھا اوسکو سانپ نے کاٹا کو توالی کا گارڈ دور ہونے کے سبب سے کوئی جوان نزدیک نہ تھا کہ اوسکی بدلی کر سکتا ہر چند ملازمان سرکاری نے رفیع الدین سے کہا کہ خود چلے جاؤ اور اپنی بدلی کا جوان بھیج دو لیکن اوس نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے پہرہ کی جگہ چوڑ کر نہیں جاتا یہاں تک نہ رہنے اثر کیا کہ رفیع الدین بہوش ہو کر گر پڑا یہ خبر اسٹاف سرجن لقمان الدولہ بہادر کو پہونچی اوںہوں نے اگر جوان مذکور کو دیکھا اور اپنی خیمہ میں اوسکو لے گئے اور نہایت کوشش سے علاج کیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بحال رحم دلی دوسر فزائی خود رونق افزا ہو کر کو توالی کے جوان کو ملاحظہ فرمایا سانپ کاٹنے کے بعد جوان جو اپنے پہرہ کی جگہ نہیں چھوڑی یہ امر باعث خوشنودی خاطر اقدس ہوا رفیع الدین جوان کا کٹر سم سے برا حال رہا کسی طرح اوسکی زندگی کی امید نہ تھی لیکن اوسکی زندگی باقی تھی لقمان الدولہ کے علاج سے دوسرے روز صحت کی کچھ صورت نظر آئی اور دو تین روز میں وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے رفیع الدین جوان کو اس خدمت کے صلہ میں جو اس نے سانس کے کاٹنے سے اپنے پہرہ کی جگہ نہ چھوڑی جھرداری کے عہدہ سے سرفراز فرما کے ہانڈو

انعام مرحمت کیئے۔

دسویں ایریل کو دستِ پاکٹ سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور رحمہ اللہ کے لئے وہاں رونق افزا ہوئے ہاتھ نہ شروع ہوا شیر سامنے کے پہاڑ سے نکلا اور نالہ کی طرف دوڑتا جاتا ہوا نظر آیا اعلیٰ حضرت نے متواتر چار گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کی کمر تین لگی تہوڑی دور جا کر وہ شیر گر گیا۔

۱۹ ماہ اپریل ۱۸۹۳ء عیسوی مطابق ۲ شوال ۱۳۱۰ء ہجری کو سواری مبارک مان کوٹہ بلدہ میں رونق افزا ہوئی۔

بلدہ میں اولے برسنے

۱۳۱۰ء ہجری میں جب معمول عید ذی الحجہ کا دربار ہوا اس دربار میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بمقام خسرواں مرزا ولایت علی بیگ مرزا احمد علی بیگ مرزا حامد علی بیگ میر تین فرزندوں کو خانی اور بہادری کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اس سال میں موسم گرما کی نہایت درجہ شدت رہی اکثر اوقات دن کو بارہ بجے اگر مقیاسِ حرارت ورنڈہ میں ایک سو پانچ اور ایک سو آٹھ درجہ تک پہنچ جاتا تھا۔

غزوہ پلج کو کچا بر آیا اور بارش ہوئی اوس روز میرے پاس چند جہان افسر سکندر آباد سے آئے ہوئے تھے میں ان کو چوڑے کی گاڑی میں اپنے ساتھ سوار کر کے فوراً ان ہاتھ ڈرا لیا کرتا ہوا شام کے پانچ بجے حیدر آباد کلب کو گیا آفتاب غروب ہونے کے بعد بجلی کڑکنا اور

بادل گر جہاں شروع ہوا اسوقت میں اپنے اجباب سے کہا کہ بارش کی آمد قریب معلوم ہوئی
اب مکان کو جلد واپس جانا چاہیے میرے اجباب میرے ساتھ چوڑے مین سوار ہوئے
اور مین خود فوراً ان ہانڈ ڈرایو کرتا ہوا کلب سے باہر نکلا یکایک بارش شروع ہو گئی اور نہ
ہوا چلنے لگی جسوقت ہمارا چوڑا ہانڈ عامہ کے قریب پہنچا اسوقت ہوا اس زور سے
چلی کہ ہانڈ عامہ کے سامنے کا ایک درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گر پڑا۔ بارش کی شدت
اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سے یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ گھوڑے قابو سے نکل کے کہیں
چوڑے کو دے بہا گین بڑی احتیاط سے چاروں گھوڑوں کو آہستہ آہستہ ڈرایو کرتا ہوا
مین اپنے بنگلہ راحت منزل کے احاطہ کے قریب آ پہنچا۔ اسوقت پانی کے ساتھ چوڑے
چھوٹے او لے برسا شروع ہوئے چونکہ ہوا بہت تند تھی وہ چھوٹے چھوٹے او لے ہوا
کے طپا پنچون سے اس زور سے گرے کہ گاڑی کے گھوڑے بالکل پریشان ہو کر جھپکنے لگے۔
چوڑے مین جو لوگ سوار تھے انکو بھی اولوں کی چوٹ سخت ناگوار معلوم ہوئی
چونکہ ہوا شمال سے چلنی شروع ہوئی تھی اور وہ بالکل گھوڑوں کے منہ پر لگ رہی تھی اس کے
صدر سے گھوڑے راحت منزل کے دروازہ پر یکبارگی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے
بے قراری شروع کی بنگلہ مین اسوقت جتنے آدمی موجود تھے انہوں نے جب گھوڑوں
کی وحشت دیکھی فوراً اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور گھوڑوں کے پاس جمع ہو کر ان کے
بارش نہایت عجلت سے کہو لے اور ہم لوگ گاڑی پر سے اتر کر بنگلہ کی طرف گئے
اب او لے زیادہ برسنے لگے اور اومکے بارش کی اتنی شدت ہوئی کہ چند منٹ میں راستوں

تقریباً دو دو فٹ تک جمع ہو گئے نوکر لوگ گھوڑوں کو طویل میں پیونچا کر جب پلٹے تو اونکو پاؤں گھٹنوں تک اولوں میں اوتر جاتے تھے غرض اس قدر اولوں کی بارش ہوتی کہ تھوڑی دیر میں سب راستے بند ہو گئے شب کی تاریکی میں جس طرف راستوں اور جنگل کے کمپونڈ پر نظر کی جاتی تو سفید سفید اولوں کے فرش کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

میرے اجاب نے اس وقت میں اپنے صحیح و سالم پیونچنے سے پروردگار عالم کا شکریہ ادا کیا جیسے اولوں کی یکا یک کثرت سے بارش شروع ہو گئی تھی اگر اس موقع پر جنگل میں پیونچنے سے ہکودرہ دیر بھی ہوتی تو ہمارے چوڑے کے گھوڑے اولوں کے صدمہ سے ممکن نہ تھا کہ اپنی حالت پر قائم رہتے بلکہ بے اختیار جھٹکے گاڑی کو لے بہا گئے۔

غرض کامل ایک گھنٹہ تک او لے برستے رہے اور اولوں کے ساتھ ہوا ہی تند و تیز چلتی رہی جس کے صدمہ سے صد ہا تناور درخت جڑ سے اکھڑے گر پڑے آٹھ بج کے قریب شب میں او لے برینا موقوف ہوئے۔

دوسرے روز صبح کے وقت سوار ہو کے میں ڈیوڑھی مبارک کو لگیا تو راستوں کو دونوں طرف رات کے برے ہوئے او لے جمع تھے اکثر درخت گرے ہوئے پڑے تھے اور جو درخت باقی تھے اونکی شاخوں میں پتہ کا نام تک نہ تھا بلکہ اولوں کے صدمہ سے سب پتے جڑ کے اکثر شاخیں بھی ٹوٹ گئی تھیں اور درختوں کی چھال تک ٹکلی تھی۔ ڈیوڑھی مبارک میں پیونچنے کے بعد چوہداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ شب کو

ہمیشہ دس بجے ڈیوڈ ہی مبارک کے جلو خانہ کا دروازہ بند ہوا کرتا تھا اولون کی بارش کے بعد دروازوں کے بیچ میں اس قدر اولے جمع ہو گئے تھے کہ دروازہ بند کرنے کے لئے ہر چند کوشش کی گئی لیکن اولون کی کثرت سے دروازہ بند کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی جب دروازوں کے پاس سے اولون کا ٹھانا چاہا تو یہ بھی ممکن نہ ہوا اس لئے کہ آدمیوں کے پاؤں گھٹنوں تک اولون میں اتر جاتے تھے اور اطراف کے اولون کا اس قدر دباؤ پڑتا تھا کہ جس جگہ سے اولے ٹوکروں میں اٹھائے جاتے اوس جگہ پھر دوسرے اولے آجاتے تھے۔

شہر اولون کی زمینی معلوم ہوا کہ اولے برسا شروع ہوتے وقت جو گاڑیاں اڑ چکے باہر راستوں پر تھے اونکے گھوڑے یا بو گاڑیوں اور چٹکوں کو لیکر اس زور و شور سے بھاگے کہ اکثر گاڑیاں اور چٹکے ٹوٹ کے ضائع ہو گئے۔

شہر میں بہت سے مکانات اور دیواریں اولون کے صدمہ سے گر پڑیں اور جو مکانات سفالی تھے اونکے ٹھیکرے اولون سے ٹوٹ کے رینہ رینہ ہو گئے راستوں میں جہت طرف نگاہ اڑھتی اولے ہی نظر آتے تھے اور ایک دوسرے سے باہم ملکر بڑی بڑی سنگ مرمر کی سلون کی مثل دکھائی دیتے تھے حیدر آباد کے قدیم باشندے جیجی عمیرن انسی انسی نوڈ نوڈ برس کی تھیں وہ بیان کرتے تھے کہ بچنے اپنی عمر میں ایسے اولے حیدر آباد میں کبھی نہیں دیکھے۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس اور افواج باقاعدہ سرکاری کا عشرہ شریف محرم میں بلگرامیچ پاسٹ کیا

میجر جن صاحب جو حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس کے آغاز میں ان پکٹنگ افسر مقرر ہوئے تھے ۱۸۹۳ء عیسوی میں حیدرآباد زرینڈنسی کے وہ میٹری سکریٹری مقرر ہوئے اور انکی جگہ کپٹن فاسکن کا تقرر ہوا چونکہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس اور میسور دونوں ریاستوں کے امپیریل سروس ٹرولیس کا تعلق ان سے تھا اس لئے اکثر اوقات وہ میسور ہی میں رہا کرتے تھے اور تمام سال میں مہینہ دو مہینے کے لئے حیدرآباد آتی تھیں۔
محرم ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق جولائی ۱۸۹۳ء عیسوی میں اول باریہہ موقع تھا کہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس نے افواج باقاعدہ سرکاری کے ساتھ شریک ہو کر محرم شریف کے لنگہ میں پانچ پاسٹ کیا۔

۹ ماہ محرم کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے سواری مبارک جلوں شہانہ کے ساتھ حیدرآباد میں رونق افزا ہوئی اس مقام سے مراجعت فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے کنواریاں کے دو تھان مجھے عنایت فرمائے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکاریوں کے گنگوڑم قواریاں کی
طرف رونق افزا ہونا

نندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنت کی سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے

۱۹ ماہ رمضان ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۲۸ مارچ ۱۸۹۴ء عیسوی روز چہار شنبہ کو اسپتال ٹرین میں مقام وقار آباد کی طرف روانہ ہوئی اور اسٹیشن پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت کی اسپتال ٹرین اسٹیشن کے سائڈنگ پر علحدہ کھڑی کی گئی۔

جنگل میں چار شیروں کی خبر تھی ۲۰ رمضان مطابق ۲۹ مارچ روز پنجشنبہ کو (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اس خبر کے پہنچتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے شیر اعلیٰ حضرت کے فیل خاصہ کے بائیں طرف تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر نکلا چونکہ جہاڑ زیادہ گنجان تھی اس سبب سے شیر نظر نہیں آیا دوسرے روز (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور شکار کے لئے براہ ہو کر فیل خاصہ پر سوار ہوئے فیل خاصہ ایک نالہ کے کنارے کھڑا کیا گیا وہی طرف ممتاز یا جنگ اور بائیں طرف عثمان یا جنگ ہاتھوں پر کھڑے ہوئے ہانکے والے جب شور و غل کرتے ہوئے بڑے شیر نکل کر سید با عثمان یا جنگ کے طرف چلا کر ان کے ہاتھی کو دیکھ کر شیر بیٹ گیا اور اعلیٰ حضرت کی جانب اوس نے رخ کیا اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر فیل خاصہ کے پیچھے سے آہستہ آہستہ بائیں طرف کو چلا جا رہا ہے حضور پر نور نے بحال استقلال شیر کو نزدیک آنے دیا جب شیر پچاس گز کے فاصلہ پر پہنچا حضور نے گولی چلائی گولی شیر کے شانہ میں لگی شیر اوسے جگہ گر گیا یہ شیر بہت زبردست تھا۔

چونکہ شاہی کیا مپ سے یہہ جگہ بہت فاصلہ پر تھی اس لئے سواری بٹا

شب میں بہت دیر سے خیمہ گاہ کو پہنچنے پر اعلیٰ حضرت نے عثمان یار جنگ کو ایک عمدہ فورفٹی اکسپریس ریفیل مرحمت فرمائی۔ ۶ ماہ اپریل کو سویرج گھن ہوا آٹھ بجے دن کے گھن شروع ہوا آفتاب قریب آٹھویں حصہ کے گھن سے باقی رہا روشنی اس قدر باقی تھی جیسے آفتاب غروب ہونے کے بعد رہا کرتی ہے غرض سوال کو سواری مبارک اسپتال ٹرین کے ذریعہ حیدرآباد میں داخل ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیرکے شکار کیلئے تالاب پاکہال

کی جانب تشریف لیا

۲۵ شوال ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۵ مئی ۱۸۹۶ء عیسوی کو بندگانِ عالی اسپتال ٹرین میں

روانہ ہوئے اور مفصلہ ذیل مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

داور الملک افسر جنگ عثمان یار جنگ شرفیاب جنگ مظفر یار جنگ
مستحکم جنگ اسد یار جنگ لقمان الدولہ ممتاز یار جنگ فصیح الملک
جان نثار جنگ اسپتال ٹرین نمک ڈھائیٹھ پر شام کے تین بجے پہنچے اعلیٰ حضرت
حضور پر نور مع ہمراہیوں کے یہاں سے گاڑھیوں میں سوار ہو کر کیا پچند رات
میں رونق افرا ہوئے۔

یہ مقام پاکہال کے تالاب سے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے چند رات
کے اطراف میں چھاڑ بہت کم ہیں اکثر نالوں کے کناروں پر جو تالاب مذکور سے

نکلے ہیں گنجان درخت ہیں خمیں اکثر شیر رہا کرتے ہیں۔

پنجت بن کی صبح کو وٹیر کے نالے سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نورؐ کا کو تشریف لے گئے شیر بانکہ والوں کی بائیں طرف سے نکل گیا شام کے قریب اعلیٰ حضرت نے لشکر گاہ کو مراجعت فرمائی۔

دو شنبہ کو (وٹی واگ کے نالہ) میں گارا ہوا بندگان حضرت کے لئے ایک درخت پر بچان باندھا گیا بانکہ شروع ہوئے بیس منٹ ہوئے ہوں گے کہ نالہ کی بائیں طرف جو لوگ درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اونہوں نے غل کرنا شروع کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیر اسی طرف کو جا رہا ہے۔ شیر اون لوگوں کے شور سے پلٹ کر اعلیٰ حضرت کے درخت کے طرف آیا۔ درخت کے نیچے پانی کا ایک نالہ بہتا تھا شیر نے نالہ پر سوجھت کی بندگان حضرت نے ریفل چلائی گولی شیر کی گردن میں لگی شیر وہیں پر گر گیا چند منٹ گزرے نہ پائے تھے کہ دوسرا شیر جھاڑی میں سے نکل کر اعلیٰ حضرت کے بچان کے بائیں طرف آتا نظر آیا۔ نالہ کے کنارہ درخت اس قدر گنجان تھے کہ شیر برابر نظر نہیں آتا تھا مگر بانکہ والو شور و غل کرتے ہوئے بہت قریب پہنچ چکے تھے شیر غرا تا اور جست کرتا ہوا حضور پر نورؐ کے بچان کے قریب سے نکلا اعلیٰ حضرت نے گولی چلائی شیر زخمی ہوا اور تھوڑی دیر جا کر ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا۔ تمنا زیا جنگ اور عثمان زیا جنگ اپنے اپنے ہاتھوں پر دوڑے اور بائیں جانب کھڑے تھے وہ زخمی شیر آتا ہوا اونکو نظر آیا تھا مگر جس جھاڑی میں اوسو پناہ لی تھی وہ اس قدر گنجان تھی کہ شیر بالکل نظر نہیں آتا تھا اونہوں نے چند گولیاں ایں

جھاڑی میں اس خیال سے مارین کہ شیر باہر نکلے گا مگر وہ استفد رزنجی تھا کہ اوسین باہر نکلنے کی طاقت نہ تھی یہہ ماجرا جب شکاریوں نے آکر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خدمت مبارک میں عرض کیا تو میں اعلیٰ حضرت سے اجازت لیکر شیر کی جانب گیا وہاں پہونچا تو کچھ عجیب حالت دیکھی۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ باتیوں پر نالہ کے ایک طرف اور خواجہ امین الدین اور دیسائی دوسری طرف کھڑے ہوئے ہیں اور شکاری کتوں کو چھوڑ رکھا ہے درختوں کی جنبش اور شیر کی آواز پر گولی پر گولی چلا رہے ہیں میں نے اونگی گولیاں چلائی موقوف کراہیں اور دیسائی سے کہا کہ تم اپنی ریفل لیکر ایک بلندی پر جاؤ اور شیر جب جھاڑی میں نظر آئے تو اسوقت بندوق چلاؤ۔ دیسائی جب جھاڑی کے نزدیک گیا تو اسنے دیکھا کہ شیر زمین پر پڑا ہوا سسکا رہا ہے حملہ کرنے کے قابل نہیں ہے دیسائی نے ایک گولی اسکے سر میں ماری شیر کا کام تمام ہو گیا دونوں شیر جنہیں اعلیٰ حضرت نے ایک روز میں شکار کیا تھا شاہی کیا نپ میں لائے گئے اسکے بعد تین چار روز تک گارے کی خبر نہیں آئی ایک دن صبح کے وقت اعلیٰ حضرت عازم تالاب پاکہال ہوئے جس گاڑی میں شرفیاب جنگ فصیح السکاک نقان اللہ اور لالہ دین دیال فوٹو گرافر سوار تھے وہ اتفاق سے ایک نالہ میں جو راستہ میں واقع تھا اولٹ گئی اور یہ سب صاحب پانی میں گر پڑے۔ خوش قسمتی سے نالہ زیادہ گہرا نہ تھا قریب تین فٹ کے اس میں پانی ہو گا ان صاحبوں کی مضطرب الحالی اور سرسبکی ایسی حالت میں جب کہ انکے پاس کوئی مدد دینے والا موجود نہ تھا خوب اندرہ کیا جاسکتی ہے

بہر حال سب صاحب پانی سے نکلے چونکہ دوسرا لباس ان کے ساتھ نہ تھا بھجوری وہی بیگیلے کپڑے پہنے رہے اعلیٰ حضرت کو جب یہ خبر پہونچی تو حضور پر نورؐ نے استفسار احوال کے لئے ایک سوار روانہ فرمایا تھوڑی دیر میں یہ سب صاحب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور نالے میں اپنے گرنے کی کیفیت بالمشافہ عرض کی وہاں سے سواری مبارک تالاب پاکہال پر پہونچی۔

ایک پتہ رست فیٹ اونچا ڈیڑھ فیٹ چوڑا جیسے چاروں طرف حروف کندہ ہیں اس تالاب کے بند پر پڑا ہوا تھا میرے بہائی نادر جنگ جبکہ عتہ ۱۳۰۱ ہجری میں پاکہال کے تالاب کے طرف تسکار کو گئے تھے تو اونہوں نے اوش پتہ کو ایک پختہ چبوترہ بنوا کر وہاں نصب کر دیا تھا اب وہ پتہ وہاں موجود ہے حرمون کی شکل سنسکرت اور تہلکی خط سے کچھ ملتی ہوئی ہے غالباً یہ پتہ تالاب پاکہال کی تاریخ کا ہوگا جیسے سنہ تیاری تالاب اور بنانے والے اور حاکم وقت کا سب احوال خلاصہ تحریر ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خط کو کوئی پڑھ نہیں سکتا نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا خط ہے سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں تالاب پاکہال کو آئے تھے اونہوں نے اس پتہ کا فوٹو لیا۔ اور موم کے بڑے بڑے تختے بنا کر اس پر حبان کئے اور اسکے حروف اون تختوں پر اڑھائے اور وہ سب تختے ولایت کو لے گئے کہ وہاں کے میوزیم میں کسی قدیم زمانہ کے حروف سے ان کو مطابقت ہوگی لیکن نتیجہ اسکا کچھ سماعت میں نہیں آیا کہ اس میں

کامیابی ہوئی یا نہیں۔

تالاب کے بند پر سرکاری خیمے نصب کئے گئے تھے۔ اعلیٰ حضرت خدام شاہی مین رولق افروز ہوئے بعد چائے نوشی کے حضور پر نور نے اطراف و جوانب میں سیر و تفریح کے لیے قدم رنجہ فرمایا اور ایک بلند مقام کو جسے شاہی جیو ترہ کہتے ہیں ملاحظہ کیا شلم سواری مبارک واپس آئی۔ اتفاق سے اس شب میں ماہ کامل تھا۔ جو پہاڑ کو تالاب میں ہے اس کے پیچھے سے چاند کا ٹکنا اور اس کے عکس کا پانی میں پڑنا تالاب کے پانی میں ہوا سے کبھی کبھی جنبش ہونا کنارے کے درختوں کے سایہ کا پانی میں منعکس ہونا بعض جانوروں کا درختوں پر بولنا عجب خرا دیتا تھا تالاب کے بند پر دیر تک حضور پر نور برآمد رہے اس کے بعد سواری مبارک کی پانچ روایتیں کو واپس آئی تین چار روز تک گارے کی خبر نہیں آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور ۸ مئی روز دوشنبہ کو بطن واسنیف کے شکار کے لئے تشریف فرما ہوئے اور واپسی کے وقت جنگلی مرغ اور خرگوش شکار فرمائے۔ چند راتیں بیٹھ میں چیتل کشت سے ہیں ایک دن شام کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے چیتل کے شکار کے واسطے غم فرمایا اور فرود گاہ شاہی کے قریب ایک چیتل شکار کیا۔

۱۳ مئی دوشنبہ کے روز ڈاکٹر بری شے گارے کی خبر آئی شکاریوں کی زبانی معلوم ہوا کہ نالہ میں تین خیرون کے بچوں کے نشان ہیں نالے کے درمیان جو ایک درخت تھا اوپر حضور پر نور کے لیے پھان باندھا گیا تاکہ شریع ہو کر چیتل منٹ

گزرے ہوں گے کہ ایک شیر اعلیٰ حضرت سے تقریباً پچاس گز کے فاصلہ پر جاتا ہوا
نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی شیر کے شکم میں لگی اور شیر زخمی ہو کر سامنے
کی جھاڑیوں میں چلا گیا۔ ہانکے والوں کے شور و غل سے معلوم ہوا کہ دوسرا شیر نالے
کے کنارے کنارے آ رہا ہے وہ شیر سیدہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف آیا جب
درخت کے قریب پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کر دیا گولی
شیر کے گردن میں لگی وہ اوسی جگہ رہ گیا سامنے کے درختوں پر جو آدمی بٹھلائے
گئے تھے اولن میں سے ایک گاؤن والے نے پکار کر کہا کہ ایک اور شیر جھاڑی
میں سے نکل کر دوڑتا ہوا جا رہا ہے غرض یہ تیسرا شیر تیز بہاگتا ہوا نالہ کے مقابل
کے کنارے پر نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر دو گولیاں چلائیں چونکہ حضور پر نور
اور شیر کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا اور شیر جھاڑیوں میں نہایت تیز بہاگ رہا تھا
ایک گولی اوسکے پنجہ میں لگی شیر آواز دیکر اوسی طرح جھاڑی جھاڑی چلا گیا۔
اول شیر پر جو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے گولی چلائی تھی وہ زخمی ہو کر تھوڑی دور گیا
اور ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا شکاری لوگ جو کہ اطراف میں درختوں پر بیٹھے ہوئے
تھے اونہوں نے زخمی شیر کو جھاڑی میں جاتے وقت دیکھا۔ ممتاز یار جنگ
اور عثمان یار جنگ دونوں طرف سے اپنے اپنے ہاتھی اوس جھاڑی کے نزدیک
لے گئے جس میں وہ شیر بیٹھا ہوا تھا۔ شیر پر شکاری کتے چھوڑ دے گئے شیر کتوں کو
دیکھ کر جھاڑی سے نکلا اور حضور پر نور کے مچان کے طرف چلا۔

یہ شیر زخمی ہو کر جس راہ سے اس جانب آیا تھا اسی راہ سے پیر واپس ہوا جو لوگ کہ درختوں پر بیٹھے تھے اونہوں نے پکارا کہ شیر واپس چلا آ رہا ہے ٹیپو خان یہاں رہا جو کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے چان کے نزدیک زمین پر کھڑے ہوئے تھے شیر کے آئینہ کا شور و غل سن کر تعایت سر اسیمہ ہوئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون سے ارشاد فرمایا کہ درخت پر چلے آئیں خان موصوف میٹر ہی کے ذریعہ سے درخت پر بسعرت و چالاکی تمام چڑھے ہنوز اوپر نہیں پہنچے تھے کہ شیر درخت کے پتے اگیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایک گولی مین اسکا کام تمام کیا یہ شیر پہلے شیر سے پانچ قدم کے فاصلہ پر گر۔

ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ شیر زخمی ہو کر چلا جائے اور پیر اسی جگہ واپس نہ۔ اور اسی مقام پر شکار کیا جاوے۔

تیسرا شیر جو کہ زخمی ہو کر چلا گیا تھا اسکی تلاش کی گئی ہر چند وہ نالے سے باہر نہیں گیا تھا لیکن چونکہ بعض مقامات پر جھاڑی اور گنجان درخت تھے اور شام کا وقت بھی ہو گیا تھا اس لئے اسکی جستجو میں کامیابی نہیں ہوئی سواری مبارک فرود گاہ شاہی کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

دوسرے روز گارا نہیں ہوا سواری مبارک فرود گاہ دین رونق افزا رہی چند شکار کی لوگ زخمی شیر کی تلاش کے لئے بھیجے گئے۔

۱۴ مئی دو شبنہ کے روز شیطان راما اور بیگا جو کہ منجیل تالاب پاکہال کے مشہور شکاریوں سے ہیں یہ دونوں خبر لائے کہ زخمی شیر نے شب گذشتہ میں ایک جانور کو

مارا اور اوسکو کینچ کر ایک جھاڑی میں گے گیا اور اسی جھاڑی میں بیٹھ کر پہلے کو کہا ہارو۔
 اور دوسرا شیر صبح کو طلوع آفتاب کے بعد جھاڑوں کے طرف سے آیا اور الم بری کے
 نالہ میں چلا گیا یقین ہے کہ یہ دونوں شیر ایک ہانکہ میں حضور پر نور کے سامنے آئینگے
 یہ خبر سنتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے ہانکہ شروع ہوا تو بڑی دیر کے
 بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شیر جھاڑی جھاڑی سیدھا حضرت
 کے درخت کے طرف آ رہا ہے لیکن جھاڑی اور گہانہ زیادہ ہو چکا ہے کبھی نظر آتا ہے کبھی
 نظر سے غائب ہو جاتا ہے یکایک حضور پر نور کی نظر شیر پر پڑی کہ شیر نے اعلیٰ حضرت
 حضور پر نور سے تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر جھاڑی سے سڑکا لاہنوز شیر کا نصف دھڑ بھی
 باہر نہیں آیا تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اوسکے سر میں ایک گولی ماری جس سے
 شیر اسی جگہ گر گیا۔ صرف شیر کا سر اور اگلے دونوں ہاتھ باہر رہے اور باقی جسم اوس کا
 جھاڑی کے اندر رہا ہانکہ دے بھی قریب پہنچ گئے لیکن زخمی شیر کا کچھ نشان نہ ملا
 شکاری لوگ اوسکی تلاش میں گئے دیسائی نے درخت پر سے دیکھا کہ زخمی شیر ایک
 جھاڑی میں بیٹھا ہوا ہے اوس نے گولی چلائی گولی شیر کی کمر میں لگی وہ اسی جگہ رہ گیا۔
 یہ زخمی شیر جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ کے لئے لایا گیا حضور پر نور نے
 ملاحظہ فرمایا کہ اوس کا زخم تین روز میں بہت زیادہ ہو گیا تھا اور خود شیر نے اپنے منہ سے
 کھٹ کر اپنے زخم کو بڑھا دیا تھا۔

صاحبان شکار دوست کو ایسا اتفاق بہت کم ہوا ہو گا کہ مختلف طور پر تین روز

میں جب ہانکے ہو تو ہر ہانکے میں دو دو شیر شکار ہوں جیسا کہ علحضرت حضور پر نور نے
۱۵ مئی روز دوشنبہ کو دوشیر ۱۲ مئی روز شنبہ کو دوشیر اور ۱۴ مئی روز دوشنبہ کو
دوشیر شکار فرمائے۔

۱۵ مئی ۹ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ چکٹ پاپلی کے نالین
شیر ہیلے کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا ہے اور شیر کے پاؤں کا نشان مالے سے باہر
جائیکا کہیں نہیں ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ شیر نالہ میں موجود ہے علحضرت حضور پر نور
یہ خبر سماع فرما کر فوراً مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے یہ نالہ تقریباً سو گز چوڑا ہو گا۔
اسکینچ میں گھانس اور سبز جھاڑی تھی اور اوسمیں پانی بہتا تھا۔

شیر ہیلے کو مار کر ایک گنجان جھاڑی میں لے گیا تھا۔ ہانکے شروع ہوتے ہی شیر حضور
پر نور کے سامنے آیا۔ علحضرت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی شیر کے شکم میں دہنی
طرف لگی اور بائیں طرف سے پار ہو گئی جب طرف سے گولی لگی تھی اوسطاً تو ایک چوڑا
سا سوراخ تھا لیکن جب طرف سے گولی اکسپرس ریفل کی نکلی تھی اووہر بہت بڑا چہہ انچہہ
چوڑا زخم ہو گیا تھا اوس زخم سے خون بہہ رہا تھا اوہیٹ سے آنتین وغیرہ گر رہی تھیں۔
ایسی حالت میں شیر جھاڑی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اوسکی تلاش کی گئی بعد کو
بھی خیال ہوا کہ اگر زخمی شیر کی تلاش اسوقت موقوف کیجاوے تو مناسب ہو گا۔
اسلئے کہ اور جھاڑیوں میں زخمی شیر کو دھونڈتے وقت ہمیشہ شکاریوں کو ضرر پہونچنے
کا اندیشہ ہوتا ہے دوسرے روز یہ شیر ضرور مردہ ملے گا لہذا سواری مبارک فرود گاہ

شاہی کو واپس آئی۔

دوسرے روز میں صبح کو مع چند شکاریوں کے زخمی شیر کی تلاش میں گیا شکاری
کئے خون کے نشان پر چھوڑے گئے۔ شہے میں لاتھی پر سوار ہو کر کتوں کے پیچھے چلا
ایک جگہ نالہ کا پانی عمیق تھا ایک درخت مقابل کے کنارے سے گر کر دوسرے
کنارے کی زمین کے طرف آ رہا تھا جسکے ذریعہ آدمی اور جانور مثل پل کی نالہ سے
عبور کر سکتے تھے یہ شیر اوس درخت پر سے نالہ کے دوسری طرف چلا گیا تھا مگر کنار
کے اوپر چڑھتے وقت اوس کے احتشاکے اجزا جھاڑی میں لپٹ گئے شیر ویسا ہی
چلا گیا تقریباً چوبیس فیٹ تک اوسکے اندرونی اجزا جھاڑیوں میں لپٹ کر رہ گئے تھے
جو کہ بعد کو حضور پر نور کے ملاحظہ میں لائے گئے ایک جھاڑی میں وہ شیر مردہ ملاویب
بارہ بجے کے فرد گاہ شاہی میں اوسکو لائے اسکے بعد چند روز تک شیر دن کی خبر
نہیں ملی۔

۲۱ مئی مطابق ۱۵ ذیقعدہ کو اتم بری کے نالہ سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے
حضور پر نور مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے اور اس نالہ میں شام اعلیٰ حضرت نے
ایک شیر شکار فرمایا۔

دوسرے روز شنبہ ۲۲ ماہ مئی ۱۶ ذیقعدہ کو غم فوائے مانگوٹہ ہوئے راستہ میں
گھوڑوں کی ڈاک بٹھلائی گئی تھی دو بجے سواری مبارک چند رائے پیدہ سے روانہ
ہوئی سات بجے شام کے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کیا نپ مانگوٹہ میں داخل ہوئی۔

۲۸ مئی ۱۲ ذیقعدہ جمعہ کے روز گنڈڑ ج مرگلو کے پہاڑ سے گارے کی خباہی
 شکار یوں نے پہاڑ کے اطراف میں احتیاطاً اس خیال سے آدمی بٹھلا دے کہ اس
 پہاڑ کے اطراف میں میدان ہے اور اکثر لوگ راستہ چلتے ہیں اگر کوئی شخص یا جانور
 پہاڑ کے نزدیک آئیگا تو اوسکی آہٹ سے شیر اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے گا۔
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور جنگل میں رونق افروز ہوئے ہانکد شروع ہوا حضور پر نور
 نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر بھاڑ کے اوپر سیاہ پتھروں میں سے نکلا اور آہستہ آہستہ
 نیچے آیا تقریباً جب ساٹھ وار کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا تو حضور پر نور نے اوسپر گولی
 چلائی گولی سے شیر کی کمر توٹ گئی اور وہ تھوڑی دور جا کر گر گیا قریب شام کے سواری
 مبارک فرود گاہ کی طرف واپس آئی۔

۲۷ جون ۲۷ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ فرود گاہ شاہی سے
 نہایت قریب تقریباً نصف میل پر مغرب کی جانب شب گزشتہ میں شیر نے
 گانوں کے ایک پیل کو مار کر کہا یا ہے اور اب وہ شیر ایک پہاڑی میں بیٹھا ہوا ہے۔
 اس خبر کے سنتے ہی فوراً شکار کا سب انتظام کیا گیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور مقام
 مذکور میں تشریف لے گئے شکاریوں نے جبکہ دور سے بتایا کہ شیر اوس پہاڑی میں
 ہے تو کسی کو یقین نہیں آیا اس لیے کہ ایسی پہاڑی میں جس کے اطراف سب میدان ہو
 شیر جانور کو مار کر وہیں بیٹھا رہے قرین قیاس بات نہیں ہے غرض کہ اوس پہاڑی کے
 قریب ایک درخت پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے لیے پھان باندھا گیا۔ حضور پر نور کے

کے چان پر تشریف فرما ہوتے ہی ہانک شروع ہوا ہانکے والوں کا شور کرنا تھا کہ شیر اپنی جگہ سے جست کر کے نکلا اور سید با حضور پر نور کے سامنے آیا۔ حضور پر نور کی پھلی ہی گولی اسکے دل پر پڑی جس سے وہ اسی جگہ گر گیا۔ احتیاطاً اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے دوسری گولی بھی چلائی جو کہ شیر کی گردن میں لگی یہ شیر نہایت جلد شکار ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا لشکر گاہ سے روانہ ہوتا اور شیر کو شکار فرما کر پھر کیا نپ میں مراجعت کرنا شاید یہہ کل امور دیر ۶ گھنٹہ میں ہوئے ہونگے۔

۱۲ جون ۸ ذی الحجہ کو راجول کے جنگل سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شکار گاہ کے طرف رونق افروز ہوئی ایک شیر سانے سے دوڑتا ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو نظر آیا حضور پر نور نے ایک ہی گولی میں اسکا کام تمام فرمایا۔

۱۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری کو فرد گاہ شاہی میں عید کا دربار ہوا ہمارا ہیان سوار مبارک و صوبیدار صاحب و تعلقدار صاحب اور جمیع عہدہ داران ضلع و زنگل دربار میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے برآمد ہو کر سب حاضرین کی نذرین لین اس ہفتہ میں نہایت زور و شور کے ساتھ بارش ہوئی موسم گرمی کی حرارت بروقت سے بدل گئی تہرما میٹر یعنی (مقیاس الحرارت) شب کو ۷۰ درجہ تک پہنچ جاتا تھا صبح و شام اچھی سردی ہونے لگی جنگل میں چاروں طرف سبزہ نمودار ہوا۔

۲۱ جون ۱۰ ذی الحجہ کی گزشتہ شب میں خوب بارش ہوئی دن میں بھی پانی

پڑتا رہا نوجمے کے قریب شکاری لوگ خبر لائے کہ ایک شیر گنڈ راج مڑگو کے پہاڑ
میں ہیلہ کو مار کر ریف سے زیادہ کہا گیا ہے اور وہاں پر موجود ہے اس پہاڑ میں پہلو
دو بار ہانکہ ہوا تھا لیکن کوئی شیر نہیں ملا تھا اسلئے میں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی
رونق افروزی سے قبل اوس مقام پر جا کر دیکھا اور پہاڑ اور جنگل انتظام کیا صبح سے
پانی کچھ کچھ پرستا تھا لیکن بارہ بجے سے مینہ بڑے زور سے برسنے لگا اور چار بجے
تک برستار ہا ساڑھے چار بجے سواری مسارک شکار گاہ کے طرف روانہ ہوئی جس
جگہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے لئے چان باندھا گیا تھا وہ جگہ فاصلہ پر تھی وہاں پہونچ
تک ساڑھے پانچ بجے کا وقت ہو گیا۔

حضور عالی جب چان پر رونق بخش ہوئے اوس وقت آفتاب غروب ہو چکا
تھا ہانکہ والے شور و غل کرتے ہوئے پہاڑ کے طرف بڑھے اوس پہاڑ میں طاوس
بہت تھے بڑی لابی لابی دمون کے طاوس اوس پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی
طرف اوڑھ کر جاتے ہوئے نظر آئے ابر تو پھلے ہی سے چاروں طرف محیط تھا اور
کچھ کچھ بوندیں بھی پڑ رہی تھیں آفتاب کا غروب ہونا تھا کہ بالکل اندھیرا ہو گیا۔
ہانکہ والے پہاڑ کے اوپر پہونچ کر کھڑے ہو گئے اور تاریکی کے باعث نیچے اونٹ
کی جرات نہ کر سکے پہاڑ کے ان پر ہی سے شور و غل کرتے رہے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ اندھیری رات میں جبکہ مینہ برستا ہو شیر کے شکار کئے
جانے کی کس طرح امید ہو سکتی ہے شب کے ساتھ بجے ہانکہ والوں کا شور و غل پہاڑ

کم ہوا پانی کے ترشح کے باعث درختوں کے پتوں کی آواز کے سوا اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے سامنے جو جھاڑی تھی یکایک اوسین سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی جانور کودا ہو جو پتے درخت کے پتے جمع تھے اونچی کھڑکھڑاہٹ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو معلوم ہوا کہ کوئی جانور سامنے کی جھاڑی سے سیدھا درخت کے پتے آرہا ہے جانور کے پاؤں سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز جو ہوتی تھی اوسکو میں نے بھی سنا لیکن ہر چند غور کر کے دیکھا تاہم یہی کہ باعث کچھ دکھائی نہیں دیا جانور کے پاؤں کی وہ آہٹ جبکہ خاص اوس درخت کے پتے پیونچی جیسے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا بچان تھا تو اسوقت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی کے چلتے ہی شیر نے آواز دی جس سے ثابت ہوا کہ گولی شیر کے لگی جس طرح شیر کے لٹکی آہٹ درخت کی جانب سے سنائی دیتی تھی اوسی طرح اوسکے جانے کی آہٹ کچھ دور تک سنائی دی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ تاریکی میں ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا سا جانور درخت کے پتے سے دوڑتا ہوا جا رہا ہے جس پر میں نے فائر کیا جب اوس نے گولی کہا کر آواز دی تو معلوم ہوا کہ شیر ہے اب یہ نہ فکر دانگیں ہوئی کہ شیر کے کس جگہ پر گولی لگی اور وہ اب کس قدر زخمی ہے اور اوسکے تلاش کس تدبیر سے کیجاوے اگر دوسرے روز تلاش کیجاوے تو اسوقت جو آدمی درختوں پر جو طرف بیٹھے ہیں وہ کیونکر بلائے جائیں اس لئے کہ زخمی شیر شاید سو بچاں قدم تک جا کر بیٹھ رہا ہو گا اور پیادہ آدمی اوسکے پاس سے

ہو کر گزریں گے تو ایسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اون لوگوں کو گزرنے پر بچا لینگا۔
 رات کے وقت آدمی شیر کو برابر دیکھ نہیں سکتا لیکن شیر آدمی کو دور سے
 دیکھ سکتا ہے غرض کہ اس وقت یہ سب امور ایسے تھے کہ صاحبان شکار دوست کو
 ایسے امور کا بہت کم اتفاق ہوا ہوگا۔

میں نے اس وقت اون لوگوں سے جو حضور پر نور کے مچان کے پیچھے بیٹھے
 تھے پوچھا کیا شیر تم لوگوں کے طرف سے گیا ہے سب نے جواب دیا کہ کوئی جانور اس طرف
 نہیں آیا اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ شیر اس درخت کے قریب میں رہے جس کے
 مچان پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور تشریف فرما ہیں۔

اس اثناء میں ممتاز یار جنگ فیل خاصہ علی مدد کو لیکر قریب آئے میں اعلیٰ حضرت
 حضور پر نور سے اجازت لیکر مچان سے اوترا اور ممتاز یار جنگ کے ساتھ علی مدد ہاتھی
 پر سوار ہوا ٹیپو خان بہادر جو کہ ہاتھی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں ایک
 چورالٹین تھی جسکی روشنی سے ہاتھی کے سامنے کوئی شے معلوم ہوتی تھی میں اس طرف
 کو روانہ ہوا ہاتھی تقریباً سو گز چلا ہوا کہ چورالٹین کی روشنی سے مجھ کو دکھائی دیا کہ
 راستہ میں مردہ شیر پڑا ہوا ہے۔

صاحبان شکار دوست میری اس وقت کی خوشی کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس
 درجہ ہوگی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے جس شیر کو شب کی تاریکی میں شکار کیا تھا اور
 اس کے ملنے کی اس وقت میں بہت کم امید تھی اور اس کے ضرر پہونچانے کا زیادہ تر

اندیشہ تھا وہ ایسی آسانی سے سامنے پڑا ہوا لمبا سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہی
اوس شیر کے شکار ہونے سے نہایت محفوظ ہوئے قریب دس بجے شب کے
سواری مبارک فرود گاہ کو واپس آئی۔

۵۴ فروری کچھ سواری مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی مائیکوئہ سے روانہ ہو کر دوسرے
روز گیارہ بجے رونق بخش حیدر آباد اسٹیشن ہوئی وہاں سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور
گھوڑے پر سوار ہو کر دیوڑھی مبارک میں تشریف لائے۔

مدرسہ اصفیٰ کی بنیاد اور اس کا آغاز

جس زمانہ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھے فوجی خدمت مرحمت فرمائی ہے
اوس زمانہ سے جو انون اور انسرون کی اولاد کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ میرے پیش
نظر تھا اور ان کی اہل تعلیم کے واسطے ہر ایک رجمنٹ میں بیٹے ایک ایک
مدرسہ قائم کیا تھا اور نو ملازم جو انون کے ذمہ تین سال تک مدرسہ میں جانا اور
ضروری تعلیم لینا لازم کیا تھا لیکن رجمنٹوں کے مدرسوں میں استادوں کی ماہور
کم ہونے کے سبب سے اچھے لائق تسلیم یافتہ مدرسین کا ملنا ناممکن تھا اور سرکاری
بڑے مدرسے جیسے نظام کلج یا مدرسہ اغوہے رجمنٹوں سے بہت فاصلہ پر واقع تھے
اس سبب سے سپاہیوں کے بچوں کو وہاں جانا دشوار تھا ان وجوہ سے میں نے یہ
تجویز کی کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خاص فوج کے جو انون اور انسرون کے بچوں کی

تعلیم کے لئے ایک بورڈنگ ہوس قائم کیا جائے۔

چنانچہ ۱۹۶۶ء عیسوی میں اپنے اس دلی ارادہ کو سب افسروں کے سامنے ظاہر کیا گو لکئڈہ برگیزڈ اور اسپتال سروس ٹروپس کے کل افسروں نے میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ ہر ایک افسر اور سپاہی اپنی ایک ایک ماہوار اس مدرسہ کی تعمیر کے لئے دے اور اسکی تعمیر اور امتدادوں کی ماہواروں کے لئے سرکار سے بھی مدد مانگی جائے۔

ملک پیٹھ میں آسمان گڑھ اور پلٹن صرف خاص کی لین کے درمیان ایک خوش فضا قطعہ زمین اس مدرسہ کی بنا کے لئے انتخاب کیا گیا اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پیشگاہ اقدس میں اس مدرسہ کی تعمیر اسکنام (مدرسہ آصفیہ) رکھنے کے لئے درخواست پیش کی گئی حضور پر نور نے براجم خسروانہ ان دونوں درخواستوں کو منظور فرمایا۔

دوسری ربیع الاول ۱۳۱۲ھ بمطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء عیسوی مدرسہ آصفیہ کا پایہ ڈالنے کے لئے مقرر کی گئی مدارالمہام سرکار عالی کا ارادہ تھا کہ پایہ قائم کرتے وقت بذات خود شریک ہوں لیکن اس تاریخ میں اوکنا مزاج ناساز تھا وہ بذات خود شریک نہ ہو سکے اور بجائے مدارالمہام صاحب نواب فخرالملک بہادر معین المہام تعلیمات نے اس مبارک کلام کو انجام دیا مدرسہ آصفیہ کی بنیاد قائم کرتے وقت گو لکئڈہ برگیزڈ اور اسپتال سروس ٹروپس کے کل افسر اور زمین کشن افسر اور فوجی جوان حاضر تھے شہر کے اعیان اور عزیزین میں سے بھی اکثر حضرات تشریف لائے تھے غرض نہایت کامیابی

کے ساتھ مبارک ساعت میں مدرسہ آصفیہ کا پایہ تخلیق کیا گیا کیپٹن ممتاز یار جنگ بہادر کو شروع سے اس مدرسہ کی بنیاد کی نسبت نہایت درجہ سعی و اہتمام تھا اور ایسے امور کے ساتھ انکو ہمیشہ سے دلچسپی رہی اسلئے مدرسہ کی تعمیر کا کام ان کے تفویض کیا گیا۔ اہالیان فوج نے جتنی کمک دینی چاہئے تھی اوسمین کمی نہیں کی مدرسہ آصفیہ کی تعمیر نہایت حسن انتظام سے شروع ہوئی ایک سال کی مدت میں مدرسہ کے کمرے تعمیر ہو کر اس قابل ہو گئے کہ طلبہ و نمین قیام کر کے اکتساب علم میں مشغول ہوں اور سرکار کی جانب سے استادوں کی ماہوار کے لئے تین سو روپیہ ماہانہ مقرر ہو گئی۔

مدرسہ میں پڑھائی کے تین درجے رکھے گئے فٹ۔ سکینڈ۔ تھرڈ۔ فوجی افسروں کے فرزند فٹ کلاس میں شریک ہوتے اور پندرہ روپیہ ماہانہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے داخل کرتے تھے ایک لڑکے کے قیام کیلئے ایک ایک کرہ دیا جاتا تھا جو فیس کے انکی طرف سے داخل ہوتی اوسمین انکے کہانے وغیرہ روزمرہ کی ضرورتوں کا نہایت اچھے طور پر اہتمام کیا جاتا تھا۔ سکینڈ کلاس میں نو روپیہ اور تھرڈ کلاس میں تین روپیہ طلبہ کی طرف سے ماہانہ داخل کیا جاتا تھا جنہیں میں ایک فوجی افسر مدرسہ کی ضروری انتظامات کے واسطے سکریٹری مقرر کیا جاتا اور کیپٹن ممتاز یار جنگ بہادر عالم امور کی کل نگرانی رکھتے تھے۔

ابتداء میں سرکار سے جب قدر طلبی امداد کی امید تھی اوسنی مدد نہ ملنے سے مدرسہ کی تعمیر کی تکمیل جیسی کہ چاہیے نہ ہو سکی لیکن جہاں تک ممکن ہوا اوسکی تعمیر کا حصہ

جاری رکھنے میں کوشش کی گئی۔

احمد یار جنگ مرحوم کی بی بی نے اپنی طرف سے مدرسہ میں تین ہال اپنے خاص اتہام سے تعمیر کرا دیے ہیں۔

مدرسہ کے مکانات اور طلبہ کے قیام کے کمر دن کے سوا ایک مسجد کا مدرسہ کے ساتھ ہونا ضروری امر تھا اس لیے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی چہلسالہ جوبلی کی مبارک تقریب میں جو رقم علاقہ صرف خاص میں جلسوں کے لئے جمع ہوئی تھی کیٹی صرف خاص کی رائے سے پندرہ ہزار روپیہ اسمین سے مدرسہ آصفیہ کی مسجد کے لیے لے اس رقم سے مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی امید ہے کہ آئندہ سرکار کی اور تہوڑی امداد سے مسجد پوری ہو جائے گی لیکن مدرسہ میں ہنوز بہت کام باقی ہے تاوقتیکہ گورنمنٹ کی خاص توجہ اور مالیان فوج کی دلی کوشش صرف نہ ہوگی اس وقت تک اس کے مقاصد میں پوری پوری کامیابی ناممکن ہوگی۔ اقتراح مکر کی وقت جو اسپنج میں لے دی تھی اور وہ اسپنج جمیع مقاصد مدرسہ آصفیہ کو شامل ہے اس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ اسپنج

نواب فخر الملک بہادر و حاضرین۔

افواج گوگنڈہ برگیدہ ایمپریل سروس ٹروپس جمعیت نظام محبوب صرف خاص انفنٹری اور

رسالہ جوش کی مجموعی تعداد اندازاً پانچ ہزار ہوگی۔ انوج مذکور کے افسروں اور جوانوں کے لڑکے شمار میں چار سو پینسٹھ ہیں۔ یہ لڑکے جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے رسالہ کے مدرسن میں تعلیم پاتے ہیں۔ سب سے اول یہہ امضہ دی ہے کہ میں ان بچوں کی موجودہ تعلیمی حالت کی ایک مختصر سی کیفیت بیان کروں۔

ان افواج کے ہر ایک رجمنٹ میں ایک استاد مقرر ہے جسے پندرہ روپیہ ماہوار دی جاتی ہے اس معلم کی علمی استعداد کا یہ حال ہے کہ سوائے معمولی اردو پڑھانیکے اور اسے کچھ تعلیم دینی نہیں آتی۔ یہہ معلم رجمنٹ کے بچوں اور نو ملازم جوانوں کو صرف اردو سکھاتا ہے ظاہر ہے کہ جو تعلیم اس قسم کے معلمین کے ذریعہ سے دلائی جائے گی اسکا نتیجہ متعلمین کے حقیقہ کیسا غیر مفید ہوگا۔ جب میں نے اپنی فوج کے افسروں سے اون کے بچوں کی تعلیمی حالت دریافت کی تو مجھے معلوم ہوا کہ زیادہ تر لڑکے رجمنٹل اسکولوں میں جسٹائیٹے ذکر کیا ہے تعلیم پاتے ہیں اور انہیں سے بعض ایک یا دو گھنٹہ گھریا نگری پڑھ لیتے ہیں جو ایک استاد پانچ چھ روپیہ ماہوار لیکر انکو سبق دیدیتا ہے ہماری فوج کے عہدہ داروں کے بچوں کی تعلیمی حالت واقعی قابل افسوس ہے بچپن سے ہی سواری اور دیگر فنون سپگری کا شوق بدرجہ غایت انہیں پایا جاتا ہے مگر پڑھنے کے طرف مطلق ان کی طبیعت کا رجحان نہیں ہوتا ان کے والدین بھی انکی تعلیم و ترتیب میں کافی کوشش نہیں کرتے صرف اونکے نام رجمنٹل اسکولوں میں داخل کر دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو یہاں خاطر خواہ علم حاصل ہو جائے گا۔ اسی غلط فہمی کا باعث ہو کر کار علی

کی کثیر تعداد افواج کے بہت کم افسروں کے بطور کے مدرسہ عالیہ و مدرسہ اعزہ وغیرہ کے فوآدر سے متمتع ہوتے ہیں کیسے افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ شائستگی اور فضیلت کے زمانہ میں جبکہ علم کا آفتاب نصف النہار کے قریب پہنچ گیا ہے اور ہماری گورنمنٹ اشاعت علوم کے لئے لکھو لکھو روپیہ صرف کر رہی ہے ہماری فوج کے افسروں کے بچے علم کی نعمت سے محروم رہیں۔

مدت سے میرا خیال تھا کہ ہماری فوج کے عہدہ داروں کے بطور کے اعلیٰ تعلیم سے مستفیض ہوں تاکہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ حضور نظام کی فوجی خدمات کو خاطر خواہ طور پر انجام دے سکیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خیال کا حاصل عملی صورت میں ظاہر نہ ہو سکا۔ اور گو کئی بڑے بگریڈ کے افسروں کے بچوں کی تعلیم جیسی کہ چاہیے تھی ویسی نہ ہو سکی جن افسروں نے گزشتہ بارہ سال سے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ گورنمنٹ کی فوجی خدمت کی ہے انہیں بیٹے اب سن میں پندرہ سولہ برس کے ہو گئے ہیں انکی دل تمنا ہے کہ فوجی خدمت ادا کر لیں۔ مگر انگریزی علم میں کافی استعداد نہ رکھنے کے باعث وہ عہدہ کیڈٹ کے امتحان میں شامل نہیں ہو سکتے کیڈٹ کے عہدہ کے امتحان کے لئے جو نصاب مقرر کیا گیا اس میں درجہ برٹریکولیشن تک کی لیاقت ہونی ضرور ہے مگر استعداد لیاقت ان نوجوانوں میں نہیں ہے اگر فوجی افسروں کے بچوں کے لئے کوئی خاص سکول موجود ہوتا تو یہ نوجوان اپنے آپ کو ان خدمات سے محروم نہ دیکھتے جن کے وہ دراصل مستحق ہیں اور ہمیں فوج کے لئے قابل افسروں کی کمی نہ ہوتی جنکی ہمیں ضرورت ہے۔

عہدہ داران فوج کے بچوں کی تعلیم کے بارہ میں میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ ایک مدرسہ جسکے متعلق ایک بورڈنگ ہو جس میں ہواؤ کی تعلیم و تربیت کے لئے قایم کیا جائے اور اسکول کا طریقہ کوئی نیا نہیں ہے ہم مسلمانوں میں اس طریقہ کا ابتدا سے رواج تھا اور ہماری حیرت انگیز ترقی اور عروج کے اسباب میں سے بورڈنگ اسکول کے طریقہ سے استفادہ حاصل کرنا ایک ممتاز سبب تھا بغداد میں مدرسہ نظامیہ اور مدرسہ تاجیہ کی افسرگی بخش یادگارین ابھی تک قایم ہیں اور قسطنطنیہ کا مشہور و معروف مدرسہ محمدیہ کا نقشہ جسکے پرنسپل علامہ غزالی تھے اور جس سے ہزاروں علم کے پیاسے سیراب ہو کر نکلے ابھی تک نقش حجر کی طرح باقی ہے اور مسلمانوں کے علمی کمال کا زبان حال سے شاہد ہے۔

نور علم جس سے آج چہرہ یورپ کا منور ہو رہا ہے اسکی شاعین بورڈنگ اسکول ہی کے نیر اعظم سے نکلی ہیں کم سن بچوں کو ایک جگہ تعلیم و تربیت دینے اور ایک جگہ پرورش کرنے سے جو مفید نتائج مترتب ہوتے ہیں وہ اظہار من الشمس ہیں اور جو امر مسلمانوں کے زوال علم اور یورپ کی ترقی علم کا باعث ہوا ہے وہ زیادہ تر یہ ہے کہ مسلمانوں نے تو بورڈنگ اسکول کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا اور اہل یورپ نے کامل طور پر اسکا اہتمام کیا۔ اور اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم کیلئے اقوی سبب جانا۔

ان امور پر غور کرنے کے بعد میں نے اس امر کو فیصل قرار دے لیا کہ جب تک ہم اپنی فوج کے بچوں کے لئے بورڈنگ اسکول نہ قایم کریں گے اسوقت تک انکی تعلیمی حالت کی اصلاح کا امکان نہ ہوگا۔

نظربران میں نے یہ تجویز کی کہ عہدہ داران فوج کے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے ایک بورڈنگ اسکول قائم کیا جاوے موقع عمارت ملک پیٹہ ہو اور مدرسہ کا نام مدرسہ افواج آصفیہ رکھا جائے۔ بورڈنگ اسکول کا انتظام ایک کیٹی کے سپرد ہو جس کا پرنسپلٹ کمانڈر ہو اور ممبر دوسرے افسر ہوں اور ان میں سے ایک ممبر سکرٹری کو فرائض کو انجام دے اس کیٹی کا نام ”کیٹی انتظام مدرسہ افواج آصفیہ“ ہوا اور ایک سب کیٹی ہر ایک رجمنٹ کے لئے مقرر کی جائے جس کا پرنسپلٹ کمانڈنگ آفیسر ہو اور چار ممبر ہوں جن میں سے ایک سکرٹری کا کام کرے ”مدرسہ افواج آصفیہ“ کی شاخیں گولکنڈہ برگیٹ۔ ایمپریل سروس ٹروپن جمعیت نظام محبوب و پلٹن صرخاص میں نکالی جائیں اور ان کا انتظام بڑی کیٹی کے ہاتھ میں ہو بورڈنگ کے اخراجات کی شرح استقدر ہو کہ فوج کے قلیل تنخواہ عہدہ دار اپنے لڑکوں کو اسکول میں داخل کر سکیں۔ اس مدرسہ میں ضروری مذہبی مسائل اور اردو فارسی و انگریزی کی تعلیم دی جائے اور انگریزی کا نصاب مٹرکیبولیشن کے درجہ کے موافق رکھا جائے۔ فنون سپہ گری کے متعلق سواری نیزہ بازی۔ پولو۔ فٹ بال کرکٹ۔ لائٹس۔ اور جمناسٹک وغیرہ کر ت سیکھائے جائیں۔ طالب علموں کے اخلاقی قواعد کے نشوونما کا خاطر خواہ لحاظ رکھا جائے اور ان کے عادات اور سیرت و اخلاق کو ایسے سانچہ میں ڈھالا جائے جو کہ فوج کے ایک قلیل مہذب اور شایستہ افسر کے شایان ہو معلمین کے انتخاب میں یہ امر نظر رہے کہ وہ وہی استعداد اور مہذب و اخلاق اور تحریک و شریف اور صحبت یافتہ ہوں۔

بورڈنگ ہوس اور اسکول کی تعمیر کا تخمینہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کام کے لئے

تین ہزار روپیہ مطلوب ہوں گے اب یہ سوال درپیش ہوا کہ اس روپیہ کی فراہمی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے میں نے ایک دن گولکنڈہ برگائیڈ

اور ایمپریل سروس ٹروپس کے تمام افسروں رزن کمیشنڈ افسروں اور جوانوں کو جمع کیا اور

انہیں مخاطب ٹھہرا کر کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ علم کیسی بیش بہا اور لازوال نعمت ہے

جو فائدے کہ علم سے حاصل ہوتے ہیں وہ آپ پر ایسے مخفی نہیں کہ محتاج بیان ہوں بے علم شخص کو نہ صرف دنیا کی اور اپنی حالت سے بے خبری ہوتی ہے بلکہ وہ خدا کو بھی نہیں پہچانتا

نہ اس کے پاس نیا کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے نہ دین کا۔ آپ لوگوں پر یہ بھی روشن ہے کہ آپ

کے بچے علم کی برکت سے محروم ہیں اور اس لئے بہت کم توقع انہیں اس امر کی ہو سکتی ہے

کہ انہیں وہ فوائد حاصل ہو سکیں جن کا استحقاق اگر سچ پوچھئے تو انہیں موروثی طور پر آپ

لوگوں کی قابل قدر خدمات اور ایک عمر کی جانکاحی اور جانفشانی سے حاصل ہوا ہے

لوگوں کو معلوم ہے کہ آپ کے بچے کیوں اعلیٰ تعلیم کے فوائد سے بے بہرہ ہیں۔

اسکا باعث صاف یہ ہے کہ قطع نظر اس امر کے کہ گولکنڈہ برگائیڈ کے غریب بچہ دار

آج کل کی تعلیم کے گران اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے یہ امر بھی ان کے بچوں

کی تعلیم کا سد راہ ہے کہ بلکہ کا فاصلہ یہاں سے زیادہ ہے اور بچوں کو روزمرہ بارہ میل

پا پیادہ مدرسہ جانا اور واپس آنا کمال زحمت اور تکلیف کا موجب ہے اور خاص کر

برسات کے موسم میں جو تین مہینہ رہتا ہے انکا مدرسہ جانا گویا محال ہے لہذا ان بچوں کی

تعلیم کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم خود اپنا ایک مدرسہ بنائیں جس کا انتظام ہمارے اپنے ہاتھ میں ہو لیکن ایسا مدرسہ جس کے منتظم خود ہم آپ ہو اور جس میں کہ ہم اپنی بچوں کے ساتھ تمام رعایتوں کا لحاظ رکھ سکیں اور اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ ہم خود اس کے لئے روپیہ ندیں۔ یہ روپیہ ہم بذریعہ چندہ کے جمع کر سکتے ہیں۔ ہنگو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روپیہ جو ہم اس مطلب کے لئے اپنے جیبوں میں سے نکالیں گے ایک ایسی اصل ہوگا جس کا سود ایک قلیل زمانہ میں اصل سے ہزار درجہ زیادہ ہو جائے گا۔ اور ایک ایسا اس المال ہوگا جس کا نفع بے حد و بیشمار ہوگا۔ علم پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگان نہیں ہوتا۔

میری اس تقریر سے فوج کے تمام فوجی عہدہ دار جو اس وقت حاضر تھے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے فوراً اپنی خوشی اور رغبت سے ایک کثیر التعداد رقم چندہ کی پیش کی انسروں نے اپنی نصف تنخواہ اور سپاہیوں نے ایک معقول تعداد میں روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور اس طرح پورا ایک آن کی آن میں قریب پندرہ ہزار روپیہ کے جمع ہو گیا جب روپیہ کی اتنی بڑی رقم جو فی الواقع توقع سے زیادہ تھی جمع ہو گئی تو خیال ہوا کہ ہمیں گورنمنٹ سرکار عالی سے اس کام میں موقع خاص اعانت کا اس سے بہتر نہیں مل سکتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام رفاه عام کا ہو بلکہ خود اپنے ذمہ لیتی ہے تو نصف مدد اسے گورنمنٹ ہی دیا کرتی ہے اسلئے میں نے یہ خیال جناب نواب فخر الملک بہادر وزیر صیفہ تعلیمات کی خدمت میں

ظاہر کیا نواب صاحب نے اس رائے کو بہت پسند فرما کر تعمیر مدرسہ کے بارہ مین ہر طرح مدد اور کمک دینے کا وعدہ فرمایا۔ جب مدرسہ آصفیہ کے اسکیم عالیجناب نواب علی المہار سہ کار عالی کے خدمت میں پیش ہوئی تو دارالمہام سہ کار عالی نے بحال قدر دانی جس قدر رقم چاہے کہ الیامان فوج نے جمع کی تھی اس قدر رقم یعنی پندرہ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ کے لئے دنیا قبول فرمایا اور تین سو روپیہ ماہوار مدرسوں کی منظور فرمائی اس طرح تیس ہزار روپیہ کی رقم جمعین سے نصف کا تعمیر عمارات مدرسہ اور نصف کا تعمیر مکان بورڈنگ ہوس کے لئے اندازہ کیا تھا جمع ہو گئی تب مین نے سوچا کہ اب توقف کو دور ابھی راہ نہ دینا چاہیے گو لکھنؤہ برگیدہ کے آغاز کو آج چودہ سال ہوئے اگر ابتدا ہی سے کوئی فوجی اسکول اس قسم کا قائم ہوتا تو فوج کے بچوں نے اب تک کس قدر ترقی کی ہوتی اور انکی حالت اس قدر قابل افسوس نہ ہوتی جیسی کہ اب ہے۔ نظر بران مین نے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارات کے متعدد نقشے تیار کرائے اور ان مین سے ایک نقشہ منتخب کر کے جناب شمس العلما مولوی سید علیہ صاحب بلگرامی معتمد تعمیرات عامہ کی خدمت میں بنظر استصواب رائے بھیجا شمس العلما نے اس امر میں نہایت قابل قدر اعانت فرمائی اور مسٹر مہراج نے جو ولایت کے پاس کردہ ایک لالیق نوجوان انجنیر انکی ماتحتی مین ہین کمال محنت و قابلیت کے ساتھ ایک عمدہ نقشہ مرتب کیا اس نقشہ کے مرتب ہو جانے کے بعد ایک دن مدرسہ کی بنیاد ڈالنے کے لئے مقرر کیا گیا چند سال پیشتر جبکہ سہ کار کے طرف سے قصبات اور دیہات مین

مدارس قائم ہوئے تھے تو لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ بھیجنے میں بہت کچھ پس پیش کرتے تھے سپہ پیشہ لوگوں کا خیال تھا کہ جو اڑ کا علم پڑھے گا وہ کیا خاک لڑے گا تحصیل علم اور سپہ گری انکے نزدیک گویا دو صند بن تھیں جنکا اجتماع محال تھا۔ کیا اس موقع پر ہمیں فخر نہیں کرنا چاہیے اور خوش نہیں ہونا چاہیے کہ ہمارے فراتر و احضور پر نور کے مبارک عہد حکومت میں شوق علم کم تنخواہ پانے والے افسروں اور غریب سپاہیوں کے دلوں میں بھی جوش زن ہے انہوں نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم سے محروم رہنے کو افسوس کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی روزمرہ کی ضروریات میں اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے پندرہ ہزار روپیہ کی رقم نہایت کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی سے پیش کی۔

میں یہاں پر اس امر کے گوش گزار کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ علاقہ فوج کے ملازمین سول اور جوڈیشل محکموں کے عہدہ داروں کے مقابلہ میں بہت کم تنخواہ پاتے ہیں حالانکہ ان کے اخراجات بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے یونیفارم وغیرہ میں بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اور بہت سے مصارف ان کے ذمہ ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں غریب عہدہ داران فوج کا اسقدر روپیہ اپنی جیبوں سے نکالنا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کو منجملہ ضروریات زندگی کے تصور کرتے ہیں۔

اس جگہ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غریب کم علم سپاہ پیشہ لوگوں کے دلوں میں شوق علم اس جوش کے ساتھ کیوں موجزن ہو گیا اور کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں نے

جنہیں سے اکثر اپنے بڑے کنبے کے اخراجات کے بھی بشکل کفیل ہو سکتی ہیں اس
 مستندی سے سرگرمی کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے استقدر روپیہ دنیا گوارا
 کیا جہاں تک کہ مجھے غور کرنے کا موقع ملا ہے اس شوق کی تحریک کے اسباب یہ
 ہیں اول حضرت بندگاہ عالی حضور پر نور دام سلطنت کی توجہ اپنے مالک محروسہ میں
 تعلیم پہلانے کے طرف بدرجہ غایت مبذول ہے چنانچہ سرکار عالی کے آٹھ لاکھ و پچیس
 سالانہ جو ایک ابھی خاص ریاست کی آمدنی ہے صرف تعلیم کے لئے صرف کیجاتی ہیں
 دوم عالیجناب دارالہمام سرکار عالی کو ترقی فنون و اشاعت علوم کا اس درجہ شوق ہے
 کہ انہوں نے خاص اپنے جگر گوشہ نواب ولی الدین خان بہادر کو چہ سال کی سن میں
 اپنے کنار عاطفت سے علموہ کر کے انگلستان میں بغرض تعلیم بھیج دیا ہے جہاں وہ
 اسٹین کالج میں علوم مغربی کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی
 ملک کے تعلیم کی توسیع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ سوم امرا و رؤسائے ہی اسی طرح
 کا شوق تعلیم کے بارہ میں ظاہر کیا ہے اور حیدر آباد کے امرا و اخرہ کے بچے پیچہ بغرض
 تعلیم ولایت کو چارہے ہیں۔ چنانچہ جناب نواب فتح الملک بہادر نے منجلی علم دوستی کا
 ذکرین کر چکا ہوں اپنے تین کم سن بچوں کو ولایت بھجوا دیا ہے جناب ممدوح کے
 صاحبزادے بحال شوق ولی ولایت میں تعلیم پا رہے ہیں۔

حضرات کیا اب بھی تعجب کا مقام ہو گا کہ کم معاش سپاہیوں پر بھی علم کے اسی
 شوق کا علم طاری ہو جو اصحاب جاہ و کمالت کے دانگ ہیں؟ سو سائیں کا وجود جن

اصول سے مربوط و متحد ہے انہیں سے ایک نہایت زبردست اصول یہ ہے کہ جب سردار قوم کسی کام میں شوق ظاہر کرتا ہے تو رعایا بھی اسی کی نقش قدم پر چلتی ہے۔ ہمارے ولی نعمت بندگان حضرت کی توجہ اور نامداران ریاست کا شوق جب تعلیم کے طرف ہو تو کس طرح غریب کم استطاعت لوگ یہی اسی طرف اپنا میلان ظاہر نہ کریں۔ ممالک محروسہ سرکاری میں مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو بورڈنگ سسٹم پر جاری کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ سرکاری کی توجہ سے اس میں یوٹائیو مارتی ظہور میں آئے گی۔

گوکنڈہ برگیڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس نے جعفری روپیکہ چندہ دیا ہے اس ایکسچین کے رہنے کے موافق بورڈنگ ہو س تیار ہو جائے گا۔ فٹ و سکینڈو تھرو کلاس کے کمزور کا طول ۳ فٹ عرض ۲ فٹ ہو گا ہر کمرے کی تیاری میں اندازاً (۱۰ روپیہ) صرف ہو گا۔

فٹ کلاس کے ایک کمرے میں چار طالب العلم رہیں گے۔ سکینڈ کلاس کے کمرے میں آٹھ تھرو کلاس کے کمرے میں بارہ بورڈنگ اسکول کے احاطہ کار قبہ موجودہ ضرورت سے بہت زیادہ رکھا گیا ہے تاکہ اگر جبرداران منظم اور افسران پایگاہ اور دوسری افواج کے عہدہ دار اپنے بچوں کو مدرسہ میں بطور بورڈنگ کے بھیجنا چاہیں تو جس قدر تعداد لڑکوں کے ہو اس قدر جھروں کی تیاری کے لئے زرخندہ موافق مرقومہ بالا کے روانہ کرنے پر ان کے لئے بورڈنگ ہو س میں جدید کمرے تیار کر لئے جائیں گے

یہ کرے ان کے علاقہ سے نامزد ہون گے اور ان بچوں کو اسی فنیس پر اور اسی تہا کے ساتھ تعلیم دی جائے گی جو گولکنڈہ، بریٹڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس کے بچوں کے ساتھ مرعی ہے اس مدرسہ کی تعلیم کے متعلق ایک امراہم یہ ہے جس پر میں خاص طور سے زور دینا چاہتا ہوں یعنی مذہبی تعلیم۔

اس مدرسہ کے قایم کرنے سے جو مقصود ہے میں ہرگز خیال نہ کر ڈھنگا کہ ان کی تکمیل میں ذرہ بھی کامیابی حاصل ہوئی جو بچے کہ اس مدرسہ سے تعلیم پا کر نکلیں اگر ان کے اسلامی عقائد خراب ہوں اور وہ اپنے سے مذہب کے فرائض کی پابندی میں کوتاہی کریں۔

اس لئے میری دعا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات بھی میرے ساتھ دل سے اس دعا میں شریک ہوں گے کہ اس مدرسہ سے بچے سچے مسلمان ہو کر نکلیں ان کی رگون میں ان کے لہو میں ان کے ارادوں اور جستجو میں جوش ایمان موج زن ہو اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی آنکھوں میں ایک نہایت شائستگی کی نظیر ہوں۔

جس تقریب سے آپ حضرات آج اس مقام پر تشریف لائے ہیں وہ مدرسہ آصفیہ کی مبارک بناندازی کی تقریب ہے۔

اس وقت عالیجناب نواب مدار المہام سرکار عالی ناسازی مزاج کے باعث اس مبارک تقریب میں شریک نہ ہو سکے اسکا نہایت درجہ افسوس ہے لیکن کچھ امر بھی

بے انتہا مسرت کا سبب ہوا کہ نواب فخر الملک بہادر نے اپنی ملی عنایت اور خاص مہربانی سے مدرسہ کے بنیادی پتھر کا اپنے ہاتھ سے قایم کرنا قبول فرمایا ہے۔
 مین جناب نواب صاحب مہر و مح کا اپنے اور تمام عہدہ داران فوج کی طرف سے
 تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مساجد اور مدارس کی بنائندازی کے رسوم بزرگان دین اور اکابران ملت کے
 توسل سے ادا کرنا جیسا قدیمی قاعدہ ہے اسی بنا پر پرسوں کے روز مولانا و مرشدنا سید
 شاہ عبدالرحیم صاحب قمیصی القلوری سے جنکی ذات بابرکات ہر خاص و عام کے لئے
 منبع فیض بے پایاں ہے التجا کی گئی کہ اولاً اپنے دست مبارک سے تیمنا و تبرکات رسم
 بنائندازی مدرسہ ادا فرما دیں شاہ صاحب قبلہ نے کمال مسرت سے اس اہتمام کو منظور
 فرمایا اور اپنے معصوم صاحبزادے صاحب کو ہاتھ سے مدرسہ آصفیہ کے پایہ کا مقام کھدویا
 میں امید کرتا ہوں کہ آج کے روز نواب فخر الملک بہادر اس بنیادی پتھر کو جو کہ شمس العلماء کی
 سید علیہ صاحب بگلری کے خاص اہتمام سے متعلق ہے اپنے ہاتھ سے پام کی جگہ چین
 اوقارین گے اور اس تقریر تہنیتی سے سینٹ کے ساتھ ہونے والے مدرسہ آصفیہ کی بنکوں
 دین و دنیا کے مصالح سے مستحکم فرما دیں گے۔

ایچ بیج عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر تعلیمات

نواب میجر افسر الدولہ حاضریٰ مجھے نہایت افسوس ہے کہ ملازمہام سرکار عالی آج

اس جلسہ میں بیاعت علالت مزاج کے شریک نہ ہو سکے اور جناب مہر نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون کے اطلاع دی کہ انکی طرف سے میں شریک جلسہ ہوں۔

دراصل جیسا کہ افسر الدولہ بہادر نے اپنی لایق اور پراثر ایپیج میں بیان فرمایا تھا محروسہ کار عالی میں یہ مدرسہ انوار آصفیہ اول مدرسہ ہے جو کہ پور ٹنگا سٹم پر جاری کیا جاتا ہے۔

میں نہایت خوشی سے کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے علم ہے افسر الدولہ بہادر نے جو امر شرح کیا اور جہاں تک ارادہ ہوا اسکو بہادر مغز نے پورا کیا پس اس نیک کام میں جبکی کہ ہماری قوم کو بہت ضرورت ہے جب نواب صاحب نے انجام دینے کا ارادہ کیا ہے تو ہم کو کامل امید رکھنا چاہیے کہ وہ اسکو برابر انجام دینگے اور اس مدرسہ میں پوری بلوری کامیابی حاصل ہوگی۔ میں اس امر کا آپ صاحبوں کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ بحیثیت وزیر تعلیمات میں اس مدرسہ انوار آصفیہ کو جو حیثیت دے دیتا رہوں گا۔ اور برابر میرے پیش نظر ہوگا کہ مدرسہ آصفیہ کو یوں فیوالتی ہو۔

اور نواب میجر افسر الدولہ بہادر نے جس غرض سے یہ مدرسہ جاری کیا ہے اللہ تعالیٰ اوس میں انہیں کامیاب کرے۔ ہمارے آقا ہمارے ولی نعمت حضور پر نور دام سلطنتہ کو اپنے ملک کی طرف جس قدر توجہ مبذول ہے اس سے پوری پوری امید ہے کہ اس پرنسپل اور اس اصول پر اور چند ماہ اس بہت جلد ملک محروسہ کار عالی میں جاری کئے جاوین گے۔

بورڈنگ اسکول کے فوائد افسر الدولہ بہادر ابھی بیان کر چکے ہیں نہیں چاہتا کہ
 انکو اعادہ کر دوں۔ یورپ میں اعلیٰ درجہ کی ترقیوں کا باعث بورڈنگ اسکول کی سسٹم
 ہے اور ہمیں ضرور ہے کہ اسکی ترقی اور جاری کرنے میں کوشش کریں عالیجناب نواب
 خواجہ ملک بہادر نے تاریخ ۱۷ مارچ ۱۳۱۲ھ اول شعبہ ہجری سے ساعت میں مدرسہ اوج آغیہ
 کی بنیاد ڈالی۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام سلطنت کی صحت و سلامتی کی سب حاضرین نے
 دعا مانگی اور خوشی کے نعرے مارے بڑے جوش ملی سے سپاہ نے ہپ ہپ ہرا کی
 آوازیں بلند کیں اسکے بعد جلسہ ختم ہوا

راقم کو پیگاہ عنایات شایانہ حضور پر نور سے خطاب

افسر الدولہ عنایت ہونا

۱۷ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ ہجری مطابق ۱۷ ماہ نومبر ۱۸۹۴ء عیسوی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور
 نے برحمت شایانہ و نوازش خروانہ میرے اور محبوب یار جنگ اور اسدی یار جنگ کے
 خطبات جنگی پر لفظ دولہ کا اضافہ فرمایا۔ مجھے افسر جنگ سے افسر الدولہ کا خطاب عنایت
 ہوا اور اسدی یار جنگ کو اسدی اور الدولہ خطاب عطا فرمایا گیا۔

محبوب یار جنگ بہادر کی دلی خواہش تھی کہ پیگاہ الطاف شایہ ہو محبوب یا اور الدولہ
 خطاب مرحمت ہو لیکن حکم جنگ کیلئے محبوب یا اور الدولہ خطاب تجویز ہو چکا تھا اس سبب سے
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے انکو ناظم الدولہ کے خطاب سے غرت بخشی۔

لفٹننٹ مرزا ابراہیم بیگ کا حیدر آباد پولو ٹورنمنٹ میں

یا بو پر سے گر کے انتقال کرنا

جس زمانہ میں راقم اعظم حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک کے ہمراہ شیر کے شکار سے واپسی کے وقت ٹانگہ اونٹنے کے سبب سے گر پڑا تھا اور گرنے کے صدر سے تین پسلیاں توٹ گئی تھیں اسی زمانہ سے ڈاکٹروں نے پولو کھیلنے سے راقم کو ممانعت کی تھی اس لیے پولو ٹورنمنٹ میں راقم کے عوض مرزا ابراہیم بیگ کو لکھنؤ پولو ٹیم میں شریک ہو کر پولو کھیلتے تھے۔

۱۳ ماہ دسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ ہجری کو سکندر آباد پولو گراؤنڈ پر حیدر آباد پولو ٹورنمنٹ ہو رہا تھا جس میں مجھ کہانہ پولو ٹیم اور گو لکنڈہ پولو ٹیم تھیں پولو شروع ہو کے قریب آدھے گھنٹہ کے ہوا ہوا گا کہ کپٹن کیو برٹ کے یا بو سے ابراہیم بیگ کے یا بو کی ٹکڑ ہوئی ابراہیم بیگ کا یا بو گول فلاگ کے قریب اوٹھ کر لیکر پڑا اور ان کے سر پر ایسی ضرب آئی کہ بائیں کان میں سے خون جاری ہو گیا اور وہ بیہوش ہو گئے لوگ اوٹھ کر پولو گراؤنڈ پر سے اوٹھا کے سکندر آباد کے ہسپتال میں جو قریب تھا لے گئے پھر چند گھنٹوں کے بعد اوٹھ کر سیف آباد میں مکان کو لے آئے مرزا ابراہیم بیگ نے اسی صدر سے دوسرے روز انتقال کیا۔

۱۷ ماہ دسمبر کو جب وقت مرزا ابراہیم بیگ کا جنازہ دفن کے واسطے اوٹھایا گیا تو

ٹینٹی فٹ خیرادہ کے اکثر افسر فلڈ ٹریس میں بلارم سے آئے اور اون کے جنازہ کے ساتھ ساتھ قبر تک گئے اور سکندر آباد کی فوج کے پولو کھیلنے والے افسر قریب قریب محل کے اونچی میت میں شریک ہوئے۔

ابراہیم بیگ کے انتقال کے بعد علامہ حضرت حضور پر نور نے اونکے خور و سال افزہ کے نام پر بہتر روپیہ صدقہ منصف میں تربیت و پرورش کے لئے اجرا فرمائے۔
ابراہیم بیگ نوجوان اور چہ سوار اور پولو میں خوب مہارت رکھتے تھے جب ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۲۵ ستمبر ۱۸۹۵ء عیسوی میں حسب معمول قدیم علامہ حضرت حضور پر نور کی سوارئی مبارک کوہ مولا علی کے اس شریف میں رونق بخش ہوئی عرس شریف کے بعد دو مہینہ تک سرکار دین پر رونق افزا رہے۔

۲۷ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۱۲ فروری ۱۸۹۶ء عیسوی کو علامہ حضرت حضور پر نور گھوڑے پر سوار ہوئے شرم گاہ کی طرف تشریف لے گئے واپسی کے بعد قمیص میں لگانے کے تین گھنٹہ ان اور قمیص کی آستینوں میں لگانے کی وجہ گھنڈیاں مجروحانیت فرامین جن کے درمیان حضور پر نور کے نوٹ مبارک نصب کئے ہوئے تھے اور اون کے اطراف میں نہایت بیش قیمت ہیرے تھے تین نے اس عنایت شاہانہ کا شکریہ ادا کر کے پیشگاہ اقدس میں نذر پیشگیں کی۔

جب سے وہ گھنڈیاں مجروحانیت ہوئی ہیں ان کو نہایت عزیز رکھتا ہوں اور فخر و مباہات کے ساتھ ان کو استعمال کرتا ہوں۔

گہنڈیان محنت فرمانے کے ایک ہفتہ بعد حضور پر نور نے - خسروانہ ولولہ
شاہانہ ایک انگشتری مجھے عطا فرمائی۔ اس انگشتری کے درمیان بھی اعلیٰ حضرت حضور پر نور
کا فوٹو مبارک ہے اور اس کے اطراف میں ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔

صاحبزادہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کا اسکارٹ رسالہ

راقم کے تفویض فرما

۱ جنوری ۱۹۹۶ء عیسوی مطابق ۲۱ رجب ۱۴۱۶ھ ہجری کو قدر قدرت اعلیٰ حضرت
حضور پر نور نے مجھے اسطور پر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کے لئے چند سواروں کا ایک
ایک اسکارٹ تعین کیا جائے گا ایک نحوستانی طرز کی یونی فارم کا نمونہ ملاحظہ میں پیش کیا
جائے حسب الارشاد اقدس میں نے چند نمونے یونی فارم کے ملاحظہ اقدس میں پیش
کئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون نمونوں میں سے سیاہ باتات مائل بے سبزی کے
کوٹ کا ایک نمونہ پسند فرمایا کوٹ کا چہرہ تازہ و باتات کا اور اس کے اطراف میں ہجری
نبیؐ خوشنما اور موزون معلوم ہوتی تھی۔

صدیقین کے سوجوان جو صف شکن جنگ بہادر کے ماتحت تھے صاحبزادہ صاحب
کے اسکارٹ کے لئے تجویز فرما کے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون جوانوں کو میرے
تفویض فرمایا انٹسٹ حبیب البوکیران جوانوں کے سکندران کمانڈ تھے افکوینے
اسکارٹ کی کمان پر مقرر کیا اور ان جوانوں کے لئے زین سامان اور جملہ متیار فوج

باقاعدہ کے شل تیار کئے قواعد پر مدد کی بھی اؤد کو تعلیم دی گئی۔ غرض تھوڑے زمانہ میں ان
سوجوانوں کی حالت اچھی اور سپاہیانہ وضع ہو گئی۔

کنگ کوٹھی کے مغربی جانب ان جوانوں اور اون کے گھوڑوں کے واسطے
مین بنائی گئی یہ سوجوان صاحبزادہ صاحب کے اسکار کے سوا اور جبکہ گارڈ ڈیوٹی اور
کنگ کوٹھی کا بھی کام انجام دیتے ہیں۔

تالیف شکار نامہ نظام

اعلیٰ حضرت حضور پر نورؐ نے ۱۳۲۱ھ بھری سے شیر کے شکار کا شوق فرمایا اور
اکثر اوقات گرمیوں کے موسم میں اعلیٰ حضرت حضور پر نورؐ کی سواری مبارک شیر کے
شکار کے واسطے مختلف مقامات اضلاع مالک محروسہ میں رونق افزا ہوا کی غرض
گیارہ سال کی مدت میں اعلیٰ حضرت حضور پر نورؐ نے اکیس شیر شکار کئے جنکے حالات
مفصل طور پر وقت بوقت میں تحریر کئے تھے۔ ۱۹۹۶ء عیسوی میں میں نے اون
کلی حالات کو ترتیب دیکر ایک کتاب مرتب کی اور اوسکو موسوم بہ (شکار نامہ نظام)
کیا اس کتاب میں جہان جہان شکار کے نازک اور دلچسپ واقعات تھے اون کے
فوٹو میکروں کی صورت کا نقشہ دکھلا دیا ہے۔

جب شکار نامہ مطبوع ہو کر مرتب ہو گیا تو اکتوبر ۱۹۹۶ء عیسوی میں میں نے اعلیٰ حضرت
حضور پر نورؐ کے ملاحظہ اشرف میں اوسکو پیش کر کے کیا اعلیٰ حضرت حضور پر نورؐ نے ملاحظہ کے

بعد اس کتاب کو نہایت درجہ پسند کیا اور اکثر اس امر اور مصاحبین کو اس کے نسخے عنایت فرمائے۔

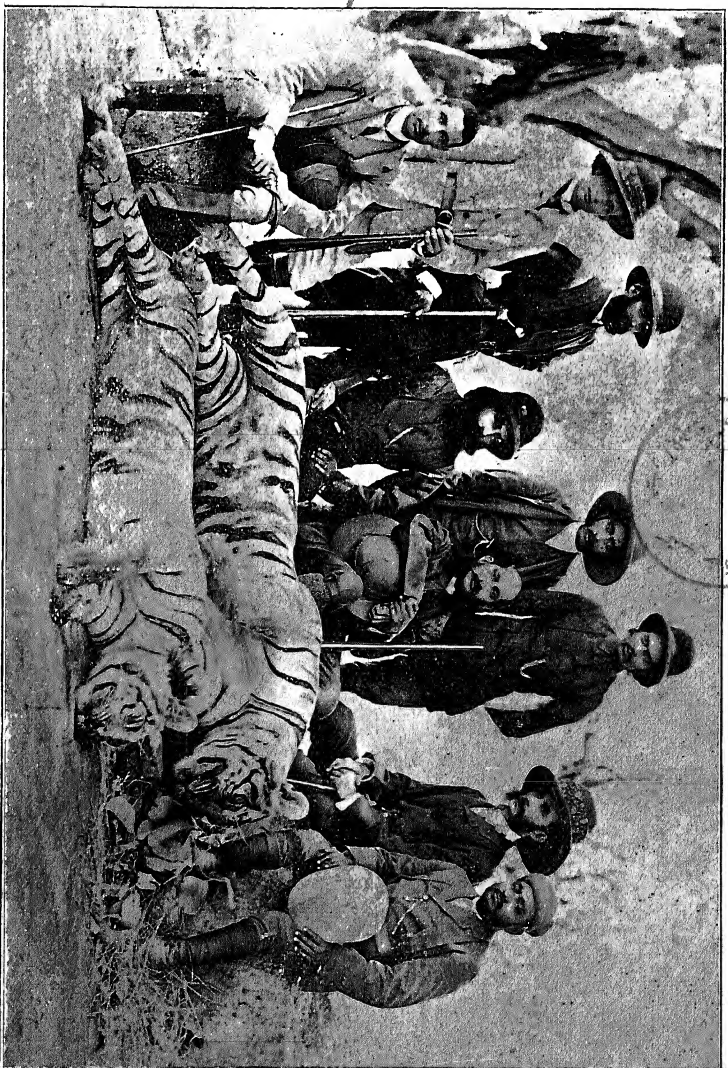
اقتدارات دیوانی و فوجداری جو راقم کو ملے

۱۸۹۶ء عیسوی کے آخرین نظام ہائی کورٹ کی طرف سے یہ سفارش کی گئی کہ کلکتہ برگیڈ کی فوج قلعہ کلکتہ میں مقیم ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس بیرون قلعہ اور خیریت آباد میں رہتی ہے ان دونوں مقامات کے فوجی حدود میں جو مقدمات دیوانی اور فوجداری واقع ہوتے ہیں ان کے فیصلہ کے واسطے طلبی شہود میں عدالت کو بڑی وقت ہوتی ہے اور اہل مقدمات کو پریشانی رہتی ہے ایسی حالت میں نامزد حدود فوجی کے مقدمات کی دریافت اور تحقیقات کے اقتدارات کمانڈر ان فوج قلعہ کو دے جائیں گے تو نہایت آسانی ہو جائے گی۔

جب وقت نظام ہائی کورٹ کی یہ تجویز مارالہام صاحب سرکار عالی کی خدمت میں پیش ہوئی مارالہام صاحب نے اول درجہ کے مجسٹریٹ کے اقتدارات دیوانی اور فوجداری مجسٹریٹ فرمائے اس زمانہ سے حدود فوجی کے کل مقدمات دیوانی اور فوجداری میرے پاس رجوع ہوتے ہیں اور وزیر خجاست بہادر برگیڈ میجر میرے مددگاری کی حیثیت سے ان مقدمات میں مجسٹریٹ دیتے ہیں۔

کلکتہ اسٹیڈ فام کی ابتدا

صفر ۱۳۱۲ ہجری مطابق ماہ جولائی ۱۸۹۶ء عیسوی میں یہ مسئلہ گورنمنٹ نظام



۱- سلطان الدوله پير پيرزاد خان
 ۲- اسد يار خان
 ۳- علامه حضرت پير محمد قاسم
 ۴- ميرزا سجاد خان
 ۵- ميرزا شاد خان
 ۶- ميرزا پير محمد خان
 ۷- ميرزا پير محمد خان
 ۸- ميرزا پير محمد خان
 ۹- ميرزا پير محمد خان
 ۱۰- ميرزا پير محمد خان

کے پیش نظر آیا کہ حیدر آباد اسٹیڈ فارم میں (علاقہ نسل چوپایہ) کے اخراجات سالانہ قریب قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہیں اور اس علاقہ میں ابتدا سے اس وقت تک کچھ ہی ترقی نہیں ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اصطفیل میں ایک گھوڑا بھی حیدر آباد کنسٹری برڈ کاپایا نہیں جاتا اور نہ سرکاری فوج میں کوئی ملکی گھوڑا دیکھا جاتا ہے سر آسمانجاہ مدار المہام سرکار عالی نے اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد علی بن عبد اللہ صاحب مہتمم نسل چوپایہ کو حکم دیا کہ بچہ کشی کے جتنی گھوڑے ممالک سرکار عالی میں ہیں وہ سب بلدہ میں جمع کئے جائیں مدار المہام سرکار عالی ان سب کے ملاحظہ کے بعد آئندہ انتظام افزائش نسل چوپایہ کے باب میں حکم دینگے۔

نومبر ۱۹۶۶ء عیسوی کے آغاز میں بچہ کشی کے کل گھوڑے بلدہ میں جمع ہوئے۔ سر آسمانجاہ بہادر نے میجر گراف صاحب میٹری سکریٹری کو اور مجھے وہ سب گھوڑے دکھائے اور کہا کہ گذشتہ زمانہ میں افزائش نسل اسیان کی کارروائی جانتا تھا کہ بھائی و بھائی قابل اطمینان نہیں پائی گئی اسلئے سرکار کو قدیم طرز عمل بدلنے کی نہایت ضرورت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اسٹیڈ فارم کی کارروائی کے متعلق رولس مرتب کئے جائیں اور علی بن عبد اللہ کو سپر عمل کرنیکے واسطے تاکید کی جائے۔

مدار المہام سرکار عالی کے فرمانے کے مطابق حیدر آباد اسٹیڈ فارم کے لئے مینے ایک اسکیم مرتب کیا جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بعالخدمت ہزارکنشی نواب سرسما نجاہ بہادر مراد المہار

سرکار عالی

سرکار کے حسب حکم مینے علی بن عبداللہ صاحب کے ساتھ بچہ کشی کے کل گھوڑے دیکھے اور افزائش نسل جو بایہ کی طرز کار روانی اون سے دریافت کی جس سے یہ معلوم ہوا کہ اون کے پاس کوئی لکھا ہوا دستور العمل موجود نہیں ہے اور نہ تحریری ہدایتیں اس علاقہ میں ہیں کل امور علی بن عبداللہ صاحب کے زبانی احکام اور رائے سے انجام پاتے ہیں اور اصل اونکی طرز کار روانی یہ ہے کہ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ ہنگولی۔ جالندہ۔ مومن آباد۔ جملہ اضلاع مرہٹو اڑی میں گنگا ندی کے کنارے جہاں جہاں گھانس اچھی پیدا ہوتی ہے وہاں وہاں نسل گھوڑے رکھے جاتے ہیں اور جب کبھی بٹیل پٹواری یا عامہ رعایا میں سے کوئی شخص اپنی مادیانین بھجواتے ہیں تو اون مادیانوں کو وہ نسلی گھوڑے دے جاتے ہیں۔

اسپان نسل کی خرید اور اونکی نگہداشت اور خوراک وغیرہ اخراجات میں

شانے ہزار روپیہ سالانہ سرکاری خزانہ سے صرف ہوتے ہیں۔

قدیم حالات اور سابق کی طرز کار روانی پر جہاں تک جبکہ کو علم ہو اسے اسکی نسبت مینے اپنی رائے ظاہر کی ہے اور یہ بھی مینے بتلایا ہے کہ آئندہ اس باب میں کیا کرنا چاہیے۔

علی بن عبداللہ صاحب چودہ سال سے اس کام کو انجام دیتے ہیں اس مدت میں انہوں نے سرکار کی طرف سے نسلی گھوڑے خرید کر کے اضلاع میں رکھے لیکن مادیات کی خرید اور اونچی افزائش اور ترقی کی نسبت مطلق انہوں نے توجہ نہیں کی ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جب تک عمدہ مادیات نہیں کثرت سے اضلاع میں موجود نہ ہوں تو گھوڑوں کی نسل میں کیونکر ترقی ہو سکتی ہے۔

مجھے اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ آج تک صرف کچھ کشتی گے گھوڑے خرید کئے گئے اور اونچی خوراک میں سرکاری لاکھوں روپیہ صرف ہوا ہے اگر نصف روپیہ مادیات کی خرید میں صرف ہوتے تو ملک و کن میں یقیناً آج تک روز ہزاروں کنٹری بڑے گھوڑے موجود ہوتے۔

علی بن عبداللہ صاحب نے چند روز نامی علاقہ اسٹیڈ فارم کے مجھے وکبلے جھکے دیکھنے سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۸۶۹ء عیسوی سے سنہ حال ۱۸۹۳ء عیسوی تک چودہ سال میں ان کو چودہ لاکھ نو ہزار روپیہ خریدی اسپان نسلی اور ان کے اخراجات کے لئے سرکار سے بے گئے ان روپیوں میں سے قریب نو لاکھ کے نسلی گھوڑوں کی خرید میں صرف ہوئے۔

میرے خیال میں اگر نصف رقم یعنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ میں مادیات کی خرید کیجاتیں اور نصف رقم کے نسلی گھوڑے خرید کئے جاتے تو ملک کے واسطے نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوتا۔ فی مادیات چار سو روپیہ یا کم و بیش قرار دیا جائے تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ

کی نو سویا نہر ارادیانین خرید ہو سکتی تھیں اور یہ فرض کیا جائے کہ ان مادیانوں میں راج حصہ یعنی دو اڑھائی سو مادیانین بائج نکلتیں تب بھی ساڑھے سات سو یا آٹھ سو مادیانین بچے جفتین جن کے ساڑھے سات سو یا آٹھ سو بچے ہوتے اگر ان بچوں میں سے سو ڈیڑھ سو ضائع ہی جاتے تب بھی ساڑھے چھ سو سات سو بچے زندہ رہ کر گھوڑے ہوتے اور اسی طرح انکی ترقی کا سلسلہ قائم رہتا تو چودہ سال میں دس نہر گھوڑے مالک محروسہ کار عاقلین پاؤ جاتے بعض گھوڑے علحضرت حضور پر نور کے اصطبل خاصہ کو لائے ہوتے اور بعض افسر کی سواری کے قابل ہوتے اور اکثر افواج باقاعدہ کے بکار آمد سمجھے جاتے اور ان سے بچے درجہ کے جتنے گھوڑے ہوتے وہ علاقہ نظم جمعیت میں سلیارون کے لئے زیادہ موزون اور مناسب خیال کئے جاتے۔

ان چودہ سال کی سرکاری کوشش اور چودہ لاکھ روپیہ کے صرف کے بعد نتیجہ نکلا کہ اب کے روز و کن کنٹری برڈ کا ایک گھوڑا نہ علحضرت حضور پر نور کے اصطبل خاصہ میں ہے اور نہ سرکاری فوج میں کوئی گھوڑا نظر آتا ہے۔

میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس چودہ سالہ مدت میں سرکاری چودہ لاکھ روپیہ بالکل بے محل ہوئے اور علی بن عبداللہ صاحب کی کوشش بالکل لکچا گئی سرکاری رقم خیر کے نقصان کے علاوہ ملی گھوڑوں کے انتخاب میں بھی بہت بڑی غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔

اس وقت میں وہ نسلی گھوڑے جو مالک محروسہ سرکار عالی میں موجود ہیں اولاد

رہسکو مینے پنچتم خود ملک پیٹہ ریس کورس کے طویلون مین دیکھا ہے) واصل وہ گھوڑو
 نہایت عمدہ اور بیش قیمتی اور شرط کے قابل ہن اور خود علی بن عبداللہ صاحب کے بیان
 سے ثابت ہوا کہ چند گھوڑے، مانک ربوبی اور سنی دس دس بارہ بارہ ہزار روپیہ کے
 گھوڑے ہن لیکن اونہون نے فی راس دو دو تین تین ہزار کے حساب سے خرید کئے ہن
 جو نہایت ارزان خرید کئے ہن۔ جب ایسے عمدہ قیمتی گھوڑے چودہ سال سے اسید نام
 مین موجود ہن اور ہر سال پانچ چہرہ نئے گھوڑے عمدہ خرید کئے جاتے ہن اگر کوئی
 یہ پوچھے کہ انکی نسل کے عمدہ عمر و دیگر کہاں ہن تو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ تخم اچھا تھا مگر
 زمین قابل نہ تھی۔ اسلئے سب کوشش برباد گئی بقول سعدی شیرازی ۵

زمین شور سنبل بر نیارو درو تخم عمل ضائع مگردان

مالک محروسہ سرکاری کے اکثر اضلاع مین مجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے مینے
 کسی ضلع مین ایسی عمدہ مادیانین نہیں دیکھیں جو نسلی گھوڑے دینے کے لائق ہوں
 اور اون سے عمدہ بچے پیدا ہونے کی امید ہو دیکھنی مادیانین چھوٹے چھوٹے قدر کی
 خنکے ہاتھ پاؤں پتلے پتلے کھن لابی لابی گا مچیان خمیدہ پسلیوں کی ٹہیان اور
 گردنوں کے نکلے کوتاہ ہوتے ہن یہہ کل علامتین نسلی مادیانوں کے عیوب مین
 سے ہن جب ایسی مادیانوں کی اولاد ہوگی تو اون مین یہی عیوب موجود ہونگو۔
 علی بن عبداللہ صاحب نے جو نہایت قیمتی گھوڑے شرط کے لائق خوبصورت
 بجئی سے خرید کر کے اضلاع مین بھجوائے اور رعایا کے پاس کی چھوٹے چھوٹے قدر

پتلے پتلے پاؤں ہاتھ ملیں کمر والی گھوڑیوں کو وہ گھوڑے دے گئے بعد ازاں قیمتی گھوڑوں کا عمدہ نسلی مادہ بالکل بے محل صرف ہوا اور ان کے بچے مادیانوں ہی کی شکل کے سراپا عیب دار پیدا ہوئے۔

دکھتی مادیانوں کے ہاتھ پاؤں پتلے ہوتے ہیں اور شرطی گھوڑوں کی پاؤں کی ہڈیاں موٹی ہوتی ہیں۔ اور جب ایسی مادیانوں کو وہ گھوڑے دے جائیں۔ جنکے ہاتھ پاؤں پتلے ہوں تو ان کے بچوں کے ہاتھ پاؤں اور زیادہ پتلے ہوں گے۔ ایسی شان کا گھوڑا نہ شرط کے قابل ہوگا اور نہ فوجی نوکری اور محنت و مشقت کے لائق خیال کیا جائے گا اس لئے کہ فوجی کاموں کے لئے زیر دست اور مضبوط ہاتھ پاؤں اور پاؤں کی ہڈیاں چوڑی پھلی اور کوتاہ کم زیادہ مناسب ہے اگر مادیان اچھی نہ ہوگی اور گھوڑا اعلیٰ درجہ کا نسلی اوسکو دیا جائے گا اوسکا بچہ کبھی اچھا پیدا نہ ہوگا۔ عمدہ شرطی تہاروں روپیہ کے قیمتی گھوڑے مرٹلواری کے پٹیل پٹوار یوکی ٹوانیوں کو جو دے گئے ان کے قدیم بوجہ اوٹھانے والے یا بون کی نسل ہی خراب ہوگئی پتلے پتلے ہاتھ پاؤں کے بچے بارکشی میں کیا بکار آمد نہوں گے بارکشی سے ہی گئے اور شرط کے قابل ہی نہ رہے اور ایسے محسن بچے پیدا ہوئے جو کسی کام میں نہ آ سکے۔

علی بن عبداللہ صاحب اسٹیڈ فارم کے انتظام میں نہایت درجہ غلط واقع ہوئی مجھے یقین ہے کہ وہ میری اس تحریر سے متاثر نہ ہوں گے اور انکی طبیعت

غلطیوں کے اظہار سے ناگواری ہوگی لیکن مجھے اس موقع پر اظہار حق کرنا مقصود ہے نہ محض اون کے رائے کے نقصان سے بحث بقول قایل — حق نیست و حق را نشاید نہفت۔

اب میں اپنا اسکیم حیدرآباد اسٹیڈ فارم کے متعلق اور پچھلے زمانہ کی بد تنظیمیوں کی اصلاح کے بارہ میں سرکار کے ملاحظہ میں پیش کرتا ہوں اگر مدارالمہام سرکار عالی امیر اسکیم پر غور فرما کے اسکی اجرائی کے واسطے حکم فرمائینگے تو یا پانچ سال کے بعد سرکار کو اسکا فائدہ بخش نتیجہ روشن ہوگا۔

الف۔ موجودہ انتظام حیدرآباد اسٹیڈ فارم کا بالکل موقوف کر دیا جائے اس علاقہ کا نام افزائش نسل جو پایہ ہے گھوڑوں کے سوا گائے بھینس بکری وغیرہ جانوروں کی نسل کی بھی ترقی شریک ہے اور ولایتی شاٹ ہارن بریڈ نسل پیل خرید کیے جاتے ہیں بلکہ ساڑھے سات سو روپیہ کا ایک شارٹ ہارن بریڈ اسٹریلین پیل اسوقت راجم بیٹہ من علی بن عبداللہ صاحب کے پاس موجود ہے وہ اور سب مولینشی بچہ کو دی جاوے اسلئے کہ یہ حیوانات اپنے ملک میں بھی بکثرت موجود ہیں اور بہتر سے بہتر اور انواع و اقسام کے ہر وقت میسر آسکتے ہیں سرکار کو ایسے جانوروں کی مطلق ضرورت نہیں ہے (افزائش نسل اسپان کی) سرکار اور فوج اور ملک کو ہر وقت احتیاج ہو اور اونکی پرورش مقدم ہے سرکار کو اس طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔

ب۔ نسل گھوڑوں میں سے عمدہ قوم کے قوی اور توانا چار گھوڑے منتخب

کر کے رکھ لئے جائیں اور باقی کل گھوڑے ہر لکھ کر دے جائیں۔

جج۔ ایک لاکھ روپیہ سالانہ جو اسٹیڈ فارم کے مصارف میں صرف ہوتا ہو وہ بحال خود قایم رکھا جائے اس میں سالانہ پچاس ہزار روپیہ کی مادیاتین خرید کی جائیں اور پچاس ہزار روپیہ میں عہدہ نسلی گھوڑے خرید کئے جائیں اور ان کے اخراجات کی کل ضرورتیں پوری کی جائیں۔

د۔ اول سال میں ایک لاکھ روپیہ سرکار سے قرض بلا سودی کے طور پر دے جائیں اور اس لاکھ روپیہ سے پرش مادیاتین خرید ہوں اور ممالک محروسہ کا کٹا کے اون اضلاع مرہٹواری میں پٹیل اور پٹوار یون کو قیمت سے دی جائیں جن ضلعوں میں گھوڑوں کی پرورش عہدہ طور پر ہو سکے اور اون مادیاتون کی قیمت تندر بچ پٹیل پٹوار یون سے چار سال کی مدت میں وصول کی جائے۔

ایک لاکھ روپیہ کی عہدہ مادیاتین خرید کرنے کے لئے دو تین تجربہ کار ہوشیار آدمی ایران کو بھیجے جائیں ایران سے نسلی مادیاتین خرید ہو کر باسانی آسکتی ہیں۔ تہوڑا زمانہ گذر کہ ابراہیم بیٹے عمر جال سوداگر سے بھبی میں گفتگو کی تھی اون کے بیان سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرف سے کوئی پارٹی بوشہر کو مادیاتون کی خرید کے واسطے بھیجی جائے تو وہ ہر طرح سے مدد دینگے اگر ایک لاکھ روپیہ کی مادیاتین فی اس بحساب چار سو روپیہ خرید کیا جائیگی تو وقت واحد میں اڑبائی سو مادیاتین ممالک محروسہ کا کٹا کی رعایا کے پاس موجود ہو جائیں گی اور اون کی نسل اپنے ملک میں کس قدر پہیلے گی۔

اور سرکار اور رعایا کو اون سے کس قدر کامیابی کا ذریعہ ہوگا زمیندار لوگ عمدہ عمدہ گھوڑی قیمت سے فروخت کر کے مالی نفع اڑھائی گے اور یہ رقم مادیانوں کے قیمت کی دو تین سال میں رعایا با قسط ادا کر دے گی۔

یہ امر یقینی ہے کہ جب مادیانین ہو جو رہنگی تو اون کے بچوں کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا اگر بچے پیدا ہونے سے اون کو روکنا ہی چاہیے تو ناممکن ہوگا اس لئے کہ حیوانات کا تولد و تناسل بمقتضائے فطرت حیوانی ہے وہ کسی حالت میں موقوف نہیں رہ سکتا اور کیسے روکے نہیں رک سکتا اپنے ملک میں مادیانوں کو پہلانا اون کے بچوں کی تعداد وقتاً فوقتاً اپنے ملک میں زیادہ کرنا ہے۔

میں نے بعض زمینداروں سے دریافت کیا تو اونہوں نے کہا کہ اگر سرکار ہر کو عمدہ نسلی مادیانین منگوا دے گی تو ہم اون کو نہایت خوشی سے خرید کر کے اون کی نسل کی افزائش میں ہمیشہ کوشش کریں گے اس لئے کہ ہم لوگوں کو مالی نفع کا اس ذریعہ سی بہت بڑا موقع ہوگا۔

بچہ کشی کے گھوڑے

تجنی گھوڑوں کے انتخاب کے وقت ضروریہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے ملک میں کس قسم کے گھوڑوں کی ضرورت ہے اور جن گھوڑوں کے بچے ہمارے ملک میں پیدا ہونگے اونہیں کیا اوصاف ہونگے غرض ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے

گھوڑے نسل کے واسطے خرید کئے جائیں۔

پرنس یا دلیہ یا کنسٹری برٹا دیا نون کو ویلر تخی گھوڑے قد و قامت میں پندرہ کے ناپ کے ہاتھ پاؤں کے قوی اور مضبوط دینا چاہیئے جنکے پاؤں کے ہڈیوں کا دور گھٹنے کے نیچے تک تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ انچہ ہو اور مکر کو تاہ گردن دراز کا بچیان چھوٹی ہوں ان صفات کا نسل گھوڑا تقریباً نہرا آٹھ سو روپیہ میں مل سکیگا ابتدا میں ہر ضلع میں سو دیا نون کے لئے ایسے دس گھوڑے رکھے جائیں اگر آئندہ ضرورت زیادہ ہو تو اوہی تعداد بحسب ضرورت بڑھا دی جائے رفتہ رفتہ جب اپنے ملک میں گھوڑے زیادہ ہو جائیں تو بتدریج یہ انتظام کیا جائے کہ تخی گھوڑے زمیندار لوگ بطور خود رکھیں سرکار اپنے قدیم تخی گھوڑے زمینداروں کے ہاتھ فروخت کر دے البتہ پانچ سال تک سرکاری تخی گھوڑے رکھنا ضرور ہے۔

مہتمم دکن اسٹیٹ فارم اس امر کی نگرانی کریں کہ گھوڑے کا نہ بچہ دو سال کا ہوتا ہی آختہ کر دیا جائے۔

کسی زمیندار یا جاگیردار یا پٹیل پٹواری کے پاس نہ گھوڑا بلا اجازت سرکار اور علاقہ مہتمم کے داغ کے نہ رکھا جائے۔

کوئی شخص ضلع میں نہ گھوڑا کہنے کا مجاز نہ ہوگا۔

جو کنسٹری برٹ بچہ دو سالہ مہتمم دکن اسٹیٹ فارم کے خیال میں نسل کے قابل معلوم ہوگا تو اوہ سپر تخی گھوڑے کا داغ دیکر نسل کے لئے چھوڑ دیا جائے گا مہتمم اسٹیٹ فارم کو

دفتر میں کل مادیانوں اور تنجی گھوڑوں کے رجسٹر علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں اور اضلاع میں جہاں کہیں پتے پیدا ہوں انکی اطلاع مہتمم اسٹیڈ فارم کو بقیہ تاریخ ماہ ہونی چاہیئے۔

ہر سال مالک محروسہ سرکاری کے اضلاع مرہٹو ٹری اور نگ آباد۔ ننگولی میں آباد

بیڑ میں اسی ضلع کے پتے جس ضلع میں پیدا ہوں مختلف مہینوں میں جمع ہوں مثلاً اور نگ آباد کے ضلع کا ہارس شو یعنی نمائش اسپان ماہ اکتوبر میں اور ننگولی کا ماہ نومبر

میں مومن آباد کا ماہ ستمبر میں بیڑ کا ماہ جنوری میں ٹہیرا یا جالے اور مہتمم حیدر آباد اسٹیڈ فارم ان چاروں مقامات کے ہارس شو میں جا کے سب بچوں کو دیکھیں جو پتے فوجی کوکری

کے قابل خیال کئے جائیں ان کے نشان اور علامات لکھ کر ان کے مالکوں کو چہرہ کر دین کہ تیسرے سال اس گھوڑے کو سرکار خرید کرے گی اور تھکوا اسکی قیمت تین سو

روپیہ دے جائینگے اگر گھوڑے کا کوئی بچہ نہایت عمدہ اور امرا اور اغرہ کی سواری کے قابل نظر آئے تو اس کے مالک کو نمائش کر دین کہ اسکی پرورش حفاظت سے کیجائے

یہ بچہ جوان ہو کر معقول قیمت میں فروخت ہوگا۔ اور جو بچے چھوٹے قد کے معلوم ہوں وہ وقت پلاپر مل ہوٹل وپس کے ٹرانسپورٹ کی واسطے خرید کئے جائیں جب ہر قسم کے گھوڑے خرید کر جائینگے تو

اضلاع کی رعایا کو انواع و اقسام کے منافع ہونگے اور سرکاری اور ملکی اغراض بھی آسانی سے حاصل ہو سکیں گے اور رفتہ رفتہ اسٹیڈ فارم کا خرچ سرکاری خزانہ سے کم ہوتا جائیگا۔

مہتمم کن اسٹیڈ فارم کو سالانہ نوکی ضرورت ہوگی تاکہ گھوڑوں کو بچہ نکو و ماخستہ کریں اور قدیم نر یا بو اضلاع میں جہاں کہیں کسی کی پاس ہوں انکو بھی آخستہ کریں اسکا کام دیکھ کے لئے تعلیم یافتہ سپرنٹنڈنٹ فوج یا ماخذ

سے مین بخوشی دوں گا اس انتظام کے آغاز ہونے کے بعد جس وقت اور گنگا دھومن آباد
 ہنگولی وغیرہ مین گھوڑوں کے بچے جمع ہونگے مین یہی بخوشی ان مقامات مین جا کر
 اوکو دیکھوں گا اور بچوں کی پرورش کی نسبت زمینداروں کو بحسب ضرورت ہدایت
 کروں گا۔ ایک اور ضروری امر خچروں کے پیدائش کا مالک محروسہ سرکار عالی مین غمخوئی
 ہے چند نر گدھے امریکہ یا بصرہ یا بغداد سے منگو کر عایا کو دے جائیں اور اوکو نو اکید
 کی جائے کہ چھوٹی مادیانین جو ان کے پاس ہیں ان گدھوں سے ان کے بچے لئے
 جائیں تاکہ خچروں کے پیدائش اپنے ملک مین شروع ہو جائے بار برداری کیلئے
 خچر نہایت بکار آمد جانور ہے تھوڑی مدت مین خچروں کی افزائش سرکار عالی کو
 ملک مین آسانی سے ممکن ہے۔

حیدر آباد ہارس شو

انتظام مذکورہ بالا کے بعد چوتھے سال بلدہ مین ایک ہارس شو کی جائے اور مالک
 محروسہ کے کل زمینداروں کے پاس گے گھوڑوں کے بچے اور تنجی گھوڑے اور تسلی
 مادیانین موسم سرما مین بلدہ مین پہنچ جائیں۔ چونکہ ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پور کو گھوڑوں کا
 نہایت شوق ہے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور پور نور ان گھوڑوں کو بخوشی خاطر آئیں
 ملاحظہ فرمائیں گے اور جن زمینداروں کے گھوڑوں کے بچے شایستہ طور پر پرورش یافتہ
 ہوں گے ان کو کچھ انعام عطا فرمائیں گے جس سے زمینداروں میں بیل پٹواریوں کو افزائش

نسل سپان کا آئندہ زیادہ شوق پیدا ہوگا۔

افسرالدولہ

۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء عیسوی

میری یہ رپورٹ جب مدارالمہام صاحب کے ملاحظہ میں پیش ہوئی اسکو ملاحظہ فرما
کے بعد نہایت پسند کیا اور میجر گراف صاحب نے بھی میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا
لیکن علی بن عبد اللہ صاحب نے اس کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اور انتظام اسٹیشنڈ فلام
افو کو میری ہدایت کے موافق ناگوار خاطر ہوا میری رپورٹ کو پڑھ کر ایک انگریزی مثال
دی جس کا مطلب یہ ہے کہ (کہنے میں اور کرنے میں بہت فرق ہے) میں نے جب یہ بات
سنی تو علی بن عبد اللہ صاحب سے کہا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اعلیٰ طور سے چند سال میں اس کو
نتیجہ آپ کو دکھلا دوں گا اس گفتگو کے بعد جب ریمونٹ کے خرید کے واسطے میں بیٹھا گیا
تو میں نے عمر جمال سے گفتگو کر کے سید احمد رسائی دار کو ایرانی گھوڑے لانے کی واسطے
ایران بھجوانے کا بندوبست کیا عمر جمال سو داگر نے یہی گورنمنٹ سے پاس رپورٹ
لیکر سید احمد رسائی دار کے ہمراہ دو غلوں کو پوشہ کی طرف بھیجا سید احمد تین ہینہ
کی مدت میں سو داگر اس مادیانین ایران سے خرید کر کے حیدر آباد میں لائے وہ کل مادیانین
گو لکنڈہ لائبرین میں نے نوکر رکھ لیں اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں ان
مادیانوں کو پیش کر کے میں نے ایک اسٹینڈ فارم قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا حضور پر نور
نے میری اس اسکیم کو بہت پسند فرمایا اور اصطلح خاصہ سے نہایت عمدہ چار عربی

گھوڑے نسل کے واسطے عنایت کے۔

ویکٹر گھوڑے نے اسٹریلیا سے منگوائے اور ۱۹۹۷ء عیسوی سے اپنے گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کا آغاز کیا پہلا سال تو اسکے ضروری انتظامات میں گزرا قلعہ کی مشرقی جانب مادیانین اور نسلی گھوڑے رکھنے کے لئے جگہ بنائی گئی چوتھے سال میں سترہ گھوڑے دو سالہ اور اڑھائی سالہ گولکنڈہ لائسنسزین نوکر ہوئے اور بارہ یا پوٹرانسپورٹ میں دے گئے۔

۱۹۹۷ء عیسوی کے آغاز میں سات نر بچے گھوڑوں کے اپنے اعلیٰ حضرت حضور پرورد کے ملاحظہ میں پیش کئے جنہیں سے چہرہ نر بچے ایک سالہ اور دو سالہ نذر کے طور پر پیشکش کئے گئے اس وقت سے اس وقت تک گولکنڈہ لائسنسزین اسٹیڈ فارم کا انتظام قائم ہے جب ان گھوڑوں کے بچوں کی تعداد ستر اس تک پہنچی تو کل بچوں کو مومن آباد کو بھیج دیا اس لئے کہ مومن آباد میں گولکنڈہ لائسنسز کا ایک اسکواڈرن متعین رہتا ہے مادیانوں اور کم عمر بچوں کے رکھنے اور پرورش کرنے کی اس سبب سے ماہانہ آسانی ہے بفضل اہلی گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کی حالت نہایت اچھی ہے ابتدا میں جو سو مادیانین ایران سے خرید کی گئی تھیں ان کے بچوں میں اکثر مادیانین پیدا ہوئے تھیں رفتہ رفتہ وہ جوان ہو کر کچھ کشتی کے قابل ہو گئیں اور ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں مجھے امید ہے کہ چند سال میں تمام گولکنڈہ لائسنسزین سب دہسٹی کنٹری برڈ گھوڑے ہو جائیں گے۔ الحمد للہ جو انتظام گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کا اپنے کیا اوسمیں

مجھ کو حسب وخواہ کا مہمانی نظر آرہی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ اور دو سو مادیانین ایران سے منگاکے ہر ایک رجسٹ میں مادیانوں کا ایک ایک تہہ بنایا جائے اور ان اصول پر کنٹری برڈ گھوڑوں کی تعداد آئندہ کے لئے بڑھائی جائے۔

سرکاری کوٹھیاں اور بنگلات کا اتہام راقم کے

سپر دھونا

اگرچہ سرکاری اکٹہ کثرت سے ہیں اور اونچی خاقت اور نگرانی کے لئے سرکاری عہدہ دار مامور ہیں لیکن خاص خاص سرکاری کوٹھیں اور بنگلے جو بہترین عمارت سے ہیں وہ مختلف علاقوں میں تھے اونکی صفائی اور درستی اور تہذیب و تہذیب فرنیچر کی غرض سے اعلا حضرت حضور پر نور نے اون کوٹھیوں اور بنگلوں کی نگرانی میری تفویض فرمائی اور حسب فرمان شاہی وہ کل اکٹہ میرے زیر اتہام آگئے چنانچہ ایڈن باغ اور سکانات واقع نیگلری وغیرہ کے متعلق جو خاص فرمان رقمزودہ قلم مبارک ہے اوسکی نقل ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

بیچ محلہ

افسر الدولہ بہادر

ایڈن باغ اور دو مکان واقع نیگلری سیڈ رو بہرود یہ ہر مکان میں تھامے علاقہ میں دینے میں متہ صاحبہ قحاص کو لکھا ہے۔

علی بن عبداللہ صاحب کا مکان نو خرید واقع ملک بیٹہ قریب بنگلہ شہر کنگ کوٹھی
اور اسکے بازو کے ایک یاد مکان جو بیٹوں۔ اور مکان واقع ابوال بیٹے
صاحب کی کوٹھی سے ملا ہوا اور دو مکان واقع نیلگری سیدر دہیر وڈیہ سب
مکانات سرکاری علاقہ صرخاص تمہارے علاقہ میں دے گئے ہیں۔

ان سب مکانات کی تعمیر بھی علاقہ صرخاص سے ہوا کرے سینے متہد صاحب
صرخاص کو لکھا ہے۔

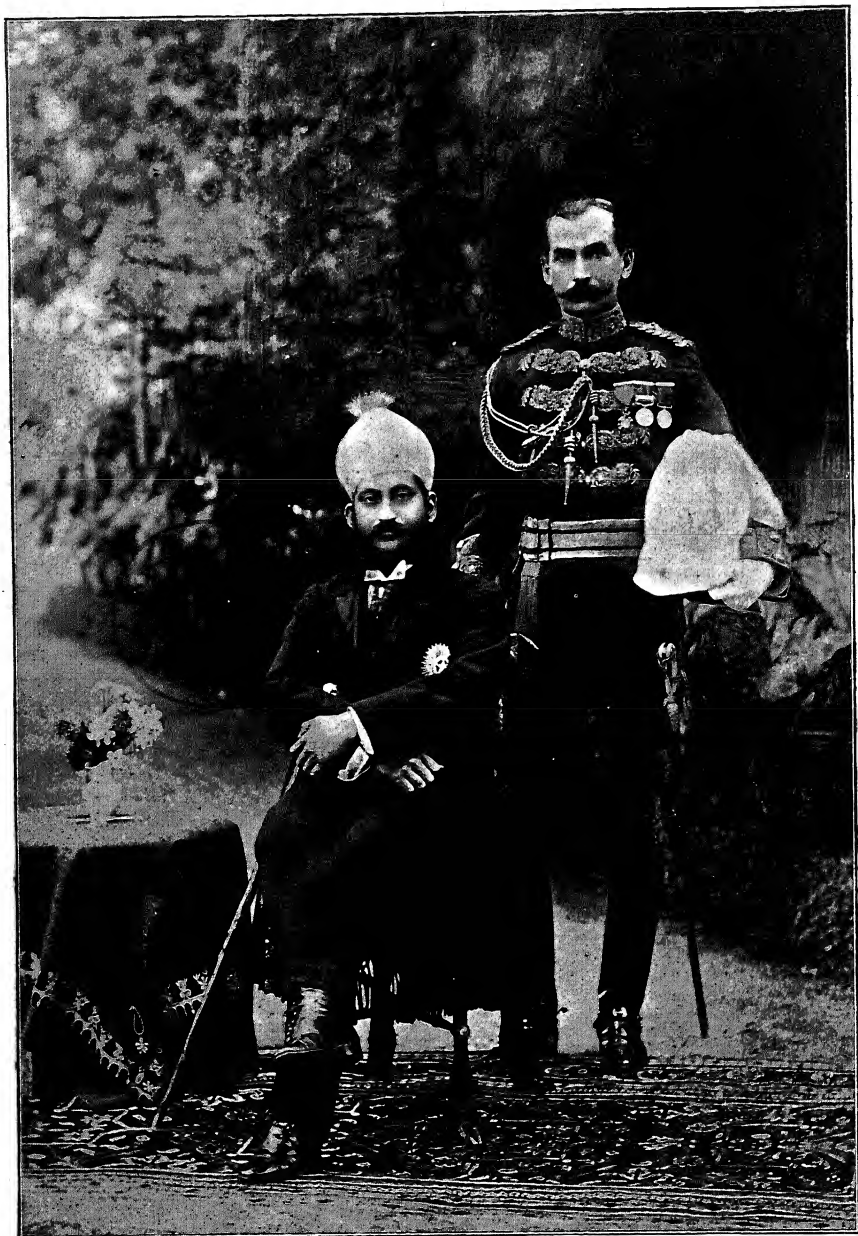
ان سب مکانات پر اب جو داروغہ و باغ کے واسطے ملی ہیں اگر وہ ہشیار و کارگر
ہیں تو اذکور کہا جائے نہیں تو کوئی ہشیار داروغہ اور باغ کے واسطے ملی تجویز کر
مجھے اطلاع دیکر نہ رکھے جائیں فقط جمادی الاول ۱۳۱۲ ہجری روز شنبہ

شہرہ ستخط مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور

ان کو بیٹوں اور بنگلوں کو حسب فرمان اقدس میں اپنے علاقہ میں لے لیا اور
انکی صفائی اور درستی کے متعلق جو ابواب تھے میں نے ملازمین کو ہشیات کو اسکی حریت
کرو دی اور جو شخص حکام کے واسطے موزوں تھا اسکے ذمہ وہ کام کروایا گیا۔

سرکاری فرمان مذکورہ بالا کے بعد دوسرا فرمان شاہی میرے نام صادر ہوا اس
فرمان میں جو ممکنہ واقع سیف آباد کی تفصیل ہے اسکی نقل بھی ذیل میں جرح کی جاتی ہے۔

صفحه نمبر ہندگان عالی تعالی حضور پر نور دام سلطنتہ
سیجہ افسر الدولہ بہادر
مقام سردار ویلا پاس



جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کاسن شریف جب ۱۴ سال کا ہوا اسوقت بندگان حضرت کے بحال عنایت و قدر دانی مجھ کو ارشاد فرمایا کہ ”جس طرح تم نے میری کمسنی میں مجھے شوٹنگ سوار کی تعلیم دی تھی اسی طرح صاحب زادہ صاحب کی شوٹنگ اور سوار کی تعلیم میں تمہارے تفویض کرتا ہوں تم نے مجھے پہلے شوٹنگ اور بعد ریڈنگ اسکول شروع کرایا تھا صاحب زادہ صاحب کی تعلیم کا طریقہ بھی اسی طرح قائم کیا جاوے۔ چنانچہ تاریخ ۱۳۱۶ھ ۱۳۱۶ھ روز دوشنبہ سے صاحب زادہ صاحب کی شوٹنگ شروع ہوئی۔

جناب صاحب زادہ صاحب کے شوٹنگ کے تعلیم کے متعلق بندگان حضرت نے جو عنایت نامہ میرے نام تحریر فرمایا اسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

دایرہ

افسر الدولہ بہادر

صاحب زادہ صاحب کی واسطے بیولین میں نشانہ اندازی سیکھنے کیلئے ہفتہ بہ تین دور دوشنبہ و چار شنبہ مقرر کئے گئے ہیں ان دونوں روز صبح کو نشانہ بازی کا بندہ کر داور خود ہم حاضر رہ کر سکھایا کرو آئندہ شنبہ سے اس ہدایت کو تعمیل کیا جائے۔

حشر تخطہ مبارک

یکم ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ روز شنبہ

حسب الارشاد قدس دوسرے روز صبح کو میں نے سلج خانہ شاہی سے دو ہند قہین

ایک دو ضربی اور ایک ایک ضربی روک ریفل تہری ہندو سکسٹی بور جناب صاحب زادہ صاحب کیلئے انتخاب کین اور ہندو گانغالی کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ سب اسباب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کا تیار ہے حسب فرمان اقدس جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کیلئے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ مقرر کی گئی اور ارشاد اقدس ہوا کہ اس روز خود بدولت بھی جو بلی قدیم میں یہ نفس نفیس رونق افروز ہو کر جناب صاحب زادہ صاحب کو نشانہ اندازی کی مشق شروع کرائینگے۔

چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر جو بلی قدیم میں ملازمان اقدس نے قدم رنجہ فرمایا۔ ہندو گانغالی کے رونق افروز ہونے پر میں نے اپنی انتخاب کی ہوئیں روک رلیس ملاحظہ اقدس میں گزرائیں میری منتخب کردہ رلیس حضور پر نور نے پسند فرمائی اور دست مبارک سے یہ ہندو قین میرے ہاتھ میں دیکر جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کو نشانہ اندازی کی مشق کرانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

صاحب زادہ صاحب قبلہ نے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ روز دوشنبہ کو صبح کے سات بجے جو بلی قدیم کے بیولین میں پچاس گز کے فاصلہ سے پہلے بار نشانہ اندازی کی مشق فرمائی اس وقت جو کیفیت میرے دل پر طاری ہوئی اور جو جوش و مسرت کہ میرے دل میں موج زن ہوا وہ کسی طے زبان قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ یعنی آج سے اونیس سال قبل کا حال میری نظر کے سامنے نمایاں تھا۔ جبکہ حضور پر نور ہندو گانغالی نے اسی مقام اسی فاصلہ سے نشانہ اندازی کی مشق شروع فرمائے تھے ہفتہ میں

صفحہ نمبر ۴۴۴ مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ عثمان یارالدولہ بہادر ٹوئینٹی ففٹ کوئٹہ اون
 ہزارین تسلیم فوجی کے لئے شریک ہوئے



۴۴۳

دوروز صاحب زراودہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کے لئے مقرر کئے گئے صبح کے
ساڑھے چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک دولت خانہ قدیم میں صاحب زراودہ
صاحب قبلہ نشانہ اندازی کی مشق فرماتے تھے۔

سر دار ویلا

افسرالہ ولہ بہادر

سیف آباد کے سب مکانات جو تعمیر ہو رہے ہیں اور جو ہو چکے ہیں اور مکانات کی ملا ہو باغ اور باغ سولا
ہو مکان دینی جہاں والا مکان اور سب مکانات کے سامنے کو باغ کرالی بالین فرنیچر و فرش دروشتی اور جو جو
نیچ انحرافات وغیرہ پر وہ سب تمہارے علاقہ میں ہی بنی ہوئے متہ صاحبہ فرماں کو لکھا ہے کہ فاضل الدولہ بہا کو
اور جو جو جگہ کے علاقہ میں کام ہو لکھو کہ ہسٹری اس کی اطلاع ملے گی یہی دین تم سب کو نکال چاہ لو تو قطعاً تعمیل کے
علاقہ کا کام اور اب جو بن رہا ہے وہ فاضل الدولہ بہادر کے علاقہ میں ہی لکھا اور یہی کا قطعاً ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ

شہرہ تنظا اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ان مکانات شاہی کے علاوہ دیوانی علاقہ میں مندر فلک نما اور عمدہ باغ تھا اعلیٰ حضرت
حضور پر نور نے اس کی نگرانی ہی میرے تفویض فرمائی اور اس کے متعلق خاص شاہی فرمان
میرے نام صادر ہوا جسکی نقل ذیل میں رقم کی جاتی ہے۔

سر دار ویلا

افسرالہ ولہ بہادر

منزل فلک نما اور عمدہ باغ تمہارے سپرنٹنڈنٹ کے لئے مدارالہام صاحبہ سرکار عالی کو لکھ دیا گیا ہے تم
اپنے قبضہ میں لاؤ اور وہاں حسب مناسب میسر کم پیرے مقرر کرو وہاں کی سیف بالین کے
ماشرکی کینچان ہی اسکے ساتھ بھیج دیا جاتی ہیں۔

اسباب فرنیچر وغیرہ کی ایک فہرست بھی بھیجی جاتی ہے اور راجہ مرلی منوہر بہادر کو لکھا

سجیسا ہے کہ وہ اسباب کا مقابلہ ہم سے کرادین آپ رسائی کے انجن آلات وغیرہ بھی سپرد
کر لئے جائیں قطعہ صفر المظفر ۱۳۵۱ ہجری مقدس روز شنبہ

شرعاً مستحفظ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

فراہین شاہی مین جتنے جنگلے اور کوٹھیاں تھیں اون سب کو اپنے علاقہ
میں حسب ہدایت سرکاری لے لیا اور ان اکنہ کی حفاظت اور نگرانی اور فروش فروش
اور فرنیچر وغیرہ جملہ سامان کی آراستگی اور درستی اور انتظام کے واسطے ہشیار تجربہ کار
داروغے مقرر کئے اور خود ذات سے بھی اپنے اونکی نگرانی کی بدل کوشش کی اور
اپنے عثمان یار جنگ اپنے بڑے فرزند کو خاص طور پر مقرر کیا کہ وہ ہمیشہ ان عمارات
شاہی کا دورہ کرتے رہیں۔

فلک نما کاسل جو بہترین عمارات شاہی مین سے ہے اسکا کل فرنیچر اور آرائشی
سامان انگریزی مذاق کے موافق ہے اس لئے اس پالس کی نگرانی کے واسطے آغاز
اتہام سے ایک یور وپین نگران کار اپنے مقرر کیا اور بنظروری اعلیٰ حضرت حضور پر نور
ویڈہ سورویہ بابانہ اوسکی تنخواہ مقرر کی وہ یور وپین نگران کار ہمیشہ فلک نما پالس مین ہارٹا

مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی ابتدائی علمی

اور فوجی تعلیم اور اسکے متعلق مختصر واقعات

میرے بڑے فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ جب سن تیز کو پہنچے

اور اونکی معمولی تعلیم بلدہ میں جہاننگ ضروری تھی اوس سے اونہوں نے کامیابی حاصل کی تو میں نے اوکو محلہ ۱۳ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء عیسوی میں بیکی کے سنر لولیس کالج میں بغرض ترقی تعلیم علمی پہیجا جب وہ اوس کالج سے تعلیم پا کر بلدہ میں آئے تو یہیے اونکی فوجی تعلیم کی طرف توجہ کی اور پیچنگاہ اقدس اعلم حضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ اگر اونکی ابتدائی فوجی تعلیم برٹش رجمنٹ میں ہوگی تو نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوگا اوس زمانہ میں جنرل سر جرجرڈ اسٹوارٹ صاحب سکندر آباد کی فوج کے کمانڈنگ افسر تھے اونہوں نے کمانڈر انچیف صاحب سے اجازت حاصل کر کے عثمان یار جنگ کو ٹینیونٹی فٹ ہونڈار میں فوجی تعلیم کے واسطے ۱۳ سالہ ۱۹۰۵ء عیسوی میں شریک کیا عثمان یار جنگ تین سال تک بلارم میں برٹش رجمنٹ کے ساتھ قیام پذیر رہے اور فوجی تعلیم کے زمانہ تک مثل دوسرے فوجی افسروں کے افسر کو اسٹری میں رہا کرتے تھے اور اس ہوس میں کہانا کھاتے تھے اس رجمنٹ کے کمانڈنگ کرنل مارٹن صاحب اور ب برٹش افسروں نے عثمان یار جنگ کو جب فوجی کام سیکھنے میں بدل سرگرم پایا تو نہایت مہربانی سے وہ سب انکی تعلیم کی طرف مشورہ ہوئے۔

اول سال میں اونہوں نے ریڈنگ اسکول اور ٹرپ ڈرل میں کامیابی پائی دوسرے سال اسکو ڈرل اور جٹل ڈرل میں منتقل رہے۔ تیسرے سال کپٹن فال صاحب نے عثمان یار جنگ کو اپنے ہمراہ کیا سٹپ میں لیجا کر گائنا سٹس اور اوٹ پوسٹ ڈیوٹی کی تعلیم دی۔

۱۹۹ء عیسوی کے آخر میں جب ٹینوٹی فٹ نہرانے سکندر آباد سے مصر کی طرف کوچ کیا تو اس وقت عثمان یار جنگ ٹینوٹی فٹ نہرا سے رخصت ہو کر میری پاس بلدہ میں آئے مینے اذکوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں پیش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے فدی زادہ کو فوجی خدمت سے سرفراز فرمائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بمرحہ خسروانہ عثمان یار جنگ کو ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۱۹ء مطابق ۲۰ ماہ نومبر ۱۸۹۹ء عیسوی میں گولکنڈہ بریگیڈ میں کپٹانی کی ریانک عطا فرمائی اور گولکنڈہ لائسنر کی کمانڈ پر مقرر کیا عثمان یار جنگ نے اپنی فوجی خدمت کو نہایت شوق دلی اور مستعدی سے انجام دینا شروع کیا مجھے جہانتک ممکن تھا مینے اون کو فوجی تعلیم دینے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

جلد ملیٹری آئین و قوانین کے سوا سواری نیزہ بازی چوگان بازی وغیرہ میں بھی عثمان یار جنگ نے کامل درجہ مہارت حاصل کی۔

سکندر آباد کی فوج میں پیر چیس ایک مشہور اسپورٹ ہے جو برسات کے موسم میں ہوتی ہے جب وہ موسم آتا ہے تو ہر ایک رجمنٹ میں ایک بار پیر چیس کی دعوت دی جاتی ہے اور فوجی لوگ ایسے میدان میں جو اون کے رجمنٹ کی لین بر قریب ہوتا ہے پانچ چہرہ میل تک باڑین لگاتے ہیں اور نالیان کہہ دیتے ہیں اور دقت مقررہ پر تمام فوجی افسر جو اس اسپورٹ کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہیں اپنا اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس جگہ جمع ہوتے ہیں اور باہم گھوڑے دوڑا کر باڑین کداتے

جاتے ہیں اور جو جگہ اس اسپورٹس کے اختتام کے لئے معین ہوتی ہے وہاں پر ایک نالی پندرہ بیس فٹ چوڑی پہلے سے کھدی ہوئی تیار رہتی ہے اور اوسمین پانی بہا رہتا ہے اوس نالی کے پاس سب تماشائی اور جنٹلمین کھڑے رہتے ہیں جب وہ فوجی افسر پانچ چہر میل گھوڑے دوڑا کے جہاں جہاں باڑیں ہوتی ہیں اونپر سے اپنے اپنے گھوڑے کد کرتے ہیں تو اوس پانی بہری نالی پر سے اپنے گھوڑے کداتے ہیں جو وقت فوجی افسر کل میدان اور باڑوں کو کد کرتا ہے کے قریب پہنچتے ہیں تو ہر ایک افسر آئین یہی کوشش کرتا ہے کہ سب سے پہلے میں اپنے گھوڑے کو اوس نالی سے پار کروں جس کی چوڑائی پندرہ بیس فٹ کے ہوتی ہے۔

اوس وقت ہر ایک سوار نہایت تیزی سے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہے جس وار کا گھوڑا پہلے اوس نالی پر سے کود جاتا ہے تو اس شرط میں وہی بقت لیجاتا ہے عثمان پانچنگ کے فوجی خدمت پر مقرر ہونے سے قبل ۱۸۹۳ء عیسوی میں منے ملک پیٹی رپس کوڑس میں پیپر چیس مقرر کی اور بلارام اور سکندر آباد کے شوقین افسروں کو اوسمین دعوت دی۔ بلارام اور سکندر آباد کے ستائیس افسر اوس روز ملک پیٹیہ میں جمع ہوئے اعلا حضرت حضور پر نور نے بھی اپنے قدوم میںنت لازم سے اوس میدان کو شرف اندوز فرمایا۔

مدارالمہام صاحب سرکار عالی اور ریڈنٹ صاحب اور اکثر فوجی افسر اور بلوہ کے امرا اور اغوا اوس موقع پر تماشہ دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ساڑھے چار بجے سب شوقین افسر جو اس اسپورٹ میں شریک تھے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے

پیپہ چیس کا کورس ملک پیٹہ کی شہر کا گاہ سے شمال کی جانب راجہ مرلی منوہر کے باغ اور آسمان گڑھ سے گردش دیکر ملک پیٹہ ہی کی شہر کا گاہ کے سامنے لایا گیا تھا اور واٹر جپ پانی کا نالہ اٹھارہ فٹ شہر کا گاہ کے سامنے بنایا گیا تھا اور اوسی جگہ علامت حضور پر نور اور سب امرا اور اعیان اور فوجی افسر تماشادیکھنے کے لئے کھڑے تھے۔

جب وقت سب گھوڑے دوڑانے والے افسر دور سے نظر آنے لگے اور سوت کل تماشائیوں کی نگاہیں ان کی طرف تھیں اور دیکھ رہے تھے کہ کس کا گھوڑا پہلے پہنچتا ہے اور واٹر جپ سے اول کون سوار اپنا گھوڑا کداتا ہے۔

اتفاق سے عثمان یار جنگ نے نہایت جیتی کی اور اپنے گھوڑے کو اتنا تیز کیا کہ سب افسروں سے پہلے واٹر جپ پر وہ آ پہنچے اور ان کا گھوڑا موسوم ہوا سب گھوڑوں سے اول پانی کا نالہ کو دیا۔ عثمان یار جنگ کا گھوڑا سب سے اول پہنچتا ہی علامت حضور پر نور نے براہ قدر دانی اور عزت افزائی اٹھارہ سرت کے لینے کلاپ فرمایا اور بمقدار امرا اور اعیان بلندہ اور دیگر تماشائی وہاں جمع تھے سب نے جوش دلی اور نہایت مسرت سے تالیان بجائیں پیپہ چیس کے بعد جرنیل سر جبریل اسٹوارٹ نے مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ برٹش آرمی میں ایسے بہت کم افسر ہونگے جنہوں نے سولہ برس کے سن میں اتنے تجربہ کار افسروں کے مقابلہ میں پیپہ چیس میں کامیابی حاصل کی ہوگی جرنیل صاحب مجھ سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمانجاہ بہادر تشریف لائے اور انہوں نے نہایت مسرت کے ساتھ عثمان یار جنگ کی اس کامیابی کی مجھے مبارکباد دی

جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اون سے کہا کہ آپ کے فرزند کی کامیابی کا اس شرط میں یہ دوسرا وقت ہے اس سے پہلے ہی عثمان یا جنگ قدیم تجربہ کار افسروں کے مقابلہ میں گہی بقت لے گئے ہیں اسما نجاہ بہادر نے جنرل اسٹوارٹ سے پوچھا کہ اس سے پہلے جو عثمان یا جنگ کو کامیابی ہوئی ہے اسکی مطلق کیفیت ہماری سماعت میں نہیں آئی وہ کیفیت آپ بیان کریں ہم یہی اوشکے سننے کے مشتاق ہیں جنرل اسٹوارٹ صاحب نے مجھے پوچھا کہ آپ نے مارا لمہام صاحب سے ہی اپنے فرزند کے شرط جیتنے کا احوال بیان نہیں کیا آپ سب کیفیت مسر اسما نجاہ بہادر کے سامنے بیان کیجئے تب میں نے اسما نجاہ بہادر سے کہا کہ سال گذشتہ مسٹر ہیوگاف اسٹریلیا سے دو یا بول لائے تھے ایک مشکلی یا بول اسٹارنگ نامی نہایت عمدہ تھا مسٹر ہیوگاف نے اس یا بول کو شرطی تعلیم دی اور سکندر آباد کی شرطوں میں اسے شریک کیا گذشتہ ماہ نومبر میں جب سکندر آباد میں شرطیں ہوئیں تو اون شرطوں میں ایک باڑ کی شرط دو میل کے فاصلہ کی تھی جس میں سات جگہ باڑیں قائم کی گئی تھیں ایک باڑ چار فٹ بلند تھی۔ اور اس کے سامنے تین فٹ چوڑی ایک نامی تھی اور نامی کے کنارہ پہ بلیئر کی طرف ایک موٹی لکڑی آڑی لگائی گئی تھی اور یہ شرط تھی کہ گھوڑا اس آڑی لکڑی اور نامی اور اونچی دیوار کو وقت واحد میں کودے اور اسکے سوا ایک بڑا مالہ اور چند اونچی اونچی دیواریں اور باڑیں تھیں جو کہ مسٹر ہیوگاف صاحب کا یا بول کم تر تھا اسلئے اوپر کم وزن دیا گیا تھا۔

مسٹر ہیوگاف ایک روز میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ عثمان یار جنگ کو متعدد بار میں نے سواری کرتے دیکھا ہے اونکی نشست نہایت عمدہ ہے اور اونکی سواری شہسوارانہ ہے اگر عثمان یار جنگ سکندر آباد کی باڑوں کی شرط میں میرے یا بو اسٹارلنگ یہ سواری ہوں تو مجھے امید ہے کہ میرا یا بو ضرور وہ شرط جیتے گا میں نے اون سے کہا کہ اگر عثمان یار جنگ رضامند ہیں تو میں خوشی سے اونکو اجازت دیتا ہوں کہ وہ آپکے یا بو پر اس شرط میں سواری ہوں اونہوں نے کہا میں عثمان یار جنگ سے پوچھ چکا ہوں وہ نہایت خوشی سے میرے یا بو پر سواری ہونے کو آمادہ ہیں اس گفتگو کے بعد مسٹر ہیوگاف نے اس شرط میں عثمان یار جنگ کا نام لکھا دیا۔

دوسرے روز میرے ایک دوست کپٹن درملڈ نے مجھے پوچھا کہ آپ عثمان یار جنگ کو سکندر آباد اسپٹیل جیس میں مسٹر ہیوگاف کے یا بو پر سواری ہونے کے لئے اجازت دی ہے۔ میں نے کہا ہاں مسٹر ہیوگاف نے مجھے درخواست کی تھی۔ اونہوں نے کہا کہ آپکو اس شرط کی باڑوں کا یہی کچھہ حال معلوم ہے اوسمیں اتنی اونچی اور خوفناک باڑیں ہیں کہ اکثر تجربہ کار قدیم شہسوار افسر اس شرط میں شریک ہونے کے لئے پس و پیش کر رہے ہیں اس گفتگو کے سننے کے بعد میں اوسے روز شام کے قریب سکندر آباد ریلس کو رس پر گیا اور وہاں پہونچکر باڑوں کو دیکھا تو دراصل باڑیں بہت اونچی اور مضبوط بنائی گئی تھیں کہ اگر گھوڑے کا پاؤں ذرہ ہی باڑ کو لگتا تو گھوڑے گر گرنے کا یقینی موقع تھا اور ہر ایک مقام خوف و خطر سے خالی نہ تھا چونکہ میں مسٹر ہیوگاف سے

کو زبان دے چکا تھا اس لئے میں نے خداوند عالم کے فضل و کرم پر تکیہ کیا اور دوسرے روز عثمان یار جنگ کو میں اپنے ساتھ شہر کا گاہ کو لے گیا۔

اوس اسپتال جیسے میں سات یا بوشریک تھے اور سات سوار خیمین چہ پور پین
قدیم تجربہ کار افسر تھے جنکو اکثر ایسی شہر طوں میں شریک ہونے اور گھوڑ دوڑ کی تنہا
درجہ مشق اور عادت تھی جیسے کپٹن ڈی مانٹ مورنسی۔ کپٹن کیا کپٹن مارٹین ہین اور
ساتوین عثمان یار جنگ تھے جو کم سن پندرہ سالہ لڑکے تھے جتنے لوگ وہاں
موجود تھے ایسے مہلک میں اس کم سن لڑکے کے شریک ہونے سے افسوس کرتے تھے
اور عثمان یار جنگ کی جرات اور مستقل فراخی سے کمال تعجب کرتے تھے اور اسکے ساتھ
بعض یہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ اس کم سن لڑکے کے باپ ایسی نازک شہر طوں میں شریک
ہونے کے لئے کیونکر اجازت دی بہر حال جب شرط کے گھوڑے چھوٹے تو مجھے
نرا گیا میں بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے فرزند کی سلامتی کی دعا خداوند عالم ہی
مانگتا ہوا شرط کے چکر کے اندر اندر گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا جس وقت سب گھوڑے
اول باڑ پر پہنچے تو ایک گھوڑا اوس باڑ پر گرا اور دوسری اور تیسری باڑ پر سے سب
گھوڑے کود گئے جب اوس باڑ پر پہنچے جکے سامنے ایک نالی اور آڑھی لکڑی لگی
ہوئی تھی اس نئی چیز کو دیکھ کر سب گھوڑے چکے اور دو گھوڑے جو عثمان یار جنگ کے
آگے تھے وہ ذرہ رُک کے مگر عثمان یار جنگ اپنے یا کو اتنا سیدھا لے گئے کہ وہ اس
باڑ پر سے صاف کود گیا اور اون کے بعد جن سواروں کے یا کو کودے اونہیں سے

تین یا بواں باڑ پر گزرے اب کل تین سوار باقی رہ گئے ایک عثمان یار جنگ دوسرے کپٹن ہارس تیسرے ہزار کے ایک افسر یہ تینوں سوار تہایت تیزی سے بڑھے اور بڑے نالہ کے قریب پہنچے یکا یک سینے دیکھا کہ دو سواروں کے یا بواں اس نالہ میں گرے اور فقط ایک سوار منگی یا بواں پر نالہ سے پار ہوا وہ سوار میرا بیٹا عثمان یار جنگ تھا۔ باڑین کداتے وقت چھ افسر یکے بعد دیگرے یا بواں پر سے گرے اور فقط یہ کم سن لڑکا سب باڑین کدا کر صحیح و سالم شرط جیتنے کے مقام پر پہنچ گیا۔

عثمان یار جنگ نے سلامتی کے ساتھ جو شرط جیتی سینے خداوند عالم کی بارگاہِ غوث میں اسکا شکریہ ادا کیا اور اس کے پاس جا کر مینے اسکو گھوڑے پر سے اٹا مارا اور وقت جتنے یورپین اور نیٹو میرے دوست وہاں جمع تھے میرے پاس آئے اور سب نے مجھے مبارکباد دی۔

جرنیل پراٹر صاحب نے فرط محبت سے عثمان یار جنگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا کہ یہ تمہارا ہونہار لڑکا تمہارے خاندان کا نام کرے گا اور میرے پاس اگر مجھے آہستہ طور پر یون کہا کہ دیکھا گیا کہ اس لڑکے کے مزاج میں چند خوبیاں جمع ہیں جو بڑے بزرگ منشی کی دلیل ہیں ارادہ اور غم خیزم اور استقلال مزاج اور تہور اسنے اس شرط میں شریک ہونے کے لئے ارادہ کیا وہ کتنا بڑا ارادہ تھا جب باڑوں کے دشوار گزار موقعوں کو دیکھا تو ممکن تھا کہ اپنے ارادہ سے باز رہتا لیکن غم خیزم نے اس ارادہ کے پورا کرنے پر اسکو ثابت قدم رکھا مستقل مزاجی اس درجہ ہے کہ گھڑ دوڑ کے

آغاز سے انتہا تک اسکی طبیعت میں جھپک پیدا نہیں ہوئی اور ہر باڑ کے کداتے وقت جس استقلال سے کام کرنا چاہیے تھا اوسکو بچھوڑا تھور کی حالت یہ دیکھی گئی کہ حبوت باڑوں کے پاس دلیر افسر گرے اگر بڑی باڑ کے پاس پہونچکر اونکی حالت کا اندیشہ کرتا اور اپنے یا بو کو روک کے اوسکو قصور مند ٹھہراتا کہ آگے نہ بڑھا اور باڑ کو دلاشکھا تو یہ امر ممکن تھا لیکن جرات اور شجاعت سے بڑھکر اپنی تھور کا درجہ دکھلایا اور نہایت چستی و دلیری سے گھوڑے کو اچھی حالت میں رکھے ہوئے سب باڑوں کے پار ہو گیا جرنیل صاحب مجھے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ میری دوست ایک مہم صاحبہ مسکن میرے پاس آئیں اور مجھے ہاتھ ملا کر کہا کہ نہایت ارمان سے کہتی ہوں کہ کاش اللہ تعالیٰ ایسا فرزند مجھے دیتا اور آجکے دن میں اوسکی ماں ہوتی آپ میری طرف سے اس لڑکے کی والدہ کو بہت بہت مبارکباد دیں اور اون سے میری طرف سے آپ کہیں کہ آپ بڑی خوش نصیب بی بی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ہونہار اولاد عطا فرمائی۔ آسمانجاو بہادر نے یہ کیفیت سنکر نہایت مسرت کیا تہ مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ مجھے آپکے اس فرزند کے ساتھ نہایت محبت ہے امید ہے کہ یہ آئندہ آپکے خاندان کے فخر کا باعث ہوگا۔

سکندر آباد کے میجر جیسیون مین عثمان یار جنگ اکثر شریک ہوئے اور اکثر بار انہیں کے ہاتھ میدان رہا اور سب سواروں سے اونکا گھوڑا آگے بڑھ گیا ان شرطوں کے چند روز بعد فوجی افسروں کی رائے سے تین دو کے کپالہ سے نکل کر ناکرنا قرار پایا

اور ایک تیندوا پکڑ کر منگایا گیا جب شکار کا وقت آیا تو اوسکا پنجرہ میدان میں رکھ دیا گیا
 ہلام اور سکندر آباد کے شکار دوست افسر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آبادہ شکار
 ہوئے اور تیندوے کے پنجرہ کا دروازہ کھولا گیا تیندو اپنے پنجرے میں سے ٹکڑے ٹکڑے
 طرف چلا سب افسروں نے اوسکے پیچھے گھوڑے ڈالے اور اوسکا تعاقب کیا۔

عثمان یا جنگ اوس روز ایک سبزہ یا بولہ صرف نامی پر سوار تھے عثمان یا جنگ نے
 نہایت مستعدی اور دلیری سے اپنے یا کو کو تیز کیا اور تیندوے کے قریب چشم زد
 میں پہونچ کر اول بہالہ اوسکے مارا عثمان یا جنگ کے بہالہ کے بعد دوسرے افسروں نے
 قریب جا کر اوسپر بہالہ کے وار کئے تیندوے کے شکار میں پھلا بہالہ مارنا سخت
 دشوار کام ہے اسلئے کہ تیندو بڑا شیریر اور چپٹ و چالاک درندہ ہے چھوٹے
 وقت وہ نہایت دلیر اور غضبناک ہوتا ہے جب گھوڑا اوسکے نزدیک پہونچتا ہے
 تو وہ جست کر کے سوار اور گھوڑے دونوں پر حملہ کرتا ہے اور دونوں میں سے ایک
 کو اگر اسوقت احتیاط نہ کی جائے ضرور زخمی کرتا ہے زخمی ہونے کے بعد البتہ اوسکی
 تیزی اتنی نہیں رہتی جتنی کہ چھوٹے وقت ہوتی ہے۔

عثمان یا جنگ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ہمراہ سعادت شکار میں جائے
 کا اکثر اتفاق ہوا ہے جب کہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے
 شکار کے واسطے اصلاعیں رونق افزا ہوتی ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور عثمان
 یا جنگ کو ہمراہ اقدس لیجاتے ہیں اونکو فیل خاصہ پر سوار رکھ کر کار کے چان

پیچھے کھڑا رہنے کے لئے اس واسطے حکم ہوتا ہے کہ اگر شیر حضرت کی گولی سے زخمی ہو کر نکل جائے تو عثمان یا رجبگ او سکواپنی گولی سے ماروین اکثر اوقات ایسے ارشاد کی تعمیل میں عثمان یا رجبگ کو کامیابی ہوئی ہے اور اعلیٰ حضرت حضور پر پور کے زخمی کئے ہوئے شیر کو عثمان یا رجبگ مار کے سرکار کی پیشی میں لائے ہیں۔

عثمان یا رجبگ کی خدمت گزاری سے انتظام شکار اور انتظام سواری مبارک میں مجھے بہت بڑی کمک کا موقع ملتا ہے اکثر انتظامی ابواب سواری مبارک اور شکار کے سفر اور حضر میں اونکے سپرد کرتا ہوں اور وہ میرے حسب منشاء کام انجام دیتے ہیں۔

۱۹۵۵ء عیسوی میں جو وقت سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے نرسم بیٹہ میں رونق افزا ہوئی اس وقت میرا فرج نادرست تھا عثمان یا رجبگ نے شکار کا کل انتظام نہایت حسن و خوبی سے کیا ایک مہینہ میں روز تک سواری مبارک نرسم بیٹہ میں رونق افزا رہی جب موسم برسات کا آغاز ہوا تو سواری مبارک بلڈ کی طرف مراجعت فرما ہوئی سب سے پہلے محلات شاہی کے لئے انتظام کیا گیا کہ کل بیگمات سرکاری گاڑھیوں میں سوار ہو کے ہنگنڈہ کے اسٹیشن پر پہنچ جائیں گاڑھیوں میں گھوڑے لگائے گئے اور شاہی محلات کی بیگمات اونیں سوار ہو کے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئیں۔

عثمان یا رجبگ سرکاری گاڑھیوں اور اسکارٹ کو روانہ کر کے خود گھوڑے

سوار ہوئے اور گاڑھیوں کے ساتھ ہوئے۔

نرسم پیٹھ کی آبادی سے گزرتے ہی جس گاڑھی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی صاحبزادی صاحبہ قبلہ تشریف فرما تھیں، اس گاڑھی کے گھوڑے کی باگ بکسودہ میں اٹک گئی گھوڑے کو چبان کے قابو سے باہر ہو گئے اور انہوں نے سیدہ راستہ چھوڑ کر جھجکل کی راہ لی کو چبان نے ہرچندہ کوشش کی مگر گھوڑوں کے روکنے میں اوسکو کچھ کامیابی نہ ہوئی عثمان یار جنگ اوسوقت قریب تھے اوہوں نے دیکھا کہ گھوڑے گاڑھی کو لیکر تیز بہاگ رہے ہیں اور دونوں سائیس ہی گاڑھی پر سے گر گئے ہیں اور قریب ہے کہ گھوڑے گاڑھی کو لیکر ایک نالہ میں گرین عثمان یار جنگ یہ حالت دیکھتے ہی فوراً اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا کہ گاڑھی کے گھوڑوں کی برابر آ پہنچے اور گاڑھی کے بائیں طرف کے گھوڑے کی باگ اپنے دہنے ہاتھ سے پکڑ کے اوسکو روکنا چاہا لیکن گھوڑے استفادہ تیز بہاگ رہے تھے کہ ایک ہاتھ سے وہ رک نہ سکے جب اس کشاکش سے عثمان یار جنگ نے سمجھا کہ گھوڑوں کا رکنا ناممکن ہے تو اوہوں نے اپنی سواری کے گھوڑے کو گاڑھی کے گھوڑے سے آنا ملایا کہ اپنے گھوڑے پر سے جبت کہ گاڑھی کے بائیں جانب کے گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھے اور گھوڑے کی گردن ہولپٹے اپنے ہاتھ اتنے بڑھائے کہ اونکی باگین ہاتھوں میں آ گئیں اور اوندکو فوراً روک لیا۔ جو لوگ کہ یہ سب احوال دیکھ رہے تھے اور اسکا رٹ افسر جو پیچھے پیچھے

اپنا گھوڑا دوڑا رہے تھے اور گاڑھی کے قریب آ پہنچے تھے اونکایہ بیان تھا کہ
 عثمان یار جنگ کا گھوڑا گاڑھی کے گھوڑوں سے اتنا مل گیا تھا کہ گاڑھی کے دونوں
 گھوڑے اور تیسرا اونکا گھوڑا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک گاڑھی میں تین گھوڑے
 لگے ہوئے ہیں اور تینوں ایک دم بیباک رہے ہیں اور روکنے کی کوشش میں عثمان یار جنگ
 ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کچھ حصہ اون کے جسم کا اون کے گھوڑے پر رہے اور باقی
 سب جسم گاڑھی کے گھوڑے پر رہے جقدر گاڑھی نالہ کے قریب پہنچتی جاتی تھی۔
 اوسقدر عثمان یار جنگ کی کوشش اوسکے روکنے میں بڑھتی جاتی تھی اور اونکی
 اوسوقت کی دلیری سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اگر گاڑھی کے روکنے میں اونکی جان
 بھی جاتی رہے تو وہ اوس سے دریغ نہ کریں اور حسب طور پر ممکن ہو گاڑھی کو روکین غرض
 اس کوشش میں عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی اور نالی کا خطرناک موقع بیک
 چار پانچ قدم کے فاصلہ پر رہا تھا اونہوں نے گاڑھی روک لی۔ وہ نالہ تقریباً آٹھ
 فٹ عمیق تھا ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا اقبال تھا کہ ایسے خطرناک موقع
 سے زنانی حملات کی گاڑھی کو کچھ صدمہ نہ پہنچا ورنہ نالہ میں گاڑھی کے گرہنے سے
 بگمات کا کیا احوال ہوتا۔

گاڑھی کے رکتے ہی دوسرے لوگ بھی دوڑے اور گاڑھی کے اطراف
 میں جمع ہو گئے پہر گھوڑوں کی دوسری جوڑی بد لکر گاڑھی میں لگانی لگی اور گاڑھی
 اسٹیشن کو روانہ ہو کر خیر و سلامتی سے پہنچی۔

گاڑھی مین صاحبزادی صاحبہ قبلہ اور بعض بیگیاں شاہی سوار تھیں اونہوں نے سب باہر اگاڑھی کے گھوڑوں کے بے تحاشا بہاگنے اور کوچہ بان کے اختیار سے باہر ہو جانے اور عثمان یار جنگ کی اوس وقت کی مردانہ کوشش اور اپنی جان کی پروا نہ کرنے اور اونکو عین مہلکہ پر روکنے کا پیشگاہ اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور مین بیان کیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے یہ سب واقعات سماعت فرمانے کے بعد اوسی وقت ایک سرفراز نامہ مجھے تحریر فرمایا اور نہایت عمدہ قیمتی ایک جیبی گھڑی طلانی جیمین آٹھ روز کے بعد کبھی دیجانی ہے مع ایک طلانی توڑے کے عثمان یار جنگ کو عنایت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا وہ عنایت نامہ کمال شہانہ قدروانی اور ملکوتہ عزت افزائی سے مملو تھا مینے اوسکو سر پر رکھا اور انگلیوں سے لگایا غرض بلکہ مین پہونچنے کے بعد وہ عنایت نامہ اوس گھڑی کے ساتھ ہار نیگٹن گھڑیاں ساز لندن کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ حضور پر نور کے اوس عنایت نامہ کے الفاظ گوہر بار کو گھڑی کی اندرونی دونوں طرفوں مین مینا کار حروف سے کندہ کر دے چند ماہ مین وہ گھڑی تیار ہو کر لندن سے میرے پاس آگئی فی الحقیقت وہ گھڑی عثمان یار جنگ کی اس نمایان خدمت کی یادگار اور وہ عنایت نامہ اقدس و اعلیٰ ہمیشہ کے لئے میرے کل خاندان کے فخر و مباہات کا کامل ذریعہ ہوگا۔

عثمان یار جنگ کی شادی کتھانی کی مختصر کیفیت

۲۱ بیج الاول ۱۳۱۴ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۷ء عیسوی میں میری بڑے
 فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی شادی کتھانی سردار دلیر جنگ دلیہ الملک
 کی بڑی لڑکی سے ہوئی۔ اس مبارک تقریب میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایسی
 شانہ عنایت اور خسروانہ عزت افزائی فرمائی کہ ہمارے سارے خاندان کی ہسٹری
 میں ہمیشہ کے لئے باعث افتخار و مباهات سمجھی جائے گی۔

چونکہ سردار دلیر الملک کا مکان سکندر آباد میں واقع ہے اس سببے بازگشت
 روز مغرب کے بعد دولہ اور دلہن سکندر آباد سے سیف آباد تک روشنی میں آئے۔

روشنی کا پہلے سے اہتمام کیا گیا تھا دولہ کے مکان راحت منزل واقع سیف آباد
 سے سکندر آباد تک تالاب کے بند کی دونوں طرف اور راستوں پر ٹٹیان باندھی گئی
 تھیں ان ٹٹیموں اور شعلوں اور بیچ شاخون کی روشنی کے علاوہ تخت روان کی روشنی
 کا نہایت خوبی سے انتظام کیا گیا تھا سکندر آباد سے رخصت ہو کر دولہ اور دلہن مات
 کے آٹھ بجے راحت منزل کے قریب پہنچے کل براتی اور جلوس دولہ اور دلہن
 کے جلو میں تھا۔

اوسوقت ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور چوکرے میں سوار اسکاٹ شاہی
 کے ساتھ سیف آباد کے شاہی مکان کے سامنے تشریف لائے اور نبوار شہنشاہانہ

وسر فرازی عثمان یار جنگ کی برات کا ملاحظہ فرمایا جتنا جلو س اور روشنی تھی وہ سب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی نگاہ مبارک کے سامنے سے گزری اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور سیف آباد پالس میں تشریف لے گئے۔

میں اوسوقت عثمان یار جنگ کو برات میں سے ہمراہ لیکر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بطرح بندگانِ عالی نے اس مبارک تقریب میں رونق افزائی فرمائی ہے اوس طرح غریب خانہ میں تشریف فرما ہونے کے دلہن کی نذرین ہم سب کی یہہ دلی آرزو ہے کہ جیب دلہن دولہ کے گہرین اوترے تو بے پہلے اپنے مالک اپنے خداوندِ نعمت حضور پر نور کے پیشگاہ میں نذر دے حضور پر نور کی یہہ خاص عزت افزائی اور سر فرازی ہمارے خاندان میں ہمیشہ کے لئے یادگار اور موجب افتخار ہوگی حضور پر نور نے میری اس عرض کو شرف قبول بخشا اور بکمال عزت افزائی راحت منزل میں تشریف لائے اور زمانہ مکان میں رونق افزا ہوئے ابھی دلہن کو میانہ سے اوتار کے مکان میں نہیں لائے تھے کہ حضور پر نور زمانہ مکان میں داخل ہو گئے۔

میری اہلخانہ نے سب سے پہلے حضور پر نور کے پیشگاہ میں نذر پیش کش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور سند پر تشریف رکھیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ مسند پر دلہن کو بٹھلاؤ میری اہلخانہ نے مکرر عرض کی کہ مسند پر سرکار ہی رونق افزا ہوں اور دلہن کی نذر لین حضور پر نور نے شاہانہ نوازش سے میری

الخانہ کی اس عرض کو پذیرا فرمایا اور مسند پر رونق افزا ہوئے اور دہلی کی نذر لی
پھر دولہ کی نذر لی اس کے بعد میرے تمام گہروالوں کی نذرین لین نذرین لینے کے
بعد تھوڑی دیر تک رونق بخش غریب خانہ رہے پھر برخواست فرما کے دیوڑھی
مبارک کو تشریف لینگے۔

سی۔ آئی۔ بی کا خطاب

۱۸۹۶ء عیسوی میں ہنر مجیٹی کوئین امپرس مرحومہ کی جوہلی کی تقریب لندن میں
بڑی دھوم دھام سے ہوئی اوس شامانہ جلسہ میں جیسے یورپ کے روسا اور امریکو
شرکت کیواسطے دعوت دی گئی تھی ہندوستان کے مغز اوزنا مہر ان سرون کو بھی
اوس شامانہ جلسہ میں مدعو کیا تھا۔

ہنر مجیٹی دی کوئین امپرس نے اس تقریب میں مجھے خطاب سی۔ آئی۔ بی۔
کمپائین آف دی انڈین امپائر مرحمت فرمایا۔

۷۔ محرم ۱۳۱۶ ہجری مطابق ۲۲ ماہ جون ۱۸۹۶ء عیسوی کو ڈیوڑھی مبارک
میں انگریزی دربار ہوا اگلا مظہر نے لندن سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک
میں ایک خریطہ مع ایک تمغہ کے پہنچا تھا رنڈیڈنٹ صاحب نے وہ خریطہ اور تمغہ اعلیٰ حضرت
حضور پر نور کی خدمت عالی میں پیش کیا اسکے بعد دربار برخواست ہوا اور بارے
رخصت ہونے کے بعد رنڈیڈنٹ صاحب اور انصراح سکندر آباد نے مجھے

سی۔ آئی۔ بی کے متغ کی مبارکباد دی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا سفر کلکتہ

ہزارکلسنی لارڈ کمرزن ویسٹ کے گورنر جنرل کشور ہند جبکہ سال گزشتہ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی میں ولایت سے ہندوستان میں تشریف لائے تو انہوں نے ایک اشتیاق نامہ بمقتضائے قدیمی تعلقات گورنمنٹ انڈیا اعلیٰ حضرت کی خدمت مبارک میں بایں مضمون تحریر فرمایا کہ آئندہ موسم سرما میں حضور پر نور چند روز کے لئے کلکتہ میں تشریف لاکر مجھے ملاقات فرمائیں اور میرے مہان ہوں تو مجھ کو نہایت مسرت ہوگی چونکہ حضور پر نور لارڈ کمرزن کی خوش اخلاقی اور بزرگ منشی کا احوال پہلے سے سماعت فرما چکے تھے اس اشتیاق نامہ کے پہونچنے سے حضور پر نور کے دل میں یہی ویسٹ کے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت نے ہزارکلسنی ویسٹ کے گورنر جنرل لارڈ کمرزن کی دعوت کو بحال خوشنودی خاطر قبول فرمایا۔ اور اشتیاق آمیز الفاظ سے جواب نامہ ادا کیا۔ سفر کلکتہ کے باب میں اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے تہامی امور بذات خود سرٹریوریلوڈن صاحب رزیڈنٹ حیدر آباد سے ملے فرمائے اور موافق رائے ویسٹ کے بہادر کے تاریخ ۲۳ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی کلکتہ میں پہونچنے کے لئے مقرر کی گئی۔

جب اس مبارک سفر کا زمانہ قریب آگیا تو سواری مبارک کی روانگی کے لئے

۱۵ ماہ شعبان مطابق ۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی مقرر ہوئی اور مجھے ارشاد اقدس
 ہوا کہ اس سفر کا جلد انتظام کیا جائے۔ حسب احکم اقدس میں نے چار اسپیشل ٹرینوں کے
 تیاری کا ٹرانفک مینجر سے بندوبست کیا اور دو اسپیشل ٹرینوں میں گاڑی گھوڑے
 اور جملہ شاہی سامان روانہ کیا۔ میسری اسپیشل میں امراء دولت اور چند مصاحبین روانہ
 ہوئے چوتھی اسپیشل میں حضور پر نور مع اشاف کے حیدر آباد سے کلکتہ کو روانہ
 ہوئے روانگی سے قبل حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ جب قدر ممکن ہو سواری
 مبارک کے ہمراہ لوگ کم رہیں کیونکہ سابق میں جبوقت سواری اعلیٰ حضرت قدر قدرت
 کی ۱۸۹۳ء عیسوی کو لاہور میں کے زمانہ میں کلکتہ میں رونق افرا ہوئی تھی تو اسوقت
 امراء و آغہ اور تمامی ملازمان ہمراہی کی تعداد سات سو پچپن تھی اس حکم کی بنا پر ہر ایک
 کارخانہ کے ملازمین اور ہر ایون کی فہرست پیگاہ اقدس میں پیش کر کے ان کے
 باب میں حکم حاصل کر لیا۔ اور ہر ایک علاقہ میں حسب احکم اقدس اس کی اطلاع دیدی
 امراء دولت اور مصاحبین میں سے حسب تفصیل ذیل تھے۔

نواب مدار المہام سرفوار الاحرار بہادر۔

نواب سرخو رشید بہادر۔

دار الملک بہادر۔

مولوی احمد حسین صاحب۔

فصیح الملک بہادر۔

لقمان الدولہ بہادر۔

اسد یار الدولہ بہادر۔

عثمان یار جنگ بہادر۔

ناصر نواز الدولہ بہادر۔

اقبال یار جنگ بہادر۔

افضل نواز جنگ بہادر۔

مستاجر ٹرن۔

غزینہ یار الدولہ۔

ہاں شعبان العظمیٰ ۱۳۷۱ ہجری مطابق ۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی روز شنبہ کو صبح کے ساڑھے سات بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت کی سواری مبارک سردار و ملا پالس سے حیدر آباد ریلوے اسٹیشن میں داخل ہوئی۔ تمام امداد وغرہ جاگیر دار۔ منصبدار و عہدہ داران سرکاری جنرل ٹنکر صاحب کمانڈنگ حیدر آباد بمسٹری نوٹس و افسران حیدر آباد کنٹیننٹ اسٹیشن پر حاضر تھے۔

برٹش انفنٹری لٹکشیہ جنٹ کا گارڈ آف آنر ایک سوجان رینک انڈینل مع کلرو بیانیٹ کے حیدر آباد اسٹیشن کے اندر اور حیدر آباد و انسیر کا گارڈ آف آنر ریلوے اسٹیشن کے باہر کھڑا تھا حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کے دونوں جنٹین راہکتے دونوں طرف صف بستہ حاضر تھیں۔

۱۔ علحضرت قدر قدرت گاڑی سے اوٹر کر اسٹیشن میں رونق افزا ہوئے اور سب امر او آغزہ کا سلام لیتے ہوئے جنرل ٹنکر صاحب کو ہرا لیکر پرنس انقشیری کے گاڑ ڈاٹ آنز کا ملاحظہ فرمایا پھر منصرف فٹ اسٹنٹ نہ یڈنٹ اور جنرل ٹنکر صاحب سے رخصت ہو کر خاصہ کی سلون میں رونق بخش ہوئے۔ سب امر او آغزہ و حاضرین آداب بجالائے۔ سرکاری اسپتال اسٹیشن سے جسوقت روانہ ہوئی ہر خاص و عام کی زبان سے یہ صدا بلند ہوئی۔

بہ سفر رفتت مبارک باد

بہ سلامت روی و باز آئی

آٹھ بجے علحضرت قدر قدرت حضور پر نور دام سلطنت کی اسپیشل حیدر آباد روانہ ہو کر گلبرگ خریف بن دو بجے پہونچی۔ اسوقت صوبہ دار صاحب اور کل عہدہ داران ضلع اسٹیشن پر حاضر تھے۔ شب کو علحضرت نے اسپتال ٹرین ای میں استراحت فرمائی دوسرے روز شنبے آٹھ بجے اسپتال روانہ ہوئی۔ اور ۲۳ دسمبر کی شام کو سواری مبارک کلکتہ میں داخل ہوئی ویسے بے بہادر کو دواڈیکان اور انڈسکریٹری سے گارڈ آنز آن کر حاضر تھے سکراؤ ویسے کے ایڈیکانوں اور سکریٹری کو ملاقات فرمائی اور اسٹیک کیلج میں سوار ہو کر تیراگہ شاہی کی طرف عازم ہوئے راستہ کی دونوں طرف تماشائیوں کا نہایت درجہ ہجوم تھا۔ اس موقع پر ہر شخص یہی چاہتا کہ ایک نظر و کن کے بادشاہ کا جمال جہان آرا دیکھے لیکن باز و حام کیوجہ سے پیچھے کے لوگ آگے نہیں آسکتے تھے۔ غرض اسٹیشن سے سواری مبارک واپس ہوئی تیراگہ

شاہی جو مکان موسوم بہ پالس کورٹ ہے اور اس کے متصل دوسرا مکان اسی احاطہ میں واقع ہے اور ویسراے گورنر جنرل کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے قیام کے لئے پہلے سے وہ مقرر کیا گیا تھا سواری مبارک وہاں رونق افزا ہوئی جب سواری مبارک فروگاہ شاہی میں داخل ہو گئی تو انڈر سکریٹری اور ویسراے کے دونوں ایڈیٹنگ اعلیٰ حضرت سے رخصت ہو کر واپس گئے۔ دوسرے روز یکشنبہ کو گیا رہنمائی اعلیٰ حضرت قدر قدرت حضور پر نور دام سلطنت کی مزاج پرسی کے لئے ویسراے گورنر جنرل کشور ہند نے اپنے دو ایڈیٹنگ اگل آف سفٹ اور کیپٹن ناکس کو بھیجا۔ اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے دربار ہال میں برآمد ہو کر اون سے ملاقات فرمائی۔ دونوں ایڈیٹنگ ویسراے کی طرف سے حضور پر نور کے مزاج اقدس کا احوال دریافت کر کے رخصت ہوئے۔

۲۲ ماہ شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۲۶ ماہ دسمبر ۱۹۹۶ء عیسوی روز شنبہ کو ویسراے گورنر جنرل بہادر کے انڈر سکریٹری کیپٹن وڈ اور ملٹری سکریٹری کیپٹن دی آنریبل بیرنگ اور ایڈیٹنگ کیپٹن ناکس مع اسٹیٹ کیئر جی اور ویسراے کے باڈی گارڈ کے جبکہ ایک نبھنے میں ۱۵ منٹ باقی تھے فروگاہ شاہی میں حاضر ہوئے۔

اعلیٰ حضرت قدر قدرت برآمد ہو کر مع میوٹیشن کے اسٹیٹ کیئر جی میں ہوا ہو کر گورنمنٹ ہوس کی طرف رونق افزا ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس نہایت

حُسنِ خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا باؤ بیگار ڈکے جو ان دربار ہال کے ستونوں کے پاس کھڑے ہوئے تھے جیسا سرخ دریں سفید بیک گروڈ میں نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا سرکاری اسٹیٹ کیمنج گورنمنٹ ہوس کے سامنے کھڑی ہوئی۔ گارڈ آف آئزر فرسلائی دی فارن سکریٹری اور دو ایڈیکانگ اعلیٰ حضرت کی پیشوائی کے لئے گاڑی تک آئے اور حضور پر نور کو بڑے دربار ہال میں لے گئے۔ ولیرائے گورنر جنرل بہادر مقامِ جلوس سے لب فرش تک جو تقریباً چالیس قدم ہو گا حضور پر نور کی پیشوائی کے واسطے تشریف لائے اور اپنے مہمانِ عزیز سے ہاتھ ملایا حضور پر نور نے اس موقع پر صاحب زادہ صاحب کا ولیرائے سے انٹرویو کر لیا بعد ازاں ولیرائے اور اعلیٰ حضرت خاص اجلاس کی جگہ تشریف فرما ہوئے ولیرائے نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے دہنی بازو کی طرف بٹھلایا۔ بائیں طرف فارن سکریٹری اور انڈر سکریٹری اور چند عہدہ داران علاقہ فارن ڈپارٹمنٹ اور ولیرائے کے ایڈیکانگ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے حضور پر نور کے بعد صاحب زادہ صاحب اور رزیدنٹ صاحب حیدر آباد اور اون کے بعد اعراب دولت آصفیہ اور مصاحبین اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے۔ ولیرائے گورنر جنرل بہادر قریب پاؤ گھنٹہ کے اعلیٰ حضرت سے گفتگو کرتے رہے۔

حضور پر نور اور ولیرائے بہادر کے درمیان صاحب زادہ صاحب کی تعلیم کی نسبت دیر تک گفتگو رہی۔ رخصت کے وقت ولیرائے بہادر نے کہا کہ شام کو شریٹون میں حضور سے پہر ملاقات ہوگی۔ ولیرائے بہادر سے حضور پر نور رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شرتون مین تشریف فرما ہونا

ساڑھے تین بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیڑیج مین شرتون کے ملاحظہ کے لئے روانہ ہوئی۔ حضور ی باڈیگارڈ کو یہ اول روز تھا کہ اپنے پادشاہ کے اسکارٹ کا فخر حاصل ہوا۔ کپٹن عثمان یار جنگ بہادر باڈیگارڈ کا ڈریس پہنے ہوئے رایل کیڑیج کی دہنی طرف اور سب لفٹنٹ شاہ فرایگ بائین طرف گاڑی کے آگے دو جوان اوڈانس پارٹی کے ان کے بعد آٹھ جوان اور رایل کیڑیج کے پیچھے آٹھ جوان ان کے پیچاس قدم پیچھے دو جوان ان کے بعد مصاحبین کی گاڑیاں تھیں غرض اس موقع پر شرتون کا تماشا تو برائے نام تھا تمام حکومت بادشاہ و کن کی سواری کا توڑک اور شاہانہ حشمت و شان دیکھنے کا دل سے مشتاق تھا۔ محط فرسے سواری مبارک گزرتی ہر ایک تماشا دیکھ کر دل سے دعا دیتا تھا سرکاری گاڑی مین مرشدزادہ صاحب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی بائین طرف تشریف فرما تھے سرکار نے مجھے اپنے سامنے گاڑی مین بیٹھنے کا اعزاز بخشا۔ سواری مبارک ساڑھے چار بجے ریس کو رس پر پہنچی اعلیٰ حضرت گاڑی سے اوتر کے ریس اسٹانڈ کی طرف متوجہ ہوئے ریڈنٹ صاحب سہرٹریور پلوٹن اعلیٰ حضرت کو گراڈ اسٹانڈ پر لے گئے ایک خاص مقام اعلیٰ حضرت اور اسٹاف کے لئے مقرر کیا گیا تھا جہاں اعلیٰ حضرت نے رونق افروز ہو کر شرتون دیکھیں

دیسرے کپ کی شرط میں نو گھوڑے شریک تھے یہ شرط چری نامی گھوڑے نے جیتی اس شرط کے بعد حضور پر نور گرانڈ اسٹائڈ سے گھوڑوں کا ملاحظہ فرمانے کے لئے نیچے تشریف لے گئے۔ ویسے اور لیڈی کرزن کلکتہ کلب کے خیمہ میں چائے پی رہے تھے۔ سکرٹری کاب حضور پر نور کو کلب کے خیمہ میں لے گئے۔ ہنر اکسلنسی لارڈ کرزن نے اعلیٰ حضرت اور مرشد زادہ صاحب کو لیڈی کرزن سے انٹرویو کر لیا۔ حضور پر نور لارڈ اور لیڈی کرزن نے باہم ملکر چائے نوش کی۔ شرطوں کے بارہ میں چند منٹ تک گفتگو رہی اسکے بعد اعلیٰ حضرت رخصت ہو کر دوسری شرط ملاحظہ فرمانے کے واسطے تشریف فرما ہوئے شرطوں کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت ایسٹ کیتج میں سوار ہو کر قیام گاہ شاہی میں تشریف لائے۔

گورنمنٹ ہوس میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا ڈنر اور

بعد ڈنر کے ایوننگ پارٹی

۲۲ شعبان روز سہ شنبہ کو ویسے گورنر جنرل کشور ہند نے اعلیٰ حضرت کو ڈنر میں مدعو فرمایا اور بعد ڈنر کے سات سو یورپین اور نیو جنٹلمینوں کو حضور پر نور سے مشرف ہونے کے لئے دعوت دی۔ انتہی معزز مہمان لیڈیان و خٹالین مثل ممبران کونسل و جنرل افسر اور بڑے عہدہ دار فارن آفس کے ڈنر میں شریک تھے اعلیٰ حضرت قدر قدرت ٹھیک آٹھ بجے گورنمنٹ ہوس میں تشریف فرما ہوئے اور مجھے

سواری مبارک کے ہمراہ ڈنر میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ڈنر کے بعد پرنسپل اور لیڈی گورنر ویر تک باتیں کرتے رہے قریب ساڑھے دس بجے کے حضور پرنس اپنی معزز میزبان سے رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی کو مراجعت فرما ہوئے۔

۲۴ شعبان روز پنجشنبہ کو صبح کے نو بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت لفٹنگ گورنر بنگال سر جان وڈ برن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ رکاب اقدس تھا بعد ملاقات لفٹنگ گورنر کے ریاکن انڈیپنڈی کی شاپ میں سواری مبارک رونق افزا ہوئی۔ وہاں سے جانس انڈیاٹ میں فوٹو گرافر کے اسٹوڈیو میں تصویر کھچوانے کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے تین بجے سواری مبارک پالس کورٹ کو واپس آئے۔

ولیسرے گورنر جنرل کا حضور پر نور کی باز دید کو آنا

۲۵ شعبان ۱۳۸۱ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۹۹ء عیسوی روز جمعہ کو ساڑھے گیارہ بجے حسب الحکم اقدس مدار المہام بہادر دسر خورشید جاہ بہادر و دار الملک بہادر اور راقم ولیسرے گورنر جنرل کشور ہند کے لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو گئے فارن سکریٹری اور ایک ایڈیکانگ ولیسرے کے گاڑیوں تک استقبال کے واسطے آئے ایک بجے ولیسرے گورنر جنرل کشور ہند مع فارن سکریٹری سر ولیم کننگھم و پرائیوٹ سکریٹری مسٹر لارنس ولیٹری و میجر بیگزنگ و انڈر سکریٹری فارن

ڈپارٹمنٹ کپٹن وڈائیڈیگانگ کپٹن بیکر کا کپٹن ناکس پالس کو رٹ (ایٹھتر روڈ) کے قیام گاہ شاہی میں تشریف فرما ہوئے گا روڈ آف آنر نے سلامی دی رائل سلوٹ کی تو بین سر ہوئے۔ اعلا حضرت قدر قدرت سیٹھ بیون تکا ولیسرے کو لینے کے واسطے تشریف لائے اور شبیک ہنڈ کرنے کے بعد حضور پر نور اور ولیسرے مع تمامی اسٹاف کے قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

اعلا حضرت نے ولیسرے کو اپنی ذہنی طرف بٹھلایا اور تمام ممبران اسٹاف ولیسرے کو رنر جنرل کشور ہند اپنے اپنے مقامات پر درجہ بدرجہ کر سیون پر بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد اعلا حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ سب اہرام و معاصین لیٹر کو نذرین دین چنانچہ اول مارالمہام سرکار عالی نے اون کے بعد خورشید چاہ بہادر نے پھر سب ممبران اسٹاف اعلا حضرت نے حسب طرح کہ کر سیون پر بیٹھے ہوئے تھے اوسے سلسلہ سے ولیسرے کو نذرین دین۔ رزیدنٹ صاحب ایک ایک کا نام نذر دیتے وقت بیان کرتے جاتے تھے جو وقت راقم کے نذر کی فوہت آئی اور رزیدنٹ صاحب نے میرا نام لیا اوس وقت ولیسرے نے اعلا حضرت حضور پر نور سے کہا کہ امکاناً تو افسر خبک ہے انکو افسر الدولہ کیون کہتے ہیں اعلا حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ دولائی کا خطاب میں ان کو دیا ہے ولیسرے نے فرمایا کہ کیا یہ خطاب پہلے خطاب سے بڑا ہے اعلا حضرت حضور پر نور نے ارشاد کیا کہ دولائی کا خطاب جنگلی سے بڑا تو ہوا غرض رخصت کے وقت اعلا حضرت حضور پر نور نے ولیسرے کو اپنے دست بھائی کے

پان اور حطر دیا اور مارا المہام سرکار عالی نے سب ممبران و لیسرائے کو عطا و بیان دیا اعلیٰ حضرت
 قدر قدرت و لیسرائے کے ہمراہ گاڑی تک تشریف لے گئے و لیسرائے بہادر حضرت
 کے وقت اعلیٰ حضرت اور صاحبزادہ صاحب سے شیک مہینہ کر کے اپنی گاڑی میں سوار
 ہوئے جو ڈیوٹیشن و لیسرائے بہادر کو لانے کے لئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے
 حب اکلم گیا تھا و لیسرائے نے فرمایا کہ وہ ڈیوٹیشن پہر گورنمنٹ ہو س کو جانے کی
 تکلیف نہ کرے شام کو حضور پر نور اسٹیٹ کیرج میں سوار ہو کر دریا کے کنارے
 ہوا خوری کو تشریف فرما ہوئے۔

۲۶ شعبان روز شنبہ کو ساڑھے گیارہ بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت و لیسرائے
 گورنر جنرل کشور ہند سے خانگی طور پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے راقم ہمراہ کلاب
 اقدس تھا جو وقت سواری مبارک گورنمنٹ ہو س میں پہنچی گاڑی آف آنر نے سلامی
 ادا کی و لیسرائے کے دو ایڈیکانگ گاڑی تک آئے پرایوٹ سکریٹری مسٹر لارنس
 ٹیپرہون کے اوپر اگر اعلیٰ حضرت سے ملے اور ہند گان حضرت کو خاص و لیسرائے
 کے آفس میں لے گئے راقم اور و لیسرائے کے دونوں ایڈیکانگ ڈرائنگ روم
 میں ٹھہرے و لیسرائے اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے وقت فقط مسٹر لارنس
 پرایوٹ سکریٹری باریاب رہے۔

کامل ۳۲ منٹ تک پرایوٹ انٹرویو ہی اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور
 مع مسٹر لارنس کے باہر تشریف لائے اور گورنمنٹ ہو س کی تصویریں وغیرہ ملاحظہ

فرماتے رہے پہر مسٹر لارنس بیرمیوٹ سکریٹری نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو گاہی تک پہنچایا رخصت کے وقت مسٹر لارنس نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا فوٹو مبارک چایا حضور پر نور نے راقم کو حکم دیا کہ ایک فوٹو پر خاص ستھ مبارک بیکر مسٹر لارنس کے پاس بھیج دو قریب ڈیڑھ بجے کے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس سے پالس کوٹ مین واپس آئی ساڑھے چار بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیمرے میں شرتون کے ملاحظہ کے لئے رونق افزا ہوئی سب مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے شرتون کے ملاحظہ کے بعد سواری مبارک سیر کے واسطے لب دریا پر رونق افزا ہوئی وہاں سے پہر سات بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ڈیڑھ ہی مبارک مین واپس تشریف لائے۔
۷ اشعبان روز یکشنبہ کو تین بجے مہاراج کوچ بہار اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے واسطے آئے۔

ساڑھے تین بجے کلکتہ کے مسلمانوں کی جانب سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی تحفہ مبارک مین ڈیپوٹیشن حاضر ہوا اعلیٰ حضرت مع مصاحبین کے دربار ہال میں رونق بخش ہوئے پہلا ڈیپوٹیشن جس کے سکریٹری مسٹر عبدالرحمان بیراسٹراٹ لافرنڈ نواب عبداللطیف خان بہادر تھے پیشگاہ اقدس میں پیش ہوا اس ڈیپوٹیشن مین بنگالہ کر معزز چالیس ممبر تھے۔

سکریٹری نے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کی رونق افزائی سے کلکتہ کے تمام مسلمانوں کو خاص طور پر دلی خوشی حاصل ہوئی اس ملک کے سب مسلمان اعلیٰ حضرت کے عمود دولت

کے واسطے دعا کے خلع صاف کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے سکریٹری سے ارشاد فرمایا کہ آپ ہماری طرف سے سب ممبران سوسائٹی سے کہدین کہ تم لوگوں کے دیکھنے سے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور حضور پر نور امید کرتے ہیں کہ تمہاری سوسائٹی جن اغراض سے قائم ہوئی ہے اون اغراض میں تم لوگوں کو کامیابی پورے طور پر حاصل ہوگی ساڑھے چار بجے علیکڑہ کالج کے تریسٹون کی طرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا پہلے محسن الملک بہادر سکریٹری کالج آداب بجالائے پہر ہر ایک ممبر نے یکے بعد دیگرے آداب عرض کیا سکریٹری نے ہر ایک ممبر کا نام پینچا گاہ شاہی میں عرض کیا محسن الملک نے کالج کے متعلق ایک مختصر مضمون بیان کیا پھر ڈیپوٹیشن رخصت ہوا۔

اعلیٰ حضرت نے دریائی سیر کے واسطے خاصہ کی گاڑی طلب فرمائی اور مع مضامین کے تفریح کے واسطے دریا کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

۲۸ شعبان ۱۳۱۰ ہجری مطابق غرہ جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی روز دوشنبہ کو شام کے وقت سرکاری سامان ریلوے اسٹیشن کو روانہ ہو چکا تھا ارشاد اقدس ہوا کہ باقی ماندہ سامان پھر ریلوے اسٹیشن کو روانہ کیا جائے اور شب کے نو بجے سواری مبارک کی گاڑیاں وغیرہ حاضر رکھی جائیں حسب حکم اقدس عمل کیا گیا۔

ساڑھے نو بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور مع ہمراہیان سواری مبارک کلکتہ قیام گاہ شاہی سے روانہ ہو کر باؤڈہ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے اور اپنشل سین روٹن آغا ہوئے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اپنشل کی روانگی کے لیے

حکم اقدس صادر ہوا دس بجے سرکاری اسپتال ملکتہ کے اسٹیشن سے روانہ ہوئی اور ۲۹ شعبان کو شب کے نو بجے بنارس میں داخل ہوئی اعلیٰ حضرت شب کو اسپتال ٹرین ہی میں تشریف فرما رہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت مہاراج بنارس مع پوٹیکل ایجنٹ اور مغربین بنارس کے اسٹیشن پر آئے اور اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی گارڈ آف آنر نے شاہی سلامی ادا کی اعلیٰ حضرت مع مہاراج بنارس اسپتال کی تالیف میں مہاراج صاحب کے پالس کو تشریف لینگے اعلیٰ حضرت نے پالس میں داخل ہونے کے بعد مہاراج صاحب کو پان پھول دیکر رخصت کیا پھر شام کے پانچ بجے مہاراج بنارس کی بازوید کے واسطے اعلیٰ حضرت رام نگر کو تشریف لے گئے مہاراج صاحب دروازہ تک آئے اور اعلیٰ حضرت کو شاہی جلوس کی جگہ لے گئے پاؤ گنٹہ تک اعلیٰ حضرت حضور پر نور وہاں رونق بخش رہے عطر اور پان پیش کش کیا گیا اعلیٰ حضرت اس کے بعد رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی میں مراجعت فرما ہوئے مہاراج صاحب کے ایڈیکنگ کپٹن ذمہ داری پر شاد سنگھ نے مہاراج صاحب کی طرف سے نہایت عمدہ مہمانی کا انتظام کیا جسکی نسبت اعلیٰ حضرت نے خوشنودی خاطر مبارک ظاہر فرمائی۔

غزوہ رمضان روز چہار شنبہ کو شب کے گیارہ بجے سرکاری اسپتال بنارس سے روانہ ہوئی اور بغیر و سلامتی گلاب گر شریف میں داخل ہوئی۔

چونکہ روانگی سواری مبارک سے تین چار روز پہلے اعلیٰ حضرت کو نہایت درجہ کم فرصتی رہی تھی گلاب گر میں تشریف فرما ہونے کے بعد کئی روز تک ضروری کاغذات

متعلقہ امور سلطنت جو ملاحظہ طالب تہ پیش نظر انور رہے۔

۱۲ مارچ رمضان المبارک سے ۲۶ تک اعلیٰ حضرت حضور پر نور گلبرگہ شریفین رونق افزا رہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر نیاز کی تیاری کی گئی اور کثرت سے روزمرہ مساکین اور محتاجین کو ہربانی و مزرعہ کھلایا گیا اور جب تک گلبرگہ شریف میں اعلیٰ حضرت قیام فرما رہے تھے اکثر گھوڑے کی سواری اور باڑیوں کدانے اور نیزہ بازی اور لائٹس وغیرہ تفریح کے کاموں سے خاطر اقدس کو مشغول رہا ایک دن دیر تک باڑ کدانی ہوتی رہی اعلیٰ حضرت نے پانچ فٹ کی بلندی تک باڑ کدانی اور اوس روز مجھے اور عثمان یار جنگ اور نٹنٹ شاہ مرزا بیگ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے تک ٹائی کے تین تین جو اہر نگار پرن مرحمت فرمائے۔

۲۰ مارچ رمضان المبارک کو حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کو نیزہ بازی اور ٹینٹ پگنیک شروع کرائی جائے حسب حکم اقدس ۱۲ مارچ ماہ رمضان کو صاحبزادہ صاحب نے گلبرگہ شریف میں ٹینٹ پگنیک شروع کی۔ سلیس گھوڑا جو نہایت شایستہ تھا اپنے اسکام کے واسطے تجویز کیا اول روز صاحبزادہ صاحب بہار سے کڑی لینے کی شق کی جب کڑی لینے میں ہاتھ صاف ہو گیا تب ٹینٹ پگنیک شروع کی گئی بلکہ میں سرکار کے مراجعت کے بعد ہی حسب حکم اقدس یہ مشق جاری رہی ہفتہ میں دو روز بندوق سے نشانہ اندازی اور دو روز نیزہ بازی کی شق میں حاضر صاحب معروف رہا کرتے تھے۔

۲۹ رمضان المبارک کو صبح کے چار بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور اسپتال میں رونق افزا ہوئے اور شام کے چار بجے سرکاری اسپتال حیدر آباد اسٹیشن میں داخل ہوئی تھرڈ مدراس انفنٹری علاقہ سبڈری فوج کے سوجان گارڈ آف آنر کے مع شاہی نشان کے حاضر اسٹیشن تھے انہوں نے شاہی سلامی ادا کی تمام امرا اور اعزہ سلطنت آداب بجالائے سرٹریور پلوٹون رزیرڈنٹ حیدر آباد نے اعلیٰ حضرت سے شیک ہینڈ کیا اور جنرل ڈوہوس کا اعلیٰ حضرت سے انٹرویو س کرایا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے قدم سیمت لزوم کی خوشی میں حیدر آباد اسٹیشن نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا اور ایک تخت شاہی جلوں کے واسطے بچھایا گیا تھا جس پر چند کرسیاں رکھی گئی تھیں اعلیٰ حضرت شاہانہ کرسی پر رونق افزا ہوئے اور مرشد زادہ بلند اقبال ایک کرسی پر بیٹھے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ٹریور پلوٹون صاحب کو بھی ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا اس موقع پر رعایا کے بلند حیدر آباد اور سکندر آباد کی طرف سے خیر مقدم شاہی کے اظہار مسرت میں ایک اڈریس پیش ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے کمال طلاقت لسانی اور فصاحت بیانی ادس اڈریس کا جواب ادا فرمایا۔ پھر اسٹیٹ کیا چ میں مع جناب مرشد زادہ صاحب بلند اقبال رونق بخش ہو کر بلند میں تشریف فرما ہوئے۔

سواری مبارک کے اسکارٹ میں کل افسران افواج باقاعدہ اس ترتیب سے شریک تھے رائل کیا تیج کے سامنے سب افسران تو پچانہ افواج باقاعدہ ان کے بعد

افسران اسپیشل سروس ٹرولپس اور ان کے بعد نشان شاہی اور افسران چارج ہاؤس
گارڈز اکل کیا ریج کی دہنی طرف رہنے کا افتخار سینے مع اپنے فوجی اسٹاف کو حاصل
کیا بائیں طرف سبز افسر اور افسران پٹن اور ریگولر ٹرولپس ان کے بعد افسران
افریکن کیولری گارڈ اور تھرو لائنز اور گولکنڈہ لائنز ہمراہ اقدس رہے
غرض اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک اس شاہانہ ٹوڑک و احتشام کیساتھ
خیرو سلامتی سے دو تختہ قدیم مین داخل ہوئی۔

جنگ چین

جس زمانہ میں یورپ کی سلطنتوں نے چین پر فوج کشی کی تو اس موقع پر برٹش
گورنمنٹ کی طرف سے مجھ کو بھی اوس جنگ میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ چین کا
ملک ہندوستان کے شمال و مشرق میں واقع ہے۔ منچوریا۔ منگولیا۔ تبت۔ وغیرہ ملک
ہی اسی میں داخل ہیں چین کے توالج میں منچوریا سب سے عمدہ اور نہایت زرخیز
ملک ہے اسکی آبادی ایک کڑھ چالیس لاکھ آدمی کی ہے اس کے علاقہ میں بہاڑ بہت
ہیں چین پر اکثر ہرف جی رہتی ہے۔ ان ہر فستانی پہاڑوں میں انواع و اقسام کے
درند وغیرہ جانور سفید بچہ۔ سفید شیر۔ سفید تیندوا جبکہ اسنو بیڑ ڈکھتے ہیں بکثرت
پائے جاتے ہیں سمور۔ قاقم۔ سنجاب۔ وغیرہ قسم کے جانور بھی وہاں ملتے ہیں انکو
پوستیں نہایت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ایام سرمایہ میں امرائے یورپ انہیں

اکثر پہنتے ہیں۔

خصوصاً سیبل جانور جو لومڑی کے قریب قریب جھوٹا ہے اسکے ایک ایک پوست کی قیمت چودہ پنہرہ ڈالتر تک ہوتی ہے اسکے پوست کا پورا اور کوٹ نہار دھنڑا ڈالتر تک ملتا ہے۔

چین کا پائے تخت شہر یوکن ہے۔ ٹانگن۔ کائن جو بڑے بڑے شہر ہیں۔

تجارت میں مشہور مقامات ہیں۔ مانچس خاندان چین میں حکمران ہے۔ اس خاندان کا اول بادشاہ چنچی نامی ۱۸۳۷ء عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ ۱۹۱۱ء عیسوی میں جب کہ چین میں گویا تھا اوسی خاندان کا نوان بادشاہ۔ کوآنکو۔ سند آراءے حکومت تھا مگر چونکہ زور تھا اس لئے ملکہ نسی نسی جو سابق بادشاہ کی بی بی اور امور سلطنت کی پوری غنما تھی کاروبار سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور اب تک وہی حکومت کر رہی ہے۔

چینی لوگ اپنے ملک میں کسی ملک کے آدمی کا آنا پسند نہیں کرتے عالم کے کل اقوام سے وہ ہمیشہ جدا رہے ہیں اور اب تک ہی وہ الگ ہی رہنا چاہتے ہیں۔ البتہ غیر ملک والوں کی تجارت چین میں ہوتی ہے جب اہل یورپ نے ستر سو میں

صدی میں یہاں آمد و رفت شروع کی تو انہوں نے اسے ناگوار سمجھا۔ اسی صدی میں ہر چند یورپ والوں نے نرمی سے کام نکالنا چاہا لیکن چین والوں کو کسی طرح اغیار کا آنا گوارا نہوا۔ اس واسطے غیر سلطنتوں کی چین والوں سے لڑائیاں شروع ہو گئیں یہاں فرانس اور آئرین ہرمن نے انہیں مجبور کیا اور ان کے ملکوں پر زبردستی سے

قبضہ کر کے چین میں داخل ہو گئے چونکہ انگریزی سلطنت اپنی ہمہ سلطنتوں سے ہمیشہ پیش قدمی کا ارادہ رکھتی رہے اس لئے اس سلطنت کے لوگوں نے بھی وہاں آمد و رفت شروع کر دی مگر اس موقع پر انہوں نے نہایت نرمی اور ملائمت سے کام لیا اور ملک گیری سے بہت ہی کم تعلق رکھا جو کچھ کیا وہ صرف تجارت کی غرض سے کیا۔ اسی وجہ سے روس فرانس کے مقابلہ میں برٹش کا ملک چین میں بہت ہی کم ہے۔

چین میں مخفی اکثر سوسائٹیاں ہیں۔ انہیں ایک سوسائٹی جس نے رفتہ رفتہ بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی اپنا نام خوشو رکھا تھا۔ چینی زبان میں خوشو کا وہی معنی ہے جو انگریزی زبان میں باکس کا معنی ہے باکسز انگریزی میں مشت زدن پہلوان کو کہتے ہیں یہ ایک ایسا طاقت ور گروہ تھا جسکی شاخیں تمام سلطنت میں پھیلی ہوئی تھیں۔

برادرانہ مساوات۔ باہمی اتفاق و اتحاد حقوق کی حفاظت۔ اور آزادی اسکی اغراض میں داخل تھی۔ فری ہیشن کی طرح ایک پرانی سوسائٹی تھی جنگ سے پہلے اسکے ممبروں کی تعداد ایک کڑوڑ تک پہنچ گئی تھی اسکے طبقے خفیہ۔ اور کارروائیاں پوشیدہ اشارات و کنایات سے ہوا کرتی تھیں ہر ایک مجلس کے لئے جدید ممبروں کو پہنچانے کا کام اسکے چند اراکین کے سپرد تھا جو اپنے فرائض کے انجام دینے کے لئے ہر ایک جایز و ناجایز ذریعہ سے کام لیتے تھے۔ پہلے یفرقہ

معاشرتی امور میں کوشش کرتا تھا۔ مگر جنگ سے کئی سال پہلے اس نے ملکی معاملات میں ہی قدم رکھا تھا۔ ہر ایک خلع کی انجمن میں ایک میئر ٹینس اور زونا ٹیب۔ ویر مجلس کے ماتحت کام کرتے تھے یہ بھی کہتے ہیں کہ سب ۱۸۵۵ء عیسوی کی جنگ چین جاپان کے بعد اہل چین کی طبائع میں عام طور پر جنگی ولولہ پیدا ہو گیا اور اس جوش نے جو تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا ایک قسم کی بے قراری و لون میں پیدا کر دی تو ۱۸۹۸ء عیسوی میں ان کے بعض لوگوں میں سے صوبہ شانڈنگ کی رعایا نے اپنی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ چونکہ ہم مواقع جنگ میں اپنے ملک اور قوم کی حمایت کی غرض سے بطور و انٹیر حصہ لینے کے آرزو مند ہیں۔ زمین فوجی پہلوانی ورزش اور فنون جنگ سیکھنے کی اجازت دیجائے گورنمنٹ نے انکی یہ استدعا منظور کی پھر اس بکسر گروہ کو بتدریج وہ ترقی ہوئی کہ اسکی شاخیں ملک کے اکثر حصوں میں پھیل گئیں اور ایک قلیل زمانہ میں ایسا زہر و ست گروہ بن گیا کہ اسکی قوت کا اثر سلطنت پر بھی پڑنے لگا شاہنشاہ چین جو بالکل عیش پسند اور آرام طلب تھا اس لیے اپنے اوقات کی قدر نہ کر کے محلات میں پڑا رہتا تھا۔ ملکہ نشی نشی جو اہل یورپ کی برخلاف تھی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتی تھی۔ اراکین سلطنت نے بادشاہ پر کچھ لیا دباؤ ڈال رکھا تھا کہ آخر میں اس نے ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء عیسوی کو حکمرانی سے بالکل کنارہ کر لیا اسوقت ان بکسروں نے چاہا کہ غیر ملک والوں اور اہل یورپ کو اپنے ملک سے نکال دیں۔ ملکہ نشی نشی اور اکثر اراکین سلطنت

اس ارادہ میں اوفکو تا بید دی جس سے اونہوں نے ۳۴ مئی سن ۱۹۱۵ء عیسوی کو پاؤ ٹنگ
 نو کے متصل شترچینی عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جو چینی جنرل اس ہنگامہ کے فرو
 کرنے کے لئے بھیجا گیا اس سے بھی اونہوں نے ہلاک کر دیا۔ ۲۷ مئی کی شام کو
 لوہان ریلوے کا ایک اسٹیشن لیو لیونامی جو پکن سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر تھا
 جلا ڈالا اور وہاں سے پکن کی طرف بڑھے اور اکثر شہروں کی یوروپین آبادی
 برباد ویران کر دی۔ جرمن کے سفیر کو قتل کر دیا۔ دوسرے سفیروں اور اون کے
 ہمارے ہیون نے جنگی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی یہ فتنہ دیکھ کر چاہا کہ وہاں سے نکلیں
 مگر تمام راستے پہلے سے مسدود کر دیے گئے تھے کوئی موقع نجات کا نظر نہ آیا دول
 یورپ کو جب اس ہنگامہ اور قتل و تباہی کی خبر پہنچی تو اونہوں نے دفتر دول خارجہ
 کو اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے لکھا اور سخت تاکید کی۔ اور اپنے اپنے سفیروں
 کے بچاؤ اور مقاصد کی حفاظت کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ ٹخمن میں چہے روسی
 ایک فرنچ ایک اٹالین اور دو انگریزی جنگی جہاز بھیج دیے گئے امریکا جاپان
 جرمن۔ اٹلی۔ کے جہازوں میں ایک ایک سو سپاہیوں کا دستہ دریا کے کنارہ
 آؤترا اور اونہوں نے پکن کا ارادہ کیا۔ یہاں پر اگرچہ چینی جنرل نے مزاحمت
 کی مگر یہ فوج اپنی دلیری سے آگے بڑھ کے پکن پہنچ ہی گئی۔ جب پکن میں
 روز ہر روز فوج بڑھتا گیا تو دول خارجہ کے سفیروں نے اپنی اپنی سلطنتوں سے
 مزید ملک طلب کی۔

اس موقع پر ملک چین نے پہلے وزیر کو موقوف کر دیا اور ایسے نئے وزیر مقرر کئے جو کل بکسرون کے موید اور طرفدار تھے۔ پکین کی سرکاری فوج انکی تائید میں اڑھتھ کھڑی ہوئی جسکی تعداد پچاس ہزار سے بھی زیادہ تھی۔ پھر تو مسعودن کا یہ غلبہ ہوا کہ انہوں نے پکین کے تمام سفارت خانوں کا محاصرہ کر لیا اور بیس ہزار چینی سپاہ شہر کے اندر اور اسقندر باہر موجود ہو گئی۔

جاپانی کا تلسا جو چین میں تباہ دہی مارا گیا اور مغربی دریا کے علاقہ میں ہی نجات پھیل گئی۔ چین میں تمام پروٹسٹنٹ گرجے جلادے گئے۔ ۳۱ جون کو بکسرون نے صدر ہاویسی عیسائیوں اور یورپینوں کو قتل کر ڈالا۔ انپان میں بھی شورش برپا ہو گئی جب شورش و فساد کی یہ نوبت پہونچی تو سلطنت برطانیہ، فرانس، روس، جرمن جاپان وغیرہ نے جنگ کا اشتہار دیا اور دول یورپ کی فوج آگے بڑھی اور عامہ جون کو ٹاکو۔ پر قبضہ کر لیا جسکا مفصل احوال میں آئندہ لکھوں گا۔

سلطنت چین نے مسعودن کے غلبہ کو دیکھ کر دول یورپ کے سفیر و فوٹو نوٹس دیا کہ جو بیس گھنٹہ کے اندر پکین کو خالی کر کے چلے جائیں۔ مگر انہوں نے راستہ کی بد امنی کے باعث پکین کے چھوڑنے سے غدر کیا۔ دوسری تیسری جولائی کو باغیوں نے ٹیچسن پر حملہ کیا پانچویں کو سوکٹن میں جو صوبہ منچوریا کا دارالحکومت ہے قساو برپا ہو گیا۔ اسوقت پکین میں چینی عہدہ دار بھی آپس میں لڑنے لگے اور اجولائی کو باغیوں نے ٹیچسن پر سخت حملے کئے مگر سپاہیوں نے گئے مگر

برطانیہ نے بھی ماہ جون کے آغاز میں ہندوستان سے چین کو فوج روانہ ہونے کے لئے حکم دیا۔ گورنمنٹ ہند نے تعیل حکم شاہی میں نہایت سرعت کی۔

جنرل سرفرد گیزلی چدینا اسپڈیشنری فورس کے اول برگیڈ کی کمانڈ پر جنرل سو فارمس اسٹوارٹ دوسری برگیڈ پر جنرل لارن کیمل تیسری برگیڈ پر جنرل رچرڈسن مقرر ہوئے۔ ہندوستان سے پیاسے تین برگیڈ روانہ ہو گئیں۔

جب چوتھی برگیڈ کو بھی چین جانے کے لئے حکم ہوا تو جنرل کمین صاحب اسکی کمان پر مامور ہوئے۔

یہ صاحب قدیم زمانہ کے میرے دوست تھے۔ اورنگ آباد میں یہ اور میں ایک مدت تک رہے تھے اور بارہا ملکر سیر و شکار اور نیزہ بازی وغیرہ فوجی کرتب کیا کرتے تھے اس زمانہ میں جب کبھی لڑائی کا ذکر آتا تو یہ کہتے تھے کیا اچھا ہو کہ ہم اور آپ دونوں کو باہم لڑائی میں جانے کا اتفاق ہو۔ اور جسطرح یہاں پر نیزہ بازی ٹینٹ پبلنگ اور شیپ کٹنگ میں کثرت کرتے ہیں اوسی طرح سرکار انگلینڈ کے دشمنوں پر اپنے ہتھیاروں کو ہم آزمائیں اور میدان جنگ میں فن سپاہگری اور حرب دکھلائیں۔

اس خدمت پر مقرر ہوتے ہی جنرل کمین کا ایک خط مجھ کو پہنچا جس میں انہوں نے اپنے پہلے زمانہ کی گفتگو کو مجھے یاد دلایا تھا اور جنگ میں شریک ہونے کیلئے لکھا تھا میں نے جنرل صاحب کی اس تحریر کا شکریہ ادا کر کے جواب دیا کہ میں نہایت

خوشی سے اس لڑائی میں آپ کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن ادھر تو مجھے حضور پر نور سے اجازت لینا ہی ہوگی۔ اور اودھر گورنمنٹ ہند سے اس کی منظوری کی ضرورت پڑے گی۔

جنرل صاحب نے میری اس تحریر پر بطور خود گورنمنٹ ہند سے جنگ چین میں میرے شریک ہونے کے لئے بندوبست کر لیا اور گورنمنٹ ہند کی جانب سے فارن سکریٹری کا تار اس مضمون کا میرے نام آ گیا کہ اگر قدر قدرت اعلیٰ حضرت جنگ چین کو آپکا جانا منظور کر لیں تو آپ کا نفر جنرل کمنز کے اسٹاف میں کیا جائیگا۔

جنرل کمنز نے گورنمنٹ ہند سے جب اس بارہ میں تحریک کی تو اوس کیساتھ ۱۰ اگست ۱۹۱۷ء عیسوی کو ایک تار میرے نام ہی پہنچا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

میں نے زریڈنٹ صاحب کو ایک تار پہنچا ہے آپ اوں سے ملاقات کریں اور جنگ چین میں اپنی جانی کے بابت میں اوں سے گفتگو کر لیں اور حضور پر نور کی خدمت مبارک میں میری طرف سے عرض کریں کہ اگر حضور پر نور میرے اسٹاف میں چین جانے کے لئے آپکو اجازت عطا فرمائیگی تو یہ امر خاص میری ذاتی ممنون کی باعث ہوگا کہ نتیجہ سے مجھ کو اطلاع فرمائی جائے۔

اس تار کے وصول ہونے کے بعد میں نے تمام کیفیت حضور پر نور کی خدمت

مبارک مین عرض کی اور پیشگاہ خسروی سے جنگ چین مین جانے کے واسطے مجھکو اجازت عطا ہو گئی جب یہ خبر ریڈینٹ صاحب کو معلوم ہوئی تو اوہوں نے اول مجھے مبارکباد دی اور پھر شملہ کو ایک تار بھیج کر فارن سکرٹری کو اسکی اطلاع کر دی۔

چونکہ اسوقت مین بطرح کا اسباب میرے پاس مہیاتہا مجھے اوسکی تیاری مین کسی قسم کی تاخیر نہیں ہوئی۔ جنرل صاحب کی صلاح سے مینے سواری کر گھوڑو بچی بجائے دو یا بوجو ہمارے پولو کے بہترین یا بون مین سے تہہ اپنے ہمراہ لیے اور اون دونوں کو وفد مولابخش خان کے ساتھ بھیج کر روانہ کیا۔ اور مین خود ۲۱ اگست ۱۹۷۱ عیسوی کی شام کو حضور پر نور کی خدمت مبارک مین اداب رخصتی بجالانے کے لئے حاضر ہوا۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے براجم خسروانہ بطور امانت گیارہ اشرفیان میرے بازو پر باندھن اعلیٰ حضرت سے رخصت ہو کر جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت مین اداب عرض کرنے کے لئے گنگ کوٹھی گیا پھر وہاں سے رخصت ہو کر اپنے بنگلہ راحت منزل کو آیا اور دوسرے دن صبح کو بمبئی روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر کثرت سے افسران فوج اور دیگر احباب و اعیان بلد مشایعت کے لئے تشریف لائے تہہ جسے رخصت ہو کر ریل پر سوار ہوا۔ قریب بارہ بجے کے ٹرین واڑی کو پہونچی جنرل مکن صاحب بھی اوسی ٹرین مین آکر مجھے واڑی مین ملے یہاں سے ہم روانہ ہو کر ۲۳ اگست کی صبح کو بمبئی داخل ہوئے اور بمبئی سے روانہ ہو کر ۲۵ اگست ۱۹۷۱ عیسوی کی شام کو پچھ بجے کے

بعد ہم ملکت پہنچے۔

مین گریٹ ایسٹرن ہوٹل مین ٹھہرا۔

چین جانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے ہمارے لئے جو جہاز مقرر کیا تھا اوجھا

نام ورد ہا تھا۔ جنرل صاحب نے جانتے ہی اون تمام افسروں اور سپاہیوں کو جو اس جہاز میں جانے والے تھے اطلاع دی کہ یکم ستمبر شنبہ کے روز صبح کے پانچ بجے سب آکر جہاز پر موجود ہو جائیں چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر سب حاضر ہو گئے۔ جہاز پر اول گھوڑے چڑھائے گئے پھر یلٹن کے سپاہیوں نے اپنا اپنا سامان و اسباب لاکر بیچے کے محک پر رکھا۔

سات بجے جنرل صاحب مع تمام افسروں کے جہاز میں سوار ہو گئے۔ افسروں اور فوج وغیرہ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

برگیڈیئر جنرل جیمس ٹرنر کن کمانڈنگ فور تہہ برگیڈ چائنا اک پڈیشنری نوٹس
میجر راج گنگا سنگھ ہمارا جیکانیر کمانڈنگ بیکانیر انفنٹری۔
میجر کاکس۔

کیپٹن کرافورڈ۔

کیپٹن واٹسن۔

بیکانیر انفنٹری کے سپاہی۔

برٹش فیلڈ ہاسپٹل کے آدمی۔

کیسپ فالورنغ سائیسان وغیرہ۔

۱۱۰

مینران کل

۵۹۰

افسرون کے گھوڑے

۲۴

مہاراجہ گوالیار اس زمانہ میں کلکتہ ہی میں مقیم تھے سات بجے وہ بھی جہاز پر آئے اور ب افسرون سے ملاقات کی۔ جب طرح نوابوں اور ہند کے راجاؤں نے چین میں گورنمنٹ ہند کی فوجی اغراض کے انجام دہی کے لئے اپنی اپنی خدمتیں پیش کی تھیں اور مہاراجہ گوالیار نے بھی چین میں افواج سرکاری کے فنی سپاہیوں کی تیمارداری کے واسطے ایک ہاسٹل شب پیش کرنا چاہا تھا اب اس خدمت کو گورنمنٹ ہند نے قبول کر لیا تو مہاراجہ گوالیار نے ایک جہاز میں لک روپیہ میں خرید کیا اور اوس میں تمام اسباب ہاسٹل شب کا مہیا کر کے سرکار کو دیدیا مہاراجہ موصوف اس وقت اس جہاز کے دیکھنے کے لئے آئے تھے پہلے اس جہاز کا نام فرمکا تھا مگر اب گوالیار رکھا گیا۔

یہاں پہلو معلوم ہوا کہ مہاراجہ بیکانیر بھی اس جہاز میں جنگ چین کو جانے والے ہیں جن میں ہم جانے والے ہیں چونکہ مہاراجہ موصوف سے اور مجھ سے پہلے سے ملاقات تھی اونکی خبر سن کر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔

مہاراجہ بیکانیر کے رخصت کرنے کو اونکے ملک کے بہت سے لوگ جہاز پر آئے تھے بندرگاہ میں ان لوگوں کا بڑا ازدحام تھا۔ مہاراجہ بیکانیر کا سن اس وقت

قریب بیس سال کے تھا۔ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مہاراجہ موصوف کو آنریری ہوجی کا عہدہ عطا ہوا تھا۔ پیکانیئر لفٹری کی کمان دہ خود کرتے تھے جو اس وقت ہمارے جہاز میں جانے والی تھی۔ مہاراجہ موصوف کی انگریزی بول چال نہایت شستہ اور صاف ہے۔ غرض مہاراجہ صاحب یہی اپنے دوستوں اور عزیزوں سے رخصت ہو کر ہماری ساتھ جہاز پر سوار ہوئے۔

یکم ستمبر ۱۹۱۱ء عیسوی کو صبح کے آٹھ بجے درہا جہاز کلکتہ سے روانہ ہوا یہ جہاز برٹش انڈیا کمپنی کا قدیم وضع کا ایک چھوٹا کارگو شپ یعنی بار برداری کا جہاز ہے اسکی گشت کلکتہ سے رنگون اور ہانگ کانگ تک رہا کرتی ہے اس جہاز کی دستی وضعائی اور کھانے پینے کے انتظام سے پی۔ ایئڈ۔ او۔ کمپنی کے جہازوں کو بچھت نہیں۔ اس میں اول درجہ کے بارہ مسافروں کے لئے جگہ تھی ہندوستان سے چین کو فوج بھجوانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے اس قسم کے تیس جہاز برٹش انڈیا کمپنی سے کرایہ پر لئے تھے۔

ہمارے جہاز کا کرایہ ایک سو نو سو روپیہ یعنی پندرہ سو روپیہ روزانہ تھا جبکی مجموعی ماہانہ رقم پینتالیس ہزار روپیہ ہوتے ہیں یہ کل جہاز سرکار کے کام میں جیتا ہے کہ ملک چین میں انگریزی فوج رہی۔

کلکتہ کے پنجے سمندر نہیں رہے بلکہ دریائے گنگا کی ایک شاخ ہے جسے ہو گلی کہتے ہیں جب تک ہمارا جہاز اس دریا میں رہا آخرتہ آہستہ چلتا رہا۔ اور جب

کے قریب ہم مقام جمیس ڈومری میں پہنچے یہاں پانی کم تھا۔ جہاز کو بڑی احتیاط اور
 خبرداری سے لئے جاتے تھے کچھ زمانہ ہوا کہ ایک جہاز جمیس ڈومری نام پہرے سے
 ٹکرا کر یہاں ڈوب گیا تھا اس واسطے اس خوفناک مقام کا نام اسی غرق شدہ
 جہاز کے نام پر رکھ دیا گیا ہے شام تک اسی طرح جہاز آہستہ آہستہ چلتا رہا شام
 کو ایک مقام پر اوسکا ٹنگر ہوا۔ رات کو ندی میں چلنا خطرناک تھا اس لئے
 رات میں ٹہیر کر صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے اور کلکتہ سے انٹی میل جلیکے
 بعد سمندریں جا پہنچے یہاں سے خلیج بنگالہ شروع ہوئی ہے جہاز کی رفتار
 یہاں سے جنوب اور مشرق کی طرف تھی اور وقت بارش ہو چکی تھی ہوا تند
 چل رہی تھی۔ دریا سوچیں مارا ہوا تھا۔ جہاز کو جنبش ہو رہی تھی اس سبب سے سبکے
 سرورن میں چکر پیدا ہو گیا۔ بہت تھوڑے افسر اور سپاہی ایسے تھے جو اس
 بحری بیماری میں مبتلا نہ تھے۔ تمام پلیٹن کے سپاہی اپنی اپنی جگہ پڑے ہوئے
 تھے سوا جہاز کے ملازمین کے اور کوئی چلتا پھرتا دکھائی نہ دیتا تھا۔ شام کے
 ڈسٹرین دو تین افسروں کے سوا کوئی میسر پر نہ گیا۔ سمندریں گردش سر اور ابتداءً
 دو تین روز فراج کا ناساز رہنا ایک معمولی بات ہے۔ جن صاحبوں کو دریائی سفر
 کا اتفاق ہوا ہے وہ اسے بخوبی جانتے ہیں چوتھے روز صبح کو ابر رفع ہو گیا۔
 آفتاب نکلا۔ دریا میں جو تلاطم تھا وہ کم ہو گیا۔ گویا اہل جہاز کو عید ہو گئی فی الجملہ
 سبکے فراج درست ہوئے سپاہیوں نے کہا ناپچکانا شروع کیا افسروں نے

بھی اوٹھکر ڈریس پہنے۔ برکفا سٹ۔ اور لہج پر ب لوگ برا برا آئے۔

بیکانیر رجمنٹ کے پاس پہلے ہنری مارٹنی ریفلیں تھیں۔ چین کی لڑائی کو روانہ ہوتے وقت میگنرین ریفل یعنی لی سٹ فورڈ ریفلیں انہیں دی گئی تھیں۔ ان دونوں قسموں کے ریفلون میں بڑا فرق ہے ایک ریفل کی مشق سے سپاہی دوسرے ریفل سے کام نہیں کر سکتا۔ اس واسطے ڈسمبر کی صبح سے اسباب کی انسپکشن اور میگنرین ریفل کی قواعد شرح ہوئی۔ جہاز کا ایک طرف کا حصہ جسے ڈک کہتے ہیں سپاہیوں کی قواعد کے واسطے بالکل خالی کر دیا گیا۔ پچاس پچاس سپاہی اپنے اپنے اوقات میں صبح کے آٹھ بجے سے شام کے چار بجے تک ڈرل کرتے اور میجر کا کس اور کیپٹن کرافرڈ سپاہیوں کو میگنرین ریفل کی تسلیم دیتے تھے اسکے بعد کا کس صاحب نے لکڑی کے دو کٹر ون پر ایک چاند ماری قد آدم برا بربائی اور ایک بلی ڈوری سے جہاز کے پیچھے باندھ دی وہ چاند ماری کبھی ڈوبتی کبھی اوچھلتی جہاز کے پیچھے پیچھے چلی آتی تھی جب یہ چاند ماری تیار ہوگئی تو بیکانیر پلٹن کے پچاس پچاس سپاہی اپنی اپنی ریفلیں لیکر جہاز کے آخری حصہ پر جاتے اور چاند ماری پر فیر کرتے تھے جس روز سے یہ نشانہ اندازی شروع ہوئی سب افسر فکرو ایک اچھا شغل مل گیا۔

مہاراجہ بیکانیر اور سب افسر وقتاً فوقتاً نشانہ اندازی میں مشغول رہتے تھے پھر ریوالور کی پریکٹس کا انتظام کیا گیا ایک اور چاند ماری ریوالور کیلئے

بنال گئی جسین کنز انسر شرپک ہوتے تھے۔

غرض ہمارے جہاز والوں کا کل وقت صبح سے شام تک فوجی قواعد اور سپاہیانہ مشاغل میں گزرتا اور بڑا لطف رہتا تھا۔ ابتدا میں دریا کو دیکھ کر سپاہیوں کو جو وحشت ہو گئی تھی وہ سب نفع ہو گئی۔

اس زمانہ میں دو ٹین بار بارش بھی ہوئی مگر دریا کو کچھ زیادہ متاظم نہوا اسلئے جہاز پر سب خوش و خرم رہے۔

پہلے دریائے ہوگلی سے ٹھکڑے جب ہم سمندر میں آئے تھے تو ہمارے جہاز کی رفتار جنوب و مشرق کی جانب تھی چار روز تک برابر ہم اسی سمت کو چلے گئے پانچویں روز ہم جزیرہ ٹماے ٹایلاہ اور جزیرہ سماترا کے درمیان ابلے ملاکامین ہو کر گزرے سنگاپور ہم کو دور سے نظر آیا۔ لیکن ہمارا جہاز وہاں نہیں ٹھہرا ایک مقام سے ہمارے جہاز کی رفتار کی سمت بدل گئی بجائے جنوب مشرق کے ہم شمال شرق کو جا رہے تھے نوین روز ہم بحر چین میں داخل ہو گئے۔ چودھویں ستمبر روز جمعہ لومب کے آٹھ بجے دور سے ہمیں جزیرہ ہانگ کانگ کے پہاڑ دکھائی دئے مینے اور سب افسروں نے اپنی اپنی دوڑ بینیں لگائیں ویر تک ہانگ کو دیکھتے رہے دو گھنٹہ اور چل کر ہمارا جہاز دو پہاڑوں کے درمیان سے گزرا اور بندرگاہ ہانگ کانگ میں پہونچ کر لنگر انداز ہوا۔ اسی جگہ دریائی سی جسے دریائی مغرب بھی کہتے ہیں۔ صوبہ ٹیان سے ٹھکڑے بحر چین میں گزرتا ہے۔ یہاں بحر الہین اٹٹاف افسر ہمارے

جہاز میں آئے اور کہا کہ فی الحال فوراً تہہ برگریڈ کو ہانگ کانگ ہی میں قیام کرنے کے واسطے سرکار سے حکم ہے آئندہ جنرل سر الفرڈ گیلی کے پاس سے جب طرح حکم آئیگا اوس سے اطلاع دیجائے گی۔ اتنا کہ ہلکوبہی خیال تھا کہ ہمارا جہاز سیدہ والی۔ والی۔ والی کے راستے سے یمن دار السلطنت چین کو جائے گا لیکن جب ہم نے یہ سنا کہ ہلکوبہ ہانگ کانگ ہی میں تاحکم بانی توقف کرنا پڑے گا تو ہم سب کو سخت افسوس ہوا اسلئے کہ چینیوں کی سرحد والی ہائی والی۔ یا شنکھائی سے شروع ہوتی ہے۔ جن مواقع جنگ کیواسطے ہم گئے تھے وہ سب ان مقامات سے آگے تھے بہر حال فوراً تہہ برگریڈ ہانگ کانگ میں اوتری بیکانیر انقشری کا اسٹون کٹرائینڈ میں کیمپ ہوا جنرل کین مع اُٹاف کے ایک اسپٹل شپ ہائی جیا میں اوترے۔ میں ہی اوس جہاز میں جنرل صفا کے ساتھ قیام پذیر ہوا۔ یہ اسپٹل شپ زخمی افسروں اور سپاہیوں کے لئے تھا اس میں بڑے بڑے بارہ کمرے تھے ورمیان میں کہا نے پیسے بیٹھنے کا مال تھا بچے بھی بہت وسیع جگہ تھی چونکہ اوس وقت کوئی فوجی آدمی زخمی موجود نہ تھا اسلئے یہ جہاز جنرل صاحبہ راہنکے اُٹاف کے قیام کے لئے دیدیا گیا۔

یہیں اس میں ہر طرح کا آرام تھا۔ صرف اس میں اگر کچھ تکلیف تھی تو یہی تھی کہ کتاؤ سے تین میل کے فاصلہ پر سمندر میں کھڑا تھا۔ ہانگ کانگ کو اگر جانا چاہتے تو کشمیر میں جانا پڑتا تھا۔

ہمارا بیکانیر ہانگ کانگ ہوٹل میں فروکش ہوئے تھے قریب قریب نو

کے صبح کو وہ کشتی میں سوار ہوتے۔ اور اپنی رحبٹ کو دیکھنے آیا کرتے تھے جزیرہ ہانگ کانگ میں ایک کلب تھا اس کے ممبروں نے ہمارے سب فور تہہ برگید کے افسروں کو اپنے کلب کا ممبر بنایا۔ ایک روز شام کے وقت ہم سب انفر ملکر ہانگ کانگ کلب کو گئے۔ اس کلب کا مکان دریا کے کنارہ نہایت عمدہ موقع پر سہ منزلہ بنایا گیا ہے اسکی عمارت بہت وسیع ہے جس میں ممبروں کے قیام کے لئے قریب تیس کمرے بنے ہوئے تھے۔

لائسٹری نہایت اچھی کہانے کا انتظام بہت عمدہ۔ ہر ایک تمام صاف پاکیزہ اور آراستہ تھا۔ پولو کلب۔ کرکٹ۔ اور لائٹس کلب ہی اس سے متعلق تھے دوسرے روز اسکے سکریٹری نے ہمیں پولو میں آنے کے لئے دعوت دی اگرچہ ہمارے یابون کو جہاز میں کھڑے کھڑے چودہ روز سے زیادہ گزر گئے تھے۔ اس وقت سواری کے قابل نہ تھے تاہم چند افسر پولو دیکھنے کو گئے۔ ہانگ کانگ کے تجارت پیشہ اور ہانگ کانگ کے رحبٹ کے عہدہ دار چھوٹے چھوٹے یابون پر پولو کھیلتے تھے یہ یابو بالکل ترکی یا بون کے مشابہ تھے پولو کا میدان پانی والی کے قریب دریا کے کنارہ واقع تھا اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر لبرس کورس اور ریس اسٹیڈ بھی اچھے موقع پر تھی۔ جب ہمارے یابو سواری کے قابل ہو گئے تو مہاراجہ بیکانیر کپٹن والٹن اور مینے ہانگ کانگ کلب والوں کے ساتھ پولو کھیلا شروع کیا ہی جگہ ایک روز ۲ ستمبر کو جرنیل کن صاحب کے ساتھ امپریس آف چائین جہاز پر مین گیا یہ جہاز بہت بڑا اور

نہایت عمدہ تھا اس قسم کے تین جہاز ہیں۔ امپریس آف جاپان۔ امپریس آف جاپنا
 امپریس آف انڈیا۔ یہ تینوں جہاز ہانگ کانگ سے باکوبا کو جاتے آتے رہتے ہیں
 ہانگ کانگ کا یہ جزیرہ ۱۸۳۹ء عیسوی سے گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ میں ہے
 اسکا طول نو میل اور عرض دو میل سے چھ میل تک ہے۔

۱۸۹۷ء عیسوی میں ہانگ کانگ کے مقابل تقریباً دو میل مربع ایک قطعہ اور
 قریب دو ار کے اور چند جزیرے بھی گورنمنٹ برطانیہ کو مل گئے ہیں جو مواقع جنگ
 کے لحاظ سے نہایت مفید ہیں اس لیے کہ جنگی اصول پر اس مقام سے جزیرہ ہانگ
 کانگ پر گولہ باری ہو سکتی تھی۔ انگریزی حکومت کے قبضہ میں اس زمین کے آب و ہوا
 سے وہ خطر و نفع ہو گیا ہے اسکا مستقر و کٹور یہ شہر دریا کے کنارہ شمال کی جانب پہاڑ
 کے اوپر آباد ہے اسکی آبادی پہاڑ کے دامن سے اوپر کی طرف چوٹی تک چلی گئی
 ہے جسکی بلندی دو ہزار فٹ کے قریب ہے یہاں جب قدر رعایہ مزدور۔ تجارت پیشہ
 لوگ ہیں وہ سب چینی ہیں جس طرف دیکھو چینی ہی چینی نظر آتے ہیں اسجگہ برٹش گورنر
 رہا کرتے ہیں اسکے سوا ایک جہل مع اسٹاف کے اور ایک پلٹن جسے ہانگ کانگ
 رجمنٹ کہتے ہیں ایک گرسن باٹری دو کمپنیں برٹش رجمنٹ کی یہاں ہمیشہ مقیم رہتی
 ہیں گو یہاں بھی انگریزی عملداری ہے مگر ہندوستان کے اور یہاں کے آئین و
 قوانین میں بڑا فرق ہے یہ بندر گاہ فری پورٹ ہے ہر ایک قوم اور ملت اور ہر ایک
 سلطنت کے جہاز خواہ تجارتی ہوں خواہ جنگی تجارتی اور جنگی دونوں غرضوں سے یہاں

آمد و رفت کر سکتے ہیں کسیکو ممانعت نہیں یہاں کسی چیز کا حصول ہی نہیں لیا جاتا اسلئے کہ کسی چیز کا یہاں زیادہ خرچ نہیں ہے صرف ایک بجری اسٹیشن ہے۔

جرمن۔ فرانس۔ آسٹریا۔ جاپان۔ اٹلی وغیرہ سلطنتوں کے کانسل ہی یہاں ہوتے ہیں اور سب یورپین سلطنتوں کے چیدہ چیدہ آدمی اس مقام پر نظر آتے ہیں۔

اگرچہ مجھے یہاں ہر طرح کا آرام تھا مگر مجھے شب و روز یہی فکر تھی کہ میں کسی طرح پیکن پائے تخت چین کو پہنچوں اس لئے کہ جنرل سرفرڈ کیسیل کمانڈنگ چائینا ایکسپیشنری فورس اور سات آئٹھ سلطنتوں کے کیمپ وہاں ہیں۔ اور پیکن کے اطراف میں بکسر قوم کے لوگ جو آٹا دو فتنہ و فساد ہیں۔ اونکی تادیب کے لئے جو فوج جاتی ہے اس کے ساتھ میں ہی شامل ہو جاتوں اور لڑائی میں شریک ہونیکا موقع مجھے ملے۔

میں نے جنرل گینزلی کو اس بارہ میں تحریر کیا اور جنرل صاحب سے ہی کہا کہ آپ جنرل گلاس کاٹن صاحب کو لکھیں کہ وہ کسی صورت سے نہیں پیکن روانہ کریں غرض جب قدر عجیب ممکن تھا۔ اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ میں نہ فرو کر اشت نہیں کیا۔ چودہ روز ہانگ کانگ میں مجھے اسی تردد میں گزر گئے پندرہ دین روز میں اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا چین کے ملک کا نقشہ دیکھ رہا تھا کہ میجر کیبل صاحب میرے پاس آئے اور مجھے پوچھا آپ پیکن کو کس روز روانہ ہوں گے میں نے ان کے اس سوال سے نہایت تعجب کیا اور ان سے کہا کہ ہنوز مجھے کچھ حکم نہیں ملا۔ اونہوں نے کہا کہ میں نے ہیڈ کوارٹرز میں آپ کا نام اون افسروں کے ساتھ لکھا دیکھا ہے جو سرفرڈ گینزلی کو اسٹاف

مین جانے والے ہیں۔ یہ خوشخبری سنتے ہی مین چیف اسٹاف افسر کرنل گارمن کے پاس گیا۔ اون سے اس خبر کی مجھے پوری تصدیق ہو گئی اسکے بعد جنرل کننٹرل نے بھی مجھے سرکاری طور پر اسکی اطلاع دی۔

چیف اسٹاف افسر نے مجھے لکھا کہ (نواسا نامی) جہاز جو ۱۸ ستمبر ۱۹۵۱ء عیسوی کو کانگ سے پکین جانے والا ہے آپ کے لئے پایج مقرر کیا گیا ہے میرے اجاب نے میرے پکین جانے کی خوشخبری اور سر الفرڈ گیزلی کمانڈنگ نائٹ مین چیف چائنا اکسپیشنری فورس کے اسٹاف مین مقرر ہونے سے مجھے مبارکباد دی یہرین فور تہہ برگید کے سب افسروں سے رخصت ہو کر اٹھایسویں ستمبر روز جمعہ صبح کے وقت نواسا جہاز پر گیا۔ دن کے بارہ بجے ہمارے جہاز کالنگراؤٹھا کانگ سے روانہ ہوا۔ تین روز دریا میں سخت تلاطم رہا بارش خوب ہوتی رہی۔ چوتھے روز مطلع صاف ہو گیا۔ آفتاب نکل آیا۔ جہاز میں جنبش کم ہو گئی۔ ۲۴ مارچ کو پہلے روز سخت برف کو ساتویں روز ہمارا جہاز جزیرہ وائی ہائی وائی مین پہنچ گیا۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ انگریزی حکومت کے تحت میں ہے ۱۹۵۱ء عیسوی میں جب چین واپان میں لڑائی ہو کر چین کو شکست ہوئی تھی تو چین کی سلطنت کو ادائی تاوان جنگ کے لئے ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ پونڈ کی ضرورت تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے یہ قرضہ بائین شرط دنیا منظور کیا کہ سلطنت چین جزیرہ وائی ہائی وائی کو اس رقم کی کفالت میں برٹش گورنمنٹ کے تفویض کردے سلطنت چین نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

اور بطرح پورٹ آر تھر روس کے اور صوبہ شاننگ جبرن کے قبضہ میں ہے وہی
 طح والی ہائی والی برٹش گورنمنٹ کے قبضہ میں دیدیا پورٹ آر تھر سے سو میل
 پر جنوب کی طرف والی ہائی والی ایک شہر ہے اور اسکے متعلق ایک جزیرہ لیونگنگ
 اور کئی اور چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں انکے سوا زمین کا ایک اور قطعہ ۵۱ میل
 چوڑا جو خلیج کے ساحل پر واقع ہے اسی میں داخل ہے۔

جزیرہ میں گیارہ برج جدید طرز کے بنے ہوئے ہیں جنہر بڑی بڑی توپیں
 رکھی ہیں۔ لیکن اسکے شمال مشرق کی طرف سے جو اکثر بحری طوفان آتے رہتے
 ہیں۔ اور اسکے خشکی کی جانب پہاڑی بلندیاں ہیں انکی وجہ سے بالکل غیر محفوظ ہے
 سرکار انگریزی نے جو اسے لیا اس سے بڑا فائدہ ہوا اگر برٹش گورنمنٹ کے
 قبضہ میں یہ نہ آتا اور یورپ کی کوئی دوسری سلطنت اس پر اپنا قبضہ کر لیتی تو انگریزی
 فوائد میں بڑا حائل واقع ہوتا۔

تھرڈ برگید جسکی کمان پر جنرل ریڈ صاحب تھے کچھ مدت سے وہ یہاں مقیم تھے
 گذشتہ ہفتہ میں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ فوراً شاننگ ہی کو ان میں پہنچنے
 اپنا قبضہ قلعہ پر کر لیں حسب الحکم سرکار دو جنگی جہازوں میں تھرڈ برگید وہاں کو
 روانہ ہوئی۔ لیکن ان سے پیشتر ایک جنگی جہاز نہایت سرعت سے شاننگ ہی کو ان
 میں پہنچ گیا۔ بکسر لوگ برٹش فوج کے آنے کی خبر سنتے ہی قلعہ خالی کر کے
 فرار ہو گئے۔ اس جہاز کے کپٹن نے بندرگاہ میں لنگر کیا۔ اور دولت انگلشیہ کا

جہنڈا قلعہ پر چڑھایا اس کے بعد تھرڈ برگ کیڈ بھی وہاں پہنچ گئی۔ والی ہائی والی۔ مین چار روز
 رہنے کا حکم اتفاق ہوا۔ اکثر اسباب ہمارے جہاز سے اوتارنا بھی گیا اور سیلون سیکشن
 یعنی جنگی غبارہ کا سامان۔ اور چار انجنیر ہمارے جہاز پر بٹھلائے ہی گئے اور ایک کشتی
 بھی ٹاکو پور نچالنے کی غرض سے ہمارے جہاز کے عقب میں باندھی گئی۔ ۸۰ کٹو پر کو دو
 بجے کے وقت جہاز یہاں سے روانہ ہوا۔ اگرچہ ٹاکو تک یہاں سے صبح چوبیس
 گھنٹہ کا راستہ تھا مگر چونکہ کشتی جہاز کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس لئے اس کی رفتار بھی
 کم کر دی گئی تھی۔ اڑتالیس گھنٹہ میں شب چہلوشینہ کو ہم ٹاکو پہنچے۔ جب صبح بھی ٹاکو
 جزیرہ بالستی میں نظر نہ آئی مگر بیس پچیس جہاز جن میں بعض جنگی اور بعض ٹرانسپورٹ تھے
 ہمیں دکھائی دے۔ جہاز کے کپٹن سے معلوم ہوا کہ یہاں سے تھوڑی دور بڑھ کر دریائے
 مپھو شروع ہوتا ہے اس کے قرب میں پانی دس بارہ فیٹ سے زیادہ گہرا نہیں ہے
 اس واسطے کوئی جہاز آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پکن کے پاس اسی مقام میں دفائی جہاز
 آکر کھڑے رہا کرتے ہیں ٹاکو کا قلعہ یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ
 واقع ہے یہاں سے دفائی کشتی میں بیٹھ کر وہاں پہنچتے ہیں اگرچہ اس وقت ایک
 دفائی کشتی تیار تھی جس میں تمام افسر سپاہی اور گھوڑے ٹاکو جاسکتے تھے لیکن دریائے
 تلاطم زیادہ تھا اس لئے کپٹن نے کہا کہ جب تک دریا کو سکون نہ ہو لے میں کشتی کو
 جہاز کے پاس نہیں لاسکتا دو روز تک سمندریں جوش رہا اور ہم اسی جگہ رہے یہاں
 انگریزی گورنمنٹ کے دو مار پیڈ و بولٹ اور دو کروڑ اور بھی کھڑے تھے ان کے

سواجرین کے چار۔ جاپان کا ایک۔ اسٹریا۔ اور فرینچ کے دو دو جہاز یہاں پر موجود تھے
 روسی جہاز یہاں نہ تھے ان کے جہاز پورٹ آرتھر میں رہتے ہیں جو یہاں سے تقریباً ڈیڑھ
 میل پر مشرق کی طرف ہے یہاں سے یکن جانے کے دور استے ہیں ایک ٹاکو سے
 ہے کہ کشتی پر سوار ہو کر دریائے پیہو کے راستے سے جاتے ہیں اور دوسرا وہ راستہ
 ہے کہ بارہ میل سیڑی تک کشتی میں جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ریل میں براڈ ٹریکس یکن کو
 پہنچتے ہیں اگر منزل منزل جانا چاہیں تو اسی راستہ سے براہ پیہو یکن کو جاتی ہیں
 پیہو چین میں بڑا مشہور دریا ہے یکن ٹینچسن دونوں شہر اسکے کنارہ آباد ہیں پہلی میں
 جا کر یہ دریا سمندر میں ملتا ہے۔

اگر اکٹوبر روز پنجشنبہ کو ایک دفائی کشتی ہمارے جہاز کے پاس لائی گئی تھیں
 کل افسر مع گھوڑوں اور سامان کے سوار ہوئے۔ کشتی روانہ ہوئی اسی روز شام کی وقت
 یائین ہاتھ کی طرف ہکٹو ٹاکو کا قلعہ نظر آیا یہ قلعہ چین کے مشہور مقامات سے ہے۔
 اور دریا سے ملا ہوا ہے چند روز قبل جو یہاں جنگ ہوئی تھی اس کا احوال اس مقام
 پر تحریر کیا جاتا ہے۔

جنگ ٹاکو

یکن پائے تخت چین میں جب یکسرون نے دول یورپ کے سفیرون کا محاصرہ
 کر لیا اور دول یورپ کی طرف سے شہنشاہ چین کو اون کے بارہ میں لکھا گیا تو شاہ چین

یہ جواب دیا کہ بکسرون نے جو سلوک کہ دوسرون کے ساتھ کیا ہے وہ سلوک ہمارے ساتھ ہی کر رہے ہیں یہ لوگ اس قدر طاقت ور اور سرکش ہو گئے ہیں کہ ہماری حکومت کے بالکل خیال میں نہیں لاتے۔ جب دول یورپ نے شاہنشاہ چین کو بکسرون کی تہنید اقدایہ اور ان کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے سے معذور پایا اور اپنے سفرون کی نازک حالت پر غور کیا کہ وہ ایک زمانہ سے محصور ہیں اور انکی نجات کا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا تو یورپ کی ہر ایک سلطنت نے اس موقع پر اپنی قومی قوت سے کام لینا چاہا۔ یہاں تک کہ دول یورپ کی فوجیں بکسرون کے فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے یمن کے قریب پہنچ گئیں۔ سب سے پہلے سرکار انگلیزی کے دو جنگی جہاز جنین سے ایک کا نام ٹریل اور دوسرے کا پاورفل تھا۔ زیر حکم ایڈمرل سمور۔ واڈمرل ہروس کے قلعہ تاکو کے قریب آ پہنچے۔ چونکہ یہ مقام یمن کے راستہ میں واقع تھا اس موقع پر ضرور تھا کہ آگے بڑھنے سے پہلے اسے اپنے قبضہ میں لے لیتے لیکن قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا اور اسپر جرمین ساخت کی عمدہ عمدہ توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اور یکاخی چین کا سپاہ سالار جو رشتہ میں شاہنشاہ چین کا بھانجا تھا۔ پانچ ہزار فوج کے ساتھ اسکی حراست پر متعین تھا اس لئے اسکا فتح کرنا آسان نہ تھا سر سمور نے جو ایک بڑے مدبر اور بحری فوج کے تجربہ کار انسر تھے یہ خیال کیا کہ اگر دوسرے ان جہازوں کا انتظار کیا جائے جنین جنرل سرفرڈ گینرلی کے ساتھ انگلیزی فوج آہی ہو معلوم نہیں کہ بکسرون کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور ان سفرون کی ایک

زمانہ سے کچھ خبر ہی معلوم نہ تھی سرسپور نے چاہا کہ جہانٹک جلد ممکن ہو اپنی فوج کو وہاں لیجا کر سفیروں کو اس مہلکہ سے نجات دلایں اس واسطے انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جسطرح ہو سکے اپنی موجودہ فوج ہی سے کوئی تدبیر کر کے یہ قلعہ لے لیا جائے۔

آفتاب غروب ہوتے ہی ایڈمرل صاحب نے دونوں جہازوں کے افسروں کو حکم دیا کہ ہر ایک جہاز سے پان پان سو آدمی کشتیوں پر سوار ہو کر صبح صادق سے پہلے پہلے روانہ ہو جائیں اور طلوع آفتاب سے قبل بندر گاہ ٹاکو پر پہنچنے کے قلعہ پر حملہ آور ہوں افسران فوج کو ایڈمرل صاحب نے یہی بتا دیا کہ جنرل یکاشی کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے جہاز قریب پہنچ چکے ہیں انہوں نے اتناک برجون پر سے اپنے توجہ خانہ کو فیر کا حکم جو نہیں دیا غالباً اونکا یہ خیال ہو گا کہ پہلے ہماری طرف سے لڑائی کی ابتدا ہو۔ اور پہلے ہم فیر کریں۔ یا اونکا یہ مقصد ہو گا کہ ہم قلعہ کے قریب پہنچ کر اون کی توپوں کی زد میں لے بھی سرج سے آجائیں بہر حال انہیں کسی طرح یہ خیال نہیں ہے کہ ہم جہاز سے اوتر کر ایک قلیل جماعت کے ساتھ اون کے استوار قلعہ پر حملہ آور ہوں گے اس صورت میں اگر ہماری فوجی کشتیاں روانہ ہوں گی تو قلعہ کے جنوبی جانب بندر گاہ کو روانہ ہوں گی۔ اوس وقت ہم اپنے دونوں جہازوں سے جمہور عجلت کے ساتھ ممکن ہو گائیں گے گولے شمالی طرف سے کثرت سے قلعہ پر اتریں گے تاکہ قلعہ میں ہل چل مچ جائے اور سب لوگ ہمارے خلیجی جہازوں کے وقع کی طرف متوجہ ہوں چونکہ ہمارے جہازوں کا موقع قلعہ کی مشرقی سمت کو ہے اور بندر گاہ

جنوب کی طرف واقع ہے اس لئے حملہ آور کشتیوں کی طرف اونکا خیال کسی طرح رجوع نہ کرے گا اور ہماری فوج بلا مزاحمت بندر گاہ میں پہنچ جائے گی۔

تمام شب افسران فوج اور سپاہی حملہ کی تیاری میں مصروف رہے حقیقت یہ کہ ایک بڑا معرکہ کا کام تھا۔ سامنے یہ ایک نہایت حسین و استوار قلعہ تھا جس میں پانچ بڑے سپاہ مسلح دشمن کی تاک میں موجود تھی۔ اور ادھر صرف ایک ہزار آدمی تھے جو اس ہم کے سر کرنے کو جانے والے تھے اس اثنا میں شب کے بارہ بجے پاؤر قل جہاز کے پیچھے سے کچھ فاصلہ پر یکایک سرج لاسٹ دکھائی دی جس سے معلوم ہوا کہ کوئی اور جنگی جہاز آ رہا ہے یہ برقی روشنی ہوتی ہے جو موقع خطر سے بچنے کے واسطے دکھائی جاتی ہے سنگٹل سے معلوم ہوا کہ یہ جاپانی کا جنگی جہاز ہے اس کیفیت کے معلوم ہوتے ہی سرسپور ایڈمرل نہایت خوش ہوئے اونہوں نے فوراً سیلبر کے ذریعہ جاپانی جہاز کے خبر لے کر اپنے جہاز پر بلایا۔ جب جاپانی ایڈمرل آیا تو سرسپور نے اپنا ارادہ اوس ظاہر کیا اور جو انظام اونہوں نے حملہ کے لئے کیا تھا اوس سے اطلاع دیکر دریافت کیا کہ آپ ہماری مدد کے لئے کتنی جاپانی فوج روانہ کر سکیں گے جاپانی ایڈمرل نے پانچ سو سپاہی دینے کا وعدہ کیا اور یہ کہ کہا کہ صبح کو گولہ اندازی میں ہی ہمارا جہاز انگریزی جہازوں کے ساتھ شریک رہے گا۔ غرض صبح صادق سے قبل تینوں جہازوں نے قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی اور اسی وقت ہمارا انگریزی اور پانسو جاپانی سپاہ کشتیوں میں سوار ہو کر بندر گاہ کو روانہ ہوئی۔

جس وقت یہ چھوٹی کشتیاں جنگی جہازوں سے جدا ہو کر چلی تھیں اس وقت ان کی حالت نہایت خطرناک تھی اگر اہل قلعہ کی ذرہ نظر بھی اونپر پڑ جاتی تو چند گونہ نہیں وہ ان سب کو غرق کر سکتے تھے۔ ٹریبل اور پاورنل جہازوں نے قلعہ پر اس استعداد اور سرعت سے گولہ باری کی کہ قلعہ کے تمام لوگ جو خواب غفلت میں بیٹے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ دن نکلنے کے بعد قلعہ کے برجوں پر سے جہازوں پر گولہ انداز کر نیگے ایسے اضطراب اور بدحواسی کے ساتھ اوٹھ کر جہازوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ بندرگاہ کی کسی نے خبر تک نہ لی اور یہ سب کشتیاں خمین صرف چند رہے سو دلا اور سپاہ تھی بلا فراحت کسی کے خیر و سلامتی کے ساتھ روز روشن ہونے سے قبل ہی بندرگاہ میں پہنچ گئیں اور خشکی میں کل سپاہ آرام سے جا اترتی اس موقع پر چینی اور روس اور فرینچ کے لوگوں کا بیان ہے کہ ان سلطنتوں کی فوجیں بھی اس وقت میں دوسری جانب سے پہنچ گئی تھیں اور ٹاکو کے قلعہ پر حملہ کرتے وقت یہ کل سپاہ شریک تھی مگر صورت واقعہ پر غور کرنے سے اس بیان کی صحت باور نہیں کی جاسکتی اور صحیح یہ امر ہے کہ یہ فوجیں انگریزی فوج کے اول حملہ کی وقت نہیں پہنچی تھیں اور شریک حملہ نہیں تھیں۔

غرض انگریزی اور جاپانی سپاہ قلعہ پر حملہ آور ہوئی۔ اودھر شمالی جانب میں تین جنگی جہازوں سے بھی زور و شور سے گولہ باری ہو رہی تھی کہ قلعہ کا جنوبی حصہ دو گھنٹہ کے اندر اندر دولت انگلشیہ اور جاپان کے ہاتھ آگیا۔

اس لڑائی میں جو افسر شریک تھے اور ہونہون فریادیں کرتے تھے ان کی بہادری و جرات کا جو احوال مجھے بیان کیا وہ نہایت تعریف کے قابل ہے وہ یہ کہتے تھے کہ جاپان کو کل پانسو سپاہی تھے اور قلعہ پر جدھر سے اونہیں چڑھنا تھا اور ہر طرف کی نہایت سخت تھی مگر یہ لوگ کمال جرات اور سرعت سے چڑھ رہے تھے اور دشمن کو گولوں سے گرنے دیتے تھے مگر ان کی دلاوری اور بہادری میں کسی قسم کا فرق نہ آتا تھا اس معرکہ میں ان کے جو سپاہی خمی ہوئے ڈاکٹر لوگ فوراً ان کو لپٹے اہتمام میں لے لیتے اور ان کی مرہم بٹنی میں مصروف ہو جاتے تھے اور ہر ایک کام اس سرعت و مستعدی سے کیا جاتا کہ جس سے اہل جاپان کی نظر بہادری بلکہ اوس سے اونکا ہر ایک انتظام قابل تعریف سمجھا جاتا تھا جنوبی جانب میں قلعہ ٹاکو کے جو دروازہ تھا وہ ان کے دربان اور سپاہی آرام سے بے غم سو رہتے تھے ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج اونپر حملہ کرے گی بلکہ جو سپاہی اوسوقت ہوشیار تھے وہ بھی فیصلوں پر چڑھ کر جہازوں کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے اس اثنائے میں انگریزی اور جاپانی فوج باآسانی قلعہ میں داخل ہو گئی باہر سے قلعہ کے اندر پہونچنے تک انگریزی فوج کے کل سات اور جاپانی فوج کو نو سپاہی مارے گئے چینیوں کے تقریباً سو دیرہ سو آدمی مقتول ہوئے اوسوقت اہل قلعہ نے جتنی توہین کہ قلعہ پر تھیں ان سب کے منہ بگی جہازوں کی طرف کر کے گولباری شروع کر دی لیکن گہرا ہٹ اور اضطراب سے جو گولے چلائے جاتے وہ سب ہوائی ہو جاتے تھے ان سے جہازوں کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہونچتا تھا۔

یکاشی کو جسوقت یہہ خبر پہونچی کہ یورپین فوج جنوبی دروازہ سے قلعہ میں

داخل ہو گئی اور جاپانی فوج بھی اون کے دوش بدوش چلی آرہی ہے اس خبر کے سنتے ہی اوسکے ہوش اوڑ گئے اوسوقت او سے جنرلی حیثیت سے لازم تھا کہ اپنی فوج کی دل افزائی کر کے اون کی بہت بڑا تا اور حملہ آوروں کی مدافعت پر اونہیں آمادہ کرتا۔ اس لئے کہ پورا قلعہ ابھی تک چینیوں ہی کے قبضہ میں تھا دن بھی مہنوز پورا روشن نہیں ہونے پایا تھا وہ اسوقت میں بہت کچھ تدبیر کر سکتا تھا مگر بجائے تدبیر جنگ کے اوس نے خود سب سے پہلے اپنے ہاگنے کی تیاری کی۔

ملک چین میں یہ بات مشہور رہے کہ بڑے بڑے فوجی افسر شاہزادوں جب کہیں جنگ پر جاتے ہیں یا اونہیں کوئی دشمن کہی چڑھ آتا ہے تو لڑائی سے پہلے اپنے ہاگنے کا انتظام اور ہاگ کر چپ رہنے کا مقام تجویز کر رکھتے ہیں۔ تا بحالت شکست دشمن کے قبضہ میں نہ آجائیں چنانچہ جسوقت شاہنشاہ چین نے سنا تھا کہ انگریزی جہاز اور فوج آرہی ہے تو اوس نے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر اپنی خاکار گاہ میں اپنے پناہ گیر ہونے کے لئے مقام تجویز کر لیا تھا۔ اور جب جہاز اور فوج قریب پہنچ گئی تو اسپرینس اور چند ممبران رائل فیلے کے ساتھ اپنے ہتھنگ سیٹ کو روانہ ہو گیا یکا شمی تے ہی ہاگ کر اپنے چہینے کا وہی مقام مقرر کیا تھا اور قلعہ ٹاکو سے شاہی فکار گاہ تک جو تقریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا کھارون کی ڈاک بٹھا کر ہی تھی کہ جسوقت قلعہ ٹاکو میں اوسپر عرصہ

شنگ ہو تو قلعہ چھوڑ کر شاہنشاہ کے پاس باسانی پہنچ جائے یکاشی نے جب سنا کہ انگریزی اور جاپانی فوج قلعہ کے اندر آگئی تو اہل قلعہ کو بحال خود لڑنا چھوڑا اور پاکی میں سوار ہو کر قلعہ کے چور دروازہ سے بہاگ نکلا اور شاہنشاہ چین کے پاس شکار گاہ کو چل دیا۔

چونکہ کثرت گولہ باری سے قلعہ میں ایک عظیم تہلکہ مچ گیا تھا اس لئے چینی فوج کے تمام افسروں نے ملکر جاہا کہ خبرل یکاشی کے پاس جائیں اور اس سے کچھ تدبیر بوجھیں۔ لیکن جب خبرل صاحب کو دیکھتے ہیں تو ادھکا پتہ نہیں تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ چینییوں کے دستور کے بموجب خبرل صاحب میدان جنگ کو چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار ہو گئے یہ سنتے ہی تمام فوجی افسر بیدل ہو گئے اور یہ خبر طرقتہ العین میں تمام لشکر میں شہر ہو گئی۔ جتنے چینی افسر تھے ہر اڈھکا جی جاہا بہاگ نکلے۔ یہ دیکھ کر جو گولہ انداز کہ قلعہ کے برجون پر سے گولہ باری شروع تھے وہ بھی تو بین چھوڑ چھوڑ کر بہاگ گئے۔ بچوں اور عورتوں سے تو قلعہ اس سے پہلے ہی خالی ہو چکا تھا قبل از طلوع آفتاب مردوں سے بھی خالی ہو گیا۔ جاپانی فوج کو چینییوں کے ساتھ لڑنے سے پہلے تجربہ ہو چکا تھا اور انکو معلوم تھا کہ چینی فوج ٹھوس کا دباؤ پڑتے ہی بہاگ مچاتی ہے اور انہوں نے بلند یوں پر سے جب چینییوں کو بہاگ تو دیکھا تو انگریزی فوج کے کمانڈر کو مبارکباد دی اور کہا کہ اب آگے بڑھنے میں ہلکی نہ کیجئے اگر سچا ہی آگے بڑھینگے تو جہاز کے گولوں سے آپ کی فوج کو ضرر نقصان

پہونچے گا چینی فوج کو آپ اطمینان سے بہاگ جلانے دیجیئے اور قلعہ کی فصیل پر
سے ہیلیوگراف کے ذریعہ اشارہ کیجئے تاکہ جہازوں پر سے گولہ اندازی موقوف
کر دیں اور جہاز بندرگاہ کی طرف بڑھائے جائیں۔

چنانچہ جاپانی افسروں کی رائے کے مطابق انگریزی فوج میں ہی عمل کیا گیا
بلند جگہوں پر چڑھ کے دور بینوں سے دیکھا نو ساری چینی فوج جسکا جدہر کو منہ اڑھتا
اودہر کو بھاگتی جاتی نظر آتی تھی۔

جسوقت قلعہ کے برجوں پر سے توپوں کا چلنا موقوف ہو گیا تو جنرل سر سیمور کو
یہ شبہ پیدا ہوا کہ ہماری سپاہ جو کشتیوں میں گئے ہیں شاید یہی فوج نے اوسے آتے
دیکھ لیا ہے اور ہماری فوج سے مقابلہ کر رہی ہے اس خیال سے انہوں نے اپنے
جہاز کو بندرگاہ کی طرف بڑھایا اتنے میں انگریزی فوج کے افسروں نے قلعہ پر
سے یہ سگنل دیا کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا ہے جہازوں کو آگے بڑھاؤ۔ دونوں جہازوں
پر یہ سگنل وقت واحد میں پہونچا اس فتح کی خبر معلوم ہوتے ہی جہاز کے سپاہیوں
نے اس زور و شور سے خوشی کے نعرے مارے کہ جسکی آواز قلعہ کی فصیل تک پہونچی
طرفہ امین میں دونوں جہاز لنگر گاہ پر پہونچ گئے اور ٹاکو کا مستحکم قلعہ دولت
انگلشیہ کے ہاتھ آ گیا بکسروں نے دول خارجہ کے سفیروں کو پیکر میں جو مصور
کر رہا تھا اور یہاں تک تنگ کر دیا تھا کہ کسی طرف سے کھانے پینے کا سامان اونکے
پاس کچھ نہ پاسکتا تھا۔ جب اون کے پاس کھانے کی جنس کم رہ گئی تو اودہنوں نے

چاہا کہ شاہنشاہ چین سے رسد کے باب میں کچھ مدد مانگیں یہ سفیر جس مکان میں رہتے تھے وہ ایوان شامی سے بالکل متصل نہایت ایک دیوار اونکے درمیان حائل تھی اور ایک نہر مکان سفارت سے ایوان شامی میں جاتی تھی اور سوت سر میگز انلڈ سفرو دولت انگلشڈ نے چاروں طرف کے راستے سدود دیکھ کر اس نہر کی مدد کے راستہ سے ایک شخص کو شاہنشاہ چین کے محل میں بھیج کر یہ کہلوایا کہ آپ بکسرون کے ماتہ سے تنگ آگئے ہیں اور فوجی ملک ہیں نہیں دیکھتے ہیں مگر اس نہر کے ذریعہ کہانے پینے کا سامان تو کچھ ہیں یہج سکتے ہیں سفرون کا خیال تھا کہ شاہنشاہ کہانے پینے کا کچھ نہ کچھ سامان ہمارے لئے ضرور بھیجیں گے اور وقتاً فوقتاً وہ اسکا خیال رکھینگے بخلاف اسکے شاہنشاہ نے دو بڑے بڑے تر بوز بھیج دیے اور کہلا بھیجا کہ جیسے کہانے پینے کی تنگی آپ لوگوں پر ہے ویسا ہی حال ہمارا بھی ہے۔ اس وقت یہ دو تر بوز حاضر ہیں انکو بھیجا مون

لیگیشن میں جو لوگ موجود تھے اونہیں سے میرے بعض دوست بیان کرتے تھے کہ افسرون کو اور اونکی بیون۔ اور بچوں کو بایس روز تک برابر نصف خوراک ملتی رہی تمام افسر اور ادون کے ہمراہی اور ملازم جو لیگیشن میں موجود تھے باری باری سے اپنے اپنے وقت پر پہنچتے تھے اور بکسرون کے دفع کے لئے نہایت دلیری سے بند و قین چلاتے تھے سفارت گاہ کو اونہوں نے اچھی طرح استوار کر لیا تھا اگر ادون کے پاس خوراک موجود رہتی تو نہایت اطمینان کے ساتھ وہ

بکسرون لڑتے اسپر وہی روزمرہ لڑائی ہوتی اور گولے گولیاں چلتی رہتی تھیں۔ جتنے دنوں تک لڑائی رہی وہ جنگ کے عادی ہو گئے دشمن سے لڑنا اور اس کا دفع کرنا۔ اوس کے معمولی کاموں میں داخل ہو گیا تھا۔

میرے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ اباب روز شام کے وقت مس میگلڈ کے پاس میں موجود تھا اون کے بچے ٹینس کورٹ میں کھیلتے لگے چلے گئے۔ مس میگلڈ انڈ نے اون سے کہا بیٹا وہاں بچانا بکسرون کی گولیاں آتی ہیں۔ کہیں تمہیں کچھ نقصان نہ پہونچے لیکن بچوں نے روزمرہ کا کام سمجھ کے گولیدوں کی کچھ پرواہ نہ کی اور کھیلنے کو چلے گئے اور بمشکل واپس بلائے گئے۔

جب شاہنشاہ چین نے سنا کہ قلعہ ٹاکو انگریزی فوج نے فتح کر لیا اور اوسکے جہاز اور فوج پکین کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے تو شباشب سے اپہرس اور چند ممبران رایل فیملی اور حشم و خدام کے اپنی فسکار کا کی طرف جو وہاں سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر تھی کوچ کر دیا۔ اور وہاں جا کر پناہ گزین ہوا۔ لیکن بکسر برابر لڑتے اور سفیر دن کا محاصرہ کئے بڑے تھے۔

جب شاہنشاہ کے فرار ہونے کی خبر سفارت گاہ میں پہونچی تو سب کو بڑی خوشی ہوئی اور اونہیں اطمینان ہو گیا کہ اب ہماری فوج قریب آگئی ہے اسوقت اون کے پاس صرف تین ہی دن کے کھانے کا سامان باقی رہ گیا تھا مسٹر میگلڈ انڈ نے یہ معلوم کرتے ہی اپنے ایک چینی ملازم کو بہت بڑے انعام کا امیدوار کر کے

ایک خط دیا اور شہر کے راستہ سے اسے روانہ کیا خط میں انہوں نے اپنا تمام حال لکھ دیا اور فائدہ سے زبانی کہا کہ جہان کہیں کوئی شخص یورپ والوں میں سے تجھے بلجائے تو یہ خط اسے دیدینا۔

ادھر قلعہ ٹاکو پر جب انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا تو سرسیدور کا جنگی جہاز ٹریلنگر گاؤں میں پہونچا۔ وہ خود جہاز سے اتر کر قلعہ میں آئے اور وہاں کا کل انتظام انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا شام تک جنرل گیزلی ہی چار جہازوں میں فورسٹ اور سکنڈ برگیڈ کے ساتھ ٹاکو میں پہونچ گئے اس جگہ پہونچ کر انہیں جب معلوم ہوا کہ ٹاکو کے سر قلعہ پر اپنا قبضہ ہو گیا اور شاہنشاہ چین اپنی دارالسلطنت سے ہٹا گیا ہے تو جنرل گیزلی نے اپنی فوج کو پانچ حصوں پر منقسم کر کے پیکین کا ارادہ کیا اس اتنا زمین جرمن۔ فرنچ اور روس کی فوجیں ہی پہونچ گئیں۔ بکسروں نے ان فوجوں کے آنے کی خبر جب سنی تو سفارت گاہ کا محاصرہ چھوڑ کر فوراً ہٹا گیا جنرل گیزلی کی سکنڈ برگیڈ کو جو اس وقت پیکین کے جنوبی جانب حملہ آور ہو رہی تھی شاہنشاہ چین کی فوج کے اور بکسروں کے کچھ آدمی شہر سے ہٹا گئے ہوئے تھے۔ دسویں بمکال لائنز سے ایکس روز مقابلہ ہی ہوا۔ لیکن چینی فوج کچھ ایسی شکستہ خاطر اور بد دل تھی کہ ان کے قدم جم نہ سکے اور اول ہی دہلی میں فرار ہو گئی جنرل گیزلی اور کچھ فوج جاپانیوں کی شام کے پانچ بجے کے قریب پیکین کے پاس پہونچی۔ روس۔ جرمن و فرنچ کی فوجیں ہی ان کے عقب میں تھوڑے فاصلہ پر تھیں۔ چونکہ بکسر لوگ ان کے پہونچتے ہی پیکین

سے سب بہاگ گئے تھے جنرل صاحب پیکن میں پہونچنے کے ساتھ ہی مع افسروں کے ایوان سفارت میں داخل ہو گئے۔ اسوقت محصورین کو جو کچھ خوشی تھی بیان سے باہر ہے۔

سٹر میگیڈ ایلڈ نے جنرل گیزلی سے ہاتھ ملایا اور سب افسروں نے اونہیں مبارکباد دی دوسرے روز تک یورپ کی آتی ماندہ فوجیں بھی وہاں داخل ہو گئیں اور باہمی مشورہ سے یہ قرار پایا کہ شہر کے جنوبی جانب روسی فوج اترے اور شمالی جانب میں جرمنی فوج کی فرو دگا رہے اور مغربی طرف انگریزی فوج کیمپ کرے اور مشرقی سمت میں فرنچ فوج مقیم ہو۔

چنانچہ جنرل گیزلی صاحب نے جنرل ریچرڈسن صاحب کو ح اوس کے برگید کے پبل آف دیسوں میں اوتارا اور سرنارمن اسٹورٹ کو تارٹرسٹی میں ٹھہرایا۔ اور خود ایوان سنارٹکے قریب ایک شاہی مکان میں فروکش ہوئے چین میں پیکن سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً ساڑھے کس کے فاصلہ پہ ایک پٹا شہر پوتنگ ہے اس شہر میں مشنری کے امریکن اور فرنچ چالیں آ دیسوں کو چینیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔

پیکن میں یورپین افواج پہونچنے کے دو ہفتہ بعد یہ خبر ہی آئی کہ پوتنگ نو میں بکسر لوگ جمع ہو رہے ہیں اور انکارا وہ ہے کہ پیکن میں دوسری سلطنتوں کی جو افواج ہیں اس پر حملہ کریں اسوقت سب یورپین سلطنتوں کے اتفاق سے تمام

یورپین افواج کے کمانڈر انچیف کوئٹ والڈ رسی تھے۔

کائنات موصوف نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ ہر ایک سلطنت کی تہوڑی تہوڑی فوج لیجائے اور پانچہزار فوج پوٹنگ فو کو روانہ کیا جسے جنرل گیزلی نے برٹش فوج میں سے ایک رسالہ ایک پلٹن اور ایک توپخانہ لیا اور افواج متفقہ کے ساتھ پوٹنگ فو کو روانہ ہوئے جرمن۔ فرینچ اور جاپانی فوج ہی اون کے ہمراہ ہوئی۔ روسیوں کی فوج اسپین اس لئے خراب نہ تھی کہ ایک ہفتہ قبل سپین کو چھوڑ کر منچریا کی طرف چلی گئی تھی جنرل گیزلی ان تمام افواج کے ساتھ نوین روز پوٹنگ فوج میں داخل ہوئے لیکن اس فوج کی آمد کی خبر سنکر تمام کبسر لوگ منتشر اور پرانگندہ ہو گئے کوئی مقابلہ نہ آیا۔ اب میں اپنے ٹاکو سے روانہ ہونے کا حال تحریر کرتا ہوں۔

ہم ٹاکو سے روانہ ہو کر شام کے چہ بجے سیہو پہنچے۔ یہاں گھوڑے آکشتی سے اڈار لئے گئے مگر تمام افسر جس اسٹیشن آئے تھے اسی میں رہتے دوسرے روز صبح کو نو بجے سب افسر ریل میں سوار ہوئے۔

تیس سال کا زمانہ ہوا کہ گورنمنٹ چین نے ٹاکو سے سپین تک ریلوے لائن بنوائی تھی۔ اسکا اکثر حصہ انگریزی انجینیرن کی تجویز سے تیار ہوا ہے لیکن ریل کو چینی لوگ ہی چلاتے تھے جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی اور چینی فوج نے شکست کھائی تو اس ریلوے لائن پر حملہ آور سلطنتوں نے باتفاق باہمی قبضہ کر لیا تھا۔ مگر اسکا انتظام جرمن۔ فرانس۔ جاپان انگریزی حکومتوں کی رضامندی سے روس کے

سپر کر دیا گیا تھا۔ اسلئے کہ جب سپکین پر دول متحدہ کا قبضہ ہو گیا تو اس ریلوے کے متعلق بحث پیش ہوئی۔ چونکہ جرمن۔ فرانس۔ برٹش وغیرہ سلطنتوں کی فوجوں میں انجنیئر اور ریلوے لائن کے انتظام کرنے والے آدمی موجود نہ تھے اور اسی فوج میں انجنیئروں کی دو کمپنیاں موجود تھیں اس لئے اس کا انتظام انہیں کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اس وقت سپکو سے سپکین تک سب ریلوے لائنیں پر روسی لوگوں کے ادٹ پوسٹ تھے لیکن ریلوے لائن تمام دول متحدہ کے کا آتی تھی۔ بارہ بجے ہماری ٹرین ٹیچسن پہنچی۔ مین اور میجر ٹل صاحب کیسریٹکے بنگلہ میں اترے۔ ملک چین میں ٹیچسن مشہور شہر ہے حال میں لڑائی کے وقت چین کی فوج اس شہر میں جمع تھی اس لئے یورپین افواج کو اس شہر پر ہی گولباری کرنی پڑی تھی گو لون کے صدر مون سے شہر کا تمام شمالی حصہ چین اکثر بڑی بڑی عمارتیں تھیں۔ خراب اور ویران ہو گیا تھا۔

چھ سو برس سے کچ زیادہ ہوئے کہ قباغان نے اس مقام سے ایک نہر نکالی تھی تاکہ سپکین سے کانٹین جانے میں آسانی ہو جائے یہ نہر نہر اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ اور دنیا کے عجائبات میں سے ہے چھ سو میل بہ کر دریاؤں ہواٹانگ اور یاٹانگ مٹی پر سے گذرتی ہوئی یاٹانگ چونگ پہونچکر سمندر میں گرتی ہے یہاں پہونچنے سے پہلو معلوم ہوا کہ قلعہ بوٹانگ فو اور اس کے اطراف میں تین ہزار چینی لوگ تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ سپکین پر حملہ کریں اس واسطے تمام سلطنتوں کے

اتفاق سے ہر ایک سلطنت کی فوج میں سے تھوڑی تھوڑی فوج جمع کر کے پانچواں
 فوج وہاں بھیجی گئی تھی۔ اس میں سے جرمن۔ برٹش برگیدہ بیکن سے روانہ ہو چکے ہیں
 انگلش برگیدہ کے ساتھ خود جنرل گیزلی گئے ہوئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں
 ایک بڑی سحر کہ آرائی ہوگی چونکہ مجھے میدان جنگ میں جانے کا کمال شوق تھا۔
 انسر کمانڈنگٹنچسن سے ملا اور اون سے کہا کہ مجھے جنرل گیزلی صاحب کے اٹھنا
 میں شریک ہونا ہے جو فرسٹ برگیدہ کے ساتھ بیکن سے پوٹنگ فو کو روانہ ہو چکے
 ہیں۔ آپ پوٹنگ فو کو میری روانگی کا انتظام کر دیجئے تاکہ میں اون کے پاس
 جلد پہنچ جاؤں۔ انسر کمانڈنگٹنچسن نے کہا کہ اور پلٹن آج شام کو ریل پر سے
 یہاں اترے گی۔ اور اوسی وقت کشتیوں میں سوار ہو کر پوٹنگ فو روانہ ہو جائیگی
 اگر آپ ان کے ساتھ جائینگے تو پانچویں روز جنرل گیزلی صاحب کے کالم سے
 مل جائینگے لیکن یکشتیان چھوٹی چھوٹی ہیں انہیں گھوڑے نہیں جاسکتے۔ آپ کو
 گھوڑے چھوڑنا پڑینگے۔ اور اگر گھوڑے ہی ساتھ لیجانا منظور ہے تو کچھ توقف
 کرنا چاہیے۔ ایک ہفتہ کے بعد سوار فوج روانہ ہوگی اوسکے ساتھ گھوڑے ہی جائینگے
 چونکہ بیکن سے فوج روانہ ہو چکی تھی۔ اور مجھے نہایت جلد سرفرد گیزلی صاحب کے
 پاس پہنچنا تھا اگر دیر ہو جاتی تو میں اون کے ساتھ میدان جنگ میں شریک
 نہ ہو سکتا۔ اس واسطے میں نے اپنا کل سامان اور گھوڑے اپنے اڑولی مولابخش خان کے
 ساتھ تینچسن میں چھوڑ دئے اور لوئی فارم کے کوٹ اور برجیس کے سوا جہیز نہیں

ہوئے تھا ایک خاکی کوٹ اور برہیس اور دو فلائین کے شرٹ اور ضروری بستر
 ہمراہ لے لیا۔ اور ۱۳ اراکٹو پر ۱۹ اے بیوی روز شنبہ کو شام کے پانچ بجے اور
 پلٹن کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر پوٹنگ فو کو روانہ ہوا۔ اور پلٹن کے کل تین سو
 سپاہی تھے اور اسکے کمانڈنگ کپٹن داؤد خان تھے کپٹن پرائڈ اس رجمنٹ کے
 ساتھ ان پکٹنگ افسر تھے تیس تیس سپاہی ایک ایک کشتی میں بٹھلائے گئے
 ایک کشتی افسروں کے لئے دو گئی جس میں کپٹن پرائڈ۔ میجر وٹل۔ اور میں سوار ہوئے
 ہمارے ریپر کالم میں کل ساٹھ کشتیاں تھیں ہر ایک کشتی کو بارہ بارہ ملاح کھینچوں
 سے چلاتے تھے ہماری کشتیاں تمام شب چلتی رہیں۔ سردی نہایت تھی۔ پلٹن
 کے سپاہیوں کو ٹچسن میں گرم لباس دیا گیا تھا مگر جلدی کے باعث تقسیم نہ ہو سکا تھا
 سردی سے انہیں بہت تکلیف رہی دوسرے دن صبح کو نو بجے کے قریب
 کشتیاں ٹھہر کے سپاہیوں کو کنارہ پر اتارنا۔ انہوں نے وہاں کھانا پکا کر کھایا
 اور گرم لباس انہیں دیا گیا وہ انہوں نے پہنا بارہ بجے ہماری کشتیاں ندی
 میں پہر روانہ ہو گئیں یہ ندی جس میں ہماری کشتیاں جاری تھیں ایک تالاب میں
 مل گئی تھی۔ دو بجے کے قریب ہماری کشتیاں اوس تالاب میں پہنچیں تالاب تقریباً
 چودہ میل لمبا اور چھ میل چوڑا ہے ملاحوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ اسکا دور
 پچاس میل کا ہے۔ اسکا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا یہاں بطین سے تراب کتر سے
 دیکھنے میں آئے۔ چار گھنٹہ برابر اس تالاب ہی میں کشتیاں چلتی رہیں۔ پھر اس سے

نکل کر ایک دوسری ندی میں داخل ہو گئیں جو بوٹنگ فوکی طرف کو بہتی ہے غروب آفتاب کے بعد شام کے قریب پہر کشتیان ڈھیر لائی گئیں اس سفر کے تمام راستہ میں یہی قاعدہ رہا کہ تمام دن کشتیان ندی میں چلتیں اور شب کو ندی کے کنارہ پر باندھ دی جاتیں۔ سپاہی لوگ کنارہ پر اترتے کہا نا پکالتے اور کھاتے تھے اور طلوع آفتاب کے وقت اپنے منزل مقصود کو کوچ کرتے تھے۔

دوسرے دن صبح کو ملاحوں نے حسب معمول کشتیوں کے بادبان پہرہ کر کے چونکہ ہوا موافق تھی کشتیان خوب تیزی سے چل رہی تھیں۔

آج فجر کے وقت ہم کشتی کے سامنے کھڑے تھے ہنسنے دیکھا کہ چار لاشیں ندی میں پڑی ہوئی ہیں۔ چینی لوگوں سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو فوجی لوگ اپنے لشکر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں ان کو وہاں کی رعایا قتل کر کے ندی میں پھینک دیتی ہے ان لاشوں کی حالت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ ان کی تمیز نہ ہو سکی کہ وہ کس گروہ اور کس قوم کے لوگ ہیں۔ ندی کے کنارہ جا بجا بہین گاؤں ملتے تھے چونکہ ہمارے ساتھ تین سو سپاہی تھے گاؤں والے چینی ہم سے نہایت ادب اور اخلاق سے پیش آتے تھے لکڑی گوشت پہلی جس کسی چیز کی ضرورت فوجی لوگوں کو ہوتی اسی وقت لا کر حاضر کر دیتے تھے جب اون چیزوں کی قیمت ان کو دی جاتی تو وہ نہایت تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ پہلی جو فوج گئی اوس نے ہمیں کسی چیز کی قیمت نہیں دی بلکہ جو شے اونہیں مطلوب ہوئی ہم سے اونہوں نے زبردستی چھین لی دریافت کرنے سے

معلوم ہوا کہ وہ روسی تھے جو ایسا برتاؤ گاؤں والوں سے کرتے تھے۔

روسی فوج کے آدمی اس ملک میں بہت ظلم کرتے ہیں کسی چیز کی قیمت نہیں دیتے رعایا کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے ہیں جرمن اور فرنچ فوج کا ہی یہی حال ہے اصل سبب اس جبر اور تعدی کا یہ ہے کہ اون سلطنتوں کی طرف سے کیمسریٹ کا فوج کے لئے ہاسکل انتظام نہیں ہے اسلئے جہاں کہیں وہ لوگ جاتے ہیں اپنی ضرورتوں کی وجہ سے عامہ رعایا پر دست تظاول دراز کرتے ہیں اور ہر ایک چیز مفت لے لیتے ہیں جس سے غریب بچا رہے نقصان اٹھاتے ہیں اور انگریزی فوج جب کہیں کو جاتی ہے تو اون کے ساتھ کھانے پینے اڑھنے بچھانے کا سامان ضرورت سے بھی زیادہ رہتا ہے اگر چند روز کا سفر ہوتا ہے تو بیس روز کا انتظام کیا جاتا ہے کیمسریٹ ڈپارٹمنٹ اسی اتہام کے لئے مقرب ہے قبل اسکے کہ فوج روانہ کی جائے فوج کی ضرورتوں کے لحاظ سے پہلے کیمسریٹ کا بندوبست کیا جاتا ہے اگر جنگی کا سفر ہوتا ہے تو بچہ گاڑ ہیاں۔ اور اگر دریائی سفر ہوتا ہے تو کشتیاں غرض جس قسم کی بار برداری کی جہاں کہیں ضرورت ہوتی ہے وہ سب پہلے سے ہیا کی جاتی ہے منزل پر پہنچتے ہی لیٹن کاترم بجایا جاتا ہے ہر ایک رجمنٹ کے سپاہی اپنے علاقہ کے کیمسریٹ میں مقررہ جگہ پر جمع ہو جاتے ہیں ایک روز پیشتر سپاہیوں کو اونچی ضرورت کے لائق بڑی کشادہ دلی سے خوراک اور دیگر سامان تقسیم کیا جاتا ہے کسی قسم کی تنگی اور کفایت شعاری نہیں کی جاتی۔ اس سبب انگریزی

دو ج کو لوٹ کھسوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

چین کے ملک میں سترکین تو شان و نادر ہی ہوتی ہیں بلکہ اچھی سڑک تو اضلاع میں کہیں نظر نہ آئی۔ وہاں ندیاں بکثرت ہیں۔ اکثر بلکہ قریب قریب کل گاؤں اور شہر ندیوں کے کنارہ آباد ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ندیاں اور چھیلین بڑی بڑی ندیوں میں جاملتی ہیں جہاں کہیں سفر کرتے ہیں یا مال و اسباب بغرض تجارت لیجاتے ہیں تو وہ سب دریا یا راستوں سے کشتیوں کے ذریعہ جاتا ہے۔ بلکہ روزمرہ کی چیزیں ہی جیسے برہاجی ترکاری وغیرہ ہے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا شہر کو کشتیوں ہی میں لیجاتی ہیں۔ ملک چین میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانے کا بڑا ذریعہ کشتیاں بھی جاتی ہیں گاڑی گھوڑے کے عوض کشتیاں ہی کام میں لائی جاتی ہیں چھوٹی چھوٹی ندیوں کا چین کے تمام ملک میں ایک جال سا بچھا ہوا ہے کوئی جگہ ندی سے خالی نہیں۔ بعض جگہ بڑے بڑے دریا ہیں اونہیں دفانی جہاز چلتے ہیں۔ چین کا ساحل جو طول میں کئی ہزار میل ہے اور چھ اس سفر میں اس کے بہت بڑے حصہ کے دیکھنے اتفاق ہوا ہے اس میں صدا بندرگاہیں ہیں اونہیں بہت بڑی تجارت ہوتی ہے اور بیرونی ملکوں سے بکثرت مال آتا ہے اور اسی طور پر یہاں سے ہی ہر قسم کا مال اور سامان دوسرے بیرونی ملکوں کو کشتیوں کے ذریعہ براہ دریا جاتا ہے یہہ بندرگاہیں جہاں کی اور بندرگاہوں سے حفاظت اور آرام میں کم نہیں۔

۱۲۱ اکثر بدیشہ بند کے روز چھبے ساری کشتیاں روانہ ہوئیں آٹھ بجے

کے قریب جین ایک بڑا گاؤں ملا جسکی تقریباً دو ہزار کی آبادی تھی۔ دریا کے کنارہ فوج پلٹن کی پلٹن کشتیان کھڑی تھیں یہ ہی پوٹنگ فو اکسپڈیشن کو جانے والی تھیں اسکے بعد جرمن کی بھی اکتیس کشتیان ملین جنہیں اونکا اسٹور بہر اتھا۔ اسی روز بارڈر بنجے کے قریب ندی کے کنارہ نیٹو کیولری کی ایک تگڑی جہین دور سے دکھائی دی جہین بارہ سپاہی ایک اور پین افسر کے زیر کمان تھے۔ جب وہ تگڑی قریب آئی تو معلوم ہوا کہ وہ تھرڈ پبلی کیولری کی پارٹی ہے یہ تگڑی رکنا سٹرنگ کے لئے اپنے سکند کالم سے آگے گئی تھی اونکا کالم وہاں سے سات میل پر تھا۔

۷۔ اراکٹو بر کو ہماری کشتیان مقام چولی کو مین پہونچیں۔ یہ بہت بڑا گاؤں ہے کہ پکین اور پوٹنگ فو کے درمیان راستہ پر واقع ہے اس مقام میں جینیون نے ندی پر بہت بڑا لکڑی کا پل بنایا ہے کشتیان اسکے نیچے سے گزرتی ہیں ہم اس جگہ شام کے چار بجے پہونچے یہاں ہلکے ہانگ کانگ رجمنٹ بھی ملی جو کرنل ریٹا لاک صاحب کے زیر کمان تھی۔ اونکی زبان معلوم ہوا کہ الورا اسپیریل سروں ٹروپس پلٹن کو ان کے ساتھ رہنے کے لئے حکم ہے اس واسطے تمام کشتیان ندی میں پل کے پاس کھڑی کی گئیں۔ ہانگ کانگ پلٹن اور پلٹن۔ وکٹوریہ رجمنٹ جہین آسٹریلیا کے ساتھ سپاہی تھے یہ سب ایک جگہ فراہم ہو گئے۔ سر شام ٹامہین اور فرنچ فوج کی کشتیان یہی یہاں پہونچ گئیں۔

برٹش گورنمنٹ کی فوج کا پہورا راستہ پر کھڑا کر دیا گیا تاکہ کوئی سپاہی گاؤں میں

جا کر کسی چینی باشندہ پر خبر فریادتی نکرے اس واسطے انگریزی فوج کا سپاہی کوئی
نگیا مگر جرمن اور فرینچ کے سپاہیوں نے گاؤں میں خوب لوٹ مچائی ہماری کشتیوں
کی مغربی سمت ساتھ ہے چار بجے ہیلیوگراف کی چمک معلوم ہوئی کرنل ریٹلیک نے
فوراً ایک سگنلنگ پارٹی کو حکم دیا کہ ایک بلند مقام پر ہیلیوگراف نصب کر کے
دریافت کریں کہ وہ ہیلیوگراف کس فوج کا ہے جرمن اور فرینچ دونوں نے بھی اپنے
اپنے ہیلیوگراف لگائے چونکہ یورپ کی کئی سلطنتوں کی فوجیں تمام ملک میں بجا
پھیلی ہوئی تھیں اگر دن میں یا شب میں کسی ہیلیوگراف کی چمک کبھی دکھلائی دیتی تو ہر ایک
سلطنت کی فوج اپنا اپنا ہیلیوگراف کے دریافت کرتی کہ وہ ہیلیوگراف کس کے علاقہ کا ہے
برٹش سگنلنگ پارٹی نے فوراً کرنل ریٹلیک کو خبر دی کہ جرنیل لارن کیل کمانڈنگ
سکند برٹش کالم جنگی فوج تین میل کے فاصلہ پر مقیم ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اکتوبر
روز خبثت بنہ کو خبرل سرالفرڈ گیزلی کا کالم پونٹنگ فوج میں داخل ہوگا۔ تھارار یور کالم
جو کشتیوں میں جاتا ہے اسے ہی اسی روز پونٹنگ فوج میں داخل ہونا چاہیے۔
میں یہ اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ اور افسروں کے ساتھ میں نے اپنے گھوڑے
ٹینس میں چھوڑ دے تھے کہ وہ کشتیوں میں ہمارے ساتھ چل نہیں سکتے تھے
اب یہاں خیال آیا کہ جبوقت ہم پونٹنگ فوج میں پہنچیں گے تو سواری کے لئے بڑی
دشواری ہوگی۔ اگر یہاں ممکن ہو تو کسی گاؤں میں سے ایک دو یا بوضرور خرید لینا
چاہیے۔ ایک مہینٹ کے ساتھ سرکاری طور پر ایک چینی مترجم رکھنا تھا جاری

کشتی میں بھی ایک چینی مترجم یا نگ نامی تھا۔ اسے تھوڑی آنکھ نری بھی آتی تھی۔
 میں نے اس سے کہا کہ راستہ میں اکثر بڑے بڑے گاؤں ملتے ہیں انہیں
 غالباً سواری کے یا بوقیمیت سے مل سکیں گے اس نے کہا کہ یا بو تو ہر ایک گاؤں میں
 تھے لیکن فوج کو دیکھ کر ان لوگوں نے اپنے جانور جنگلوں میں بھیج دیے ہیں تاکہ
 کوئی اون سے زبردستی چھین نہ لے۔

میں یا نگ کو ہمارا لیکر کشتی سے اترنا۔ اور جو راستہ ندی کے کنارہ کنارہ
 جاتا تھا اس راستہ سے دو میل کے قریب پہنچا تھا کہ ایک بڑا گاؤں ندی کے
 کنارہ پر نظر آیا۔ یا نگ اور میں دونوں اس گاؤں میں گئے جب ہم نے یا بو دریافت
 کئے تو گاؤں کے لوگوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ کوئی یا بو ہمارے گاؤں میں
 نہیں ہے جب ہم نے انہیں روپیوں کی تھیلی دکھلائی۔ اور کامل اطمینان دلایا کہ
 جو مال تم سے لیا جائے گا اسکی داہمی قیمت تمہیں دی جائے گی اور بلار صامندی کوئی
 چیز نہ لی جائے گی تب ایک شخص نے یا بو دکھانے کا اقرار کیا اور تھوڑی دیر میں
 دو یا بو اس نے حاضر کئے۔ انہیں ایک سبز رنگ اور دوسرا سمند تھا دونوں یا بو خوب
 مضبوط تھے ناپ میں تقریباً تیرہ دو کے ہون گے اور پیگو کے یا بون کے شمشک
 معلوم ہوتے تھے میں نے جب اس سے قیمت پوچھی تو اٹھائیس ڈالر دونوں یا بو بمبئی
 قیمت بتلائی۔ ایک ڈالر تقریباً ساڑھے تین روپیہ کلدار کا مساوی ہوتا ہے۔
 میں نے وہ قیمت دیکر دونوں یا بو خرید کر لئے چینی مترجم نے کہا کہ اب آپ کو ایک مانو

کی ضرورت ہے مافوق چینی زبان میں سائیس کو کہتے ہیں غرض کہ چینی مترجم نے ایک سائیس بھی یا بون کی خدمت کے لئے ساٹھ لاکھ روپے پر نوکر کہا دیا یہ چینی سائیس دو نوں یا بون کو ندی کے کنارہ کنارہ لیکر چلنا اور شام کے وقت جب ہماری کشتیاں کنارہ پر ٹھہرتی تو ہمارے یا بون بھی کنارہ پر باندھ دے جاتے تھے ندی کے کناروں پر دو نوں جانب گہائس اتنی گنجان تھی کہ اوس میں سے آدمی گاگرنر ناشکل تھا اور اس کے اطراف میں میدان اور کثرت سے زراعت تھی جو ار اور مکا کے کہیت منزلوں تک چلے گئے تھے جس مدی میں اس وقت ہم جا رہے تھے اوس کا نام نو ہو تھا یہ سپہر ندی کی ایک شاخ ہے جو دریائے شامل ہو جاتی ہے اس ندی کے دو نوں طرف جا بجا نالاب اور جھیلیں بھی ہیں۔ اکثر مقامات پر یہ ندی خود تالابوں اور جھیلوں میں بہہ چکے روں سے ملتی ہو جاتی ہے یہ تالاب بہت بڑے بڑے ہیں اور وسیع رقبوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جس جگہ ندی تالاب یا جھیل میں شامل ہوتی ہے تو اس جگہ ندی کے کناروں پر بیدل چلنا سخت مشکل بلکہ بعض مقامات پر ناممکن ہے بعض جگہ کنارہ پر کچھ راستہ ہوتا ہے تو ملاح کشتی کی رسیاں پکڑ کے اوس پر چلتے ہیں۔

منزل بمنزل خشکی کے راستہ سے لڑائیوں میں جانے اور کوچ مقام کرنے کا مجھے بارہا اتفاق ہوا تھا۔ لیکن کشتیوں کے اکسپڈیشن کا یہ ادلی ہی موقع تھا۔ جس وقت ہم ٹخپس سے کشتیوں میں روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ کسی فصیح بڑے انظام

سے روانہ ہوئی تھی۔

ہر ایک پلٹن کی تعداد کے موافق کشتیان لائی گئیں۔ اور ہر ایک کشتی کے سامنے بیس بیس سپاہیوں کی تکڑیاں آئیں پہلے سپاہیوں نے اونچا اپنا اپنا سبب بہر اپہر خود سوار ہو گئے کشتیوں پر نمبر ڈالے گئے اول کشتی کمانڈنگ افسر کی تھی اور دو برٹش افسروں کی وسط میں۔ اور کل سپاہیوں کی کشتیان چھیہ تھیں ہماری کشتی میں تین افسر تھے سب کے پاس سوا یونی فارم اور رستہ کے اور کچھ سامان نہ تھا سپاہ کی ہر ایک کشتی میں ایک ایک وہ عہدہ دار تھا جو اس سکشن کی کمان کرتا تھا۔ جب یہ سب کشتیان تیار ہو گئیں تو کمانڈنگ نے فارورڈ کا ترم بجاایا۔ ترم کی آواز پر سب کشتیان روانہ ہوئیں۔ ہر روز یہی قاعدہ تھا کہ دن کے نو بجے کمانڈنگ افسر ہالٹ اور دسمونٹ کا ترم بجاتے اور سب سپاہی اپنی اپنی کشتیوں سے اوتر اوتر کے آدھے گھنٹہ تک باہر رہتے پھر دسمونٹ کے ترم پر کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہو جاتے تھے۔ اگر زدی کے کنارہ راستہ درست ہوتا تو سب سپاہی فام ہو کر دو تین میل تک پیادہ پا ہی چلتے تھے۔

شلم۔ مولیٰ وغیرہ ترکاریوں کے کہیت ندی کے دو لڑن طرف کٹر دکھائی دیتے تھے لیکن ہماری فوج کے سپاہی کبھی اون کے نزدیک نہ جاتے۔
بخلاف ان کے فرنیچ اور جرمن کی بلٹین جو ہمارے ساتھ ساتھ تھیں اون کے سپاہی جب کشتیوں سے اوترتے تو جو چیز پاتے اسکو لوٹ لیتے تھے یورپ کی جن جن

سلطنتوں کی فوجیں اسوقت ملک چین میں گئی تھیں۔ ان کا احوال اور ان کی یونی فارم اور ان کے انتظام کی طرز اور انداز تو اجمالاً میں آئندہ لکھوں گا۔ لیکن اس موقع پر جو فوج فرینچ اور جرمن کی ہمارے رپورٹ کا مل کے ساتھ تھی اوسکی سپاہیانہ روش انگریزی فوج کے سپاہیوں کی روش سے مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں ہمارے کتاب کے ناظرین کو ان دونوں کے درمیان آسمان اور زمین کا فرق نظر آئے گا ہم یہہ سنا کرتے تھے کہ فرینچ اور جرمن کی فوج میں نہایت لمبی پلن ہے ان کے سپاہی اپنے افسروں کے بڑے فرمان بردار اور اطاعت گزار اور فوجی قاعدہ کے پابند ہیں۔ انکی دیسی۔ اور یونی فارم نہایت درست رہتی ہے طبیعت کے بڑے چالاک اور جت ہوتے ہیں لیکن انکی اسوقت کی حالت دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب خوبیاں انہیں ان کے خاص ملکوں جرمن اور فرینچ میں پریڈ اور قواعد کرتے اور ہیڈ کوارٹر میں رہتے وقت شاید ہوتی ہوں گی۔ اسلئے کہ جو جنرل آرڈر تمام سلطنتوں کے خبروں کی طرف سے شایع ہوا تھا اور ضروری انتظامات کے ضوابط سے افواج کو اطلاع دی گئی تھی اوسکی ایک کاپی ہمارے پاس ہی آئی تھی اوسمیں چودہ باتیں لکھی تھیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ راستہ چلتے وقت کوئی سپاہی کسی گاؤں والے کو تکلیف نہ دے اور نہ زبردستی سے کوئی چیز لے۔ اسباب کا لوٹنا بالکل ممنوع سمجھا جائے جو چیز یعنی منظور ہو وہ قیمت دیکر لی جائے۔

ان احکامات کی تحفظ برٹش اور جاپانیز فوج نے تعمیل کی اور باقی دوسری

سلطنتوں کی فوج نے بائیں اس کے برعکس عمل کیا جہاں چھ مقام سپہوین ہماری کشتی
 کھڑی تھی شے کے آٹھ بجے بندوق کی کوار آئی دریافت کرنے سے تھوڑی دیر
 کے بعد یہ معلوم ہوا کہ چار چینی شخص ایک چھوٹی سی کشتی میں ترکاری بہر کے لائے تھے
 ایک فرنچ سپاہی نے زیر دست کر کے باقیمت اون سے ترکاری لینا چاہا چینیوں نے
 مفت دینے سے انکار کیا فرنچ سپاہی نے اونہیں سے ایک چینی کے گولی ماری
 چینی کی دھڑی پھیل مین گولی لگا کے پشت سے نکل گئی یہ حالت دیکھتے ہی جان کے
 خوف سے باقی تینوں چینی کشتی سے پانی میں کود پڑے اونہیں سے دو توندی میں
 دھین پر ڈوب گئے ایک پیر کر باہر نکل آیا اور برٹش کیمپ میں پہنچ کر اوسنے
 اس واقعہ کی خبر دی برٹش کیمپ سے دو تین مزدور اوسکے ساتھ گئے جس چینی کے
 گولی لگی تھی کشتی میں زخمی پڑا تھا۔ اوسکی سب ترکاری فرنچ سپاہی لے گئے
 تھے چینی مزدور اوس ستم رسیدہ زخمی کو اٹھا کر انگریزی لشکر میں لے آئے ڈاکٹر
 نے ہاسپٹل میں رکھ کر اوسکا ضروری علاج کیا سہار کی کشتیوں میں سے چند افسروں
 نے جا کر اوس زخمی کو دیکھا اور جو شخص ندی میں پیر کر زندہ آیا تھا اوسکی زبان یہ ہے
 سب ماجرا سنا تھوڑی دیر کے بعد اہم دہان سے روانہ ہو گئے یہ نہیں معلوم کہ وہ
 زخمی مر گیا یا زندہ رہا۔ اور نہ یہ سننے میں آیا کہ جس فرنچ سپاہی نے گولی ماری تھی
 کسی نے اوس سے باز پرس کی یا نہ کی خبر ل آڈر میں جو بہ حکم سختی سے تحریر تھا کہ
 سوا وقت جنگ اور مقابلہ کے بے سبب چینی کی رعایا میں سے کسی کو کوئی اذیت

نہ پہونچائے اور نہ کوئی شے بلامقصد کسی سے لے اسکی بجائے فرنچ فوج کے سپاہیوں نے چینی ترکاری فروش کو بندوق سے مار ڈالا۔ اور انکی ترکاری کی کشتی سب لوٹ لی اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دوسری سلطنتوں کی فوجی بدنظمی اور سپاہ کی عدول حکمی کس حد تک ہے اور انگریزی فوج کی تہذیب اور فرمان برداری کہاں تک ہے کہ انگریزی فوج نے اوس زخمی کو فرنچ کے کیمپ سے طلب کر کے اپنے پاس ہاسپٹل میں رکھا اور اوسکے علاج اور تیمارداری کی طرف متوجہ ہوئی۔

اوسوقت میں فرنچ اور جرمن اور اٹالین فوج کے چند لوگ ہمارے ریلورکالم کے ساتھ تھے جب ہمارے کشتیوں کے قریب وہ نظر آتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ علاقہ فوج کے لوگ کسی مقام کو جا رہے ہیں یہ نہیں کہتا کہ جنگ کے وقت بلکہ ایسے کیمپلین میں جبکہ لائیٹ مارچنگ آرڈر میں نہایت عمدہ طور پر رہنا سپاہی کو ضرور ہے اور ایسے مواقع پر سپاہی کو اپنی ریفیل ایچی طسج رکھنی اپنی یونی فارم برابر پہنتی اور دیکھنے والوں کی نگاہوں میں جالاک و چست نظر آنا اذکی خان سپاہی کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔

ہانگ کانگ انفنٹری اور الور انفنٹری کے سپاہی ڈریس پہنے ہوئے جب کشتی سے اتر کر راستہ میں چلتے۔ اور اونسکے افسر بھی اونسکے ساتھ ہوتے تو بالکل اذکی وضع اور قطع ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے بڑے کیمپ آف انگریزائیز میں مستعد

کی وضع و قطع ہوتی ہے سپاہی خاکی یونی فارم پہنے ہوئے سر پہ بڑی بڑی ٹنگین
باندھے سا برون کے بلٹ۔ خاکی کلوک لگائے۔ یہ ٹنگین ہاتھ نہیں لئے ہوئے
ایسے چپت و چالاک نظر آتے تھے گویا قدر رتنے انہیں خاص سو لجر اور میدان
جنگ کے لئے پیدا کیا ہے۔

جس وقت پوٹنگ نو کی طرف فوج کو جانے کے واسطے حکم ہوا تو اس کے
چار کالم کئے گئے تھے اور چاروں کالموں کے جنرل کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ
علیحدہ علیحدہ راستوں سے جائیں ٹیچسن کے دو کالموں اور اس کالم کے درمیان
جو بیکن سے روانہ ہوگا اگرچہ اسی میل کا فاصلہ رہے گا مگر ان چاروں کالموں کو ایک
ہی روز ۱۹ اکتوبر کو پوٹنگ نو میں پہنچنا چاہیے۔ اس حکم کے مطابق چاروں
کالموں کی فوج تاسیخ مقررہ پر پوٹنگ نو کے پاس جا کر جمع ہو گئی۔ جنرل سرفرڈ
گیرلی صاحب کو وہاں پہنچنے پر یہ خبر ملی کہ بکس لوگ جو برسرِ بغاوت تھے یورپین
فوج کی چڑھائی کی خبر انہوں نے جب سے سنی تو شہر کو چھوڑ کر پہاڑوں میں
جا چھپے ہیں معمولی ہتیاروں کے سوا ان کے پاس کچھ توپیں ہی ہیں۔

جنرل سرفرڈ گیرلی نے محل جنرلوں کو طلب کر کے یہ تجویز کی کہ برٹش کالم
شمالی دروازہ کی طرف شہر سے باہر اترے اور شہر کے اندر شمالی حصہ کا بندوبست
رکھے جرمن کالم جنوبی دروازہ کی طرف اور فرنچ و اٹالین کالم شرقی و غربی حصوں میں
فروکش ہوں اور ان طرفوں کا انتظام کریں۔

اسکے بعد جنرل صاحب خود پوٹنگ نوشہرہ میں آئے وہاں کا چینی گورنر انکی پیشوائی کے لئے آیا خزانہ اور قلعہ کی کنجیاں پیش کیں۔ جنرل صاحب نے خزانہ کے زر نقد کو شمار کرنے کے لئے حکم دیا۔ کل تین لاکھ اکتیس ہزار پیل نکلے۔ یہ چینی سکے ہے جو سات شلتنگ یا سو پانچ روپیہ چہرہ دار کا مساوی ہوتا ہے۔ روپیہ شمار کرنے کے بعد خزانہ پر جرمن اور برٹش سپاہیوں کا پہرہ مقرر ہو گیا۔ اور دروازہ پر مہر لگا دی گئی۔ پھر جنرل صاحب شہر کے اندر گورنمنٹ ہوس میں اترے جس میں لی ہنگ چنگ چین کا مشہور وزیر اور یہاں کا سابق گورنر اپنی گورنری کے زمانہ میں رہا کرتا تھا یہ مکان نہایت وسیع ہے اور وہیں کتنے ہی کمرے ہیں۔

درمیان کے کمرے میں جنرل صاحب تھے اور اطراف کے کمروں میں اسٹاف کو جگہ دی گئی تھی اسی روز میں ہی پوٹنگ فوچو نچا۔ اور جنرل گینرلی سے ملا صاحب موصوف نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے برگیدہ کو حکم دیا کہ ایک ٹرانسپورٹ کارٹ بھجوا کر میرا تمام سامان کتنی سے منگالین اور جنرل گینرلی صاحب نے اپنے کمرے کی برابر میرے قیام کے لئے لی ہنگ چنگ کے ایوان ہی میں ایک کمرہ دیا۔

پوٹنگ فوکی آبادی تخمیناً چار لاکھ آدمیوں کی ہوگی۔ شہر پانچ میل کے دور میں آباد ہے۔ شہر کے اطراف میں بڑی بلند فصیل ہے جو تقریباً ساٹھ فٹ ارتفاع میں ہے۔ اسکے چار دروازہ مشرق مغرب جنوب شمال کی طرف ہیں اور انہیں

مستون سے موسوم ہیں مکانات پختہ ایک مندر۔ لیکن گلی کو چے سیٹے اور خراب صفائی کا نام نہیں یہ شہر یکن پائے تخت چین سے جنوب مشرق کی طرف واقع ہے چین کے اس حصہ میں یہ ایک ضلع ہی نہیں بلکہ ایک صوبہ کے درجہ میں ہے لی ہنگ چنگ جو اس وقت شہنشاہ چین کی طرف سے دول یورپ کے ساتھ صلح کے شرائط طے کرنے کے لئے یکن میں مختار کل مقرر کیا گیا تھا جب یہاں کی گورنری سے وزیر ہو کر یکن کو گیا تھا تو اسکی جائے ایک اور گورنر مقرر ہوا تھا اور اس تمام علاقہ کا حاکم تھا اس کے ماتحت چار بڑے بڑے عہدہ دار مثل کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر ضلع کے تھے اور ہر ضلع کا مالی کام کرتے تھے۔

چینی فوج یہاں بہت تحلیل رہی تمام صوبوں میں کل پانچ سو آدمی ہوں گے چین کی رعایا اور فرار چین کے لئے زیادہ کو تو الی اور فوج کی ضرورت ہی نہیں ہے اسکو کہہ لوگ اپنی سرکار سے سرکشی ہی نہیں کرتے اور خود امن پسند ہیں ان کے مزاجوں میں ایسی غربت ہے کہ لڑائی کے پاس نہیں جاتے فوجداری مقدمات حاکم ضلع کے پاس بہت ہی کم آتے ہیں۔

چینی لوگوں کی جب کہی آپس میں تکرار ہوتی ہے تو صرف درشت الفاظ ہی استعمال کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے پر کسی اپنا ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ مار پیٹ کو معیوب اور مذہب کے برخلاف سمجھتے ہیں۔

غرض دوسرے دن صبح کو جرنل صاحب نے تمام فوج کا ملاحظہ کیا۔ شام کو چینی قوم

کے خبروں سے معلوم ہوا کہ بکسر لوگ بہاڑوں میں جمع ہیں۔ جنرل صاحب نے دواسکو ڈرن
 تہرڈ بھی لائنز کے اونچی خبر لسنے کے واسطے روانہ کئے جب یہ اسکو ڈرن بکسرون
 کے گاؤں کے پاس پہنچے تو اونہوں نے انہیں بند و قین چلائیں۔ ایک سپاہی رنجی
 ہوا۔ بکسرون کے یہی چند آدمی مارے گئے۔ سر شام یہ اسکو ڈرن اوسی روز واپس
 آگئے۔ دوسرے روز ۲۳ اکٹوبر کو جنرل صاحب نے ایک کالم بکسر لوگ کرنل فیض
 اونچی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس میں تہرڈ بھی لائنز اور سولہ بنگال لائنز کا ایک
 ایک اسکو ڈرن اور جوہیں پنجاب انفنٹری کی نصف پلٹن تھی۔ اس کالم سے بکسرون
 کا مقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج کے تین سپاہی اور ایک افسر رنجی ہوا۔ اور بکسر لوگ
 قریب چالیس کے مارے گئے اور اون کے بیچیں خچر اور یا بو گرفتار ہوئے۔ اور
 آٹھ تو قین ہاتھ آئیں یہ کالم تیسرے روز پونگ تو کو واپس گیا۔

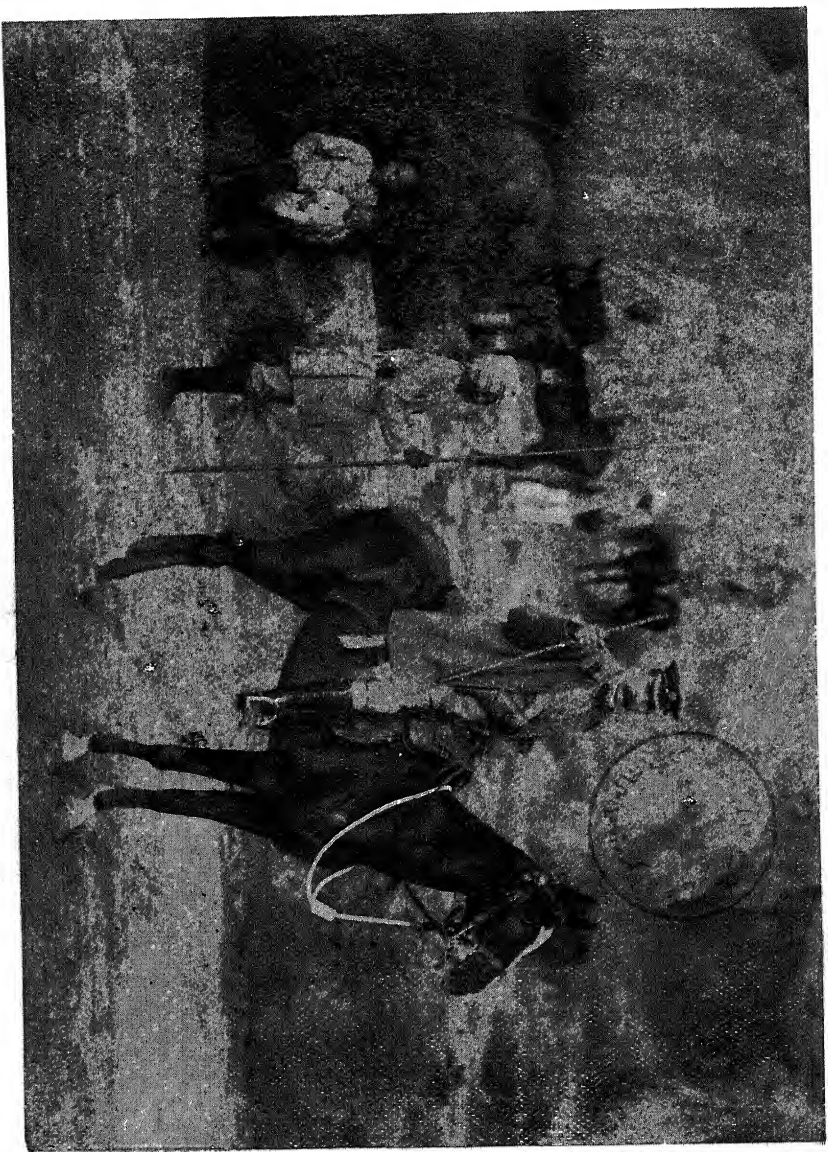
۲۴ اکٹوبر کو اٹالین کرنل نے جنرل گیزی صاحب کو رپورٹ دی کہ اٹالین
 پلٹن کے بیس سپاہیوں پر جو رکتا سیٹس کے لئے گئے تھے یکا یک بکسرون نے
 بند و قین چلائیں۔ اور اس اٹالین پارٹی اور ہیڈ کوارٹر کے درمیان آکر دریڑہ سو بکسرون
 نے راستہ سدود کر دیا ہے اونہیں کا ایک سپاہی کسی جیلہ سے محکمہ خبر دیو کو آیا ہے۔
 جنرل گیزی صاحب نے فوراً سولہ بنگال لائنز کا ایک اسکو ڈرن اٹالین پلٹن
 کے ساتھ لک کو روانہ کیا اس فوج کے پہنچتے ہی بکسر لوگ فرار ہو گئے۔ اٹالین
 پلٹن کا ایک سپاہی مارا گیا اسی روز فرنیچ پلٹن سے یہی بکسرون کا مقابلہ ہوا۔ چھ

فرنیچ سپاہی زخمی ہوئے اور بائیس بکسروارے گئے۔

چونکہ بکسرون نے اہل یورپ کی مشینوں پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کئے تھے اس لئے ضرورت تھا کہ اس جابرانہ حرکات کی اذیت کو سزا دی جاتی ہے پڑتنگ فوکی جنگ سے فایز ہونے کے بعد جب واپسی کا ارادہ ہوا تو جنرل گینزلی صاحب نے جرمن اور فرنیچ خبر لوں کو بلایا۔ اور اون کے اتفاق سے یہ تجویز کی کہ جس مندر میں پادریوں اور عیسائیوں کو بکسرون نے قتل کیا ہے اسے پامال کرنا ضرور ہے اسکو ڈائیٹ نامائیٹ سے اڑا دینا چاہیئے۔

یہاں سے فوج کے چار کالم کر کے مختلف راستوں سے یسکین کو روانہ کیا جائے یہ فوج بکسرون کو اون کے ظلم و ستم کی پاداش میں جہاں پائے قتل کرے اور جہاں جہاں اون کے گاؤں ملتے جائیں وہاں وہاں اذیت کو آگ دیتی جائے خصوصاً مقام لانگ فانگ گئے باشندوں سے جہنوں نے پادریوں کو قتل کیا ہے پورے طور سے انتقام لیا جائے اور اون کے گاؤں تاراج کر دے جائیں اور یہ کالم یہ بہتات سر کرتے ہوئے یسکین پہنچ جائیں۔ ان کالموں کی روانگی کی تاریخ ۲۸ اکتوبر قرار پائی۔ چونکہ جنرل گینزلی صاحب منزل بمنزل براہ راست پانچ وزمین یسکین پہنچنے والے تھے اس موقع پر نیٹے یہ مناسب سمجھا کہ میں جنرل رچرڈسن صاحب کے ساتھ جاؤں جو چار کالموں میں سے ایک کالم کے افسر مقرر ہوئے تھے ان کے ہمراہ جانے سے چین کا ملک بھی میرے دیکھنے میں آئیگا اور لڑائی کا بھی موقع ملے گا۔

صفحہ ۵۳۱ افسر الملک کے درکار پوٹنگ فوٹو شمالی سیکرین مائیکرو پیسٹ میں کو روڈ انڈیا



جنرل گینرلی صاحب نے جنرل رچرڈسن صاحب کے اسٹاف میں مجھے مقرر فرما دیا۔

۲۸ اکتوبر سن ۱۹۱۰ء عیسوی کو جنرل گینرلی صاحب براہ راست ایکٹن پائے تخت چین کو روانہ ہو گئے۔ اور جنرل لارن کیمبل صاحب دو پلٹنیں ایک رسالہ اور ایک توپخانہ کے ساتھ مشرقی پہاڑوں کے راستے سے ٹخپسن کو گئے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے ایک رسالہ ایک پلٹن۔ ایک توپخانہ لیکر لاناگ فانگ کی طرف کوچ کر دیا۔ مین ہی اون کے کالم کے ساتھ چلا گیا۔

جنرل صاحب نے سولالانگ رز سے ایک گھوڑا میری سواری کے لئے مقرر کیا اور شل دو کرافٹروں کے ایک پہوٹا ساخمیہ ہی مجھے دیا مین اوپر تھوکر کر آیا مہون کر مینے اپنا سامان گھوڑے اور ارڈلی وغیرہ سب ٹخپسن میں چھوڑ دئے تھے اب وہ وہاں سے پکین آگئے تھے میری درخواست پر جنرل گینرلی صاحب نے پوٹنگ فو سے پکین کو تیار دیا تھا کہ یہ کل سامان پوٹنگ فو میں بھیج دیا جائے چنانچہ سولالانگ فو و خدا گھوڑے وغیرہ سامان لیکر پکین سے میری طرف کو چلے تھے لیکن قبل اسکے کہ وہ پوٹنگ فو میں میرے پاس پہونچیں مین جنرل رچرڈسن کے کالم کے ساتھ لاناگ فانگ کو روانہ ہو گیا مینے ہر چند کوشش کی کہ لاناگ فانگ کے باہر مین کیر گھوڑے اور سامان میرے پاس آجائے اس لئے کہ جنرل رچرڈسن صاحب کا ارادہ تھا کہ لمبے لمبے کوچ کر کے بکسروں کے شہروں اور مقامات پر تاخت کریں اس موقع پر مجھ کو اپنے گھوڑوں اور سامان کی نہایت ضرورت تھی لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ پوٹنگ فو

کے حملے میں جیسے میرے گھوڑے سامان اور آدمی مجھے دور رہتے تھے ویسے ہی لانگ فانگ کے حملے میں بھی دو بجہ تک نہ پہنچ سکے۔

غرض ۲۸ اکتوبر کو ہمارا کالم آسنو گاؤں میں پہونچ کر مقیم ہوا دوسرے روز سولہ میل کی مسافت طے کر کے مقام پانی کان ٹم میں پہونچا بکسروں کا یہ ایک بڑا مقام تھا دوسرے روز یہاں قیام کر کے ۳۰ تاریخ کی صبح کو فوجی پارٹیوں سے اس مقام کا محاصرہ کیا گیا تاکہ بکسر کہیں بھاگ نہ جائیں اور جنرل صاحب خود گاؤں کے اندر گئے۔ تین شخص جو اہل مشرتبہ کے قتل میں شریک ہوئے تھے یہاں گرفتار کئے گئے اور انکو اسی وقت گولی سے مار دینے کا حکم دیا گیا۔ میجر اینجیلو صاحب نے اون تینوں کو علیحدہ علیحدہ کھڑا کیا۔ اور سولہویں رسالہ میں سے بارہ سپاہیوں کو حکم دیا کہ چار چار سپاہی ایک ایک بکسر پر پینٹیل بنڈیل قدم کے فاصلہ سے بندوبست فرما کر غرض تیوں مجرموں کو مار کر اون کے مکانات جلا دے۔ اور یہاں ان لوگوں کا جو مندر تھا او سے بھی ڈاسٹا مٹ سے اوڑا دیا۔

۳۱ اکتوبر کو چوبیس میل چل کر ٹنگ کنگ میں ہم پہونچے۔ بکسروں کا یہ ایک بڑا شہر ہے اس میں فرنیچ کے پادریوں اور اون کی عورتوں اور بچوں کو بکسروں نے خون کے سینے میں قتل کیا تھا۔ جنرل صاحب نے شہر کے دروازوں پر پلٹن اور رسالہ کا گارڈ متعین کیا کہ بکسر لوگ باہر نہ نکل سکیں۔ اور فوج کو کیمپ میں اترنے کے لئے حکم دیا۔

آج ہمارے کالم کو راستہ میں دو ندیوں پر سے عبور کرنا پڑا راستہ یہی تو پختانہ کو لئے اچھا نہ تھا۔ ہماری فوج اس مقام پر پانچ بجے بعد پہونچی۔ چین کے ملک کے اس نواح میں آب و ہوا پانچ بجے سے پہلے آفتاب غروب ہو کر اندھیرا شروع ہو جاتا ہے سب سے چھوٹا دن یہاں آٹھ گھنٹہ کا اور سب سے بڑی رات سولہ گھنٹہ کے قریب ہوتی ہے آج تمام دن سرد ہوا چلا کی اور پہاڑوں پر برف بھی گرتی رہی۔ شب کو چند سائیس سردی سے ٹھٹھک گئے جب انوکھو آگ سے سنیکا اور انوکلی مالش کی گئی تب اون کے ہاتھ پاؤں سیدھے ہوئے اور جوڑ بند کھلے۔ بالٹیوں میں پانی جم کر برف ہو گیا تھا گرم چار کی پیالی اگر منہ تک لائی جاتی تو منہ تک پہونچتے پہونچتے سرد ہو جاتی تھی۔ گھوڑوں کی رکابوں کا لوہا اتنا سرد ہو جاتا کہ رکاب میں پاؤں کو فروغ کے بعد تھوڑی دیر میں سن ہو جاتا تھا۔ اس واسطے جرمن فرینچ اور اٹلی کی کیوریوں میں رکاب پر ایک تکرہ لکڑی کا لگاتے تھے کہ سوار کا پاؤں بجائے لوہے کے لکڑی پر رہے سردی سے ہمیشہ لگانی یہی چھوڑ دی گئی تھی اس لئے کہ لوہے کی ہر ایک چیز سردی کی شدت سے جسم کے قریب آنکے ہی ناگوار معلوم ہوتی تھی جو گرم لباس ہم کلکتہ سے اپنے ساتھ لائے تھے وہ یہاں ہمارے کچھ کام نہ آیا گرم لباس کچھ تو ہمیں گورنمنٹ کیمسٹریٹ سے ملا۔ اور کچھ ہم نے خود بازار سے خرید لیا۔ صبح کو نو بجے کے قریب جنرل صاحب شہر کی طرف بڑھے۔ دشمن کی نہ تو کوئی فوج مقابلہ کو آئی۔ اور نہ قلعہ پر سے کوئی توپ چلی جنرل صاحب قلعہ میں داخل ہوئے۔

قلعہ کا حاکم مینڈرین نامی پیشوائی کے لئے آیا اور جنرل صاحب کو سرکاری مکان میں لے گیا۔ جنرل صاحب چینی گورنمنٹ ہوس میں اوتارے اور اس سے کہا کہ جن بکسروں نے تمہارے شہر میں پادریوں کو قتل کیا ہے وہ مجرم بکسر ہمارے حوالہ کر دیجئے اور چالیس ہزار ڈالر جرمانہ داخل کیجئے مینڈرین نے کہا کہ دو مجرم تولی ہنگ چنگ کے حکم سے تھوڑا زمانہ گزرا ہے کہ قتل ہو چکے اور اون کے سر قلعہ کی دیوار سے لٹکا دے گئے ہیں جو اس وقت تک موجود ہیں۔

چین کے ملک میں یہ دستور ہے کہ قلعہ کی دیوار پر لوہے کی ٹوکریاں رسیوں سے اوڑھان رہتی ہیں جب کہی کوئی مجرم قتل کیا جاتا ہے تو اس کا سر ایک ٹوکری میں رکھ دیتے ہیں وہ کچھ زمانہ تک اوڑھان رہتا ہے اون دونوں مجرموں کے سر بھی قلعہ کی دیوار سے اوڑھان رہتے۔

جرمانہ کی نسبت مینڈرین نے کہا کہ ایک مہینے کی مدت میں یکن ہی جہدوں گا۔ جنرل صاحب نے اس وعدہ کے متعلق اس سے ایک نوشتہ لے لیا اور کمپ میں واپس چلے آئے وہاں سے دو کوس پر بکسروں کا ایک اور گاؤں تھا حکم دیا گیا کہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ آگ لگا کے اسے خاک میا کر دیا۔

یکم ماہ نومبر کو جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ آج چوبیس میل مارچ کر کے سرشام پان چوبیس مقام کا محاصرہ کیا جائے گا صبح کے سات بجتے ہی فوج کا کوچ ہو گیا بارہ بجے ایک گھنٹہ کے لئے راستہ میں ٹھہرے تاکہ سب افسر اور سپاہی کہا نا کہا ملین

اور گھوڑوں کو بھی پانی پلا کر دانہ گھانٹ کر کھلا دین۔ اسکے بعد پہر کو بج کر دیا چار بجے کے قریب اڈولنس پارٹی کا ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس نے کہا کہ دشمن کے کچھ سوار اور پیادے راستہ کے دہنی طرف نظر آتے ہیں۔ جنرل صاحب نے فوراً کالم کو ہالٹ کا حکم دیا۔ تو پختانہ اور پلٹن آگے بڑھائی گئی تھوڑی دیر کے بعد افسران چارج اڈولنس تیورل کی تحریری رپورٹ پہنچی کہ چینی فوج کے تقریباً تین سو سوار۔ اور پان سو پیادے ویرڈ میل کے فاصلہ پر دکھائی دیتے ہیں۔ اور سب ایک جگہ کھڑے ہیں جنرل صاحب نے اسی وقت ایک افسر تیورل کو دشمن کی خبر لانے کے واسطے بھیجا چونکہ دشمن کے اور ہماری فوج کے درمیان گاؤں اور درخت حامل تھے دشمن کی فوج ہمیں نظر نہیں آتی تھی اس واسطے ہم آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ ہم گاؤں سے آگے نکل گئے۔ جیسی ہم گاؤں سے نکلے ہیں کہ ہمارے ایک سوار نے ایک سرخ کاغذ لاکر جنرل صاحب کو دیا یہ سرخ کاغذ چینی فوج کے جنرل کا درننگ کارڈ تھا۔ چین کے ملک میں درننگ کارڈ کا قدیم سے دستور ہے۔ سرخ کاغذ پر چینی حرفوں میں نام لکھا ہوتا ہے اور سپاہی نے زبان بھی کہا کہ چینی فوج کے چھ سپاہی صلاح کا جھنڈا ہلاتے ہوئے آگے آئے اور میں سے ایک نے جو افسر معلوم ہوتا ہے یہ کاغذ دیا ہے اگرچہ انکی زبان ہماری سمجھ میں نہیں آتی لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنرل گر مٹن صاحب سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جنرل صاحب نے چینی مترجم کو جنرل گر مٹن صاحب کے ساتھ مع اس سپاہی کے

بیجا کہ مفصل احوال دریافت کر کے اطلاع دیں۔

اس انتشار میں ہمارا کالم گاؤں سے گزر کر ایک میدان میں پہنچا اور چینی سوار اور پیادے ہمیں بخوبی نظر آنے لگے۔

جنرل صاحب نے تو بیجانہ کو ایکشن پر آنے کے لئے حکم دیا۔ چاروں تو ہمیں فوراً ایکشن پر لائی گئیں (یعنی دشمن پر فیر کرنے کو تیار کی گئیں) کمانڈنگ تو بچانہ نے جیجنگ ڈسٹش کے آلہ سے دیکھ کر دو ہزار فیکٹ کے فاصلہ پر شب باندھی تو پوئین شیل بہر کے جنرل صاحب کے حکم کے منتظر ہوئے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ جب تک میں خود حکم نہ دوں فیر نہ کیا جائے پلٹن کو تو بیجانہ کے لٹ پر کھڑا کیا اسلئے کہ وہی طرف کی زمین ناقص تھی رسالہ کو وہی طرف اسکو ڈرن کالم میں فارم کیا۔ غرض کہ تمام برگیدہ کو نہایت خوبی کے ساتھ اٹاک فارمیشن میں تیار کیا۔

جنرل صاحب کو اس بات کا اشتہار تھا کہ اول چینی فوج کی طرف سے فیر ہو تو ہم تو بیجانہ کو فیر کا حکم دین چینی فوج کے رسالہ کو ہم براہ دیکھ رہے تھے پلٹن رسالہ سے ذرہ فاصلہ پر تھی۔ ہم سب افسروں نے اپنے اپنے ریوالتور بار کر لئے جنرل رچرڈسن صاحب کی طرز کار روائی سے معلوم ہوتا تھا کہ جب وہ تو بیجانہ کو فیر کا حکم دینگے تو فوراً رسالہ کو فلینگ اینگ کے لئے آگے بڑھائینگے۔ غرض اس وقت سب کے دلوں میں ایک جوش پیدا ہو رہا تھا اور خیال تھا کہ طرفین میں اچھی لڑائی ہوگی۔ اور سپاہ کو اپنی دلیری اور بہادری کے دکھانے کا موقع ملیگا۔

اسی آئین ہاری بائیں طرف سے بندوق کی آواز آئی۔ چونکہ اوس طرف گنجان
دخت تھے یہ معلوم نہ ہوا کہ کس نے بندوق چلائی جنرل صاحب نے ایک افسر کو خبر لانے
کے لئے بھیجا اوس افسر نے چند منٹ کے بعد واپس آکر بیان کیا کہ چینی فوج کے چھ
سپاہی جنین ایک افسر ہی تھا صلح کا جھنڈا لیکر ڈوٹو پارٹی کے پاس جاؤ تو پارٹی کو افسر نے
کہا کہ تم سب لگ اپنے ہتیار رکھ دو۔ پانچ نے تو ہتیار رکھ دے لیکن ایک نے جو افسر تھا۔
اپنے ہتیار نہیں رکھے اور اپنی فوج کے طرف پلٹ جانے کا ارادہ کیا اوسوقت تربیٹر
نے جو ڈوائس پارٹی کے ساتھ تھا اوسے روکنا چاہا جب وہ نہ رکا تو ترمپٹر نے اوپر
ریوالور کا فیر کیا۔ وہ افسر گولی کہا کر زمین پر گر گیا۔ چینی مترجم کی زبان معلوم ہوا کہ وہ افسر
چینی رسالہ اور پلٹن کا جنرل تھا اور وہ لوگ بکسر نہیں ہیں۔ بلکہ امپیریل آرمی یعنی شاہی
فوج چین کے سپاہی ہیں۔ لی ہنگ چنگ کے حکم سے بکسرون کو اس طرف سنرا
دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ جنرل صاحب نے یہ سن کر کہا کہ حکومت بکسرون سے
جنگ کرنے اور انہیں سزا دینے کا حکم ہے امپیریل آرمی سے لڑائی کی اجازت نہیں
جنرل صاحب نے چینی مترجم کے ذریعہ اون سواروں سے جنہوں نے ہتیار رکھ دے
تھے کہلایا کہ حکومت امپیریل آرمی سے کچھ سروکار نہیں۔ تمہارا جنرل اپنی غلطی سے مارا
گیا۔ اگر کہڑا رہتا تو ہمارے سپاہی ہرگز اوس پر فیر نہ کرتے آپ لوگ اپنے لشکر میں جا کر
بہر کیفیت بیان کر دیں۔ اور میں خود بھی جا کر تمہارے افسر سے یہ بات کہو گا چنانچہ
جنرل صاحب نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر کھڑی رہے اور اپنے اسٹاف میں سے

جھوٹا کرکٹ گرسٹن کو ہمراہ لیک چینی فوج میں گئے اور مترجم کے ذریعہ تمام واقعات بیان کئے اور جو غلطی ہوئی تھی اسے خوب سمجھا دیا۔ جب ہم چینی رسالہ کے پاس پہنچے تھے تو اون کے طرز اور انداز سے مترجم ہوتا تھا کہ وہ نہایت خوف زدہ ہیں۔ اول صف میں تقریباً تین سو سوار ہوں گے او کی یونی فارم عجیب تماشے کی تھی۔ ایک ڈھیلہ کرنا جسطح کہ چینی لوگ اکثر پہنتے ہیں۔ سینہ پر ایک گول نشان چین میں تحریر سے اسپیرٹل آرمی لکھا تھا۔ اسی طرح ایک گول نشان پشت پر بھی تھا۔ اس میں اون کے رجمنٹ وغیرہ کا بھی نمبر تھا۔ ریفل پشت پر سلسلہ کی ہوئی۔ تلوار زیرین میں سامنے لگی ہوئی بعض کے ہاتھوں میں بہالے اور بعض کے ہاتھوں میں جھنڈیاں سب ریفلیں ہان کے پاس جبر میں ساخت کی تھیں۔ چینی پلٹن ہم سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

اوسے روز سر شام ہماری فوج مقام پانچو میں پہنچی۔ دوسرے دن یکم نومبر کی صبح کو یہاں مقام رہا۔ بکسروں کے اجتماع کی خبر لانے کے لئے چاروں طرف فوج کی ٹکڑیاں روانہ کی گئیں۔ جنرل صاحب کا حکم تھا کہ گاؤں والوں کی کسی چیز کو کوئی ہاتھ نہ لگائے ہان اگر بار بار داری کے جانور۔ خچر۔ یا بواونٹ لمجائیں تو اونہیں کیپ میں لے آئیں۔ چنانچہ اچھکی تاریخ ساٹھہ خچر۔ اور یا بوا۔ اور چالیس اونٹ سپاہی اپنے ساتھ لشکر میں لائے۔

۲ نومبر کو آٹھ بجے سب فوج نے پانچو سے کوچ کیا۔ راستہ میں ایک

بڑی ندی سے عبور کرنا تھا اس لئے جہل صاحب نے کل سات میل چلنے کے لئے آج حکم دیا۔ قریب دس بجے کے ہم ندی کے کنارہ پہنچے۔

سب سے پہلے بار برداری کے چھوٹے ندی سے پار کئے گئے۔ پھر تو پچانہ ندی سے پار ہوا۔ ندی میں تقریباً ساڑھے تین فیٹ پانی تھا۔ کنارہ پر ریت زیادہ تھی تو پچانہ بڑی مشکل سے پار ہوا۔ اس کے بعد رسالہ اور پیر ملیٹن نے عبور کیا۔ دس بجے سے غروب آفتاب تک جہل صاحب مع اسٹاف کے ندی کے کنارہ کھڑے رہے جب سب فوج کیمپ میں اور ترکی تو سبے آخر وہ کیمپ میں آئے۔

۳ نومبر کی صبح کو نو بجے لشکر کا کوچ ہوا تین بجے لاٹک فائیگ کے علاقہ میں پہونچا مخروں نے بیان کیا تھا کہ بکسروں کا یہ ایک گاؤں ہے۔ چار نہر لکیر کے قریب یہاں جمع ہیں۔ لیکن جب ہم یہاں پہونچے تو ریگنا سیرنگ پار تیز اور کیمپ پٹرول کی زبانی معلوم ہوا کہ بکسر شہر چھوڑ کر بیڑوں میں جا چکے ہیں۔

۴ نومبر کو یہاں مقام کیا گیا پانچویں تاریخ کی شب کو اتنی سردی بڑی کہ ندی کا پانی جم گیا۔ برف جنگل میں چاروں طرف جمی ہوئی ایسی معلوم ہوتی تھی گویا میدان میں ایک سفید چادری بکھی ہے طلوع آفتاب سے قبل ہی تند ہوا چلنا شروع ہوئی چونکہ یہ ہوا برفستانی پہاڑوں کی طرف سے آتی تھی اسکی وجہ سے سردی بدرجہا بڑھ گئی ہوا کا ہر ایک جھوکا دل پر سخت ناگوار گزرتا تھا۔ جب قدر گرم لباس ہمارے پاس تھے وہ ہم نے سب پہن لئے تھے لیکن سردی کا کچھ چارہ نہ ہوتا تھا۔ چار۔

کافی تیار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن نہ آگ روشن ہوتی تھی اور نہ کوئلے سے سردی کے باعث کام ہو سکتا تھا۔ پانی گرم کرنے کے ظروف میں برف ڈال کر آگ پر رکھتے تو اس میں آگ کی گرمی بڑی دیر میں اپنا اثر کرتی تھی۔

جنرل صاحب نے نو بجے تک تو قنٹ کیا کہ سردی کم ہو جائے آخر مجبوری فوج کی تیاری کا ترمیم ہو گیا۔ سپاہیوں نے ہینکل گھوڑوں پر زین باندھے اسباب نچرون پر بار کیا۔ لیکن اس وقت ایک اور ہینکل کا سامنا آپڑا۔ لاٹک فائنگ جو شمال کی طرف واقع تھا وہاں جاتا تھا اور شمالی پہاڑوں سے ہوا بھی آ رہی تھی۔ جب چلنے کا ارادہ کیا تو سرد ہوا کے زور سے گھوڑوں کے منہ پاٹ پاٹ جاتے تھے سواروں کے منہ اور کان سردی کی شدت سے سن ہو گئے۔

اگرچہ افسروں کے پاس گرم لباس نجونی تھا۔ جسم پر فلائین کے موٹے کرتے اونکے اوپر جاکٹ اور اونپر یونی فارم کے موٹے خاکی کوٹ اور کوٹوں پر فریونی چینی لومٹری اور گلہری خمیرہ کے پوستینوں کے استر کے اور کوٹ ہاتونین امریکہ کے دستانے جکے استر بالون کے تھے یہ سب پہننے تھے لیکن اس پر بھی اس شدت سے سردی معلوم ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تمام رسالہ اور تو بچانہ کے گھوڑوں پر کمر اور کملوں کے اوپر زینین بند ہی تھیں۔ مگر گھوڑے سردی سے کانپ رہے تھے اس روز ہینکل بارڈیل کی منزل طے کی گئی اور خدا خدا کر کے لاٹک فائنگ پہنچے اس وقت جنرل صاحب نے یہ تدبیر کی کہ چونکہ ہوا کی شدت

درمزدی ہے آج کیپ کے ڈیرے کھڑے نہوسکینگے اور صبح سے فوج میں
سپاہیوں کو کچھ کھانا پانی ہی نہیں ملا ہے آج کسی لبتی کے اندر مکانوں میں
اوترنا بہتر ہوگا جب لانگ فنانگ گاؤں میں لشکر پہنچا تو جنرل رچرڈسن
صاحب نے وہاں کے منیڈرین سے کہا کہ ہمارے لشکر کے آدمیوں کو گاؤں
کے اندر اوترنے کی اجازت دیجئے ہم لوگ کسی گاؤں والے کو تکلیف نہینگے
گاؤں کے مکانوں میں صرف شب گزارینگے اور صبح بھرتے ہی چلے جائینگے
منیڈرین نے اسے منظور کر لیا۔ جنرل صاحب نے خود جا کر رسالہ اور پلٹن۔ اور
توپخانہ کو اوترنے کی جگہ بتلائی۔ رسالہ گاؤں کے باہر ایک بڑے دیول میں
مقیم ہوا۔ توپخانہ شہر میں ایک ایسی جگہ اوتراجو بطور سراسر کے تھی۔ پلٹن شہر نہاہ
کے خالی مکانات میں فروکش ہوئی۔ جنرل صاحب مع اسٹاف کے ایک بڑے
مکان میں اوترے شب کو گاؤں میں بخوبی آرام پایا اسکے بعد ایک ہفتہ تک
کوچ مقام کرتی ہوئی ہماری فوج پکین پاسے تخت چین کے قریب جا پہنچی۔
اور ۶ ماہ نومبر کو ہمارا کالم پکین میں داخل ہو گیا۔ جنرل رچرڈسن کو سر الفرڈ گیزلی
صاحب نے اطلاع دی کہ آپ مع اپنی فوج کے ٹپل آٹ ہیوں میں قیام کریں۔
پکین پہنچنے کے بعد میں جنرل رچرڈسن صاحب سے رخصت ہو کر سر الفرڈ
گیزلی صاحب کے پاس گیا۔ جنرل صاحب موصوف اپنے اسٹاف کے ساتھ ٹیکٹیشن
کے قریب ایک مکان میں مقیم تھے اونہوں نے مجھے اپنے پاس اوتارا۔ اور

ایک کمرہ میرے رہنے کو خالی کر دیا۔ اسی روز ایک مہینہ پندرہ دن کے بعد میلہ سامان اور گھوڑے اور میرے آدمی چھینٹن ٹچسین میں چھوڑ آیا تھا مجھے یہاں ملے کھانے کے وقت مہر پر سفید چادر ڈیکھی گئی۔ اور کھانا حسب معمول کھانے میں آیا۔ اگرچہ سردی یہاں بھی بہت تھی لیکن ہر ایک کمرہ میں آتش دان تھے۔ تمام کمروں میں دروازے خوب اچھے آئینہ دار لگے ہوئے تھے جبکی وجہ سے ہوا اندر نہ آسکتی تھی اور اچھی طرح روشنی رہتی تھی اور ہر قسم کا اسباب آرام و راحت کا یہاں پر مہیا تھا۔

دوسرے روز میں جنرل اسٹوارٹ صاحب سے ملنے کے لئے گیا جو ٹارٹرٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے اون سے ملاقات کرنے کے بعد فرسٹ برگید کے دوسرے عہدہ داروں سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج بھی سردی بشت تھی گیارہ بجے گھوڑوں کو پانی پلانے کے واسطے نکال رہے تھے تو کشتوں سے نکالتے نکالتے پانی جم جاتا تھا۔

۸۔ نو مہر کو مہاراجہ بیکانیر بھی ٹچسین سے یکن پہونچے۔ اور مہاراجہ گوالیار کے پاس ٹارٹرٹی میں فوکش ہوئے۔ شام کو میں اون سے ملنے کو گیا۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار دونوں سے ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا کہ دوسرے روز بمبکو جنرل صاحب سے اجازت لیکر مکانات شاہی کی سیر کو جائیں ایوان شاہی پر تمام دول متحدہ کے پہرے تھے جنرل گیزلی صاحب نے ہمارے ارادہ سے دوسری سلطنتوں کے سپاہ سالاروں کو اطلاع دی۔ پہرہم ۹۔ نو مہر کو گیارہ بجے کے

قریب شاہنشاہ چین کے خاص محلات کی سیر کیواسطے گئے۔

مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ بیکانیر اور مین اور کپٹن اسیس محلات شاہی کے دیکھنے کے وقت ہمراہ تھے۔ چینی زبان میں شاہی مکانات جس نام سے موسوم ہیں انگریزی میں اوکٹر جبرڈینسی (یعنی وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہوتی) عمارت شاہی کا اول ایک عظیم الشان دروازہ نظر آیا جسکی چہیت چینی عمارت کے طرز پر مبنی ہوئی تھی۔ وہ عمارت ہمارے شہر اورنگ آباد کے بہر کل کے دروازہ کی عمارت سے مشابہ تھی۔ جب اس جلوخانہ سے نکل کر ہم آگے گئے تو ہمیں ایک بہت بڑا وسیع میدان ملا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین کی برآمدی کے وقت اس میدان میں دونوں طرف چینی فوج کھڑی رکھا کرتی ہے جب ہم یہاں سے اور آگے بڑھے تو ہمیں ایک بہت بڑا مال ملا جس میں دربار عام ہوا کرتا ہے اسکے وسط میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور تخت کے دونوں طرف بڑے بڑے چھ چھ فیٹ اونچے شمع دان تھے۔ یہاں پر ہمیں قرائین سے معلوم ہوا کہ ان مکانات میں جو سامان پہلے تھا وہ لوٹ لیا گیا ہے۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار اور میں ہر ایک چیز کو دیکھتے اور جو امر ہمارے ذہن میں قابل استفسار ہوتا۔ چینی مترجم سے اسکو ہم پوچھتے جانتے تھے۔ اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین جو وقت اپنے زناخاند سے برآمد ہوتے ہیں تو تمام اہل بار اوکو دیکھتے ہی سجدہ کی وضع سے زمین پر سر کرکھڑتے ہیں اور جب شاہنشاہ

حکم دیتا ہے تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں۔ اگر شاہنشاہ کسی وزیر سے بات کرے تو وزراء دولت گھنٹوں کے بل کہڑے رکھ کر جواب دیتے ہیں۔ گھنٹے ٹیکنے کے واسطے خاص قسم کے ٹیکے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وزراء کے سوا اگر اور کسی عہدہ دار سے بادشاہ مخاطب ہو تو اسے سجدہ ہی میں پڑے پڑے جواب دینا واجب ہوتا ہے مگر میں نے یہ بھی بیان کیا کہ شاہنشاہ کی سواری اچانا اگر شہر میں جاتی ہے تو اول تمام شہر میں منادی ہو جاتی ہے سواری نکلنے کے وقت تمام شہر کے دوکاندار اپنی اپنی دوکانیں اور شہر کے تمام باشندے اپنے اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ کوئی متفنن گھر کے باہر نہیں رہنے پاتا سب لوگ مکانوں میں بند ہو جاتے ہیں۔

بادشاہ کی جلو میں بڑے بڑے گھنٹے رہتے ہیں۔ ایک گھنٹہ کو دو گھار ایک آگے اور ایک پیچھے کندھوں پر رکھے لٹکائے ہوئے چلتے ہیں سواری جاتے وقت گھنٹے بجتے جاتے ہیں تاکہ مخلوق کو بادشاہ کی سواری کی خبر معلوم ہو جائے بادشاہ ایک بڑی بالکی میں سوار ہوتا ہے وہ بالکی بھی عجیب و غریب شکل کی ایک چھوٹے سے گنبد کے طور پر ہے جسکے آگے پیچھے ڈنڈے دو ڈھائی سو فینٹ لمبے چلے گئے ہیں اسے ڈھائی مین سو آدمیوں سے لیکر ہزار آدمی تک اٹھاتے ہیں۔ حرم سرا سے شاہی کے دروازوں پر پہنچ کر پاس قدیم زمانہ کے تیر و کمان اور تلواریں رہتی ہیں۔ زمانہ مکانات میں پلنگ

اور مسہریوں کی بجائے چھوترے بنے ہیں۔ اور ادنیٰ پریشی اور جالی کے چھڑان پڑے ہیں۔ سردی کے موسم میں باہر سے اون کے اندر آگ ڈال دی جاتی ہے کہ مکان گرم رہیں لیکن امکانہ شاہی اور دوسرے مکانات کی طرز تعمیر میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ شاہی عمارت کے سفال و خشت سب زرد ہوتے ہیں اور دوسرے مکانات کے زرد نہیں ہوتے مینے جہاننگ مکانات دیکھے اون میں شاہی اور عامہ رعایا کے سب مکانات ایک مندرجہ سفال پوش تھے۔

شاہی مکانات کی کرسیاں بہت بلند اور اونکی سیڑھیاں سنگ مرمر کی تھیں اور اون کے دو جانب سنگ مرمر کی تختیاں لگی تھیں پونپہر ایک بڑے اثر و سہ کے نیسل بنی تھی جو ایک چھپکلی کو نگل رہا تھا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ اثر و سہ سے مراد چین سے اور چھپکلی سے مراد جاپان گویا اس امر کا ثبوت تھا کہ چین اور جاپان میں ہمیشہ سے دشمنی ہے۔

دو پہر سے شام تک ہننے محلات شاہی کی خوب سیر کی۔ پہر ہم سب اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس چلے آئے۔

۱۰۔ نو مبر کو صبح کے وقت چار اجد سید ہیا اور مہاراجہ بیکانیر جنرل گیزرلی صاحب کی ملاقات کو آئے۔ جنرل صاحب کے ساتھ برک فٹ کہا کر دیر تک باتیں کرتے رہے اسی روز شام کو میں مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ سندھیا کے ساتھ اونکی

فرود گاہ کو گیا۔ اور اون کے ساتھ ساتھ پیکن کے شاہی حصہ میں پہر کر سیر کی۔
 ۱۱۔ نرومبر کو (ٹیمپل آف ہیون) آسمانی مندر کے دیکھنے کو گیا۔ یہ مندر
 شاہی معبدوں میں سے ہے اسکی عمارت نہایت بلند اور دروازہ عالیشان ہے
 دروازہ سے گزرنے کے بعد اول ایک چھوٹا سا صحن ملا۔ پھر ایک بہت بڑا کمرہ
 دیکھنے میں آیا۔

بڑے بڑے قد و قامت اور مختلف نمکون اور صورتوں کے بت کھڑے
 تھے چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ ان میں سے ہر ایک بت ایک خاص کام
 کے لئے مخصوص ہے کوئی بت پانی برساتا ہے کوئی بیماری دفع کرتا ہے۔
 کوئی تجارت میں نفع رسانی کا کام کرتا ہے۔ کوئی زراعت میں سرسبزئی شادابی
 کی خدمت انجام دیتا ہے۔ کوئی بچوں کی پیدائش اور پرورش میں مدد کرتا ہے
 کوئی بوڑھوں بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔ غرض اسی طرح کی انواع و اقسام کی
 خدمتیں ان کے سپرد ہیں۔ یہ سب بادشاہی معبد میں اپنے اپنے دیوتاؤں کے
 آجمنٹوں اور کارپردازوں کے طور پر ہیں۔ بادشاہ چین کا مرتبہ اول دیوتاؤں
 سے کم اور اون کے گماشتوں سے بڑا ہے۔ اگر کسی سال بارش نہ ہو تو بادشاہ
 کی طرف سے مندر کے بڑے پجاری کو شاہی فرمان پہنچتا ہے کہ آپ ہماری
 طرف سے پانی کے بت سے کہہ دو کہ خشک سالی اور پانی کے قحط سے مخلوق کو تکلیف
 ہے وہ جلد پانی برسانے کا بندوبست کرے۔ اور پانی کے دیوتا سے کہہ کر پانی

برسوائے اگر اسکے خلاف ہوگا تو تجویز مناسب کیجائے گی۔ بڑا پجاری اوس
 شاہی فرمان کو دیکھتے ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پانی کے برتن کے سامنے
 لیجاتا ہے اوس وقت فرمان لانے والا چوبدار اور کل اسٹاف کے لوگ اپنی
 اپنی جگہ کھڑے ہوتے ہیں۔ بڑا پجاری شاہی فرمان اوس برتن کے سامنے پڑھتا
 ہے اگر اسپر ہی پانی اور چند روز نہ برسے تو دوسرا فرمان پانی کے برتن کے نام
 پہونچتا ہے اور پجاری کو حکم ہوتا ہے کہ پانی کے بت کو سنا دو کیوجہ از اور
 خطابات تکو دے گئے تھے وہ سب مسترد کر لئے گئے اور تکو دیوتاؤں کی
 صف میں جو جگہ دی گئی تھی تم اوس سے خارج کر دے گئے اور پجاری کو حکم
 ہوتا ہے کہ وہ اوس بت کو وہاں سے نکال کر دھوپ میں ڈال دے اور جب تک
 پانی نہ برسے اوسے دھوپ اور سردی میں ذلت اور خواری کے ساتھ پڑا
 رہنے دے پجاری اس حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر اسکے بعد پانی برس گیا تو پھر
 شاہی فرمان کے بموجب بت کو خلعت وغیرہ پہنایا جاتا ہے اور حسب دستور
 سابق دیوتاؤں کی صف میں اوسکو جگہ دیکھائی تھی ورنہ دوسرے سال تک وہ
 بت میدان اور دھوپ ہی میں پڑا رہتا ہے اگر اچھا نا کسی سال شروع سے
 ہی بارش اچھی ہوتی ہے اور پانی وقت پر برستا ہے تو بادشاہ کی طرف سے
 پانی کے بت کو زیور اور جوہرات اور خلعت پہنایا جاتا ہے اور خطاب اور
 اعزازی مراتب دے جاتے ہیں۔ یہ خطاب اور خلعت وغیرہ ایک ذی غرت

مینڈرین نہایت تو زک و احتشام کے ساتھ بڑے بچاری کے پاس لیجاتا ہے
 بڑا بچاری جسکی حالت ایک بڑے متمول زمیندار کی سی ہے یہ خبر سکر میٹھوائی
 کو آتا ہے۔ اور پہر مینڈرین۔ اور بچاری دونوں ملکر آسمانی مندر میں داخل ہوتے
 ہیں۔ پانی کے بت کو غسل دیا جاتا ہے اور اسے اوکی جگہ سے چند انچرہ آگے
 بڑھا کے طعت وغیرہ پہنایا جاتا ہے پہر شاہی فرمان پڑھ کر اسے سنا یا جاتا ہے
 غرض کہ دنیا کے تمام مذہبوں سے چینیوں کا مذہب بالکل نرا لاس ہے
 چینیوں کے مذہبی خیالات دنیا سے انتقال کے بعد روح اور ہر شت اور دوج
 اور ثواب و عذاب کی بہ نسبت جو کچھ ہیں اون سے ثابت ہوتا ہے کہ ان
 لوگوں نے ان امور کو بچوں کا کھیل سمجھا ہے اگر میں ان حالات کو تفصیل سے
 لکھوں تو ایک دوسری کتاب ہو جاوے گی۔ چینیوں کا اپنے بادشاہ کی نسبت
 یہ خیال ہے کہ بادشاہ (قل کفر کفر نباشد) خدا کا قریب واسطہ وار مبعوث
 ہوتا ہے اور خدا کے اراکین دولت جن کے واسطے سے دنیا کا وجود قائم
 ہے روحانی خلقت میں جو مختلف ناموں سے مشہور ہیں۔ اور مختلف کام دنیا
 کے ان کے سپرد ہیں اور اون کے مختلف صورتیں ہیں اون ہی کے ہم صورت
 مٹی کے بت بنا کر وہ لوگ مندروں میں رکھتے ہیں۔ معاذ اللہ بادشاہ خدا
 کا رشتہ دار ہے اور اراکین ملازم ہیں بادشاہ کا درجہ سب بتوں سے زیادہ
 ہے اسلئے بادشاہ کو اختیار ہے کہ جس بت کو چاہے سرفراز کرے اور جس کو

چاہے سزا دے۔ اونہیں اعتقاد است میں سے ایک بڑا اعتقاد یہ ہے کہ جب بادشاہ یہاں پر ایک مٹی کے بت کو سرفراز کرتا ہے اور خلعت پہناتا ہے تو دوسرے عالم میں خدا کی طرف سے روحانی بت یعنی رکنِ خدا کی گویا بھی سرفرازی ہوتی ہے اگر یہاں اسکو سزا ہو تو وہاں بھی خدا کی طرف سے اس رکن کو سزا دی جاتی ہے۔

شہر چکن کے شمالی حصہ میں بڑے بڑے تجارتی دوکانیں ہیں قہم کا چینی اسباب و امان ملکتا ہے۔ راستے نہایت وسیع اور فراخ ہیں دکان کے سامنے دو طرف سڑکوں کے زمین پر تیکڑا فرش بچھا کر اور پال ڈال کے کثرت سے جھوڑے چھوڑے دوکاندار بیٹھتے ہیں اور اونہیں انواع و اقسام کا مال شہین وغیرہ فروخت ہوتا ہے گوداستہ کی گرواڑتی ہے اور سامان خراب ہوتا ہے مگر وہ اس کی کچھ پروا نہیں کرتے ہر ایک موسم میں انکی دوکانیں زمین پر لگی رہتی ہیں۔ تاتار شہر میں بھی شہین فروشوں کی کثرت سے دوکانیں ہیں یہہ دکاندار نہایت دولت مند ہیں۔ انکی تجارت کا کاروبار بڑے وسیع پیمانہ پر چلتا ہے ہر چند کہ اس زمانہ میں۔ جرمن فرنیچ۔ اور روسیوں وغیرہ نے بازار کے تمام مال اور اسباب کو لوٹ لیا تھا مگر پھر بھی انواع و اقسام کا سامان کثرت سے موجود تھا۔

ان بازارات کی سیر کے بعد ہم ایک شاہی حکیم کے مکان میں گئے یہاں ہم نے دیکھا کہ دو خانہ میں انواع و اقسام کی گولیاں ہیں۔ شیشے اور دو خانہ کے

ظروف توٹے پھوٹے پڑے ہیں۔ مترجم کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ شاہشاہ چین کے خاص حکیم کا دواخانہ ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیوں کی دوائیں لوٹ میں تلف ہو گئیں۔ اکثر شیشیوں میں گولیاں تھیں۔ جنہیں طلائی ورتی مڑی تھے۔ مترجم نے کہا کہ ان گولیوں میں عنبر اور مشک خالص۔ اور میانی وغیرہ قیمتی اشیاء پڑے ہیں۔

امراے دولت ایک ایک گولی کے پچاس پچاس۔ سو سو ڈالر قیمت دیکر لیا کرتے تھے لیکن افسوس کہ ایسی بیش بہا دویہ فرنیچ اور روسی وغیرہ فوجوں نے بڑی بیدردی سے غارت اور برباد کر دیں یہ لوگ لوٹ کے وقت بڑے بڑے مرتبانوں کو اس خیال سے کہہ لیتے تھے کہ انہیں شاید وکی ہوگی۔ لیکن جب انہیں اپنا مقصود نہ پاتے تو بے تمیزی سے زمین پر پھینک کر توڑ ڈالتے تھے اس طرح سے لاکھوں روپیوں کا دواخانہ برباد ہو گیا۔

پیکن میں جو وقت یورپ کی فوج داخل ہوئی تو روس۔ فرنیچ۔ جرمن اور اٹلی کی فوجوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن جنرل سرفرڈ گیزلی صاحب نے حکم دیا کہ کوئی انگریزی سپاہی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب افسران فوج نے دیکھا کہ تمام سلطنتوں کے آدمی شہر کو لوٹ رہے ہیں تو انہوں نے جنرل صاحب سے کہا کہ اگر ہم نہ ہی لوٹیں گے تب بھی بدنامی سے نہیں بچ سکتے آپ ہمیں لوٹنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے جنرل صاحب نے کہا کہ اس قسم کی لوٹ

کھسوٹ سے سپاہیوں کے اخلاق بکڑ جاتے ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ تمہارا سامنے دوسری سلطنتوں کی فوجیں نوٹ رہی ہیں تو بہتر ہوگا کہ سو سپاہی ایک افسر کی ماتحتی میں شہر کو جائیں۔ اور جو دو کائین دکانداروں سے خالی ہوں۔ اونکا سامان جمع کر کے لے آئیں۔ اور ایک شاہی بڑے مکان میں جمع کر دیں غرض اس کام کے واسطے ایک پارٹی تیار کی گئی اور اسکا نام اریکینا نیز ولوٹنگ پارٹی رکھا۔ اور جس مکان میں یہ سامان جمع کیا گیا اسکا نام پرایز دگو دام رکھا گیا۔ ایک ہفتہ کے اندر وہ بڑا مکان شیشمین اوشپمینہ کے قیمتی سامان بھر گیا۔

ایک روز میں اور جنرل رچرڈسن صاحب پرایز دگو دام میں گئے اور اجنبٹ میجر سے پوچھا کہ ان شیشمین تہانوں کے گھٹے جو ہرے ہیں کیا ہم قیمت دیکر انہیں سے لے سکتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ آپ جب قدر سامان چاہیں یہاں سے لے سکتے ہیں فی تہان دو ڈالر قیمت مقرر کر دی گئی ہے میں نے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے چند تہان اوٹھا لئے اور انکی قیمت اپنے نام لکھ دی۔ حیدر آباد میں پہونچکر جب میں نے ان تہانوں کی قیمت دریافت کی تو فی تہان چالیس روپیہ کا اندازہ کیا گیا۔

اسکے بعد ہم شاہنشاہ کا محل گراما دیکھنے کو گئے جو پکن سے تھوڑی دور واقع ہے اسکی عمارت بھی قریب قریب اور شاہی مکانات کے ہی راستہ میں جب ہم جا رہے تھے تو ہمیں جنگل میں ادھر ادھر متفرق جگہوں میں مٹی کو

ڈھیر دکھائی دے دریافت کرنے سے چینی مترجم نے بیان کیا کہ یہ چین والوں کی قبریں ہیں۔ چین میں ہمارے ملک کی طرح قبرستان کے لئے کوئی خاص مقام نہیں ہے بلکہ چینی جب مرتے ہیں تو اون کے خویش و اقارب اپنے مذہب کے شاستری کے پاس جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ مردہ کو کہاں دفن کیا جائے وہ منجم شاستری کچھ حساب لگا کر بتا دیتا ہے کہ فلان رخ اور فلان سمت میں فلان قسم کے درخت یا مکان کے پاس اتنے گز کے فاصلہ سے اس مردہ کے دفن کی جگہ ہے وہاں اسے لیجا کر گاڑ دو شاستری کی ہدایت کے موافق اسی جگہ مردہ دفن کر دیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی دستور ہے کہ مردہ کو اپنی زندگی میں جو چیز مرغوب اور پسندیدی مثلاً تلواریا کوئی زیور یا کپڑا یا کتاب وغیرہ وہ ہی میت کے ساتھ صندوق میں رکھ کر دفن کر دیا جاتی ہے چینیوں کی قبریں یہی پختہ نہیں ہوتیں مٹی کا ایک اونچا ڈھیر ہوتا ہے جو زمین سے کئی فیٹ بلند بنا دیتے ہیں۔ لیکن وہاں کی مٹی میں کچھ ایسی قوت ہے کہ زمانہ دراز تک وہ ڈھیر بحال خود برقرار رہتے ہیں برسات وغیرہ سے اونہیں بہت کم نقصان پہونچتا ہے۔

اثنائے گفتگو میں مینے چینی مترجم سے اونکی شادی کے دستور کو دریافت کیا تو اس کے بیان سے ثابت ہوا کہ چینیوں کی شادی کے دستور بہت کچھ ہمارے ہندوستان کے ہنود کے رسموں کے مطابق ہیں۔

یہ چینی منترجم جو ہمارے ساتھ رہا کرتا تھا اسکی ڈاڑھی مین صرف دو تین بال تھے مگر بڑے لمبے لمبے جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی احتیاط سے بڑھائے گئے ہوں گے۔ مینے ان بالوں کے بڑھانے کا سبب پوچھا تو اوس نے بیان کیا اول تو اہل چین کی ڈاڑھی مین بہت بال نہیں ہوتے اور اگر ہوتے ہی ہین تو وہ اونہیں منڈوا دیتے ہین۔ لیکن اگر کسی شخص کے پوتا پیدا ہو جاتا ہے تو اوسے ڈاڑھی رکھنا لازم ہوتا ہے گو کتنے ہی بال ہوں ایک ہو یا دو ہوں وہ ڈاڑھی کے بالوں کی نہایت احتیاط سے حفاظت کرتا ہے ہرگز کترنے منڈہ نہ اور توٹنے نہیں دیتا اور کمال خیال ہے کہ اگر دادا کی ڈاڑھی یا مویچھون کسی بال کو کوئی صدمہ پہونچے گا تو اوس سے پوتے کی جان کو ضرور نقصان ہوگا۔ اسی واسطے سات سال ہوئے جب کہ میرے پوتا پیدا ہوا ہے مینے اپنی ڈاڑھی کے ان دو تین بالوں کو منڈوانا چھوڑ دیا ہے اور پوتے کی خاطر سے انہیں نہایت حفاظت سے رکھتا ہوں کسی طرح ٹوٹنے نہیں دیتا۔

چین کے امرا اور مغرزا اپنے ناخن نہیں تراشتے اون کے ناخن بڑھتے بڑھتے ایک ایک دیرطہ دیرطہ انچہ کے ہو جاتے ہین جو ہمارے ملک والوں کی نظروں مین غصایت ہی بد نما معلوم ہوتے ہین لیکن چین والوں کے لئے لازم غرت سے خیال کئے جاتے ہین۔ اکمال خیال ہے کہ ناخن بڑھانا امارت اور مالدار ہونے کی دلیل ہے گویا اونکے تمام کام خدمت گزار اور نوکر چاکر کرتے ہین۔

اور اذگو گھر کی کوئی چیز چھونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یاد رکھو کہ لفظوں میں یون کہا جائے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہیں تو وہ خود کسی کام کو اپنے ہاتھ سے اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ پر جب اون کے ناخن ایک بار بڑھ جاتے ہیں تو ان کا ٹوٹ جانا بھی نحوست اور بدیہی خیال کیا جاتا ہے اسلئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی ناخنوں کی نہایت حفاظت کریں۔

۱۔ امر اور دو ملتہدوں کے سوا اہل حرفہ اور مزدوری پیشہ اپنے اپنے ناخن تراشتے ہیں۔

چین کے ملک میں دودھ کا بالکل استعمال نہیں ہے۔ مینے اپنے اس کئی مہینے کے سفر اور قیام میں دودھ مطلق نہیں دیکھا وہ لوگ دودھ کے لئے مولشی نہیں پالتے کہانے میں بجائے گھی کے چربی استعمال کرتے ہیں۔ چینی لوگ انواع و اقسام کی چٹنیاں، آچار، اور مربے ہی کھاتے ہیں۔ شیرینیان بہت باخرو اور سلیقہ سے بنائی جاتی ہیں۔ بادام، پستہ وغیرہ پر شکر چڑھانے کا عام رواج ہے اور بہت نراکت اور نفاس سے چڑھائی جاتی ہے۔

مجھے بعض چینی امریکی ڈنر پارٹیوں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا لیکن چونکہ اون کے کہانوں کی کیفیت میں پہلے ہی سُن چکا تھا۔ بجز شیرینی کے مینے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہیں کی۔ دعوت میں جانے سے میرا مقصد یہی تھا کہ اون کے کہانوں کو دیکھوں۔ لیکر ٹون کا شوربا، پی پانی، اون کی غذاؤں میں

نہایت مرغوب۔ اور باغزہ غذا تصور کی جاتی ہے۔ کتوں کے اون بچوں کو جن کی ابھی آنکھیں نہ کھلی ہوں اور بالتے ہیں۔ اور اون کے گوشت کے سمو سے بناتی ہیں۔ بڑی چمکا ڈرین یہی مرغ کی طرح اون کی غذاؤں میں اچھا کھانا ہے۔

ابابیل جو ایک قسم کی دریائی گھانس سے گھونسلہ بناتی ہے چینی لوگ اوسکو پکا کر کھاتے ہیں اور نہایت عمدہ غذا جانتے ہیں سفید چوہوں کا گوشت بھی بہت باغزہ تصور کرتے ہیں۔ اون کے گوشت کے کباب اور سمو سے اونکو نزدیک پاکیزہ غذاؤں میں سے ہیں انکے سوا اونکی اور بہت سی غذائیں سنو میں آئیں جن کے ذکر سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ آدمی کے گوشت کی نسبت بھی مشہور ہے کہ چینی لوگ کھاتے تھے۔ لیکن ایک زمانہ سے یہ فعل مذموم روک دیا گیا ہے غالباً دول خارجہ کا یا چین کے ملک میں مسلمانوں کی کثرت آبادی کا اثر ہے۔ چین میں یہ انواع و اقسام کے گوشت جو کھائے جاتے ہیں ظاہراً اسکا سبب یہی ہے کہ سرد ملکوں میں گوشت کھانے کی خواہش طبعی طور پر ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان کے اور سباع حیوانات کے سوا جو چرند جانور جیسے ریچھ وغیرہ ہیں۔ گرم ملکوں میں ہرگز گوشت نہیں کھاتے۔ اگر وہ سرد ملکوں میں چند نسلوں تک رہتے ہیں تو انہیں بھی مثل دزدوں کے گوشت کھانے کی عادت ہو جاتی ہے اور چرند جانوروں سے خارج ہو کر دزدوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔

چین میں جانوروں کی اس قدر کثرت ہی نہیں ہوتی جیسے کہ گرم ملکوں میں ہے شائد حیوانات کی کمی کی وجہ سے ان لوگوں نے مکروہ جانوروں کے کھانے کی عادت ڈالی ہے اور ان بدترین جانوروں کے کھانے پر مجبور ہیں۔

یہی نہیں کے کھانا کھانے کی یہی عجیب و غریب وضع ہے چین میں اکثر لوگ چاول بہت کھاتے ہیں۔ غریب لوگ تو زمین پر بیٹھتے ہیں لیکن کھانا رکابی میں نکال کر تپائی یا دوسری بلند چیز پر اتنا اونچا رکھتے ہیں کہ منہ کے قریب پہنچ جاتا ہے اور امینہ پر کھاتے ہیں وہ بھی میز کر سہی اتنی اونچی رکھتے ہیں کہ کھانا کھانے کے وقت رکابی اون کے منہ کی برابر رہتی ہے رکابی کے ساتھ ہر ایک کے پاس دو تیلیاں ہی رہتی ہیں۔ تیلیوں سے چینی لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ آپ کو تعجب ہو گا کہ تیلیوں سے کھانا کیونکر کھایا جاتا ہو گا۔ وہ دونوں تیلیوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔ اور ان سے ایک ایک چاول اٹھا کر منہ میں ڈالتے جاتے ہیں۔ چینیوں کا کھانا کھاتے ہیں۔ اگرچہ بہت وقت صرف ہوتا ہے خصوصاً امرا۔ اور مہرین کا کہ وہ بہ نسبت ہمارے دیر تک کھاتے رہتے ہیں لیکن تیلیوں سے وہ جس سرعت سے کھانا کھاتے ہیں ہم ان کی برابر اس قدر جلد نہیں کھا سکتے۔ انہیں بچپن سے ہی عادت ہوتی ہے۔ گوشت وغیرہ کو ہاتھ سے توڑ کر لقمہ کر لیتے ہیں کھانا کھاتے وقت کانٹے یا ٹچ وغیرہ کبھی استعمال نہیں کرتے۔

چینی عورتوں کے لئے اگرچہ مذہبی طور سے پردہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن مغزین میں عورتوں کا باہر جانا اور غیروں کے ہنا منہ بچلنا معیوب سمجھا جاتا ہے وہ عورت بہت خوش نصیب تصور کی جاتی ہے جو شادی کے روز شوہر کے گھر میں آئے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے۔

یہ جو شوہر ہے کہ چینی عورتیں انہی جو تنے استعمال کرتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے اصل اسکی اسفدر ہے کہ جب مغز چینون کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فوراً اوسکے پاؤں میں کپڑے کی پیٹیاں باندھ دی جاتی ہیں۔ وہ پیٹیاں ہمیشہ بند ہی رہتی ہیں۔ جن سے اور اعضا کے ساتھ اون کے پاؤں بڑھنے نہیں پاتے اور رفتہ رفتہ پاؤں چھوٹا ہو کر پاؤں کے نیچے کی وضع بالکل بگڑ جاتی ہے میں چین کے ملک سے چینی عورتوں کے استعمال کرنے کے جوئے لایا ہوں جو میرے ڈرائنگ روم میں موجود ہیں۔ انکا طول چھ انچہ سے زیادہ نہیں ہے چین کے لوگوں سے جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین نے ایک مرتبہ مینا بازار لگایا تھا اور اوسوقت اوس کے روبرو بہت سی حسین اور جمیل عورتیں آئی تھیں۔ اونہیں سے ایک عورت کے پاؤں نہایت چھوٹے چھوٹے تھے۔ شاہنشاہ نے اوسکے پاؤں کو دیکھ کر بہت پسند کیا اور یاسمن کے پھول سے اونکو تشبیہ دی اسکا کچھ ایسا اثر ہوا کہ مغزین میں عورتوں کے پاؤں چنبیلی کے پھول کی صورت پر ہو جانے کے

لئے کوشش کی گئی۔ اور اس خیال نے ایسی ترقی پائی کہ رفتہ رفتہ دولت مندوں میں ایک رسم ہو گئی۔ اور اب تک بھی یہ رسم جاری ہے۔ بیٹی باندھنے سے اون کے پاؤں کچھ ایسے چھوٹے اور کمزور ہو جاتے ہیں کہ عورتیں سیدھی چل بھی نہیں سکتیں۔ پاؤں بد نما اور چلتے وقت خمیدہ دکھائی دیتے ہیں۔

چینی عورتوں کے جسم پر ڈھیلا پاجامہ ہوتا ہے جو زیادہ تر ہلکے سے مشابہ ہے اور سینہ بند پر کرتا۔ اور کرتے پر ایک چوڑا کر بند یا پٹی باندھتی ہیں اور مغز عورتیں پاتا یہ بھی پہنتی ہیں۔ اور اون کا لباس اکثر ریشم اور خجاب اور قاقم کا ہوتا ہے اون کے سر کے بالوں میں گلاب کے پھول اور کبھی کبھی مصنوعی پھول بھی ہوتے ہیں۔

چھتری لیکر پیرنا عورتوں کا اچھا فیشن خیال کیا جاتا ہے۔ غریبوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اپنی پیٹھ پر باندھ لیتی ہیں۔

مسلمان عورتیں جو تاتاری کہلاتی ہیں اون کا اکثر لباس چینی عورتوں کا سا ہوتا ہے لیکن اون کی جوتیوں کے تلے زیادہ اونچے ہوتے ہیں۔ مرد ڈھیلا پاجامہ کرتا۔ اور قبا پہنتے ہیں جسکی آستین لمبی ہوتی ہیں۔ مغزین اکثر ریشمی لباس اور موسم سرما میں پشمینہ خجاب اور قاقم پہنتے ہیں۔ عام چینی لوگ بنگالیوں کی طرح سر پر کچھ نہیں رکھتے البتہ مغزین میں ٹوپی اور ٹیٹے کا رواج ہے تمام چینینوں میں چوٹی رکھنے کا دستور ہے ایام طفولیت سے مرتے دم تک چوٹی

کے بال قطع نہیں کرتے اٹکا کاٹتا اور ان کے مذہبی ممنوعات میں داخل ہے اور نکاح خیال ہے کہ جب کوئی مرتد جاتا ہے تو دیوتا مردے کو چوٹی پکڑ کے آسمان پر لیجاتے ہیں۔ اگر بیدایش کے بعد کسی کی چوٹی کٹ جائے تو اوپر کھینچتے وقت وہ چوٹی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مردہ بچے گریڑتا ہے دیوتاؤں کے پاس جانے سے محروم رہ جاتا ہے۔ فوجی سپاہیوں کا یونی فارم المخلوق کی طرح کا ایک انگڑا ہوتا ہے جس کا سینہ گول اور اوپر چینی حروف میں فوج کا نشان رہتا ہے سپاہی ڈھیلے پانچام پر موزہ پہنتے ہیں یا پٹی باندھ لیتے ہیں۔

عہدہ داروں اور افسروں کی ٹوپیوں پر ٹین ہوتے ہیں ان ٹینوں کے رنگوں سے فوج کے مختلف اقسام معلوم ہو سکتے ہیں۔

جنگی فوج کے افسروں کے نیلے۔ عدالتی عہدہ داروں کے کالے اور ایسی ہی دو رنگی ٹوپیاں اور سرشتوں کے دوسرے رنگوں کے ٹین ہوتے ہیں۔ چین میں بڑے گھوڑے نہیں ہیں۔ چھوٹے یا بوتر کی یا بون کی مثل اچھڑ مضبوط اور چالاک ہوتے ہیں۔ لیکن خجربہت بڑے اور صورت اور شکل کے اچھے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں خجروں پر سوار ہونا کچھ معیوب نہیں سمجھا جاتا مغزین اور ادراؤں پر بے تکلف سوار ہوتے ہیں۔ اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔

چینی لوگوں کا سلام جن جن ہے۔ جب ایک دوسرے سے راستے

میں ملتا ہے تو چن چن کہتا ہے اسکا معنی خراج یعنی شہر ہے۔

چین میں ندیوں کی کثرت کے باعث چاول بہت پیدا ہوتے ہیں۔
انواع واقسام کے چاول وہاں دیکھنے میں آئے۔ سفید اور زرد جو اردو رنگ
ہی پونگ نو کے علاقہ میں بہت دیکھی گئی۔ وہاں کی زمین نہایت زرخیز اور
ملک خوب سرسبز و شاداب ہے۔

انگور۔ اوزنا شپانی بھی کثرت سے تھی اس زمانہ میں ناشپاتی کا نام
اگرچہ آخر ہو چکا تھا۔ لیکن پہرہ ہی ہمیں جا بجا راستہ میں اچھی اور نہایت باغز
ناشپاتیاں بکثرت ملتی تھیں۔

شہر یوکن کے ایک حصہ میں جو تاتار شہر کے نام سے مشہور ہے مسلمان
رہتے ہیں۔ چین میں مسلمان کب آئے اور کیونکر آئے یہ تو مجھ چین والوں
سے معلوم نہو سکا مگر عربی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ چین میں مسلمان
ہجرت کی اول صدی کے آخر یا دوسری صدی کے آغاز میں پہنچ گئے تھے۔
لیکن یہ مضمون اور اسکی تحقیقات استقدر طولانی ہے اور روایتیں ایسی
مختلف واقع ہوئی ہیں کہ اس کتاب میں انکے کہنے کا موقع نہیں ہے۔

بہر حال مسلمان بکثرت بلکہ کڑوڑوں ہیں۔ میں نے جہاننگ او نکو دیکھا
مجھے اونکی شکل و شمائل۔ لباس طرز معاشرت۔ اور بود و باش کی حالت میں
بد مذہب والوں سے کچھ فرق نظر نہ آیا۔ اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ

عام چینی سربرہنہ رہتے ہیں اور مسلمانوں کے سروں پر سیاہ ٹوپیاں ہوتی ہیں اور اون کے سروں پر چوٹیاں نہیں ہوتیں۔

مسلمانوں کے مکانات کے دروازوں پر کہیں کہیں کوئی خطا سے بلائیں بھی لکھی ہوتی دیکھی گئی۔ تاہم شہرین مسجدین بھی ہیں مگر مسجدوں کی کثرت نہیں اور انکی وضع بھی مسجدوں کی سی نہیں ہے اور دوسری عمارتوں میں اور انہیں کچھ فرق نہیں پایا جاتا۔ البتہ اونپر بسم اللہ اور دیگر آیات قرآنی لکھی ہوتی ہیں گویا مسجد کی ہی ایک بڑی علامت ہے۔ عربی خط کی خان بالکل پیچیدہ اور کوئی خط کے طرز پر ہے۔

چینیوں کے ہاتھ کا عربی خط ہمارے ملک کے معموری استعداد کے آدمی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ چینی مسلمانوں سے مینے اون کے خیالات مذہبی کو بہت کچھ دریافت کرنا چاہا مگر میرا مترجم نہ تو استدر انگریزی جانتا تھا۔ اور نہ اردو زبان کہ مجھے اون خیالات سے آگاہ کرتا۔ اور نہ کوئی ایسا چینی مسلمان ملا جو میرے خیال کے موافق جواب دے سکتا۔ مجھے چینی مسلمانوں کے لہجے سے استدر معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو اونکا تلفظ ہماری سمجھ میں اچھی طرح نہ آسکیگا۔ چینی اور عربی ملکر ایک لہجہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے ہمارے کان محض نا آشنا ہیں۔

چینیوں کی صنعت اور حرفت قدیم زمانہ سے مشہور چلی آئی ہے مگر انہوں نے

اپنی تجارت کو اپنے ہی ملکوں میں محدود کر رکھا ہے اسکی خاص وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چین کا ملک وسیع ہونے کے باعث اونکو اپنا مال اور سامان تجارتی باہر بیجانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اگر اپنے ملک سے وہ باہر بھی جاتے ہیں تو ملک چین ہی کے اطراف و حواصیل اور قرب و جوار کے جزیروں میں جیسے خشکھائی۔ مانگ کانگ۔ وائی وائی وائی۔ پو کو ہو وغیرہ میں انہیں آمد و رفت کرتے ہیں اور ان سے آگے نہیں بڑھتے۔

نروپیہ کی قسم سے چین کے ملک میں تقریباً سکے ہے جسکو ڈالر کہتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں یہ رائج ہے اور تابنے کے پیسوں کا عام طور سے بڑا دواج ہے پیسہ میں چو کوئی ایک سوراخ ہوتا ہے اس سوراخ میں ستلی ڈالکر سو پیسوں کے ہمارے پرولیتے ہیں۔ ایک ڈالر کے سو پیسے ہناتے جاتے ہیں چینی لوگ جب سودا خریدنے بازار کو جاتے ہیں تو جتنے ڈالروں کی اشیاء خرید کر لے جاتے ہیں ان ڈالروں کے حساب سے اتنے ہی پیسوں کے ہمارے اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں۔

ڈالر کے سوا ایک اور سکہ سلور شوز کے نام سے موسوم ہے دینے چاندی کا جوتا یہ سکہ ڈالروں کی مقدار سے سو سو تو لے تک ہوتا ہے اگر کسی کو نصف یا ربع یا جتنی مقدار کے ٹکڑے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سناہ سے اسے اوتنا قطع کر لیتا ہے اور وہ ٹکڑا کام میں لاتا ہے جب اس قسم کے

دو چار تکرکے کسی کے پاس جمع ہو جاتے ہیں تو جس وزن کا وہ چاہتا ہے سنار لوگو
 فوراً ڈال دیتا ہے دیر نہیں لگتی سنار وزن کے پاس اسکے سانچے موجود رہتے ہیں۔
 لاکسچین مین افیون کا استعمال بہت ہے چین مین افیون دوسرے ملکوں
 سے آتی ہے امر اور غربا سب افیون کا استعمال کرتے ہیں۔

چین مین چائے منچوریا کے ضلع مین بہت پیدا ہوتی ہے

اول قسم شاہی۔ اور شاہی خاندان کے استعمال کی چائے ہے اس چائے
 کو دوسری چائے کی طرح آگ پر رکھکے خشک نہیں کرتے بلکہ اسے فقط دھوپ
 کی گرمی سے خشک کرتے ہیں اس واسطے اسے آگ پر نہ رکھتے بلکہ آگ سے دور رکھتے ہیں
 دھوپ مین خشک کی ہوتی چائے کہتے ہیں اس قسم مین اول درجہ کی چائے کی
 قیمت کافی پونڈ چودھا ڈالڑیک ہوتی ہے۔ اس گران قیمت چہرہ ہی چائے
 دستیاب ہونی دشوار ہے بڑی کوشش اور تلاش سے اس قسم کے تیسرے
 درجہ کی چائے کسی امیر یا رئیس کی وساطت سے فی پونڈ چودہ پندرہ ڈالڑیک کو
 مل سکتی ہے ورنہ میسر نہیں آتی۔ اسکے پتے زعفران کے پتوں کی طرح بالڑیک
 اور بلے بلے ہوتے ہیں اور ان مین چھوٹی چھوٹی گرہیں ہوتی ہیں۔ اور یہ چائے نہایت
 خوشبودار اور باغزہ ہوتی ہے اور بغیر دودھ اور شکر کے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن
 اگر رنگ ذرہ زیادہ ہو جاتا ہے تو اسکے ذرہ مین تلخی آ جاتی ہے مین بہت

کوشش کی کہ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے واسطے شاہی قسم کی چائے
میں سے اول درجہ کی کچھ چائے اپنے ہمراہ لیجاؤں لیکن مجھے دستیاب نہ ہو سکی
دوسرے درجہ کی چائے فی پونڈ سات ڈالر کچھ بہت ہو گئی تھی۔ اسے میں
حیدر آباد لایا تھا۔

دوسری قسم کی وہ چائے ہوتی ہے جسکو منیڈرین ٹی (یعنی امرا کے پینے
کی چائے) کہتے ہیں یہ چائے بھی بہت لطیف اور با مزہ ہوتی ہے چین میں فی پونڈ
دو ڈھائی ڈالر کو ملتی ہے اس قسم کی چائے پینے کا جھکوا کثر اتفاق ہوا ہے لیکن
یہ چائے بھی چین میں بہت مشکل سے بہم ہوتی ہے۔ لیکن میں مسٹر گرین ریڈ
ایک امریکن سوداگر تھے۔ ان کے ذریعہ سے میں نے اس چائے کا انتظام کیا تھا
وہ اس قسم کی چائے میرے لئے چین سے بھیجا کرتے تھے۔

تیسری قسم کی عام استمالی چائے ہوتی ہے اس چائے کا رنگ سنہرا ہوتا
ہے اور چین میں اسکا استعمال کثرت سے ہے۔

چوتھی قسم کی چائے غربا اور مزدوری پیشہ لوگوں کے استعمال کی ہوتی ہے
اسکا رنگ مائل بسا ہی ہوتا ہے اور اس قسم کی چائے کا اکثر سفوف بکتا ہوا
ہے اور جب کے چین کے باشندے بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔

چین میں چائے کی یہاں تک کثرت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی ٹوکان میں
جو ارباؤں مونگ وغیرہ غلہ کے ساتھ چائے کا بھی تھیلا رکھا رہتا ہے یہ وہاں عام

خوراک کی اشیاء کی طرح فروخت ہوتی ہے۔

غرض ویٹرہ مہینے تک بیٹے جنرل گیزلی صاحب کے پاس رہ کر چین کی خوب سیر کی اور اس مدت میں چین کے حالات سے کما حقہ واقفیت مجھ کو حاصل ہوئی اس زمانہ میں چینی بالکل مغلوب ہو گئے تھے صلح کی کارروائی جاری تھی۔ اور آئندہ لڑائی کی کسی قسم سے امید نہ تھی جنرل کا ونٹ والڈر سی فیلڈ مارشل کی رائے سے یہ امر قرار پایا تھا کہ موسم سرما ختم ہونیکے بعد وول یورپ کی کل فوجیں اپنے اپنے ملکوں کو واپس ہو جائیں۔

اس موقع پر جنرل گیزلی صاحب نے مجھے ہمارا جہہ سندھیا اور ہمارا جہہ بیکانیر کو یہ صلاح دی کہ پکین مین تین مہینے رہنے کی بجائے اگر آپ اوس فوج کے ساتھ جو ہندوستان واپس جانے والی ہے ہندوستان پہنچ جائیں تو بہتر ہوگا کہ بیٹے جنرل گیزلی صاحب کی رائے کے ساتھ اتفاق کر کے ہندوستان کی طرف رجعت کا ارادہ کیا۔

خصت کے وقت جنرل گیزلی صاحب مجھے ہمارا جہہ سندھیا اور ہمارا جہہ بیکانیر کو فیلڈ مارشل کا ونٹ والڈر سی کی ملاقات کے واسطے اپنے ہمراہ لے گئے کا ونٹ موصوف شاہی مکانات میں مقیم تھے اون کے دروازہ پر جرمن فوج کا گارڈ نہایت توڑک و اچھٹام کے ساتھ یونی فارم پہنیے موجود تھا ملاقات کے وقت کا ونٹ موصوف نہایت تپاک سے پیش آئے ہمارا جہہ سندھیا ہمارا جہہ بیکانیر

اور مجھے دیر تک باتیں کرتے رہے پہرہم اون سے رخصت ہو کر اپنے مستقر کو واپس آئے۔

۷۔ سہ ماہ ڈسمبر ۱۹ء عیسوی کو خبر لی گئی کہ لی اور دوسرے دوستوں سے رخصت ہو کر مہاراجہ سندنند ہیا۔ مہاراجہ بیکانیر اور مین پکین سے روانہ ہوئے اور تیسرے روز پٹنچپن پہونچے یہاں وائیس لیس ٹیلیگراف اسٹیشن میں نئی بغیر تار کے خبر رسائی کا تار لگ رہا تھا جو انفر وہاں مقرر تھے اونہوں نے سب آلات اور خبر رسائی کے طریقے بتلائے یہ ٹیلیگراف نہایت تعجب انگیز ہے۔ سرسری نظر سے اس کے اصول برابر سمجھ میں نہیں آتے۔

۸۔ دو شکر روز پٹنچپن میں جنرل کمٹنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ سندنند ہیا یہاں سے اپنے جہاز کو الیاز پیر سوار ہو کر تشریف لیکے مین دو شکر جہاز پیر سوار ہو کر روانہ ہائی وائی کو روانہ ہوا اس شام ہمارا جہاز ٹاکو پہونچا۔ یہاں ٹرینیل۔ پیر پادریل دونوں جہاز کھڑے تھے۔ پادریل جہاز میں ٹرینیل سرسوار تشریف رکھتے تھے اونہوں نے ہمارے جہاز پر بلوایا۔ چونکہ مہاراجہ سندنند کا جہاز ہم سے اول روانہ ہوا تھا۔ وہ صبح ہی سے اس جہاز میں تشریف رکھتے تھے ہم بارہ بجے وہاں پہونچے تھے ہم نے ڈومرل صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کہا یا اور جہاز کی خوب سیر کی۔ مہاراجہ سندنند ہیا نے ایک روز اوسے جگہ قیام کیا لیکن میں اوسے روز وہاں سے روانہ ہو گیا۔

چلے روز ہمارا جہاز ہانگ کانگ پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی سرہنری بلیک گورنر ہانگ کانگ کا ایک خط مجھ کو ملا جس میں ادھون نے اپنے پاس فروکش ہونے کے لئے مجھے دعوت دی تھی میں نے ادن کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور جہاز سے اترتے ہی گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوا۔

اس مدت میں سرہنری بلیک اور لیڈی بلیک کے پاس گورنمنٹ ہوس میں قیام پذیر رہا پھر ہمارا جہاز وہاں سے روانہ ہوا چودہ روز تک دریائی سفر میں گزرے اس وقت دریائیں تلاطم کم تھا نرج ایہا رہا۔ جہاز میں مسافر بھی تھوڑے تھے۔ ۲۸ دسمبر کو صبح کے چھ بجے ہمارا جہاز کلکتہ پہونچا۔ میں جہاز کے کپٹن اور دوسرے دوہتوں سے رخصت ہو کر کلکتہ کے گریٹ ایسٹرن ہوٹل میں فروکش ہوا۔ یہاں سفر کی ماندگی کے باعث میں نے دو تین روز آرام لیا۔

پھر جنوری ۱۹۷۱ء میں سیوی کوریل پر سوار ہو کر حیدر آباد کی طرف عازم ہوا اور گیارہویں تاریخ حیدر آباد میں داخل ہوا۔ اسٹیشن پر میرے احباب اور افسران فوج جو میری ملاقات کے لئے آئے تھے ادن سے میں ملاقات کر کے سیدھا ڈیوڑھی مبارک میں آیا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں میں نے اپنی حاضری کی نظر گزارائی۔ دوسرے روز قدر قدرت اعلیٰ حضرت دیرنگ جنگ چین کے حالات استفسار فرماتے رہے۔

میں نے جو عجائب و غرائب ملک چین کے اس طو لانی سفر میں بچشم خود دیکھے تھے

یا سنے تھے اور جو جو واقعات جنگ چین کے میری نظر سے یا میری وہاں قیام کے زمانہ میں دوسرے مقامات پر گزرے تھے اُن میں سے اکثر خدمتِ اقدسِ واعلیٰ میں عرض کئے۔

اوسنی زمانہ میں ولایت کے تارون سے معلوم ہوا کہ ملکہ منطیہ کو کشور یہ ملکہ انگلستان
وقیمر چند خستانتان کا فرج علیل ہے یہ حالت ایسی بڑی ہے کہ اجنوری سال ۱۹۱۱ عیسوی کو
ملکہ کو کشور یہ نے جہان خانی سے ملک جاودانی کو رحلت کی۔

الحمد لله الذي جعله أول

سوانح افسری

یعنی لا یمکر فی نواب اعترجنگ اعترالدولہ سرافسر الملک بہادر
کے سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ وی۔ او۔ اے ڈی۔ سنی کیا تدریجیت افواج باقاعدہ
مالک محروسہ سرکار اصفیہ نظامیہ شہر مولیٰ اور دوسری جگہ لارڈ کرپن کے تشریف آوری
حیدر آباد کے فضول سے آغاز ہوئی۔

معذرت

سوانح افسری کے طبع ہوتے وقت سہو کا تہیہ بعض مقامات پر الفاظ غلط
رہ ہو گئے ہیں اس لئے ایسے تمام الفاظوں کی تصحیح کر کے ایک تختہ غلط اور صحیح
لفظ کا اس کتاب کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔ ناظرین کتاب ہذا سے استدعا ہے کہ
ملاحظہ کے وقت بعض مقامات پر جو الفاظ غلط پائے جاوین انکو اس تختہ غلط و صحیح
نلاحظہ فرمائیں۔

تختہ غلط و صحیح سوانح افسری جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۱۰	فار بن سکرٹری	فار بن سکرٹری
۸۲	۱۲	تہین	تہین
۹۶	۱۰	سقارت	سفارت
۹۷	۱۶	خاگ	خاک
۹۸	۳	سر لوٹس کیو کناری	سر لوٹس کیو کناری
۱۰۶	۳	کوٹھیا	کوٹھیا
۱۲۷	۳	کوٹھیا	کوٹھیا
۱۵۱	۴	مائیون	مائیون
۱۵۵	۱۵	مائیون	مائیون

ہیئت	بھیٹ	۵	۱۶۵
افروختہ	افروختہ	۹	۱۶۶
منع کرینمین	منع کرتے ہیں	۱۱	"
ایسی حالت	اسی حالت	۱۱	"
تسلط	تسلط	۳	۱۶۷
اسوقت اس انتظام	اسوقت اس انتظام	۱۲	۱۶۸
حفظ ماتقدم	تقدم بالحفظ	۱۱	۱۶۹
اتفاق	اتفاق	۱۶	"
۱۲۹۸	۱۳۹۸	۲	۲۲۹
۱۳۱۵	۱۳۲۵	۱۳	"
سرچارلس گاف	سرہیوگاف	۱	۲۳۲
چارلس گاف	ہیوگاف	۱۰	"
قابلیت	قابلیت	۱۱	۲۳۶
چارلس گاف	ہیوگاف	۱	۲۴۰
ستاق	سناؤ	۱۲	۲۵۶
بارن دیہان	بارن ڈیہان	۷	۳۱۲
بارن	بارن	۱۳	"

ڈیج	ڈیج	۱۶	۳۱۳
بارن ڈیہان	بارن ڈیہان	۴	۳۱۳
"	"	۵	"
"	"	۶	"
"	"	۸	"
"	"	۱۳	"
بنے	بتے	۱۵	۳۱۶
جیوالی خصال	جیوالی خصال	۱۵	"
کاوری	گادری	۸	۳۳۴
چالیں کوس	بیں کوس	۱۱	۳۴۰
مال بسیاہی	مال بسیاہی	۳	۳۴۶
حرخون	حرخون	۹	۳۹۰
توالج	توالج	۱۱	۴۰۴
اسنو لپٹ	اسنو لپٹ	۱۲	"
کناڈنگ مقرر ہو	اس سترین فقرو بڑایا گیا	۳	۴۸۲
نارمن	سوفارمن	۴	"
جزیرہ	جزیرہ ٹمائے ملایا	۹	۴۹۰